

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
کے مکاتیب میں سے عوام و خواص کے لئے چیدہ چیدہ ارشادات کا انتخاب

معارف و حقائق

جامع و مرتب
داماد حضرت شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی رحمہ اللہ

زمزم پبلشرز

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مقہ
کے مکاتیب میں سے عوام و خواص کے لئے چیدہ چیدہ ارشادات کا انتخاب

معارف حقائق

جامع و مرتب

داماد حضرت شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی رحمہ اللہ

خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہ
تہتم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد (مدفن جنت البقیع)

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار - کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام :	معارف و حقائق
تاریخ اشاعت :	مارچ ۲۰۰۲ء
باہتمام :	احباب زم زم پبلشرز
کمپوزنگ :	فاروق اعظم کمپوزرز فون : 63 75 386
سرورق :	لومینر گرافکس
مطبع :	
ناشر :	زم زم پبلشرز، شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی
	فون: 7725673 - 7760374 فیکس: 7725673
	ای میل - zmzm01@cyber.net.pk
	zamzam@sat.net.pk

ملنے کے دیگر پتے : دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
علمی کتاب گھر اردو بازار - کراچی
قدیمی کتب خانہ بالتقابل آرام باغ - کراچی
مدتی ٹرسٹ، بسیلہ چوک - کراچی فون : 7224292
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار - لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرض مرتب	۳۱
۲	صاحب مکتوبات کا تعارف	۳۳
۳	بیعت کا مسنون ہونا	۴۴
۴	اولوا العزم ہستیوں کا شیوہ	۴۴
۵	اگر میلان طبع مولانا اشرف علی تھانویؒ کی طرف نہیں ہے	۴۵
۶	میرے اور آپ کے علاقہ محض لوجبہ اللہ ہونے چاہئیں	۴۵
۷	اولاد کو انگریزی تعلیم دلوا کر دوزخ کا کندہ بنانا	۴۶
۸	اصلاح نفس کا خیال ایک نفس پرور سے؟	۴۶
۹	محبوب حقیقی تک رسائی حضرت تھانویؒ کی بارگاہ میں ارہی ہے	۴۷
۱۰	اپنے مرید کو حضرت تھانویؒ سے بیعت کا حکم	۴۷
۱۱	صحبتہ الشیخ ساعدہ خیر من عبادۃ ستین سہ	۴۸
۱۲	کیا تعلقات بین المرید والشیخ خدمات مالیہ کے لئے ہوتے ہیں؟	۴۸
۱۳	میں بارگاہ رشیدی کا سب سے چھوٹا غلام ہوں	۴۹
۱۴	در محفل خود رہ مدہ ہچو منے را: افسردہ دل افسردہ کندا نچنے را	۴۹
۱۵	عمر ستر ۷۰ سے تجاوز کر گئی مگر توشہ آخرت کچھ نہیں	۸۰
۱۶	میں اپنے آپ کو ننگ اسلاف کیوں لکھتا ہوں؟	۸۰
۱۷	توجہ الی اللہ اور اصلاح نفس کی مجھ کو فرصت کہاں	۸۱
۱۸	محرومیت نے دامن نہ چھوڑا	۸۱
۱۹	آپ کا مجھ سے بیعت کرنا سخت غلطی تھی	۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۰	پرائے پوت کس نے پالے	۸۲
۲۱	آپ کامل تارک الدنیا کو تلاش کیجئے	۸۲
۲۲	انسان کو صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگانا چاہئے	۸۳
۲۳	رجعت کے اسباب	۸۳
۲۴	مجلس کے سب سے بڑے کو پیش کرو	۸۳
۲۵	فنا فی الشیخ ہونا سلوک میں ضروری ہے	۸۴
۲۶	اپنے شیخ اور مرشد سے رابطہ منقطع کرنا غلط ہے	۸۴
۲۷	وظائف وغیرہ کے لئے صاحب مجاز سے اجازت حاصل کرنا کیوں اور کس لئے؟	۸۵
۲۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بحالت خواب بوسہ دینا	۸۵
۲۹	منیجر سیاست کی طلب پر المعراج نامی مضمون	۸۵
۳۰	سورہ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کرنا	۸۶
۳۱	نوافل کر ترک کر کے قضاء عمری میں اشتعال بہتر ہے	۸۶
۳۲	سودی قرضہ ہرگز نہ لیں	۸۶
۳۳	میرا محبوب فقط اللہ ہے	۸۶
۳۴	”تکیہ“ نہایت مبارک اور مسعود جگہ ہے	۸۶
۳۵	سالک کا دل بڑھانے کے لئے الہامات	۸۷
۳۶	نماز میں وساوس کا علاج	۸۷
۳۷	مشائخ طریقت کو ایصال ثواب کا طریقہ	۸۷
۳۸	حسینوں کے جال سے بچنے کا طریقہ	۸۸
۳۹	یک در گیر محکم گیر	۸۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۹	حضرت گنگوہیؒ کی وفات پر	۴۰
	حضرت شیخ الہندؒ کے کہے ہوئے مرثیہ پر اعتراض	
۸۹	امور مسئلہ کے جوابات	۴۱
۹۰	خدا کا طالب شرم کرے تعجب ہے	۴۲
۹۰	تہجد کی رکعتوں میں کوئی تحدید نہیں	۴۳
۹۱	جس دم کا طریقہ	۴۴
۹۲	بارہ تنبیح کا طریقہ	۴۵
۹۳	خلو معدہ کے وقت ذکر کرنا چاہئے	۴۶
۹۳	سالک کو جو واقعات پیش آئیں الخ	۴۷
۹۳	تنگ دستی دور کرنے کا عمل	۴۸
۹۴	تصور شیخ کا طریقہ	۴۹
۹۴	تزکیہ قلب کے لئے سب سے زیادہ مؤثر عمل	۵۰
۹۴	پاس انفاس کا طریقہ	۵۱
۹۵	جو حالتیں خواب وغیرہ کی پیش آئیں لوگوں سے بیان نہ کیجئے	۵۲
۹۵	نماز اور روزہ کی قضاء کس طرح	۵۳
۹۵	امور مسئلہ عنہا کا جواب	۵۴
۹۶	تضرع و زاری مطلوب ہے	۵۵
۹۶	ابتداء میں سالک کے لئے تنہائی ضروری ہے	۵۶
۹۶	مسجد کے اوقاف کے بارے میں علماء ہند کا فتویٰ	۵۷
۹۶	دار الحرب میں سود کا مسئلہ	۵۸
۹۷	قرآن کی تلاوت اگرچہ بلا معنی ہو مفید ہے	۵۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۶۰	جوابات حسب ذیل ہیں	۹۷
۶۱	ذکر اس قدر کیجئے کہ بے اختیار جاری رہنے لگے	۹۹
۶۲	مولانا تھانویؒ کے مواعظ بہت مفید ہیں	۹۹
۶۳	پریشانیوں کے ازالہ کے لئے عمل	۱۰۰
۶۴	سلطان الاذکار کے آثار	۱۰۰
۶۵	پاس انفاس کی اصلی غرض	۱۰۰
۶۶	نفاق کے شعبے	۱۰۱
۶۷	اہل و عیال کی خبر گیری ضروری ہے	۱۰۱
۶۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قلت ہدیہ سے شرم کیوں	۱۰۱
۶۹	حضرت نانوتویؒ کا شجرہ دعاء پڑھ لیا کیجئے	۱۰۱
۷۰	دل کا لگنا مطلوب نہیں	۱۰۲
۷۱	بیوی کے ساتھ خلوت بھی روح کو جلا دیتی ہے	۱۰۲
۷۲	رمضان کو سفر میں ہرگز ضائع نہ کیا جائے	۱۰۲
۷۳	ایں ہمہ غنیمت است	۱۰۳
۷۴	والدین کی خدمت گزاری عبادت ہے	۱۰۳
۷۵	آخر شب میں اٹھنے کے لئے مجرب عمل	۱۰۳
۷۶	اصلی عبادت شکر ہے	۱۰۴
۷۷	آپ اگر ضرورت سمجھیں تو	۱۰۴
	مولانا الیاس صاحب کی خدمت میں عریضہ پیش کر دیں	
۷۸	عام دعاؤں کے لئے زیادہ مناسب دعا	۱۰۴
۷۹	اسلاف اور مسلمانوں کے لئے مختصر دعاء	۱۰۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۰	دعاء میں دل لگنا ضروری ہے	۱۰۵
۸۱	حسن خاتمہ کے لئے نہایت مؤثر آیت	۱۰۵
۸۲	آفات و مصائب سے بچنے کا عمل	۱۰۶
۸۳	مسلمانوں کے لئے جملہ تکالیف موجب کفارہ سینات ہیں	۱۰۶
۸۴	یہ دنیا دار الالبلاء والا امتحان ہے	۱۰۶
۸۵	قرض کی ادائیگی کا عمل	۱۰۷
۸۶	جب وساوس کا غلبہ ہو تو کیا کریں	۱۰۷
۸۷	بچہ والدین کے لئے حجاب عن النار ہوتا ہے	۱۰۷
۸۸	بچپن میں اولاد کے مرجانے سے خوش ہونا چاہئے	۱۰۸
۸۹	دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۱۰
۹۰	قلت کلام اور قلت مجالست کو عمل میں لائیے	۱۱۰
۹۱	الحمد للہ فلاں شخص کو رونا آ گیا	۱۱۱
۹۲	محبوب حقیقی کی رضا و خوشنودی مقصد اصلی ہے	۱۱۲
۹۳	مراقبہ کس کو کہتے ہیں؟	۱۱۳
۹۴	قوالی طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے	۱۱۵
۹۵	کب تک رسمی اور اصطلاحی علوم میں دل و دماغ کھپائے گا	۱۱۵
۹۶	خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مصیبت نہ آنے پر رونا	۱۱۵
۹۷	جلسہ بازیاں اور لکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں	۱۱۶
۹۸	سوالات کے جوابات	۱۱۶
۹۹	فتنہ خاکساری بہت بڑا فتنہ ہے	۱۱۷
۱۰۰	قوت حافظہ کے لئے عمل	۱۱۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۱	بیعت توبہ اور بیعت ارشاد میں فرق	۱۱۸
۱۰۲	میری دعائیں صرف احباب اور بزرگوں تک منحصر نہیں	۱۱۸
۱۰۳	ہند میں رہ کر مدینہ کے عشق میں بے قرار رہنا ہزار درجہ بہتر ہے	۱۱۹
۱۰۴	ذکر کرتے کرتے چھوڑ دیا جائے تو قلب میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے	۱۲۱
۱۰۵	فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب	۱۲۲
۱۰۶	حقوق العباد توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے	۱۲۲
۱۰۷	جس قدر مطلوب بڑا ہوتا ہے اسی قدر مشقتوں کا برداشت کرنا بھی ضروری ہوتا ہے	۱۲۳
۱۰۸	ذکر پر مداومت کیجئے چاہے دل لگے یا نہ لگے	۱۲۳
۱۰۹	ذکر کی قسمیں	۱۲۳
۱۱۰	اگر مستحق لذت و راحت ارباب تقویٰ ہوتے تو	۱۲۳
	سب سے زیادہ راحت میں انبیاء ہوتے	
۱۱۱	جو کام بھی کیجئے حسن نیت سے کیجئے	۱۲۵
۱۱۲	ذکر قلبی کا طریقہ	۱۲۶
۱۱۳	تسبیحات ستہ صبح و شام	۱۲۶
۱۱۴	اگر مروجہ میلاد اور عرس میں عدم شرکت ایذا رسانی کا باعث ہو تو	۱۲۶
	شرکت کر لیں	
۱۱۵	اپنی جائیداد کا انتظام خود کیجئے	۱۲۷
۱۱۶	پیلو کی مسواک سب سے افضل ہے	۱۲۷
۱۱۷	ذکر قلبی محض تھوڑا اور دھیان سے ہوگا	۱۲۷
۱۱۸	موت اگر امید افزا واقع ہوئی ہے تو خوشی کی بات ہے	۱۲۷

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۸	وساوس کے علاج کا طریقہ	۱۱۹
۱۲۹	ذکر روجی کس کو کہتے ہیں	۱۲۰
۱۲۹	جیل کے ایام کو غنیمت سمجھئے	۱۲۱
۱۳۰	آپ کے جیل پہنچنے میں کیا عجب ہے کہ خدا کے یہاں بڑی خیر مضمرو ہو	۱۲۲
۱۳۱	ملکہ یادداشت کس کو کہتے ہیں؟	۱۲۳
۱۳۱	ایک اسرائیلی کے ایک سوال ایلیمان کے قتل کر دینے پر بھی مغفرت فرمادی	۱۲۴
۱۳۲	مراقبہ ذات مقدسہ باری عزوجل	۱۲۵
۱۳۳	صرف مراقبہ اور توجہ الی الذات میں وقت صرف کیجئے	۱۲۶
۱۳۳	حضرت گنگوہیؒ کا پسندیدہ درد شریف	۱۲۷
۱۳۴	تبلیغی جماعت کے افراد کی ذمہ داری	۱۲۸
۱۳۴	دیہات میں ابتدائی دینی مکاتب کا جاری کرنا ضروری ہے	۱۲۹
۱۳۴	جیل سے رہائی کے لئے کوشش میں کوئی حرج نہیں	۱۳۰
۱۳۵	ممنوع الاجازت امی کی تعریف	۱۳۱
۱۳۵	جسمانی تکالیف ذکر کی تاثیرات ہیں	۱۳۲
۱۳۵	انانیت، جاہ پرستی، نفس پرستی، خود غرضی، اس راہ میں سد عظیم ہیں	۱۳۳
۱۳۶	میں آپ کو بیعت توبہ کی اجازت دیتا ہوں	۱۳۴
۱۳۷	تحقیق فلاں بزرگ نے فلاں کی نسبت سلب کر لی	۱۳۵
۱۳۷	چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت	۱۳۶
۱۳۷	روضہ اقدس پر حاضری کے وقت جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے	۱۳۷
۱۳۸	توجہ الی الذات میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے	۱۳۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۹	وفی انفسکم افلا تبصرون اعلیٰ درجہ کا مراقبہ ہے	۱۳۸
۱۴۰	بیعت لینے کا طریقہ	۱۳۹
۱۴۱	اللہ تک پہنچنے کے لئے راہیں بے شمار ہیں	۱۴۰
۱۴۲	لطائف مدد کہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے	۱۴۲
۱۴۳	تبلیغ دین کی راہ میں مشکلات ناگزیر ہیں	۱۴۳
۱۴۴	اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا	۱۴۳
۱۴۵	حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات میرے پاس نہیں	۱۴۴
۱۴۶	بیوی کا نفقہ شوہر پر کب واجب نہیں؟	۱۴۴
۱۴۷	سفر حج نہایت مبارک سفر ہے	۱۴۴
۱۴۸	حافظ ابن تیمیہؒ کا مسلک غلط ہے	۱۴۴
۱۴۹	چالیس نمازیں اس حصہ میں ادا کیجئے جو زمانہ نبوت میں مسجد تھا	۱۴۵
۱۵۰	مہدی تین ہیں، لغوی، اصطلاحی، موعود	۱۴۶
۱۵۱	استدراج کس کو کہتے ہیں؟	۱۴۶
۱۵۲	تصور شیخ کے کیا معنی ہیں؟	۱۴۶
۱۵۳	تصور شیخ میں غلو	۱۴۷
۱۵۴	دارالحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟	۱۴۸
۱۵۵	ختم سورہ یسین شریف کی ترکیب	۱۴۸
۱۵۶	شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟	۱۴۹
۱۵۷	مدار نجات نسب نہیں ہے عمل ہے	۱۴۹
۱۵۸	سادات پر تمام مسلمانوں کی خدمت گزاری ضروری ہے	۱۴۹
۱۵۹	جس چیز سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے	۱۵۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۵۱	ابتدائے اسلام میں نماز کے اندر فعل کثیر ممنوع نہ تھا	۱۶۰
۱۵۱	فرائض کھڑے ہو کر پڑھنا اولیٰ ہے	۱۶۱
۱۵۱	امارت کے لئے اور بہت سے اہل اور لائق اشخاص موجود ہیں	۱۶۲
۱۵۲	مہمانوں کی خدمت سنت ابراہیمی ہے	۱۶۳
۱۵۲	اس مرتبہ جیل کی مہمانی کے بعد ممکن ہے کہ	۱۶۴
	دارالعلوم سے میرا قطع تعلق کر دیا جائے	
۱۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت کھایا یا نہیں؟	۱۶۵
۱۵۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچامہ پہننا ثابت ہے یا نہیں؟	۱۶۶
۱۵۴	کیا تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا پیسہ لگایا جاسکتا ہے؟	۱۶۷
۱۵۴	کیا مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جاسکتا ہے؟	۱۶۸
۱۵۴	مجمع عام میں زبان عام فہم استعمال کرنی چاہئے	۱۶۹
۱۵۵	صاحبزادی کے لئے نئی جیل الہ آباد سے مٹھائی کا پارسل	۱۷۰
۱۵۵	تصنیف و تالیف کی طرف میری توجہ نہ ہونے کی وجہ	۱۷۱
۱۵۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے	۱۷۲
۱۵۶	دیگر مسائل کے جوابات	۱۷۳
۱۵۷	آپ حضرات مفت میں غازی بن رہے ہیں	۱۷۴
۱۵۸	شیخ سراج الدین قدیم اور ممتاز محسن ہیں	۱۷۵
۱۵۸	بزرگوں کی ارواح کو کس طرح ثواب پہنچایا جائے؟	۱۷۶
۱۵۹	کیا عقد نکاح کیلئے گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے؟	۱۷۷
۱۵۹	ابابیل کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟	۱۷۸
۱۶۰	شیعوں کے وضو کے بقیہ پانی کا کیا حکم ہے؟	۱۷۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۰	شیعہ کے یہاں کھانا کیسا ہے؟	۱۶۰
۱۸۱	شب برأت کے حلوے کا کیا حکم ہے؟	۱۶۰
۱۸۲	اگر سنی گواہوں کے علاوہ ایک شیعہ گواہ بھی ہو تو نکاح ہو جائے گا؟	۱۶۰
۱۸۳	کابین نامہ میں اگر تفویض طلاق شوہر کی جانب سے ہے تو صحیح ہے یا نہیں؟	۱۶۱
۱۸۴	نکاح کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟	۱۶۱
۱۸۵	کیا عید کی نماز کے بعد ملنا اور مصافحہ و معانقہ کرنا مسنون ہے؟	۱۶۱
۱۸۶	یعنی جیل الہ آباد میں عید	۱۶۲
۱۸۷	۲۲ تاریخ کو رہائی کا انتظار کریں	۱۶۲
۱۸۸	ضیافتیں موجب شکر گزاری ہیں	۱۶۳
۱۸۹	حلق نامہ مسٹر محمود افسر انچارج پولیس اسٹیشن روڑ کی	۱۶۳
۱۹۰	سبز چائے کہاں پیدا ہوتی ہے، کہاں استعمال کی جاتی ہے؟	۱۶۵
	کس طرح بنائی جاتی ہے؟	
۱۹۱	صراط مستقیم ہی سید احمد شہیدؒ کے ملفوظات ہیں	۱۶۶
۱۹۲	امداد السلوک رسالہ مکہ کا ترجمہ ہے	۱۶۷
۱۹۳	صدقہ اور قرض حسنہ کا ثواب	۱۶۷
۱۹۴	اگر میں تسخیر کا کوئی عمل جانتا تو جیل میں کیوں پڑا ہوتا	۱۶۸
۱۹۵	حضرت گنگوہیؒ کو خواب میں دو مرتبہ اور حضرت شیخ الہندؒ کو کئی مرتبہ دیکھا	۱۶۸
۱۹۶	بخاری کیلئے حضرت شیخ الہندؒ کے تراجم اور	۱۶۸
	بخاری کے حواشی بہت کارآمد ہیں	
۱۹۷	روزانہ درس کیلئے بخاری کے سند کے الفاظ	۱۶۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۶۹	اجازت فی الحدیث	۱۹۸
۱۷۰	کیا آپ سے تعلق انجمن کی ممبری پر موقوف ہے؟	۱۹۹
۱۷۰	ہماری سیاسیات میں شمولیت کا مشغلہ کب تک؟	۲۰۰
۱۷۱	انگریزوں کی اسلام دشمن حکومت کو مٹانے کی تحریک	۲۰۱
۱۷۱	۳۲ء میں مراد آباد جیل میں رمضان المبارک کا معمول	۲۰۲
۱۷۲	مراد آباد جیل سے حضرت حاجی صاحب کے لئے قربانی	۲۰۳
۱۷۲	بعض ممبران شوریٰ کو جیل میں بند مدرسین کی تنخواہوں پر اعتراض	۲۰۴
۱۷۵	مدرسہ شاہی کے فرائض	۲۰۵
۱۷۶	جانشین شیخ الہند لکھنے پر اظہارِ ناراضگی	۲۰۶
۱۷۷	اگر آپ حضرات کا یہی معاملہ رہا تو بہت جلد	۲۰۷
	مجھ کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا	
۱۷۸	رزق کا کفیل دارالعلوم نہیں ہے	۲۰۸
۱۷۸	کانگریس غیر قانونی جماعت ہے میں یوپی کا نائب صدر ہوں	۲۰۹
۱۷۹	ہم کو کسی سے دشمنی نہیں ہے	۲۱۰
۱۷۹	جمعیت علماء ہند کا مسلم لیگ سے اتحاد تعاون	۲۱۱
۱۸۰	دارالعلوم سے پونے دو مہینہ کی رخصت بوضع تنخواہ	۲۱۲
۱۸۰	چودھری خلیق الزمان صاحب کا خط	۲۱۳
۱۸۰	مسلم لیگ نے کامیاب ہونے کے بعد اپنے عہد و بیان کو توڑ دیا	۲۱۴
۱۸۱	جناب صاحب کا ارشاد، وہ پولیٹیکل وعدے تھے	۲۱۵
۱۸۱	جناب صاحب اور مسلم لیگ برطانیہ کے حامی و مددگار تھے	۲۱۶
۱۸۲	غیر مسلم کے ساتھ دوستی مسلم لیگ کا دستور اساسی	۲۱۷

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۸۲	نوجوان طلباء کو اپنی تعلیم پوری کرنی چاہئے	۲۱۸
۱۸۲	مہمان کی غلطی پر حضرت کا معافی چاہنا	۲۱۹
۱۸۳	آئندہ تقسیم کا بار مجھ پر نہ ڈالیں	۲۲۰
۱۸۳	میں حضرت مجددؑ کی اولاد میں سے نہیں ہوں	۲۲۱
۱۸۳	ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں ہے	۲۲۲
۱۸۴	جمعیۃ علماء کا قیام ہر زمانہ میں مسلمانوں کے لئے لازم ہے	۲۲۳
۱۸۴	مولانا آزاد اسلامی فرائض کی ادائیگی میں جفاکش جاننا ہیں	۲۲۴
۱۸۵	روساء صرف مادیت کے پرستار ہوتے ہیں	۲۲۵
۱۸۵	قضاء عمری کے متعلق ایک شبہ	۲۲۶
۱۸۶	یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں عمل شیطانی ہے اور فلاں عمل غیر شیطانی	۲۲۷
۱۸۶	مولانا نجم الدین کی تصنیف ”یادگار سلف“ کو دیکھ کر اظہار تائثر	۲۲۸
۱۸۷	ایک سوال صبر مقدم ہے یا شکر	۲۲۹
۱۸۷	میرے نکاح پڑھنے کیلئے مہر فاطمی کیوں شرط ہوتی ہے؟	۲۳۰
۱۸۹	تیر قضاء کو نبی یا ولی کی دعا روک سکتی ہے	۲۳۱
۱۸۹	مبارک پورا اور سکورو کا موٹر کا بار صرف میری وجہ سے اٹھانا پڑا	۲۳۲
۱۹۰	اصلاح و تبلیغ میں ہمیشہ قول لین کا خیال رکھنا چاہئے	۲۳۳
۱۹۰	مکتوبات کی جمع و ترتیب اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو کیجئے	۲۳۴
۱۹۱	اسارت مالٹا کے زمانہ میں چھ افراد خاندان راہی ملک عدم	۲۳۵
۱۹۲	حضرت شیخ الہندؒ مالٹا میں نہایت صابر و شاکر ہیں	۲۳۶
۱۹۲	مالٹا میں سورہ تراویح	۲۳۷
۱۹۳	مولانا مرتضیٰ حسن کو نہ آنیوالے موعودہ پارسلوں کا شکریہ پہونچادیں	۲۳۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۹۳	ہم کو اپنی آزادی کی ابھی کوئی خبر نہیں	۲۳۹
۱۹۳	ہم لوگ اس وقت ”ابدال فرشتہ“ میں مقیم ہیں	۲۴۰
۱۹۴	سولیس میں قیام	۲۴۱
۱۹۵	سپرٹنڈنٹ اگرچہ یورپین ہے مگر اس میں آدمیت ہے	۲۴۲
۱۹۶	جیل کا سکون مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا نہ کروں	۲۴۳
۱۹۶	نہ میں محمودی ہوں، نہ رشیدی، نہ قاسمی ہوں نہ امدادی	۲۴۴
۱۹۷	کیا راتوں کو آپ نے تنگ نہیں کر دیا؟	۲۴۵
۱۹۸	صدقہ دافع بلا اور وہاء ہے	۲۴۶
۱۹۸	تا واقف حضرات کیلئے شرما کر سفارشیں لکھ دیتا ہوں	۲۴۷
۱۹۹	تفسیر بالرائے کی ممانعت	۲۴۸
۱۹۹	اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام باقی رہے تو بہت جلد بیدار ہو جائیے	۲۴۹
۱۹۹	برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ہندوستان کی دوسری قوموں کو ساتھ لینا ضروری ہے	۲۵۰
۲۰۰	آزادی کے بعد مشترک نظام کو موجودہ سامراجی نظام کے مقابلہ میں اہوں ابلتین قرار دیا جاتا ہے	۲۵۱
۲۰۱	سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں	۲۵۲
۲۰۲	ہندوستان کا نظام حکومت	۲۵۳
۲۰۳	مجوزہ پاکستان کی مشکلات اور نقصانات	۲۵۴
۲۰۵	ہندوستان دارالحرب ہے	۲۵۵
۲۰۵	بینکوں میں سود کو چھوڑ دینا جائز نہیں	۲۵۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۵۷	استعانت بالمشرکین	۲۰۵
۲۵۸	دشمن کوئی بڑا ہوتا ہے کوئی چھوٹا	۲۰۷
۲۵۹	انگریز تین صدی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو فنا کر رہا ہے	۲۰۷
۲۶۰	ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے باوجود آزادی خواہوں کو قتل کیا	۲۰۷
۲۶۱	ہندو ایک ہزار برس سے رعیت چلا آ رہا ہے	۲۰۸
۲۶۲	اکابر اسلام نے ہندوستان سے انگریز کو نکالنا ضروری سمجھا	۲۰۸
۲۶۳	مسلم لیگ اور مہاسبھا کی ولادت کیوں ہوئی؟	۲۰۹
۲۶۴	مسلم لیگ کا نظام ترکیبی	۲۰۹
۲۶۵	فارغ البال نہ ہونے کی وجہ سے بمبئی حاضر ہونے سے قاصر رہا	۲۱۰
۲۶۶	ترجمہ قرآن کریم کے بند کرنے پر صدمہ ہوا	۲۱۱
۲۶۷	ضعیف العمری میں شادی ارشاد طریقت کے منافی نہیں	۲۱۱
۲۶۸	ختم بخاری شریف پر مبارکباد	۲۱۳
۲۶۹	نماز باجماعت ادا کریں	۲۱۴
۲۷۰	چند سوالات کے جوابات	۲۱۴
۲۷۱	بالغ ہو جانے کے بعد عقد شرعی میں ہرگز دیر نہ کیجئے	۲۱۵
۲۷۲	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کا اشکال	۲۱۶
۲۷۳	شیدائسرائیلی صاحب کا خواب	۲۱۹
۲۷۴	حضرت گنگوہیؒ کے سلسلہ میں ایک سوال	۲۲۱
۲۷۵	امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب الاعظمی مرحوم کے	۲۲۲
	رسالہ کی افادیت	
۲۷۶	مفتی ضیاء الحق دہلوی کے نام مراد آباد جیل سے خط	۲۲۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۷۷	حزب البحر کی زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۲۲۴
۲۷۸	مسابی معاشیہ کو شکم پروری قرار دینا غلط ہے	۲۲۴
۲۷۹	فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب	۲۲۵
	کہ حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے	
۲۸۰	انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری عمل ہے	۲۲۶
۲۸۱	آپ کو بیعت کرنے کی اجازت ہے	۲۲۶
۲۸۲	آپ کو تعویذوں کی اجازت ہے	۲۲۷
۲۸۳	قرآن کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے	۲۲۷
۲۸۴	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک طالب علم سے ایک کمیونسٹ لڑکے	۲۲۷
	کے سوالات جواب از حضرت مدنی قدس سرہ	
۲۸۵	حضورؐ کی توہین ناقابل برداشت ہے	۲۳۱
	جواب از حضرت مدنی قدس سرہ	
۲۸۶	فرقہ پرست ہندوؤں کی خواہش	۲۳۴
۲۸۷	چار کروڑ مسلمانوں کو کون سی زمین ٹھکانہ دے گی	۲۳۴
۲۸۸	افغانستان یا عرب کے ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ کیا ہمدردی ہے؟	۲۳۴
۲۸۹	صوبہ جاتی تعصب نے انتہائی مشکلات میں ڈال رکھا ہے	۲۳۵
۲۹۰	قبل الحجۃ مکہ معظمہ کی زندگی پر غور کیجئے	۲۳۵
۲۹۱	یہ دارالاسلام نہیں ہے	۲۳۶
۲۹۲	آج آپ انقلاب زمانہ سے خائف ہیں	۲۳۶
۲۹۳	مدینہ منورہ کے دارالاسلام بن جانے کے بعد ایک آیت کا نزول	۲۳۶
۲۹۴	پتربیکا کے ایڈیٹر نے معافی مانگی	۲۳۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹۵	تعلیم کے متعلق جمعیت کی تجویز	۲۳۸
۲۹۶	بجز اتباع سید العشاق (علیہ السلام) کوئی چیز کارآمد نہیں	۲۳۸
۲۹۷	شان الوہیت کے ساتھ ہمیشہ ادب اور عظمت کا لحاظ رکھئے	۲۳۸
۲۹۸	غصہ کا علاج	۲۳۹
۲۹۹	دعا میں دل لگنا ضروری ہے	۲۳۹
۳۰۰	دعاء اور تلاوت کلام پاک میں فرق	۲۳۹
۳۰۱	عالم اسباب پر متوسط طریقہ سے عمل درآدر رکھئے	۲۳۹
۳۰۲	معاصی اور غفلات سے تنفر ضروری ہے	۲۴۰
۳۰۳	مسلمانوں کی جملہ تکالیف موجب کفارہ ہیں	۲۴۹
۳۰۴	حضرت خواجہ شبلیؒ کا اپنے نفس کو باہر نکال لینا	۲۴۱
۳۰۵	پاکستان کو اسلامی حکومت کہنا غلط ہے	۲۴۱
۳۰۶	کسی صورت میں والدہ کی حکم عدولی نہ ہونی چاہئے	۲۴۲
۳۰۷	غریب گھرانے کی لڑکیاں خاوند کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہیں	۲۴۲
۳۰۸	اولاد کی ہدایت کے لئے ورد	۲۴۳
۳۰۹	آپ نے لکھا ہے غذا مطلق حلال نہیں ہے	۲۴۳
۳۱۰	آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت مدنیؒ کی عیادت کے لئے تشریف لانا	۲۴۴
۳۱۱	پاکستان کے حصول کے بعد کیا قوم نے شرائط نصرت خداوندی پر عمل کیا	۲۴۴
۳۱۲	واقعہ اصحاب کہف ایشیائے کوچک میں	۲۴۵
۳۱۳	مایوس العلاج مریضوں کیلئے نسخہ شفاء	۲۴۵
۳۱۴	علوم دینیہ میں مشغول ہونے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی	۲۴۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۱۵	پاس انفاس میں جی لگنا مبارک ہے	۲۴۷
۳۱۶	حافظ ریاض احمد صاحب لاہوری کے چار سوالات	۲۴۷
	جوابات از حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ	
۳۱۷	سحر اور آسیب سے نجات پانے کا عمل	۲۴۹
۳۱۸	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۵۰
۳۱۹	خواب میں دیکھنا کہ اذان کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں ہے	۲۵۰
۳۲۰	سلطان الاذکار کا طریقہ	۲۵۱
۳۲۱	مدرسۃ الاصلاح سرائے ضلع اعظم گڑھ کا بانی کون؟	۲۵۱
۳۲۲	اخلاص اور للہیت نہایت مشکل امر ہے	۲۵۱
۳۲۳	تقریر کرنے کا طریقہ عمل اور مشق	۲۵۲
۳۲۴	حضرت مدنیؒ کا مدرسۃ الاصلاح سے تعلق	۲۵۳
۳۲۵	مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کی نشاۃ ثانیہ	۲۵۴
۳۲۶	مدرسۃ الاصلاح کے رکن شوریٰ اقبال احمد سہیل	۲۵۶
	کے نام حضرت مدنیؒ کا مکتوب نمبر ۱۳۷	
۳۲۷	مولانا ادریس صاحب سرائے میر کے پانچ سوالات	۲۵۸
	جوابات از حضرت مدنیؒ قدس سرہ	۲۵۹
۳۲۸	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ شرح صدر کی دعا کے طالب	۲۶۹
۳۲۹	مولانا دریابادیؒ کا خط حضرت مدنیؒ کے نام	۲۶۹
	جواب از حضرت مدنیؒ قدس سرہ	۲۷۰
۳۳۰	لفظ جے ہند پر مولانا دریابادیؒ کا اعتراض	۲۷۰
	جواب از حضرت مدنیؒ قدس سرہ	۲۷۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۳۱	اعمال ضروریہ میں کوتاہی کرنے والا فاسق ہوگا کافر نہیں	۲۷۱
۳۳۲	حدیث بدء الاسلام کے معنی اور مفہوم کے بارے میں سوال	۲۷۳
۳۳۳	مدارس اور اداروں کے مدرسین و ملازمین کے لئے	۲۷۷
	مسک و مشرب کی پابندی ضروری	
۳۳۴	انسان دن رات میں تقریباً پچیس ہزار مرتبہ سانس لینا ہے	۲۷۸
۳۳۵	نفاق کے شعبے	۲۷۸
۳۳۶	بیماری مغفرت کے لئے قوی ذریعہ ہے	۲۷۹
۳۳۷	رمضان میں بانسکنڈی آسام میں قیام کے دوران دارالعلوم کی	۲۷۹
	درسگاہوں کی فکر	
۳۳۸	مولانا محمد سعید بزرگ سملکی کے چند سوالات	۲۸۰
۳۳۹	مولانا احمد علی آسامی شیخ العرب والعجم کی نگاہ میں	۲۸۱
۳۴۰	علم حدیث کا اشتغال بہت ہی مبارک ہے	۲۸۲
۳۴۱	جب آپ پر حج فرض نہیں تو کیوں ارادہ کرتے ہیں	۲۸۳
۳۴۲	نکاح ثانی پر زور	۲۸۳
۳۴۳	مسلمانوں کیلئے دنیا ابتلاء و امتحان کا گھر ہے	۲۸۴
۳۴۴	بچے عذاب آخرت سے نجات دلانے والے ہوتے ہیں	۲۸۴
۳۴۵	مدارس عربیہ میں مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کی حیثیت	۲۸۵
۳۴۶	بالغ ہوتے ہی اولاد کی شادی اشد ضروری ہے	۲۸۶
۳۴۷	مادحانہ کلمات لکھنے سے اجتناب کیجئے	۲۸۶
۳۴۸	تقریظیں اور تصدیقات فضول چیزیں ہیں	۲۸۷
۳۴۹	کسی فانی اور ناقص سے ایسا تعلق غلط ہے	۲۸۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۵۰	موقعہ کی اہمیت امتثال امر پر مجبور کرتی ہیں	۲۸۸
۳۵۱	القابض علی الدین کا لقابض علی الجمرة	۲۸۹
۳۵۲	عالم اسباب میں خدا نے امور کو اسباب سے متعلق کیا ہے	۲۹۰
۳۵۳	علماء حق کی اکثریت ربیع الاول میں سیرت کے مروجہ جلسوں اور جلوسوں کی مخالف کیوں؟	۲۹۱
۳۵۴	تین سوال (اور انکے جوابات)	۲۹۷
۳۵۵	مرحومہ کا صدمہ مفارقت بوجہ ذیل بیجا ہے	۳۰۰
۳۵۶	۱۳۶۰ھ میں ایک سوال	۳۰۲
۳۵۷	رنج و غم کے دفعیہ کیلئے ایک عمل	۳۰۳
۳۵۸	تنگدستی اور قرض سے سبکدوشی کیلئے عمل	۳۰۳
۳۵۹	عورتوں کی تعلیم سلوک میں فرق رکھنا ضروری ہے	۳۰۳
۳۶۰	سالک کو ترقی کب دی جائے؟	۳۰۴
۳۶۱	سینہ کے درد کیلئے عمل	۳۰۴
۳۶۲	مولانا حبیب الرحمن صاحب سلہٹ بنگلہ دیش کا خط	۳۰۴
۳۶۳	حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب	۳۹۵
۳۶۴	حضرت مدنیؒ کا اپنی بڑی صاحبزادی ریحانہ کے نام سسرال پہنچنے پر پہلا خط	۳۹۵
۳۶۵	ماہ مبارک میں بانسکنڈی آسام میں قیام اور وہاں کے احوال	۳۰۷
۳۶۶	کوئل کی خواب میں شکایت	۳۰۸
۳۶۷	بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کو افطار کی اجازت ہے	۳۰۸
۳۶۸	کوئل کی چغل خوری	۳۰۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۶۹	تم سلامت رہو ہزار برس	۳۰۸
۳۷۰	ہانسکندی آسام کے رمضان کی بہار	۳۰۹
۳۷۱	ارشاد کی شکایت	۳۰۹
۳۷۲	مراد آباد جیل سے اسد اللہ خان بکراسی کے نام مکتوب	۳۰۹
۳۷۳	شادی میں اسراف کا برادری کے لوگوں پر برا اثر	۳۱۰
۳۷۴	اہلیہ کے ساتھ حسن معاشرت	۳۱۱
۳۷۵	چار ہزار نفوس پر مشتمل آبادی میں جمعہ جائز ہے	۳۱۱
۳۷۶	ہندوستان میں جمعیت علماء ہند کی ضرورت	۳۱۲
۳۷۷	جواب گرامی از حضرت مدنی قدس سرہ	
۳۷۷	حضرت بابا فرید گنج شکر اور حضرت محبوب الہی کی مجلس میں رسم سجدہ	۳۱۲
۳۷۸	حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب	۳۱۵
۳۷۸	مزار پر حاضری کے وقت حضرت مدنی کا معمول	۳۱۸
۳۷۹	عصمت انبیاء کے بارے میں تفہیمات جلد دوم کی عبارت	۳۱۸
۳۸۰	علامہ ابن تیمیہ کے تفردات	۳۱۹
۳۸۱	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی حدیث دانی پر اعتماد	۳۱۹
۳۸۲	حضرت مدنی کا آخری والا نامہ مولانا نجم الدین اصلاحی کے نام	۳۲۱
۳۸۲	جواب از مولانا نجم الدین اصلاحی	۳۲۱
۳۸۳	دلائل السنن والآثار پر تقریظ	۳۲۲
۳۸۴	خودکشی کا ارادہ کرنا انتہائی بزدلی اور گناہ ہے	۳۲۳
۳۸۵	والدین اور اعزہ کی دلخراش باتوں پر صبر کیجئے	۳۲۵
۳۸۶	حل مشکلات کا عمل خواہ روزی سے متعلق ہو یا اقرباء کے ستانے سے	۳۲۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۲۷	نکاح میں سادگی کیلئے نوجوانوں کو خطاب	۳۸۷
۳۲۸	حالت جنابت میں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعداء ہیں	۳۸۸
۳۲۸	اصحاب حقوق سے چھٹکارہ کی صورت	۳۸۹
۳۲۸	قبولیت نماز اور صحت نماز میں فرق	۳۹۰
۳۲۹	نماز میں وساوس کا آنا مفسد صلوٰۃ نہیں	۳۹۱
۳۲۹	وساوس اور خطرات کو دور کرنے کیلئے عمل	۳۹۲
۳۳۰	ناپاک کی حالت میں نماز پڑھنا سخت جرم ہے	۳۹۳
۳۳۱	ایام بلوغ کے بعد قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ	۳۹۴
۳۳۱	قضا نمازوں کی نیت کا طریقہ	۳۹۵
۳۳۱	قضا صرف فرض اور وتر کی ہوگی	۳۹۶
۳۳۱	لڑکے اور لڑکی پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟	۳۹۷
۳۳۲	بخشش قرآن کا طریقہ	۳۹۸
۳۳۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بخشنے کا طریقہ	۳۹۹
۳۳۲	حفاظت اور مدد کیلئے عمل	۴۰۰
۳۳۳	ہر امر خیر میں نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں	۴۰۱
۳۳۳	جب تک آپ کا نفس آپ پر غالب رہے گا اس وقت تک شیطان کا تسلط رہے گا	۴۰۲
۳۳۴	امور عبادت کو خلاف نفس عادت بنالینا	۴۰۳
۳۳۵	عبادات سے مقصود تلذذ نہیں	۴۰۴
۳۳۵	عبادت میں احکم الحاکمین کا استحضار	۴۰۵
۳۳۵	قرآنی آیات کے ورد کے منافع مقصود اصل نہیں	۴۰۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰۷	حسینوں کی پیدائش پر غور	۳۳۶
۴۰۸	دعاء کی قبولیت کیلئے چند شرائط	۳۳۶
۴۰۹	قبولیت دعا کی متعدد صورتیں	۳۳۸
۴۱۰	سید الاستغفار	۳۳۹
۴۱۱	آپ جھوٹی مدح سرائی چھوڑ دیں	۳۴۰
۴۱۲	تعلیم قرآن و حدیث پر اجرت لینی جائز ہے	۳۴۰
۴۱۳	عامل کو علوی عمل پر اجرت لینی جائز ہے	۳۴۱
۴۱۴	رٹل سیکھنا حرام ہے	۳۴۱
۴۱۵	ہم جیسوں سے بیعت کی درخواست کوئی معنی نہیں رکھتی	۳۴۲
۴۱۶	سب پیروں کا پیر قرآن کریم ہے	۳۴۲
۴۱۷	شب براءت اور اس کے اعمال	۳۴۳
۴۱۸	کفر میں سب سے بڑا درجہ کفر جحود کا ہے	۳۴۶
۴۱۹	شرک میں سب سے بڑا درجہ شرک صریح کا ہے	۳۴۶
۴۲۰	شرک و کفر کا سب سے ادنیٰ درجہ	۳۴۶
۴۲۱	ہزار میں صرف ایک درجہ ایمان کا ہے، تب بھی تکفیر نہیں کی جانی چاہئے	۳۴۷
۴۲۲	مجبور ہو کر کلمات کفریہ کہنے کا حکم	۳۴۷
۴۲۳	کفر جحود اور شرک صریح کرنے والے کے نکاح اور اولاد کا حکم	۳۴۸
۴۲۴	ماں باپ ولد الزنا ہوں تو اولاد کا کیا حکم ہوگا؟	۳۴۹
۴۲۵	نماز جنازہ ہر نیک و بد پر پڑھی جائیگی	۳۴۹
۴۲۶	اگر آمدنی کا غالب حصہ حرام کا ہے تو اس کا استعمال کسی شکل میں جائز نہیں	۳۴۹
۴۲۷	شرعی لباس کی کوئی وضع قطع متعین نہیں ہے	۳۵۰


صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۵۰	عورتوں کا لباس کیسا ہونا چاہئے؟	۴۲۸
۳۵۱	ذی رحم محرم عورتوں کے ساتھ کھانا، مصافحہ، دست بوسی جائز ہے	۴۲۹
۳۵۱	عورت، امام کی اقتداء کر سکتی ہے	۴۳۰
۳۵۱	نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے	۴۳۱
۳۵۲	عورت کے تمام اعضاء خاوند کو دیکھنا جائز ہے	۴۳۲
۳۵۲	عورت کا سر بال گردن بانہہ وغیرہ کا کھولنا کس کے سامنے جائز ہے؟	۴۳۳
۳۵۲	جن لوگوں سے نکاح جائز ہے، ان سے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے	۴۳۴
۳۵۳	عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کا حکم	۴۳۵
۳۵۳	اگر نماز میں سب ذی رحم محرم عورتیں ہیں تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں ہے	۴۳۶
۳۵۳	عورت کیلئے افضل یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے	۴۳۷
۳۵۴	بول و براز کے وقت سر کا کھلا رہنا	۴۳۸
۳۵۴	قرآن کے محفوظ رکھنے کیلئے کثرت مزاوت ضروری ہے	۴۳۹
۳۵۴	حصول شفا کے لئے یا سئلہم کا ختم	۴۴۰
۳۵۵	شجرہ کے پڑھنے میں میرا نام	۴۴۱
۳۵۵	حضرت مولانا اسعد مدنی کی جلد شادی کیلئے جیل سے تاکید	۴۴۲
۳۵۵	معاملات میں صفائی	۴۴۳
۳۵۶	اگر رضائے شہنشاہی حاصل ہو تو بُعد مسافت کوئی چیز نہیں	۴۴۴
۳۵۷	جیل سے رہائی کیلئے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں	۴۴۵
۳۵۷	عدل کرے تو لٹیاں فضل کرے تو چھٹیاں	۴۴۶
۳۵۷	تبلیغ اور نصائح میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے	۴۴۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۴۸	اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا	۳۵۸
۴۴۹	حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات میرے پاس نہیں ہیں	۳۵۸
۴۵۰	میں مولانا عبداللہ درخواسی سے واقف نہیں	۳۵۸
۴۵۱	تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا خدا بخش ملتانی کا ایک سوال اور جواب (از حضرت مدنیؒ)	۳۵۸
۴۵۲	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے سوالوں کے جوابات	۳۶۳
۴۵۳	تبلیغی جماعت کی ہمت افزائی کیجئے	۳۶۹
۴۵۴	خیر الخط ماقریٰ	۳۶۹
۴۵۶	اکبر الفافہ بھیجنا بے ادبی نہیں	۳۷۰
۴۵۷	عائیانہ بیعت کرنے کا حکم بے موقع ہے	۳۷۰
۴۵۸	مرید ہونیوالے شخص کا کہنا کہا کہ آپ نے ذکر و اذکار میں اسکی مدد کی، بہترین کامیابی ہے	۳۷۰
۴۵۹	اس صورت میں بیوی کا شوہر پر نفقہ واجب نہیں ہے	۳۷۰
۴۶۰	اوراد و وظائف کے چھوڑنے کی اجازت نہیں	۳۷۱
۴۶۱	اللہ تعالیٰ کے نزدیک بایزید و جنید بنادینا مشکل نہیں	۳۷۱
۴۶۲	دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے	۳۷۱
۴۶۳	مکتوب نمبر ۴۸ کے سوالات مع جوابات	۳۷۲
۴۶۴	انہی کس کو کہتے ہیں؟	۳۷۳
۴۶۵	تبلیغ فرض کفایہ ہے	۳۷۳
۴۶۶	مجھ کو بڑی ضرورت آپ بہنوں کی دعا کی ہے	۳۷۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۶۷	سحر کے دفعیہ کیلئے دو عمل	۳۷۴
۳۶۸	ہم کو دنیا میں امتحان کیلئے لایا گیا ہے	۳۷۵
۳۶۹	حساب کا صاف ہونا از بس ضروری ہے	۳۷۶
۳۷۰	وساوس کا علاج	۳۷۶
۳۷۱	قوت حافظہ کیلئے عمل	۳۷۶
۳۷۲	اسم ذات دس ہزار مرتبہ	۳۷۶
۳۷۳	اورادو وظائف کیلئے صاحب مجاز سے	۳۷۷
	اجازت حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟	
۳۷۴	دلائل الخیرات اور فجر کی سنت و فرض کے درمیان سورہ فاتحہ کا عمل	۳۷۷
۳۷۵	داخل سلسلہ نہ ہونے والی خواتین کو تسبیحات ستہ	۳۷۸
۳۷۶	اذکار میں ناغہ کرنا غلط ہے	۳۷۸
۳۷۷	ٹائڈہ ضلع فیض آباد ہندوستان کے وسط میں ہے	۳۷۸
۳۷۸	مکتوب نمبر ۷۴ جلد چہارم حضرت مدنی کے حسن ذوق اور لطائف طبع کا پتہ دیتا ہے	۳۷۸
۳۷۹	ہر قسم کے کمالات انسانیہ میں پانچ مقامات پیش آتے ہیں	۳۷۹
۳۸۰	”چراغ صبح پیری میں وہ لیس حسرت کے خمیاڑے جو کھوئے خواب غفلت میں شب قدر جوانی میں“	۳۸۰
۳۸۱	شیخ الاسلام کی تصویر اخبارات میں	۳۸۰
۳۸۲	دو مثل میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں	۳۸۱
۳۸۳	تجدید نکاح کی ضرورت نہیں	۳۸۱
۳۸۴	مولوی محمد امین مرحوم کا عنقوان شباب میں انتقال اور والدین کا صبر و ضبط	۳۸۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۸۵	مکتوب نمبر ۸۲ بنام اہلیہ محترمہ مولانا احمد حسین صاحب لاہر پوری	۴۸۲
۴۸۶	حضرت مدنیؒ کو پدم و بھوشن کا خطاب	۴۸۲
۴۸۷	مکتوب گرامی بنام ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند	۴۸۳
۴۸۸	یوپی میں زمیندارہ کے خاتمہ کی ابتداء ۱۹۱۲ء سے	۴۸۴
۴۸۹	مہان خانہ میں جماعت سے نماز پڑھنا	۴۸۵
۴۹۰	مولانا محمد میاں صاحب کی مدرسہ شاہی کی تدریس اور ۱۹۳۶ء کے سیاسی بحران کا دور	۴۸۵
۴۹۱	قاری عبداللہ صاحب مدرس تجوید مدرسہ شاہی کی تعزیت	۴۸۷
۴۹۲	والدین کا سایہ ظل رحمانی ہوتا ہے	۴۸۸
۴۹۳	مسلمانان ہند کیلئے ۳۸ نکاتی پروگرام	۴۸۹
۴۹۴	چچازاد بڑے بھائی کی وفات پر اظہار تعزیت	۴۹۸
۴۹۵	حضرت شیخ الاسلام کا ذوق باغبانی	۴۹۸
۴۹۶	مولانا محمد یوسف بنوری سے خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے	۴۰۳
۴۹۷	مولانا عبدالحق نافع کا سند طلب کرنا	۴۰۳
۴۹۸	دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور از ہر پاکستان ہے	۴۰۵
۴۹۹	مولانا ارشد مدنی کے ختم قرآن کی خوشی میں دعوت	۴۰۶
۵۰۰	عقد ثانی پر شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء	۴۰۷
۵۰۱	مولانا عبدالحق صاحب نافع گل کو وفات سے ۲۴ دن پہلے لکھا ہوا خط	۴۰۸
۵۰۲	۱۳۷ھ میں دارالعلوم دیوبند کا بجٹ اور تعداد طلبہ	۴۰۸
۵۰۳	زمانہ علالت کا لکھا ہوا مکتوب گرامی	۴۰۸
۵۰۴	عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت شمار کیجئے	۴۱۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۰۵	غائبانہ بیعت	۴۱۰
۵۰۶	مکتوبات کے مطالعہ کی اجازت	۴۱۰
۵۰۷	تبلیغی جماعت کی امداد کیلئے علماء کا بل کے نام خط	۴۱۱
۵۰۸	اصلی دینی خدمت کیا ہے؟	۴۱۱
۵۰۹	دین کا پھیلانا اور لوگوں کی اصلاح کرنا	۴۱۲
۵۱۰	کانگریس خالص ہندوؤں کی جماعت نہیں ہے	۴۱۳
۵۱۱	روئے زمین پر اسلام کا سب سے بڑا دشمن انگریز ہے	۴۱۳
۵۱۲	ہندوؤں کو انگریز نے ہمارا دشمن بنا دیا	۴۱۵
۵۱۳	جو مصارف میری طلب پر ہوں انکا لینا یقیناً ضروری ہے	۴۱۵
۵۱۴	جیل میں ملاقات کا قاعدہ	۴۱۶
۵۱۵	آپ کا رمضان کیلئے مبارکپور میں قیام کا حکم فرمانا عجائب میں سے ہے	۴۱۷
۵۱۶	مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغ کے وصال پر تعزیتی خط	۴۱۸
۵۱۷	آپ کے زیر سایہ سنتوں کو پھولنے پھلنے کا موقع ملے گا	۴۲۱
۵۱۸	جس قدر ممکن ہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کا ورد رکھئے	۴۲۱
۵۱۹	نہایت عاجزی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں	۴۲۲
۵۲۰	والدین اگر غیر مسلم ہوں تو انکی خدمت گزاری ضروری ہے	۴۲۲
۵۲۱	پروپیگنڈا۔ مولانا مدنی جمعیت علماء ہند سے بیزار ہیں	۴۲۳
۵۲۲	مہان خانہ مین پنجوقتہ نماز جماعت	۴۲۳
۵۲۳	آپ کے مدرسہ کا دستور دیکھا	۴۲۴
۵۲۴	ملاقات کا ہرگز قصد نہ کریں	۴۲۴
۵۲۵	شیخ الاسلام کا ایفائے عہد	۴۲۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۲۵	تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہے	۵۲۶
۴۲۶	”ایں ہمہ اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر“	۵۲۷
۴۲۶	صوبہ کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت	۵۲۸
۴۲۶	میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا	۵۲۹
۴۲۷	حکومت ہند کی طرف سے سو روپے ماہوار کا وظیفہ	۵۳۰
		

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم . اما بعد!

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز نے آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے اپنے متوسلین، متسبین، مسترشدین، تلامذہ علماء، مشائخ اور سیاسی لیڈروں کو جو خطوط لکھے تھے، اس کو مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی مرحوم نے چار ضخیم جلدوں میں ”مکتوبات شیخ الاسلام“ کے نام سے جمع کر دیا تھا۔ جس کیلئے وہ ہم سب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور بال بال مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین۔

خطوط کو دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مکتوب نگار حضرات نے مختلف قسم کے سوالات لکھ کر رہنمائی چاہی ہے۔ اس میں علمی مسائل بھی ہیں، فقہی بھی ہیں، سیاسی بھی ہیں، سماجی بھی ہیں، تصوف و سلوک سے متعلق بھی ہیں اور گھریلو معاملات میں مشورہ طلب امور بھی ہیں۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات ذہن میں آئی، کہ اگر حضرت مدنی قدس سرہ کے جوابات کو الگ الگ عنوانات کے تحت قائم کر دیا جائے تو اسکی افادیت لامحدود ہو سکتی ہے۔ اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے مکتوبات شیخ الاسلام کی چاروں جلدوں پر نظر ڈالی گئی۔ اس کے جوابات میں جو ”معارف و حقائق“ تھے ان کو الگ الگ عنوانات کے تحت قائم کر دیا گیا جس سے اس کو سمجھنے میں بہت سہولت اور آسانی ہوگئی۔ نیز مسائل بھی نکھر کر سامنے آ گئے مجھے امید ہے کہ وابستگان شیخ الاسلام قدس سرہ میری اس کاوش کو پسند کریں گے اور مجھ کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

تشکر

میں عزیزم مفتی محمد سلمان صاحب سلمہ، کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ”صاحب مکتوبات“ کا مختصر اور جامع تعارف لکھ کر نئی نسل کو بھی استفادہ میں شامل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مولوی صدر الدین صاحب، کاتب کا بھی شکر گزار ہوں، اگرچہ انہوں نے لکھنے میں تاخیر کی۔ مگر دلچسپی سے لکھا۔

تصحیح کنندہ عزیز مولوی کلیم اللہ صاحب ناقل فتاویٰ دارالافتاء مدرسہ شاہی بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے بڑی عرق ریزی اور خوش دلی کیساتھ تصحیح کے فرائض انجام دے کر نقائص سے پاک رکھنے کی کوشش کی۔ اب اس کا اندازہ قارئین کرام کریں گے کہ موصوف اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہیں۔

اسکو طباعت کے مراحل سے گزارنے میں منشی سید المختار کامنوں ہوں، جن کی جدوجہد سے حقائق و معارف کتابی شکل میں حسن و خوبی کے ساتھ طبع ہو کر ہمارے ہاتھوں تک پہنچی۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو عمومی افادیت کیلئے قبول فرمائے۔ آمین۔

رشیدی الدین حمیدی

مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد،

یوپی، انڈیا

محمد سلمان منصور پوری

صاحب مکتوبات کا مختصر تعارف

شیخ الاسلام قطب عالم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی وفات کو چالیس سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن آج بھی آپ کی یاد کے تابندہ نقوش عوام و خواص کے دلوں پر ثبت ہیں۔ جب آپ کا اسم گرامی کسی مجلس میں لیا جاتا ہے تو نگاہیں عقیدت و احترام میں جھک جاتی ہیں اور دل عظمت و اجلال سے معمور ہو جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام کا لقب ایک ایسی بلند پایہ شخصیت کا عنوان بن گیا ہے جو اپنے دور میں ان علمی، عملی اور روحانی کمالات کا مجموعہ تھی جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ علمی گیرائی، زہد و تقویٰ، اخلاق فاضلہ، رشد و ہدایت اور معرفت الہیہ اور محبت ایزدی کا وہ پیکر محسوس جس نے پون صدی سے زیادہ خلق خدا کے درمیان رہ کر نبوی سیرت و کردار کا شاندار عملی نمونہ دنیا والوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ مئے عرفان محبت سے سرشار لوگ جب دنیا میں نور ہدایت کی کرنیں پھیلانے پر آتے ہیں اور مخلوق کی.... نفع رسانی کا جب بیڑا اٹھاتے ہیں تو دنیا کی کوئی رکاوٹ ان کیلئے رکاوٹ نہیں رہتی اور زمانہ کے ہزار نشیب و فراز ان کے پائے استقلال میں کوئی ادنیٰ جنبش پیدا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

شیخ الاسلام کا جب نام آتا ہے تو تصور میں ایسی روشن تصویر ابھرتی ہے جو خلاص و انابت کا پیکر تھی، جہد مسلسل کی عملی تعبیر تھی، عزم و ہمت کا وہ استقلال تھی، میدان جہاد میں دیکھئے تو قیادت و سیادت اس پر ناز کرتی نظر آتی تھی۔ روحانیت کے ممبر پر دیکھئے تو اس کی حیثیت ایسے آفات و مہتاب کی تھی جس کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ تعلیم و تدریس کے میدان پر نظر ڈالئے تو یوں سمجھئے کہ ایک بحر بیکراں تھے جس کی وسیع النظری نے چار دانگ عالم کے ہزار ہا ہزار تشنگان علوم نبوت کو اپنے

دامن پر فیض سے سیرابی بلکہ بھرپور سیرابی کا موقع فراہم کیا۔ اور یہ سلسلہ ان کے تلامذہ کے ذریعہ اب بھی جاری ہے اور تا قیامت جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

شیخ الاسلام کا جب ذکر چھڑتا ہے تو بے اختیار نظریں گنبد خضراء (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے پر نور سایہ کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ جہاں اس محبوب و مقبول اور چہیتے نواسہ رسول نے سالوں سال تک اپنے نانا جان (حضور مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے علوم کی اشاعت اس شان سے کی کہ چار دانگ عالم میں اس ”شیخ الہند“ کے نام کا غلغلہ ہوا۔ اور خلق خدا کے نقارہ سے ”شیخ العرب والعجم“ کا لقب عطا ہوا، بقول شورش کاشمیری۔

ہیچ تھا اس کیلئے اندیشہ دار و رسن پائے استحقار سے دنیا کو ٹھکراتا رہا
خواجہ کونین کے روضہ کی جالی تھام کر نور کے تڑکے دعا کو ہاتھ پھیلاتا رہا
ان کمالات و محاسن میں جواب اسکا نہیں اس قبیلے میں کوئی بھی ہمرکاب اسکا نہیں

شیخ الاسلام ایک معمولی غیر معروف طالب علم ”حسین احمد“ سے بڑھ کر ”شیخ الاسلام“ اور ”شیخ العرب والعجم“ کیسے بنے؟ آپ کی شخصیت سازی کے بنیادی عوامل کیا تھے؟ جب اس موضوع پر غور کیا جاتا ہے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ ان اسباب و عوامل سے پوری طرح آراستہ تھی جو کسی بھی شخصیت کو بفضل خداوندی عزت و مرتبہ اور مقام و منصب عطا کرنے میں سب سے زیادہ دخیل ہوتے ہیں۔ آپ کی شخصیت کو نکھارنے میں بتدریج درج ذیل عوامل نے بنیادی کردار ادا کیا۔

- | | | |
|-------------------|-----------------|-----------------|
| (۱) تعلیم | (۲) تزکیہ | (۳) علمی انہماک |
| (۴) استاد کی خدمت | (۵) ملت کی فکر | |
| (۶) جذبہ خدمت | (۷) اخلاق فاضلہ | |

تعلیم

آپ ۱۳۰۹ھ میں نوعمری کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، اور درس نظامی کی مکمل تعلیم یہیں حاصل کی یہاں 7½ سال آپ کا قیام رہا جس کے دوران سترہ فنون کی ستر کتابیں ۱۱ اساتذہ عظام سے پڑھیں۔ اور ہر سال امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے۔ یہ پورا عرصہ تعلیمی محنت میں صرف ہوا، سوائے تعلیم اور مطالعہ کے آپ کی اور کوئی مصروفیت نہیں تھی، امتحانات کے زمانہ میں پوری پوری رات جاگ کر کتابیں یاد کرنا آپ کا معمول رہا۔ الغرض طالب علمی کے زمانہ میں آپ نے وہ شاندار نمونہ پیش کیا کہ تمام اساتذہ کرام کے منظور نظر بن گئے، بالخصوص استاذ الاساتذہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی شفقتیں آپ سے وابستہ ہو گئیں۔ اسی بنا پر فراغت کے بعد جب آپ اپنے والد محترم حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کی غرض سے دیوبند سے روانہ ہونے لگے تو شیخ الہند خود بنفس نفیس آپ کو چھوڑنے کیلئے اسٹیشن تک تشریف لائے اور چلتے ہوئے فرمایا:

”میاں حسین احمد جہاں بھی رہو پڑھانا مت چھوڑنا خواہ ایک دو ہی طالب علم ہوں“
آپ نے اپنے مشفق استاذ کی اس نصیحت کا پاس و لحاظ رکھا اور آخری لمحات تک تدریسی مشغلہ جاری رہا۔

تزکیہ

علم عمل کے بغیر کارآمد نہیں، اسی لئے تعلیم کے بعد تزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ معلومات، معمولات میں تبدیل ہو جائیں اور معرفت حق اور قرب خداوندی کا راستہ آسان ہو جائے۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند سے

فراغت کے فوراً بعد تزکیہ نفس کیلئے امام ربانی، قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا، اور حضرت کی اجازت سے مکہ معظمہ پہنچ کر سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور اشغال باطنی کی تعلیم لی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر سلسلہ سلوک اور اذکار و اشغال کے معمولات پر بھرپور توجہ دی۔ ذکر کے دوران ایسی کیفیات پیدا ہونے لگیں جو ناقابل بیان تھیں۔ اسی لئے سودائے عشق و محبت نے مدینہ کی دور افتادہ جھاڑیوں میں پہونچا دیا جہاں جی بھر کر ذکر کی لذتوں سے آشنائی ہونے لگی۔ ساتھ میں رویائے صالحہ کے ذریعہ مبشرات کا سلسلہ بھی جاری رہا اور ان ساری کیفیات سے اپنے شیخ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کو بھی مطلع کرتے رہے ابھی مدینہ منورہ کے قیام کو دو ہی سال کا عرصہ گزرا تھا کہ حضرت امام ربانیؒ کا والانا مہ پہونچا کہ فوراً گنگوہیؒ پہونچیں۔ اور وہاں کچھ دن قیام کر کے تزکیہ کی تکمیل کریں۔ چنانچہ حضرت مدنیؒ ۱۳۱۹ھ کے اوائل میں گنگوہیؒ حاصر ہوئے، اور کچھ عرصہ شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر خرقة خلافت سے نوازے گئے۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً

علمی انہماک

تعلیم و تزکیہ سے آراستہ ہونے کے بعد آپ مکمل یکسوئی کے ساتھ مدینہ منورہ (علی صا جہا الصلوٰۃ والسلام) میں تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور معاشی تنگیوں کے باوجود انتہائی ذوق و شوق اور محنت کے ساتھ محض لوجہ اللہ اپنے آپ کو علوم دینیہ کی اشاعت کیلئے وقف کر دیا۔ ایک ایک دن میں چودہ پندرہ اسباق مختلف علوم و فنون کے اس شان سے ہوئے کہ آپ کے سامنے درسی کتاب بھی نہ ہوتی۔ بس طالب علم عبارت پڑھتا اور آپ اپنی یادداشت سے مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر سیر حاصل بحث فرماتے۔ جلد ہی آپ کے درس کا شہرہ دور دور تک پہونچ گیا اور طلبہ کا وہ رجوع ہوا جس

کی نظیر قریبی زمانہ میں نہیں ملتی۔ مدینہ منورہ میں آپ کے تدریسی سلسلہ کا زمانہ کم و بیش ۱۴ سال پر محیط ہے۔ اس دور میں آپ مکمل یکسو ہے۔ اور سوائے تعلیم و تعلم کے اور کوئی مشغلہ آپ نے اختیار نہیں فرمایا جس کی بنا پر استعداد انتہائی پختہ ہو گئی۔ اور علوم میں وہ رسوخ حاصل ہو گیا جو خال خال افراد ہی کو نصیب ہوتا ہے۔

استاد کی خدمت

۱۳۳۳ھ حضرت شیخ الاسلام کی زندگی میں انقلابی موڑ بن کر آیا۔ اب تقدیر خداوندی آپ کو کندن بنا کر پورے عالم میں چکانا چاہتی تھی۔ اس سال آپ کے استاد گرامی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تحریک آزادی ”ریشمی رومال تحریک“ کا منصوبہ لے کر حجاز مقدس میں تشریف لائے اور حکومت ترکیہ کے اعلیٰ افسران سے ملاقاتیں فرمائیں۔ لیکن ابھی کوئی حتمی صورت سامنے نہ آ سکی تھی کہ شریف مکہ نے بغاوت کردی اور اس نے انگریزوں کو خوش کرنے کیلئے شیخ الہند کو گرفتار کروا دیا۔ اس نازک موڑ پر اس عظیم استاذ کے عظیم شاگرد نے جس بے مثال سعادت مندی کا مظاہرہ کیا وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضرت شیخ الہند اپنے رفقاء (مولانا عزیز گل صاحب، حکیم نصرت حسین صاحب، مولانا وحید احمد صاحب) کے ساتھ گرفتار کئے گئے تھے۔ ان میں حضرت مدنی کا نام شامل نہیں تھا لیکن آپ نے یہ سوچ کر کہ ایام اسارت میں استاذ معظم کی خدمت کون کرے گا آپ نے مسجد نبوی کے اپنے حلقہ درس کو چھوڑا، پورے خاندان کو خیر باد کہا اور اپنے بیشمار متعلقین کو چھوڑ کر خود کوشش کر کے اپنے کو بھی استاد معظم کیساتھ گرفتار کروا دیا۔ یہ واقعہ دیکھنے میں تو بہت معمولی ہے لیکن غور کیا جائے تو یہی وہ عظیم جذبہ ایثار و خدمت ہے جس نے شیخ الاسلام کو واقعی.. اوج ثریا جیسا کمال عطا کیا ہے۔ ایسے نازک امتحان میں پورا اترنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ

نے مالٹا کے قید خانہ میں اپنے استاذ کی خدمت کر کے اپنے لئے وہ ازلی سعادتیں سمیٹی ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ روایت مشہور ہے کہ مالٹا میں سردی شباب پر ہوتی تھی، حضرت شیخ الہندؒ معمر اور ضعیف تھے۔ وضو کے لئے گرم پانی کا انتظام نہ تھا۔ تو یہ سعادت مند شاگرد پوری پوری رات ٹھنڈے پانی کا لوٹا اپنے پیٹ سے لگا کر بیٹھا رہتا۔ اور جب بدن کی گرمی سے پانی کی ٹھنڈک ختم ہو جاتی تو صبح کے وقت یہی پانی استاذ معظم کی خدمت میں پیش کرتا۔ سخت سردی میں ایسی خدمت کے تصور سے ہی جھر جھری چڑھ جاتی ہے۔ مگر جب سچی عشق و محبت ہوتی ہے تو عاشق کیلئے یہ سب چیزیں آسان ہو جاتی ہیں۔ جیل کی تنہائی میں آپ نے استاذ معظم کے ترجمہ قرآن پاک کی تکمیل میں حصہ لینے کا شرف حاصل کیا اور خود بھی قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل فرمائی۔ اور پھر یکسوئی میں استاد کی معیت آپ کو اتنی اچھی لگنے لگی کہ باوجود یکہ دور اسارت میں آپ کے خاندان کے چھ قریبی افراد بشمول والدین محترمین ایڈریانوبل میں وفات پا گئے تھے۔ مگر آپ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ جیل کی یکسوئی دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا ہی نہ کی جائے۔

الغرض مالٹا کی اسارت شیخ الاسلامؒ کی حیات طیبہ میں ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تین سالہ شیخ کامل اور استاد کامل کی معیت سے آپ نے روحانیت کے وہ جواہر آب دار سمیٹے ہیں جن کی قیمت لگانے سے دنیا قاصر ہے۔

ملت کی فکر

مالٹا سے رہائی کے بعد آپ مدینہ منورہ لوٹنا چاہتے تھے مگر استاد محترم کے حکم کی تکمیل میں آپ نے ملت اسلامیہ ہند کی قیادت و سیادت کی وادی خاردار میں قدم رکھا۔ اور قوم و ملت کی خیر خواہی اور خدمت خلق کو اپنی زندگی کا مقصود بنالیا پھر آپ

ایسے مشغول ہوئے کہ دن ہو یا رات، آندھی ہو یا طوفان، بارشیں ہوں یا لو کے تھپیڑے، موافقت کے نعرے ہوں یا مخالفت کے طعنے ان میں سے کوئی بھی چیز آپ کے عزم و استقلال میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

مالٹا سے رہائی کے بعد کم و بیش ۴۰ سال آپ ملی قیادت کے افق پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکتے رہے۔ اسی دور میں بار بار ظالم انگریز کے سامنے کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید زندان کو برداشت کرنا پڑا۔ ۱۳۶۰ھ میں آپ مسلمانان ہند کی سب سے موقر جماعت جمعیتہ علماء ہند کے صدر نشین منتخب ہوئے جبکہ ۱۳۴۶ھ سے وفات تک آپ از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کی مسند صدارت پر فائز ہو کر علوم نبوت کی اشاعت و ترویج میں مشغول رہے، اور ہزاروں شاگردوں کی جماعت تیار کی جنہوں نے ملک و بیرون ملک جا کر دین کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ اس دور قیادت میں ایسے پرخطر موڑ بھی آئے جب لوگ جذبات کے جنون میں اتنے آگے بڑھے کہ اپنے اس مخلص مسیحا اور ملت کے سچے خیر خواہ کی جان کے درپے ہو گئے۔ مگر ایسے ہولناک ماحول میں اس نواسہ رسولؐ نے گستاخوں سے عملی انتقام نہ لے کر طائف کی سنت کا زندہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس مرد مجاہد کے ساتھ سید پور، بھاگلپور، جالندھر وغیرہ میں وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا کہ دنیائے انسانیت شرمسار ہو کر رہ گئی۔ مگر یہ صبر و استقامت کا پیکر گستاخیوں کا جواب مسکراہٹوں سے دیتا رہا۔ اور جس بات کو وہ حق سمجھتا تھا اس پر پوری مضبوطی سے قائم رہا۔ تقسیم ہند کی تحریک میں شیخ الاسلام اور ان کے رفقاء نے جس عاقبت اندیشی، بے جگری اور خیر خواہی کا ثبوت دیا اس کے بیان کرنے کیلئے الفاظ عنقاء ہیں آج انہیں کے خلوص اور اصابت رائے کا ثمرہ ہے کہ ہندوستان میں... مسلمان آباد ہیں اور انہیں دستوری حقوق حاصل ہیں اور ان کے شعائر قانونی اعتبار سے محفوظ ہیں۔

جذبہ خدمت

آپ نے اپنے آپ کو انسانیت کی خدمت اور راحت رسانی کیلئے وقف کر دیا تھا۔ آپ کی تمام تر جدوجہد اور کوششیں اسی خدمت کے جذبہ سے انجام پاتی تھیں۔ انفرادی معاملات ہو یا اجتماعی صورتیں، ہر جگہ آپ کا یہ خادمانہ پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔ اس زمانہ میں جب کہ سفر کے اسباب و وسائل آج کے دور کی طرح آسانی سے فراہم نہیں تھے، حضرت شیخ الاسلامؒ نے انتہائی پر مشقت متواتر طویل و عریض اسفار فرما کر اللہ کے بندوں کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ان اسفار میں اگر کوئی خادم آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ اس کے ساتھ بھی ایسا معاملہ فرماتے کہ وہ خود شرم سار ہو کر رہ جاتا۔ مولانا عبد الماجد دریا بادی جو نیاز مند بکر آپ کی بارگاہ میں پہونچے تھے، انہوں نے کیا منظر دیکھا، انہی کی دلکش زبان میں ملاحظہ کیجئے۔

دوسروں کو شاید کام لینے میں وہ لطف نہ آتا ہو جو ان مولانا کو دوسروں کا کام کر دینے میں آتا ہے۔ گھر پر آ کر ملے تو آپ کیلئے کھانا اپنے ہاتھ سے جا کر لائیں آپ کے لئے بستر بچھا دیں۔ سفر میں ساتھ ہو جائے تو دوڑ کر آپ کیلئے ٹکٹ لے آئیں قبل اسکے کہ آپ ٹکٹ گھر کے قریب پہونچ سکیں، تا نگہ کا کرایہ آپ کی طرف سے ادا کر دیں اور آپ کا ہاتھ اپنی جیب میں پیسہ ٹٹولتا ہی رہ جائے۔ ریل پر آپ کا بستر کھول کر بچھائیں، آپ ہی لوٹے میں پانی لے آئیں، آپ کا سامان اپنے ہاتھ میں اٹھانے لگیں۔ تین دن کے قیام دیوبند میں روایتیں مشاہدہ بن کر رہیں اور شنیدہ دیدہ میں تبدیل ہو کر۔ الخ (حکیم الامت ۱۳)

اور ایک جگہ لکھتے ہیں:

دیوبند جائے تو مولانا اسٹیشن پر پیشوائی کیلئے موجود، چلنے لگنے تو اسٹیشن تک مشایعت پر آمادہ، کھانا کھانے بیٹھے تو وہ لوٹا لئے ہاتھ دھلانے کو کھڑے ہوئے۔ پانی

مانگئے تو گلاس لئے خود حاضر۔ تاکہ کا کرایہ وہ اپنے پاس سے دیدیں، ریل کا ٹکٹ وہ دوڑ کر لے آئیں۔ ہوٹل میں کھانا کھائیے تو بل وہ خود ادا کر دیں، سفر میں ساتھ ہو تو بستر وہ کھول دیں۔ غرض مالی اور بدنی خدمت کی جتنی صورت ہو سکتی تھیں

سب میں مرید تو مراد کے درجہ پر پہنچ گیا اور جو صاحب مراد و ارشاد تھا وہ حکم برداری اور چا کر میں لگا ہوا۔ (حکیم الامت ۱۶)

دینی خدمت آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی، مکتوبات میں جگہ جگہ اس بات کا ذکر ہے کہ اصلاح خلق، اور تبلیغ اسلام کی انجام دہی سب سے بڑی سعادت ہے۔ آپ نے سلہٹ کے دور قیام میں یہ دینی خدمت جن ناموافق حالات میں انجام دی ہے۔ اس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے لیکن جس شخص نے سلہٹ اور اس کے اطراف، اسی طرح ہندوستان کے صوبہ آسام کا دورہ کیا ہو گا وہ اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہ رہے گا کہ ان علاقوں میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی دینی اور اصلاحی خدمات ہی کا کثر ہے کہ آج وہاں مسلمان اسلام پر قائم ہیں۔ ذرا غور فرمائیں، وہاں کی زبان، ماحول، معاشرہ، رہن سہن، عاداتیں سب الگ ہیں۔ مغربی ہندوستان کے کسی باشندے کیلئے وہاں کام کرنا کتنا دشوار گزار ہوگا۔ لیکن اللہ کے اس مخلص بندے نے وہاں اپنی خدمات کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جو مٹائے نہیں مٹ سکتے۔

مالٹا سے واپسی اور حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد سلہٹ کی خلافت ہاؤس میں آپ نے چھ سال تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اس چھ سالہ قیام کے دوران آپ نے علاقہ کے چپے چپے اور گاؤں گاؤں کے اصلاحی دورے فرمائے۔ اس وقت نہ راستوں کی سہولت تھی، نہ سوار یوں کا انتظام تھا۔ بسا اوقات گہری ندی اور نالوں کو پیدل یا کچھور کے تنے کے ذریعہ بنی ہوئی گذرگاہ (جو ایک غیر علاقہ والے کے لئے پل صراط کا نمونہ ہوتی تھی) کو عبور کر کے آپ دیہاتوں میں پہنچتے اور اللہ کے بندوں کو دین سکھاتے اور آخرت کا خوف دلاتے آپ کی اس جدوجہد سے اس

جہالت زدہ اور پسماندہ علاقوں سے تعلیم و تعلم اور رشد و ہدایت کے چشمے اہل پڑے، جگہ جگہ مکاتب اور.... مدارس کا قیام ہوا۔ لوگوں میں دینی شعور بیدار ہوا۔ اور آپ کی ذات کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ یہاں چھ سالہ قیام کے بعد جب دارالعلوم دیوبند میں صدارت تدریس کیلئے آپ کو یاد کیا گیا تو سلہٹ والے کسی صورت سے اس نعمت عظمیٰ کو اپنے علاقہ سے منتقل کرنے پر تیار نہ تھے۔ بالآخر اس شرط پر آمادہ ہوئے کہ حضرت والا رمضان المبارک مستقل سلہٹ ہی میں گزارا کریں۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے متواتر ۲۲ سال سلہٹ میں اپنے اہل خانہ سمیت رمضان المبارک میں قیام فرمایا اور نئی سڑک کی مسجد میں تراویح اور وعظ و ارشاد کا پر فیض سلسلہ قائم رکھا جو بجائے خود آپ کے ایقائے وعدہ اور استقلال کی بین دلیل ہے۔ آپ کے قیام سلہٹ سے صوبہ مشرقی بنگال (بنگلہ دیش) مغربی بنگال آج بھی وہاں کے چپہ چپہ پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ آج بھی ان علاقوں میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے لئے عشق و محبت اور وارفتگی کے جذبات نظر آتے ہیں وہ خود آپ کی مقبولیت اور مخلصانہ خدمات کی روشن دلیل ہیں الحمد للہ آج وہاں بڑے بڑے مدارس قائم ہیں اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے خلفاء کی خانقاہیں آباد ہیں جن سے لاکھوں لاکھ افراد فیض اٹھا رہے ہیں۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اخلاق فاضلہ

حضرت شیخ الاسلامؒ کے اخلاق فاضلہ زباں زد، خواص و عوام ہیں، ان اخلاص کی شہادت آپ کے بڑے سے بڑے مخالف نے بھی دی ہے۔ یہاں لوگ حیران ہیں کہ آخر حضرت کی کس خلق کو خاص اور امتیازی خلق کہا جائے؟ کس کی نظر تواضع پر جاتی ہے تو کوئی استقامت کو امتیاز کا درجہ دیتا ہے۔ کوئی صلہ رحمی پر نظر ڈالتا ہے تو دوسرا صفت زہد و استغناء کو امتیازی بتاتا ہے۔ لیکن حقیقت کی نگاہ بتاتی ہے کہ آپ

نے اپنے مکمل وجود کو اخلاق نبوی کے سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ آپ کی ہر صفت امتیازی تھی۔ اور آپ کا سب بڑا امتیاز آپ کا جامع الاخلاق ہونا تھا۔ آپ کی تحریر و تقریر گفتگو اور چال ڈھال ہر عمل سے آپ کے حسن اخلاق کا اظہار ہوتا تھا۔ انسانیت کی اعلیٰ صفات آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھیں۔ آئیے! مولانا عبدالماجد دریابادی کی ایک اور شہادت سنیں۔ مولانا فرماتے ہیں:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ العالی کے فضل و کمال، مرتبہ و مقام پر گفتگو تو وہ کرے جو خود بھی کچھ ہو مجھے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ تو مولانا کے ایک ہی کمال اور ایک ہی کرامت کا ہے اور وہ آپ کی بے نفسی، سادگی، تواضع، انکساری اور خدمت خلق کا عشق ہے۔ کہتا ہوں اور گویا خانہ شہادت میں کھڑا ہوا بیان دے رہا ہوں کہ وہ بہترین دوست ہیں، بہترین رفیق سفر ہیں، مہمان ہو تو آپ کی میزبانی میں اپنے معمولات کو ترک کر دیں گے، روپیہ پیسہ کی ضرورت پیش آئے تو خود قرضدار ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کی حاجت ضرور کہیں سے پوری کریں گے۔ خدانہ خواستہ بیمار پڑ جائیں تو تیمارداری میں دن رات ایک کر دیں گے، نوکری کی ضرورت پیش آئے، کوئی مقدمہ کھڑا ہو۔ کسی امتحان میں بیٹھ جائیے۔ تو سفارش ناموں میں اور عملی دوڑ دھوپ میں نہ اپنے مرتبہ کا لحاظ کریں گے، نہ اپنی صحت کا، اور نہ خرچ کا جس طرح بھی ہو گا آپ کا کام نکالنے پر تل جائیں گے۔ اپنے بزرگوں کے ساتھ جو معاملہ بھی رکھتے ہوں، اپنے خوردوں، شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ یہ روش رکھتے ہیں کہ خادم کو مخدوم بنا کر ہی چھوڑتے ہیں، حالی کے شعر کے معنی اب جا کر روشن ہوئے ہیں:

ہم نے ہر ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا خاکساری اپنی کام آئی بہت
بہت سنا کہ یہ شان محمود الحسن دیشی الہند دیو بندی کی تھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو جانشینی کا حق

ان سے زیادہ کسی کو نہیں پہونچتا۔ (ازہیں بڑے مسلمان ۲۸۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ جیسی مجدد اور مردم شناس جیسی شخصیت نے حضرت شیخ الاسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(۱) ہمارے اکابر دیوبند کی بفضلہ تعالیٰ کچھ خصوصیات ہوتی ہیں چنانچہ شیخ مدنی کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو ان میں بدرجہ اتم موجود ہیں، ایک تو مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں ہے۔ دوسرے تو اضع، چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔

(۲) مجھ کو اپنی موت پر بھی فکر تھا کہ بعد میں باطنی دنیا کی خدمت کہ نیوالا کون ہوگا، مگر مولانا حسین احمد مدنی کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ دنیا ان سے زندہ رہے گی۔

(۳) حضرت مولانا حسین احمد مدنی بہت شریف طبیعت کے ہیں باوجود سیاسی اختلاف رکھنے کے بھی کوئی کلمہ خلاف حدود ان سے نہیں سنا گیا۔ (میں بڑے مسلمان ۵۱۰) عاف باللہ حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نے ان الفاظ میں آپ کے کمالات کا اعتراف فرمایا:

بھائی! حضرت شیخ مدنی کا حال کیا پوچھتے ہو ہم یوں سمجھتے رہے، مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں میں جب ہم نے اس مرد مجاہد کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ مدنی کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔ (میں بڑے مسلمان ۵۱۲)

ان جیسے اساطین کی گواہی آپ کے کمالات و اخلاق پر بین دلیل ہے۔ اگر کوئی تفصیل کا طالب ہو تو اسے الجمعۃ شیخ الاسلام نمبر اور آپ کی سوانح پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

ثمرات و نتائج

مذکورہ بالا بلند و بالا صفات و کردار سے آراستہ ہونے پر رب العزت کی سنت جاریہ پر مطابق آپ کو ان نعمتوں سے سرفراز کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو عطا

کی جاتی ہیں۔ ان نعمتوں کا خلاصہ تین جملوں میں کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بے مثال محبوبیت! آپ کی زندگی مین دنیا نے جس قبولیت و محبوبیت کا مشاہدہ کیا وہ تو ناقابل بیان ہے ہی۔ لیکن آپ کے بعد بھی محبوبیت مستقل برقرار ہے۔ آپ کے جن شاگردوں اور متوسلین نے آپ سے اکتساب فیض کسی بھی درجہ میں کیا ہے، انکی نگاہوں میں پھر اور کوئی سایا ہی نہیں۔ آج بھی جب ان کے سامنے آپ کا تذکرہ چھیڑا جاتا ہے تو عشق و محبت کا پیمانہ لبریز ہو کر آنسوؤں کی لڑیوں کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔

(۲) فیض عام: آپ کا علمی اور روحانی فیض جس قدر عام اور تمام ہوا وہ بھی اظہر من الشمس ہے، ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں مریدوں کے ذریعہ چار داگ عالم میں آپ کا فیض پھیلا۔ تشنگان علوم کو سیرابی ملی، اور گم گشتہ راہوں کو معرفت خداوندی نصیب ہوئی۔ اور آپ اپنے دور میں مرجع خاص و عام بن گئے۔ اسی وجہ سے جب آپ نے ۷ محرم ۱۳۱۷ھ میں دنیا سے پردہ فرمایا تو امت نے ایسا غم منایا جس کی مثال تاریخ میں خال خال ہی ملتی ہے۔ آپ کی وفات پر جتنے مضامین لکھے گئے اور جذبات میں ڈوبی ہوئی جتنی نظمیں لکھیں گئیں اور ملک و بیرون ملک.... جتنی تعزیتی مجالس منعقد کی گئیں ان کی نظیر قریبی زمانہ میں نہیں ملتی۔

(۳) ابدی زندگی: اور سب بڑی نعمت آپ کو یہ نصیب ہوئی کہ اپنے کارناموں اور شاندار تجدیدی اعمال صالحہ کے بدولت زندہ جاوید بن گئے۔ آج آپ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن شاگردوں، خلفاء دینی اداروں علمی حلقوں اور ملی تنظیموں کی شکل میں آپ کے لئے بے حد و حساب صدقہ جاریہ کا انتظام موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہیگا۔

حضرت شیخ الاسلام نے اپنی کسر نفسی کی بنا پر تصنیف و تالیف کا مشغلہ بالقصد اختیار نہیں فرمایا بایں ہمہ آپ نے اپنے متعلقین و متوسلین کو خطوط کے جو جوابات تحریر

فرمائے ہیں وہ بجائے خود تصنیف کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپکے یہ مکتوبات اپنے دور کے سب سے مقبول مکاتیب میں شمار ہوئے جن میں تصوف و سلوک کے باریک حقائق بھی ہیں، فقہ کے اہم مسائل سے بھی بحث کی گئی ہے۔ علمی تحقیقات کا قیمتی ذخیرہ بھی موجود ہے۔ پھر سیاست تاریخ اور دیگر مفید موضوعات پر بھی عطر بیزیاں پائی جاتی ہیں۔ جو ضخیم... چار جلدوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

ان ”معارف و حقائق“ کو عام فہم بنانے اور ان کا فیض عوام تک پہنچانے کی غرض سے مخدوم محترم حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی زید مجدہم مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد نے الگ الگ عنوانات لگا کر مکتوبات شیخ الاسلام سے ”حسن انتخاب“ کا سلسلہ ”ندائے شاہی“ میں شروع فرمایا تھا جو قسط وار کئی سال تک شائع ہو کر مکمل ہوا۔ اس سلسلہ انتخاب میں مکتوبات کے چھپے ہوئے لعل و جواہر خوبصورت انداز میں ابھر کر سامنے آ گئے ہیں اب ان ”معارف و حقائق“ کی کتابی شکل میں اشاعت انشاء اللہ مزید افادہ کا ذریعہ ہوگی اور عوام و خواص باسانی اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت والا کی یہ کاوش واقعی لائق تحسین اور باعث شکر یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبولیت سے نوازے اور اس کا فیض عام فرمائے آمین ثم آمین۔ فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری

۵/۱۴/۲۰/۸/۵

موضوع وار فہرست

ذیل میں شائقین کی سہولت کیلئے اجمالی عنوانات
کے تحت موضوع وار فہرست پیش کی جا رہی ہے
(مرتب)

موضوع وار فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	تصوف و سلوک	
۷۴	بیعت کا مسنون ہونا	۱
۷۴	اولو العزم ہستیوں کا شیوہ	۲
۷۵	اگر میلان طبع مولانا اشرف علی تھانویؒ کی طرف نہیں ہے	۳
۷۵	میرے اور آپ کے علائق محض لوجہ اللہ ہونے چاہئیں	۴
۷۶	اصلاح نفس کا خیال ایک نفس پرور سے؟	۵
۷۷	محبوب حقیقی تک رسائی حضرت تھانویؒ کی بارگاہ میں ارہی ہے	۶
۷۷	اپنے مرید کو حضرت تھانویؒ سے بیعت کا حکم	۷
۷۸	صحابۃ الشیخ ساعة خیر من عبادۃ ستین سنة	۸
۷۸	کیا تعلقات بین المرید والشیخ خدمات مالیہ کے لئے ہوتے ہیں؟	۹
۷۹	میں بارگاہ رشیدی کا سب سے چھوٹا غلام ہوں	۱۰
۷۹	در محفل خود رہ مدہ ہچو منے را: افسردہ دل افسردہ کندانجمنے را	۱۱
۸۰	عمر ستر سے تجاوز کر گئی مگر توشہ آخرت کچھ نہیں	۱۲
۸۰	میں اپنے آپ کو ننگ اسلاف کیوں لکھتا ہوں؟	۱۳
۸۱	توجہ الی اللہ اور اصلاح نفس کی مجھ کو فرصت کہاں؟	۱۴
۸۱	محرومیت نے دامن نہ چھوڑا	۱۵
۸۲	آپ کا مجھ سے بیعت کرنا سخت غلطی تھی	۱۶
۸۲	پرائے پوت کس نے پالے	۱۷
۸۲	آپ کامل تارک الدنیا کو تلاش کیجئے	۱۸
۸۳	انسان کو صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگانا چاہئے	۱۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۸۳	رجعت کے اسباب	۲۰
۸۳	مجلس کے سب سے بڑے کو پیش کرو	۲۱
۸۴	فنائی الشیخ ہونا سلوک میں ضروری ہے	۲۲
۸۴	اپنے شیخ اور مرشد سے رابطہ منقطع کرنا غلط ہے	۲۳
۸۴	وظائف وغیرہ کے لئے صاحب مجاز سے اجازت حاصل کرنا کیوں اور کس لئے؟	۲۴
۸۶	میرا محبوب فقط اللہ ہے	۲۵
۸۶	”تکیہ“ نہایت مبارک اور مسعود جگہ ہے	۲۶
۸۷	سالک کا دل بڑھانے کے لئے الہامات	۲۷
۸۷	نماز میں وساوس کا علاج	۲۸
۸۷	مشائخ طریقت کو ایصالِ ثواب کا طریقہ	۲۹
۸۸	حسینوں کے جال سے بچنے کا طریقہ	۳۰
۸۸	یک درگیر محکم گیر	۳۱
۸۹	حضرت گنگوہیؒ کی وفات پر حضرت شیخ الہندؒ کے کہے ہوئے مرثیہ پر اعتراض	۳۲
۸۹	امور مسئلہ کے جوابات	۳۳
۹۰	خدا کا طالب شرم کرے، تعجب ہے	۳۴
۹۱	جس دم کا طریقہ	۳۵
۹۲	بارہ تسبیح کا طریقہ	۳۶
۹۳	خلو معدہ کے وقت ذکر کرنا چاہئے	۳۷
۹۳	سالک کو جو واقعات پیش آئیں ان کو ہرگز ظاہر نہ کریں	۳۸
۹۴	تصور شیخ کا طریقہ	۳۹
۹۴	تزکیہ قلب کے لئے سب سے زیادہ مؤثر عمل	۴۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۹۴	پاس انفاس کا طریقہ	۴۱
۹۶	تضرع و زاری مطلوب ہے	۴۲
۹۶	ابتداء میں سالک کے لئے تنہائی ضروری ہے	۴۳
۹۹	ذکر اس قدر کیجئے کہ بے اختیار جاری رہنے لگے	۴۴
۹۹	مولانا تھانویؒ کے مواعظ بہت مفید ہیں	۴۵
۱۰۰	سلطان الاذکار کے آثار	۴۶
۱۰۰	پاس انفاس کی اصلی غرض	۴۷
۱۰۱	نفاق کے شعبے	۴۸
۱۰۱	اہل و عیال کی خبر گیری ضروری ہے	۴۹
۱۰۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قلت ہدیہ سے شرم کیوں	۵۰
۱۰۱	حضرت تانوتویؒ کا شجرہ دعاء پڑھ لیا کیجئے	۵۱
۱۰۲	دل کا لگنا مطلوب نہیں	۵۲
۱۰۲	بیوی کے ساتھ خلوت بھی روح کو جلا دیتی ہے	۵۳
۱۰۲	رمضان کو سفر میں ہرگز ضائع نہ کیا جائے	۵۴
۱۰۳	ایں ہمہ غنیمت است	۵۵
۱۰۳	والدین کی خدمت گزاری عبادت ہے	۵۶
۱۰۴	اصلی عبادت شکر ہے	۵۷
۱۰۶	مسلمانوں کے لئے جملہ تکالیف موجب کفارہ سینات ہیں	۵۸
۱۰۶	یہ دنیا دار الالبلاء والامتحان ہے	۵۹
۱۰۷	جب وساوس کا غلبہ ہو تو کیا کریں	۶۰
۱۱۰	قلت کلام اور قلت محالست کو عمل میں لائیے	۶۱
۱۱۱	الحمد للہ فلاں شخص کو رونا آ گیا	۶۲
۱۱۲	محبوب حقیقی کی رضا و خوشنودی مقصد اصلی ہے	۶۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۱۳	مراقبہ کس کو کہتے ہیں؟	۶۴
۱۱۵	قوالی طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے	۶۵
۱۱۵	کب تک رسمی اور اصلاحی علوم میں دل و دماغ کھپائے گا؟	۶۶
۱۱۵	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مصیبت نہ آنے پر رونا	۶۷
۱۱۶	جلسہ بازیاں اور انکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں	۶۸
۱۱۶	سوالات کے جوابات	۶۹
۱۱۸	بیعت توبہ اور بیعت ارشاد میں فرق	۷۰
۱۱۹	ہند میں رہ کر مدینہ کے عشق میں بے قرار رہنا ہزار درجہ بہتر ہے	۷۱
۱۲۱	ذکر کرتے کرتے چھوڑ دیا جائے تو قلب میں قساوت پیدا ہو جاتی ہے	۷۲
۱۲۲	فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب	۷۳
۱۲۲	حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے	۷۴
۱۲۳	جس قدر مطلوب بڑا ہوتا ہے اسی قدر مشقتوں کا برداشت کرنا بھی ضروری ہوتا ہے	۷۵
۱۲۳	ذکر پر مداومت کیجئے چاہے دل لگے یا نہ لگے	۷۶
۱۲۳	ذکر کی قسمیں	۷۷
۱۲۳	اگر مستحق لذت و راحت ارباب تقویٰ ہوتے تو سب سے زیادہ راحت میں انبیاء ہوتے	۷۸
۱۲۵	جو کام بھی کیجئے حسن نیت سے کیجئے	۷۹
۱۲۶	ذکر قلبی کا طریقہ	۸۰
۱۲۷	ذکر قلبی محض تصور اور دھیان سے ہوگا	۸۱
۱۲۷	موت اگر امید افزا واقع ہوئی ہے تو خوشی کی بات ہے	۸۲
۱۲۸	وساوس کے علاج کا طریقہ	۸۳
۱۲۹	ذکر روجی کس کو کہتے ہیں؟	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۵	جیل کے ایام کو غنیمت سمجھئے	۱۲۹
۸۶	آپ کے جیل پہونچنے میں کیا عجب ہے کہ خدا کے یہاں بڑی خیر مضمحل ہو	۱۳۰
۸۷	ملکہ یادداشت کس کو کہتے ہیں؟	۱۳۱
۸۸	ایک اسرائیلی کے ایک سوال ایمان کے قتل کر دینے پر بھی مغفرت فرمادی	۱۳۱
۸۹	مراقبہ ذات مقدسہ باری عزوجل	۱۳۲
۹۰	صرف مراقبہ اور توجہ الی الذات میں وقت صرف کیجئے	۱۳۳
۹۱	ممنوع الازجات امی کی تعریف	۱۳۵
۹۲	جسمانی تکالیف ذکر کی تاثیرات ہیں	۱۳۵
۹۳	انانیت، جاہ پرستی، نفس پرستی، خود غرضی، اس راہ میں سد عظیم ہیں	۱۳۵
۹۴	میں آپ کو بیعت توبہ کی اجازت دیتا ہوں	۱۳۶
۹۵	تحقیق فلاں بزرگ نے فلاں کی نسبت سلب کر لی	۱۳۷
۹۶	چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت	۱۳۷
۹۷	روضہ اقدس پر حاضری کے وقت جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے	۱۳۷
۹۸	توجہ الی الذات میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے	۱۳۸
۹۹	وفی انفسکم افلا تبصرون اعلیٰ درجہ کا مراقبہ ہے	۱۳۸
۱۰۰	بیعت لینے کا طریقہ	۱۳۹
۱۰۱	اللہ تک پہونچنے کے لئے راہیں بے شمار ہیں	۱۴۰
۱۰۲	لطائف مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمت عظیمہ ہے	۱۴۲
۱۰۳	تصور شیخ میں غلو	۱۴۷
۱۰۴	مدار نجات نسب نہیں ہے عمل ہے	۱۴۹
۱۰۵	اگر میں تسخیر کا کوئی عمل جانتا تو جیل میں کیوں پڑا ہوتا؟	۱۶۸
۱۰۶	رؤساء صرف مادیت کے پرستار ہوتے ہیں	۱۸۵
۱۰۷	یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں عمل شیطانی ہے اور فلاں عمل غیر شیطانی	۱۸۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۹۶	نہ میں محمودی ہوں، نہ رشیدی، نہ قاسمی ہوں نہ امدادی	۱۰۸
۱۹۷	کیا راتوں کو آپ نے تنگ نہیں کر دیا؟	۱۰۹
۲۱۱	ضعیف العمری میں شادی ارشاد طریقت کے منافی نہیں	۱۱۰
۲۱۴	نماز باجماعت ادا کریں	۱۱۱
۲۱۵	بالغ ہو جانے کے بعد عقد شرعی میں ہرگز دیر نہ کیجئے	۱۱۲
۲۲۶	انسان کے عمل میں نقائص کا ہونا فطری عمل ہے	۱۱۳
۲۲۶	آپ کو بیعت کرنے کی اجازت ہے	۱۱۴
۲۳۸	بجز اتباع سید العشاق (علیہ السلام) کوئی چیز کارآمد نہیں	۱۱۵
۲۳۸	شان الوہیت کے ساتھ ہمیشہ ادب اور عظمت کا لحاظ رکھئے	۱۱۶
۲۳۹	غصہ کا علاج	۱۱۷
۲۳۹	عالم اسباب پر متوسطہ طریقہ سے عمل درآمد رکھئے	۱۱۸
۲۴۰	معاصی اور غفلات سے تنفر ضروری ہے	۱۱۹
۲۴۹	مسلمانوں کی جملہ تکالیف موجب کفارہ ہیں	۱۲۰
۲۴۱	حضرت خواجہ شبلیؒ کا اپنے نفس کو باہر نکال لینا	۱۲۱
۲۴۳	آپ نے لکھا ہے، غذا مطلق حلال نہیں ہے	۱۲۲
۲۴۶	علوم دینیہ میں مشغول ہونے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی	۱۲۳
۲۴۷	پاس انفاس میں جی لگنا مبارک ہے	۱۲۴
۲۵۱	سلطان الاذکار کا طریقہ کیا ہے؟	۱۲۵
۲۵۱	اخلاص اور للہیت نہایت مشکل امر ہے	۱۲۶
۲۶۹	مولانا دریا بادیؒ کا خط حضرت مدنیؒ کے نام	۱۲۷
۲۷۰	جواب از حضرت مدنیؒ قدس سرہ	۱۲۸
۲۷۸	انسان دن رات میں تقریباً پچیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے	۱۲۹
۲۷۹	بیماری مغفرت کیلئے قوی ذریعہ ہے	۱۳۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳۱	مسلمانوں کیلئے دنیا ابتلاء و امتحان کا گھر ہے	۲۸۴
۱۳۲	کسی فانی اور ناقص سے ایسا تعلق غلط ہے	۲۸۸
۱۳۳	القابض علی الدین کالقابض علی الجمرة	۲۸۹
۱۳۴	عالم اسباب میں خدا نے امور کو اسباب سے متعلق کیا ہے	۲۹۰
۱۳۵	عورتوں کی تعلیم سلوک میں فرق رکھنا ضروری ہے	۳۰۳
۱۳۶	سالک کو ترقی کب دی جائے؟	۳۰۴
۱۳۷	مولانا حبیب الرحمن صاحب سلہٹ بنگلہ دیش کا خط	۳۰۴
۱۳۸	حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب	۳۹۵
۱۳۹	والدین اور اعزہ کی دلخراش باتوں پر صبر کیجئے	۳۲۵
۱۴۰	جب تک آپ کا نفس آپ پر غالب رہے گا اس وقت تک شیطان کا تسلط رہے گا	۳۳۳
۱۴۱	امور عبادت کو خلاف نفس عادت بنالینا	۳۳۴
۱۴۲	عبادات سے مقصود تلذذ نہیں	۳۳۵
۱۴۳	عبادت میں احکم الحاکمین کا استحضار	۳۳۵
۱۴۴	قرآنی آیات کے ورد کے منافع مقصود اصلی نہیں	۳۳۵
۱۴۵	حسینوں کی پیدائش پر غور	۳۳۶
۱۴۶	ہم جیسوں سے بیعت کی درخواست کوئی معنی نہیں رکھتی	۳۴۲
۱۴۷	سب پیروں کا پیر قرآن مجید ہے	۳۴۲
۱۴۸	جو حالت خواب میں پیش آئے لوگوں سے بیان نہ کیجئے	۹۵
۱۴۹	امور مسئلہ کا جواب	
۱۵۰	شجرہ کے پڑھنے میں میرا نام	۳۵۵
۱۵۱	اگر رضاء شہنشاہی حاصل ہو تو بعد مسافت کوئی چیز نہیں	۳۵۶
۱۵۲	عدل کرے تو لٹیاں، فضل کرے تو چھٹیاں	۳۵۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۳	غائبانہ بیعت کرنے کا حکم بے موقع ہے	۳۷۰
۱۵۴	مرید ہونے والے شخص کا کہنا کہ آپ نے ذکر و اذکار میں اس کی مدد	۳۷۰
	کی الٹ اور ادو وظائف کو چھوڑنے کی اجازت نہیں	۳۷۱
۱۵۵	اللہ تعالیٰ کے نزدیک بایزید و جنید بنادینا مشکل نہیں	۳۷۱
۱۵۶	دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے	۳۷۱
۱۵۷	مکتوب نمبر ۴۸ کے سوالات مع جوابات	۳۷۲
۱۵۸	ہم کو دنیا میں امتحان کیلئے لایا گیا ہے	۳۷۵
۱۵۹	حساب کا صاف ہونا از بس ضروری ہے	۳۷۶
۱۶۰	اسم ذات دس ہزار مرتبہ	۳۷۶
۱۶۱	اور ادو وظائف کیلئے صاحب مجاز سے اجازت الٹ	۳۷۷
۱۶۲	داخل سلسلہ نہ ہونے والی خواتین کو تسبیحات ستہ	۳۷۸
۱۶۳	اذکار میں ناغہ کرنا غلط ہے	۳۷۸
۱۶۴	چراغ صبح پیری میں الٹ	۳۸۰
۱۶۵	مکتوب نمبر ۸۲ بنام اہلیہ محترمہ مولانا احمد حسین لہر پوری	۳۸۲
۱۶۶	عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت شمار کیجئے	۴۱۰
۱۶۷	غائبانہ بیعت	۴۱۰
۱۶۸	مکتوبات کے مطالعہ کی اجازت	۴۱۰
فقہ		
۱۶۹	نوافل کو ترک کر کے قضاء عمری میں اشتغال بہتر ہے	۸۶
۱۷۰	سودی قرضہ ہرگز نہ لیں	۸۶
۱۷۱	تہجد کی رکعتوں میں کوئی تحدید نہیں	۹۰
۱۷۲	مسجد کے اوقاف کے بارے میں علماء ہند کا فتویٰ	۹۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷۳	دارالحرب میں سود کا مسئلہ	۹۶
۱۷۴	پیلو کی مسواک سب سے افضل ہے	۱۲۷
۱۷۵	بیوی کا نفقہ شوہر پر کب واجب نہیں؟	۱۴۴
۱۷۶	حافظ ابن تیمیہ کا مسلک غلط ہے	۱۴۴
۱۷۷	دارالحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟	۱۴۸
۱۷۸	ابتداء اسلام میں نماز کے اندر فعل کثیر ممنوع نہ تھا	۱۵۱
۱۷۹	فرائض کھڑے ہو کر پڑھنا اولیٰ ہے	۱۵۱
۱۸۰	کیا تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا پیسہ لگایا جاسکتا ہے؟	۱۵۴
۱۸۱	کیا مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جاسکتا ہے؟	۱۵۱
۱۸۲	ابابیل کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟	۱۵۹
۱۸۳	شیعوں کے وضو کے بقیہ پانی کا کیا حکم ہے؟	۱۶۰
۱۸۴	شیعہ کے یہاں کھانا کیسا ہے؟	۱۶۰
۱۸۵	شب برات کے حلوے کا کیا حکم ہے؟	۱۶۰
۱۸۶	گیارہویں شریف کے نذر و نیاز کا کیا حکم ہے؟	۱۶۰
۱۸۷	کیا عقد نکاح کے لئے گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے	۱۵۹
۱۸۸	شیعہ مسلمان ہے یا کافر	۱۴۹
۱۸۹	اگر سنی گواہوں کے علاوہ ایک شیعہ گواہ بھی ہو تو نکاح ہو جائے گا	۱۶۰
۱۹۰	کابین نامہ میں اگر تفویض طلاق شوہر کی جانب سے ہے تو صحیح ہے یا نہیں؟	۱۶۱
۱۹۱	نکاح کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟	۱۶۱
۱۹۲	کیا عید کی نماز کے بعد ملنا اور مصافحہ و معانقہ کرنا مسنون ہے؟	۱۶۱
۱۹۳	ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں	۱۸۳
۱۹۴	قضاے عمری کے متعلق ایک شبہ	۱۸۵
۱۹۵	تفسیر بالرائے کی ممانعت	۱۹۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۹۶	ہندوستان دارالحرب ہے	۲۰۵
۱۹۷	بینگوں میں سود کو چھوڑ دینا جائز نہیں	۲۰۵
۱۹۸	مساعی معاشیہ کو شکم پروری قرار دینا غلط ہے	۲۲۳
۱۹۹	اعمال ضروریہ میں کوتاہی کرنا افساق ہوگا، کافر نہیں	۲۷۱
۲۰۰	مولانا محمد سعید بزرگ سملکی کے چند سوالات	۲۸۰
۲۰۱	تین سوالات (اور ان کے جوابات)	۲۹۷
۲۰۲	۱۳۶۰ھ میں ایک سوال	۳۰۲
۲۰۳	بچے کو دودھ پلانے والی عورت افطای کی اجازت ہے	۳۰۸
۲۰۴	چار ہزار نفوس پر مشتمل آبادی میں جمعہ جائز ہے	۳۱۱
۲۰۵	خودکشی کا ارادہ کرنا بزدلی اور گناہ ہے	۳۲۳
۲۰۶	حالت جنابت میں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعداد ہیں	۳۲۸
۲۰۷	نماز میں وساوس کا آنا مفسد صلوٰۃ نہیں	۳۲۹
۲۰۸	ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا سخت جرم ہے	۳۳۰
۲۰۹	ایام بلوغ کے بعد قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ	۳۳۱
۲۱۰	قضاء نمازوں کی نیت کا طریقہ	۳۳۱
۲۱۱	قضا صرف فرض اور وتر کی ہوگی	۳۳۱
۲۱۲	لڑکے اور لڑکی پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟	۳۳۱
۲۱۳	تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت لینی جائز ہے	۳۳۰
۲۱۴	عامل کو علوی عمل پر اجرت لینی جائز ہے	۳۳۱
۲۱۵	رمل سیکھنا حرام ہے	۳۳۱
۲۱۶	مجبور ہو کر کلمات کفریہ کہنے کا حکم	۳۳۷
۲۱۷	کفر جو داور شرک صریح کرنے والے کے نکاح اور اولاد کا حکم	۳۳۸
۲۱۸	ماں باپ ولد الزنا ہوں تو اولاد کا کیا حکم ہوگا؟	۳۳۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۱۹	نماز جنازہ ہر نیک و بد پر پڑھی جائے گی	۳۴۹
۲۲۰	اگر آمدنی کا غالب حصہ حرام کا ہے تو	۳۴۹
۲۲۱	اس کا استعمال کسی شکل میں جائز نہیں ہے	۳۴۹
۲۲۱	شرعی لباس کی کوئی وضع قطع متعین نہیں ہے	۳۵۰
۲۲۲	عورتوں کا لباس کیسا ہونا چاہئے	۳۵۰
۲۲۳	ذی رحم محرم عورتوں کے ساتھ کھانا مصافحہ دست بوسی جائز ہے	۳۵۱
۲۲۴	عورت امام کی اقتداء کر سکتی ہے	۳۵۱
۲۲۵	نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے	۳۵۱
۲۲۶	عورت کے تمام اعضاء خاوند کو دیکھنا جائز ہے	۳۵۲
۲۲۷	عورت کا سر، بال، گردن، بانہہ وغیرہ کا	۳۵۲
۲۲۸	کھولنا کس کے سامنے جائز ہے؟	۳۵۲
۲۲۸	جن لوگوں سے نکاح جائز ہے ان سے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے	۳۵۲
۲۲۹	عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کا حکم	۳۵۳
۲۳۰	اگر نماز میں سب ذی رحم محرم عورتیں ہیں	۳۵۳
۲۳۱	تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں ہے	۳۵۳
۲۳۱	عورت کے لئے افضل یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے	۳۵۳
۲۳۲	بول و براز کے وقت سر کا کھلا رہنا	۳۵۳
۲۳۳	اس صورت میں بیوی کا شوہر پر نفقہ واجب نہیں	۳۷۰
۲۳۴	تبلیغ فرض کفایہ ہے	۳۷۳
۲۳۵	شیخ الاسلام کی تصویر اخبارات میں	۳۸۰
۲۳۶	دو مثل پر پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں	۳۸۱
۲۳۷	تجدید نکاح کی ضرورت نہیں	۳۸۱
۲۳۸	سورہ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کرنا	۸۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تحقیقات علمیہ	
۲۳۹	استدراج کس کو کہتے ہیں؟	۱۳۶
۲۴۰	تصور شیخ کے کیا معنی؟	۱۴۶
۲۴۱	تصور شیخ میں غلو	۱۴۷
۲۴۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت کھایا ہے یا نہیں؟	۱۵۳
۲۴۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچامہ پہننا ثابت ہے یا نہیں؟	۱۵۳
۲۴۴	بزرگوں کی ارواح کو کس طرح ثواب پہنچایا جائے؟	۱۵۸
۲۴۵	صدقہ اور قرض حسنہ کا ثواب	۱۶۷
۲۴۶	بخاری کے لئے حضرت شیخ الہند کے تراجم اور بخاری کے حواشی بہت کارآمد ہیں	۱۶۸
۲۴۷	ایک سوال، صبر مقدم ہے یا شکر؟	۱۸۷
۲۴۸	میرے نکاح پڑھنے کے لئے مہر فاطمی کیوں شرط ہوتی ہے؟	۱۸۷
۲۴۹	چند سوالات کے جوابات	۲۱۴
۲۵۰	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک طالب علم سے ایک کمیونسٹ لڑکے کے سوالات	۲۲۷
۲۵۱	جواب از حضرت مدنی قدس سرہ	۲۲۷
۲۵۲	مدینہ منورہ کے دارالاسلام بن جانے کے بعد ایک آیت کا نزول	۲۳۶
۲۵۳	واقعہ اصحاب فیل ایشیائے کوچک میں	۲۴۵
۲۵۴	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۵۰
۲۵۵	مولانا ادریس صاحب (سرائے میر) کے پانچ سوالات جوابات از حضرت مدنی قدس سرہ	۲۵۸
۲۵۶	حدیث ”بداء الاسلام“ کے معنی اور مفہوم کے بارے میں سوال	۲۷۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۷۸	نفاق کے شعبے	۲۵۷
۲۸۵	مدارس عربیہ میں مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کی حیثیت	۲۵۸
۲۹۱	علماء حق کی اکثریت ربیع الاول میں سیرت کے مروجہ جلسوں اور جلوسوں کی مخالف کیوں؟	۲۵۹
۳۱۳	حضرت بابائے شکرؒ اور حضرت محبوب الہیؒ کی مجلس میں رسم سجدہ	۲۶۰
۳۱۵	حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب	۲۶۱
۳۲۸	قبولیت نماز اور صحت نماز میں فرق	۲۶۲
۳۳۳	شب براءت اور اس کے اعمال	۲۶۳
۳۳۶	کفر میں سب بڑا درجہ کفر تجو دکا ہے	۲۶۴
۳۳۶	شرک میں سب سے بڑا درجہ شرک صریح کا ہے	۲۶۵
۳۳۶	شرک و کفر کا سب سے ادنیٰ درجہ	۲۶۶
۳۳۷	ہزار میں صرف ایک درجہ ایمان کا ہے	۲۶۷
	تب بھی تکفیر نہیں کی جانی چاہیے	
۳۷۹	ہر قسم کے کمالات انسانیہ میں پانچ مقامات پیش آتے ہیں	۲۶۸
۱۴۶	مہدی تین ہیں۔ لغوی، اصطلاحی اور موعود	۲۶۹
	عملیات	
۹۳	تجدستی دور کرنے کا عمل	۲۷۰
۱۰۰	پریشانیوں کے ازالہ کیلئے عمل	۲۷۱
۱۰۳	آخر شب اٹھنے کیلئے مجرب عمل	۲۷۲
۱۰۶	آفات و مصائب سے بچنے کا عمل	۲۷۳
۱۰۷	قرض کی ادائیگی کا عمل	۲۷۴
۱۱۰	دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کا عمل قوت حافظہ کیلئے عمل	۲۷۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۸	ختم سورہ یسین شریف کی ترکیب	۲۷۶
۲۲۸	خزب البحر کی زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۲۷۷
۲۲۷	آپ کو تعویذوں کی اجازت ہے	۲۷۸
۲۳۳	اولاد کی ہدایت کیلئے ورد	۲۷۹
۲۴۵	مایوس العلاج مریضوں کیلئے نسخہ شفاء	۲۸۰
۲۴۹	سحر اور آسیب سے نجات پانے کا عمل	۲۸۱
۳۰۳	رنج و غم کے دفعیہ کیلئے ایک عمل	۲۸۲
۳۰۳	تنگدستی اور قرض سے سبکدوشی کے لئے عمل	۲۸۳
۳۰۴	سینہ کے درد کے لئے عمل	۲۸۴
۳۲۶	حل مشکلات کا عمل خواہ روزی سے متعلق ہو یا اقرباء کے ستانے سے الخ	۲۸۵
۳۳۲	حفاظت اور مدد کیلئے عمل	۲۸۶
۳۵۴	حصول شفاء کے لئے ”یا سلام“ کا ختم	۲۸۷
۳۷۴	سحر کے دفعیہ کیلئے دو عمل	۲۸۸
۳۷۷	دلائل الخیرات اور فجر کی سنت و فرض کے درمیان سورہ فاتحہ کا عمل	۲۸۹
اذکار و ادعیہ		
۱۰۴	عام دعاؤں کیلئے زیادہ مناسب دعاء	۲۹۰
۱۰۵	اسلاف اور مسلمانوں کیلئے مختصر دعاء	۲۹۱
۱۰۵	دعاء میں دل لگنا ضروری ہے	۲۹۲
۱۰۵	حسن خاتمہ کیلئے نہایت مؤثر آیت	۲۹۳
۱۱۸	میری دعائیں صرف احباب اور بزرگوں تک محدود نہیں	۲۹۴
۱۲۶	تسبیحات ستہ صبح و شام	۲۹۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹۶	حضرت گنگوہیؒ کا پسندیدہ درود شریف	۱۳۳
۲۹۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے	۱۵۶
۲۹۸	تیر قضا کو نبی یا ولی کی دعاء روک سکتی ہے	۱۸۹
۲۹۹	دعاء اور تلاوت کلام پاک میں فرق	۲۳۹
۳۰۰	مزار پر حاضری کے وقت حضرت مدنیؒ کا معمول	۳۱۸
۳۰۱	بخشش قرآن کا طریقہ	۳۳۲
۳۰۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بخشنے کا طریقہ	۳۳۲
۳۰۳	دعاء کی قبولیت کیلئے چند شرائط	۳۳۶
۳۰۴	قبولیت دعاء کی متعدد صورتیں	۳۳۸
۳۰۵	سید الاستغفار	۳۳۹
۳۰۶	قرآن کے محفوظ رکھنے کیلئے کثرت مزاوت ضروری ہے	۳۵۴
۳۰۷	جس قدر ممکن ہو حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ کا ورد رکھے	۴۲۱
تعبیر الروایا		
۳۰۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بحالت خواب بوسہ دینا	۸۵
۳۰۹	حضرت گنگوہیؒ کو خواب میں دو مرتبہ اور حضرت شیخ الہندؒ کو کئی مرتبہ دیکھا	۱۶۸
۳۱۰	شیدائسرائیلی صاحب کا خواب	۲۱۹
۳۱۱	خواب میں دیکھنا کہ اذان کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں ہے	۲۵۰
تاریخ		
۳۱۲	یوپی میں زمیندارہ کے خاتمہ کی ابتدا ۱۹۱۲ء سے	۳۸۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۸۵	مولانا محمد میاں صاحبؒ کی مدرسہ شاہی کی تدریس اور ۱۹۳۶ء کے سیاسی بحران کا دور	۳۱۳
۴۰۸	۱۳۷۷ھ میں دارالعلوم دیوبند کا بجٹ اور تعداد طلبہ	۳۱۴
	سیاسیات	
۱۷۰	ہماری سیاسیات میں شمولیت کا مشغلہ کب تک؟	۳۱۵
۱۷۱	انگریزوں کے اسلام دشمن حکومت کو مٹانے کی تحریک	۳۱۶
۱۷۸	کانگریس غیر قانونی جماعت ہے میں یوپی کا نائب صدر ہوں	۳۱۷
۱۷۹	ہم کو کسی سے دشمنی نہیں ہے	۳۱۸
۱۷۹	جمعیت علماء ہند کا مسلم لیگ سے اتحاد و تعاون	۳۱۹
۱۸۰	چودھری خلیق الزمان صاحب کا خط	۳۲۰
۱۸۰	مسلم لیگ نے کامیاب ہونے کے بعد عہد و پیمان کو توڑ دیا	۳۲۱
۱۸۱	جناب جناح کا ارشاد: وہ پولیٹیکل وعدے تھے	۳۲۲
۱۸۱	جناح صاحب اور مسلم لیگ برطانیہ کے حامی و مددگار تھے	۳۲۳
۱۸۲	غیر مسلم کے ساتھ دوستی مسلم لیگ کا دستور اساسی	۳۲۴
۱۸۳	حمیت علماء کا قیام ہر زمانہ میں مسلمانوں کیلئے لازم ہے	۳۲۵
۱۸۳	مولانا آزاد اسلامی فرائض کی ادائیگی میں جفاکش و جان باز تھے	۳۲۶
۱۹۹	اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام باقی رہے تو بہت جلد بیدار ہو جائیے	۳۲۷
۱۹۹	برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ہندوستان کی دوسری قوموں کو ساتھ لینا ضروری ہے	۳۲۸
۲۰۰	آزادی کے بعد مشترک نظام کو موجودہ سامراجی کے مقابلے میں اہوں اہلیتیں قرار دیا جاتا ہے	۳۲۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۰۱	سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں	۳۳۰
۲۰۲	ہندوستان کا نظام حکومت	۳۳۱
۲۰۳	مجوزہ پاکستان کی مشکلات اور نقصانات	۳۳۲
۲۰۵	استعانت بالمشرکین	۳۳۳
۲۰۷	دشمن کوئی بڑا ہوتا ہے کوئی چھوٹا	۳۳۴
۲۰۷	انگریز تین صدی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو فنا کر رہا ہے	۳۳۵
۲۰۷	ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے باوجود آزادی خواہوں کو قتل کیا	۳۳۶
۲۰۸	ہندو ایک ہزار برس سے رعیت چلا آ رہا ہے	۳۳۷
۲۰۸	اکابر اسلام نے ہندوستان سے انگریز کو نکالنا ضروری سمجھا	۳۳۸
۲۰۹	مسلم لیگ اور مہاسبھا کی ولادت کیوں ہوئی؟	۳۳۹
۲۰۹	مسلم لیگ کا نظام ترکیبی	۳۴۰
۲۱۶	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر کی کاشکال	۳۴۱
۲۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ناقابل برداشت ہے	۳۴۲
۲۳۱	جواب از حضرت مدنی قدس سرہ	۳۴۳
۲۳۲	فرقہ پرست ہندوؤں کی خواہش	۳۴۴
۲۳۲	چار کروڑ مسلمانوں کو کون سی زمین ٹھکانا دے گی	۳۴۵
۲۳۲	افغانستان یا عرب کو ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ کیا ہمدردی ہے	۳۴۶
۲۳۵	صوبہ جاتی تعصب نے انتہائی مشکلات میں ڈال رکھا ہے	۳۴۷
۲۳۵	قبل الحجۃ مکہ معظمہ کی زندگی پر غور کیجئے	۳۴۸
۲۳۶	یہ دارالاسلام نہیں ہے	۳۴۹
۲۳۶	آج آپ انقلاب زمانہ سے خائف ہیں	۳۵۰
۲۳۷	پتربیکا کے ایڈیٹر نے معافی مانگی	۳۵۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۵۲	پاکستان کو اسلامی حکومت کہنا غلط ہے	۲۴۱
۳۵۳	پاکستان کے حصول کے بعد کیا قوم نے شرائط نصرت خداوندی پر عمل کیا؟	۲۴۴
۳۵۴	ہندوستان میں جمعیت علماء ہند کی ضرورت	۳۱۲
۳۵۵	تحریک آزادی کے سلسلہ میں مولانا خدا بخش ملتانی کا ایک سوال اور جواب از مدنی	۳۵۸
۳۵۶	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب "کا خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کے سوالوں کا جواب	۳۶۳
۳۵۷	کانگریس خالص ہندوؤں کی جماعت نہیں ہے	۴۱۳
۳۵۸	روئے زمین پر اسلام کا سب سے بڑا دشمن انگریز ہے	۴۱۳
۳۵۹	ہندوؤں کو انگریز نے ہمارا دشمن بنا دیا	۴۱۵
۳۶۰	پریسیڈنٹ: مولانا مدنی "جمعیت علماء ہند سے بیزار ہیں	۴۲۳
۳۶۱	صوبہ کانفرنس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت	۴۲۶
متفرقات		
۳۶۲	اولاد کو انگریزی تعلیم دلوا کر دوزخ کا کندہ بنانا	۷۶
۳۶۳	منیجر سیاست کی طلب پر المعراج نامی مضمون	۸۵
۳۶۴	قرآن کی تلاوت اگرچہ بلا معنی ہو مفید ہے	۹۷
۳۶۵	جوابات حسب ذیل ہیں	۹۷
۳۶۶	اگر آپ ضرورت سمجھیں تو مولانا الیاس صاحب کی خدمت میں عریضہ پیش کریں	۱۰۴
۳۶۷	بچہ والدین کیلئے حجاب عن النار ہوتا ہے	۱۰۷
۳۶۸	بچپن میں اولاد کے مرجانے سے خوش ہونا چاہئے	۱۰۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۶	اگر مروجہ میلاد اور عرس میں عدم شرکت ایذا رسانی کا باعث ہو تو شرکت کر لیں	۳۶۹
۱۳۳	تبلیغی جماعت کے افراد کی ذمہ داری	۳۷۰
۱۳۳	دیہات میں ابتدائی دینی مکاتب کا جاری کرنا ضروری ہے	۳۷۱
۱۳۳	جیل سے رہائی کے لئے کوشش میں کوئی حرج نہیں ہے	۳۷۲
۱۳۳	تبلیغ دین کی راہ میں مشکلات ناگزیر ہیں	۳۷۳
۱۳۳	اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا	۳۷۴
۱۳۳	حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات میرے پاس نہیں	۳۷۵
۱۳۳	سفر حج نہایت مبارک سفر ہے	۳۷۶
۱۴۵	چالیس نمازیں اس حصہ میں ادا کیجئے جو زمانہ نبوت میں مسجد تھا	۳۷۷
۱۴۹	سادات پر تمام مسلمانوں کی خدمت گزاری ضروری ہے	۳۷۸
۱۵۰	جس چیز سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے	۳۷۹
۱۵۱	امارت کیلئے اور بہت سے اہل اور لائق اشخاص موجود ہیں	۳۸۰
۱۵۲	مہمانوں کی خدمت سنت ابراہیمی ہے	۳۸۱
۱۵۲	اس مرتبہ جیل کی مہمانی کے بعد ممکن ہے کہ دارالعلوم سے میرا قطع تعلق کر دیا جائے	۳۸۲
۱۵۳	مجمع عام میں زبان عام فہم استعمال کرنی چاہئے	۳۸۳
۱۵۵	صاحبزادی کیلئے نئی جیل الہ آباد سے مٹھائی کا پارسل	۳۸۴
۱۵۵	تصنیف و تالیف کی طرف میری توجہ نہ ہونے کی وجہ	۳۸۵
۱۵۶	دیگر مسائل کے جوابات	۳۸۶
۱۵۷	آپ حضرات مفت میں غازی بن رہے ہیں	۳۸۷
۱۵۸	شیخ سراج الدین قدیم اور ممتاز محسن ہیں	۳۸۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۸۸	نئی جیل الہ آباد میں عید	۱۶۲
۳۸۹	بائیس تاریخ کورہائی کا انتظار کریں	۱۶۲
۳۹۰	ضیافتیں موجب شکرگزاری ہیں	۱۶۳
۳۹۱	سبز چائے کہاں پیدا ہوتی ہے	۱۶۵
۳۹۲	حلفنامہ مسٹر محمود افسر انچارج پولیس اسٹیشن روڑ کی	۱۶۳
۳۹۳	صراط مستقیم ہی سید احمد شہید کے ملفوظات ہیں	۱۶۶
۳۹۴	امداد السلوک رسالہ ”مکیہ“ کا ترجمہ ہے	۱۶۷
۳۹۵	روزانہ کیلئے بخاری کے سند کے الفاظ	۱۶۹
۳۹۶	اجازت فی الحدیث	۱۶۹
۳۹۷	کیا آپ سے تعلق انجمن کی ممبری پر موقوف ہے	۱۷۰
۳۹۸	۴۲ء میں مراد آباد جیل میں رمضان المبارک کا معمول	۱۷۱
۳۹۹	مراد آباد جیل سے حضرت حاجی صاحب کیلئے قربانی	۱۷۲
۴۰۰	بعض ممبران شوریٰ کو جیل میں بند مدرسین کی تنخواہوں پر اعتراض	۱۷۲
	مدرسہ شاہی کے فرائض	
۴۰۱	جانشین شیخ الہند لکھنے پر اظہار ناراضگی	۱۷۶
۴۰۲	اگر آپ حضرات کا یہی معاملہ رہا تو بہت جلد مجھ کو ہندوستان چھوڑنا	۱۷۷
	پڑے گا۔	
۴۰۳	رزق کا کفیل دارالعلوم نہیں ہے	۱۷۸
۴۰۴	دارالعلوم سے پونے دو مہینے کی رخصت بوضع تنخواہ	۱۸۰
۴۰۵	نوجوان طلبہ کو اپنی تعلیم پوری کرنی چاہئے	۱۸۲
۴۰۶	مہمان کی غلطی پر حضرت کا معافی مانگنا	۱۸۲
۴۰۷	آئندہ تقسیم کا ہار مجھ پر نہ ڈالیں گے	۱۸۳
۴۰۸	میں حضرت مجددؒ کی اولاد میں سے نہیں ہوں	۱۸۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰۹	مولانا نجم الدین کی تصنیف ”یادگار سلف“ کو دیکھ کر اظہارِ تاثر	۱۸۶
۴۱۰	مبارکپور اور سکروڑ کا موٹر کا بار صرف میری وجہ سے اٹھانا پڑا	۱۸۹
۴۱۱	اصلاح و تبلیغ میں ہمیشہ قول لین کا خیال رکھنا چاہئے	۱۹۰
۴۱۲	مکتوبات کی جمع و ترتیب اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو کیجئے	۱۹۰
۴۱۳	اسارت مالٹا کے زمانہ میں چھ افراد خاندان راہی ملک عدم	۱۹۱
۴۱۴	حضرت شیخ الہند مالٹا میں نہایت صابر و شاکر ہیں	۱۹۲
۴۱۵	مالٹا میں سورہ تراویح	۱۹۲
۴۱۶	مولانا مرتضیٰ حسن کو نہ آنے والے موعودہ پارسلوں کا شکریہ پہنچادیں	۱۹۳
۴۱۷	ہم کو اپنی آزادی کی اب کوئی خبر نہیں	۱۹۳
۴۱۸	ہم لوگ اس وقت ابدال فرشتہ میں مقیم ہیں	۱۹۳
۴۱۹	سویس میں قیام	۱۹۳
۴۲۰	سپرٹنڈنٹ اگرچہ یورپین ہے مگر اس میں آدمیت ہے	۱۹۵
۴۲۱	جیل کا سکون مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا نہ کروں	۱۹۶
۴۲۲	صدقہ دافع و بلاء اور بلا ہے	۱۹۸
۴۲۳	ناواقف حضرات کیلئے شرما کر سفارشی لکھ دیتا ہوں	۱۹۸
۴۲۴	ترجمہ قرآن کریم کے بند کرنے پر صدمہ ہوا	۲۱۱
۴۲۵	ختم بخاری شریف پر مبارکباد	۲۱۳
۴۲۶	حضرت گنگوہیؒ کے سلسلہ میں ایک سوال	۲۲۱
۴۲۷	امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب	۲۲۲
	الاعظمیٰ مرحوم کے رسالہ کی افادیت	
۴۲۸	مفتی ضیاء الحق دہلوی کے نام مراد آباد جیل سے خط	۲۲۳
۴۲۹	قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے	۲۲۷
۴۳۰	تعلیم کے متعلق جمعیت کی تجویز	۲۳۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۳۲	کسی صورت میں والدہ کی حکم عدولی نہ ہونی چاہئے	۴۳۱
۲۳۲	غریب گھرانے کی لڑکیاں خاوند کی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہیں	۴۳۲
۲۳۳	آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت مدنی کی عیادت کیلئے تشریف لانا	۴۳۳
۲۳۷	حافظ ریاض احمد صاحب لاہوری کے چار سوالات	۴۳۴
۲۳۷	جوابات از حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ	۴۳۵
۲۳۷	مدرسۃ الاصلاح سرانے میر ضلع اعظم گڑھ کا بانی کون؟	۴۳۶
۲۵۲	تقریر کرنے کا طریقہ عمل اور مشق	۴۳۷
۲۵۳	حضرت مدنی کا مدرسۃ الاصلاح سے تعلق	۴۳۸
۲۵۳	مدرسۃ الاصلاح سرانے میر کی نشاۃ ثانیہ	۴۳۹
۲۵۶	مدرسۃ الاصلاح کے رکن شوریٰ اقبال احمد سہیل کے نام	۴۴۰
۲۵۶	حضرت مدنیؒ کا مکتوب نمبر ۱۳۷	۴۴۱
۲۶۹	مولانا عبدالماجد دریا آبادی شرح صدر کی دعا کے طالب	۴۴۲
۲۷۰	لفظ ”جے ہند“ پر مولانا دریا آبادیؒ کا اعتراض	۴۴۳
۲۷۰	جواب از حضرت مدنیؒ قدس سرہ	۴۴۴
۲۷۷	مدارس اور اداروں کے مدرسین اور ملازمین کے لئے مسلک و مشرب کی پابندی ضروری	۴۴۵
۲۷۹	رمضان میں بانس کنڈی آسام میں قیام کے دوران دارالعلوم کی درسگاہوں کی فکر	۴۴۶
۲۸۱	مولانا احمد علی آسامی شیخ العرب والعجم کی نگاہ میں	۴۴۷
۲۸۲	علم حدیث کا اشتغال بہت ہی مبارک ہے	۴۴۸
۲۸۳	جب آپ پر حج فرض نہیں تو کیوں ارادہ کرتے ہیں؟	۴۴۹
۲۸۳	نکاح ثانی پر زور	۴۵۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۸۴	بچے عذاب آخرت سے نجات دلانے والے ہوتے ہیں	۴۵۱
۲۸۶	بالغ ہوتے ہی اولاد کی شادی اشد ضروری ہے	۴۵۲
۲۸۶	مادحانہ کلمات لکھنے سے اجتناب کیجئے	۴۵۳
۲۸۷	تقریظیں اور تصدیقات فضول چیزیں ہیں	۴۵۴
۲۸۸	موقع کی اہمیت اقتتال امر پر مجبور کرتی ہے	۴۵۵
۳۰۰	مرحومہ کا صدمہ مفارقت بوجہ ذیل بیجا ہے	۴۵۶
۳۰۵	حضرت مدنی کا اپنی بڑی صاحبزادی ریحانہ کے نام	۴۵۷
	سسرال پہونچنے پر پہلا خط	
۳۰۷	ماہ مبارک میں بانس کنڈی آسام میں قیام اور وہاں کے احوال	۴۵۸
۳۰۸	کوئل کی خواب میں شکایت	۴۵۹
۳۰۸	کوئل کی چغلخوری	۴۶۰
۳۰۸	تم سلامت رہو ہزار برس	۴۶۱
۳۰۹	بانسکنڈی آسام کے رمضان کی بہار	۴۶۲
۳۰۹	ارشاد کی شکایت	۴۶۳
۳۰۹	مراد آباد جیل سے اسد اللہ خاں بگراسی کے نام مکتوب	۴۶۴
۳۱۰	شادی میں اسراف کا برادری کے لوگوں پر برا اثر	۴۶۵
۳۱۱	اہلیہ کیساتھ حسن معاشرت	۴۶۶
۳۱۸	عصمت انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تفہیمات جلد نمبر ۲ کی عبارت	۴۶۷
۳۱۹	علامہ ابن تیمیہ کے تفردات	۴۶۸
۳۱۹	حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کی حدیث دانی پر اعتماد	۴۶۹
۳۲۱	حضرت مدنیؒ کا آخری والا نامہ مولانا نجم الدین اصلاحی کا نام	۴۷۰
	جواب از مولانا نجم الدین اصلاحی	
۳۲۷	نکاح میں سادگی کیلئے نوجوانوں کو خطاب	۴۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۷۲	اصحاب حقوق سے چھٹکارا کی صورت	۳۲۸
۴۷۳	آپ جھوٹی مدح سرائی چھوڑ دیں	۳۴۰
۴۷۴	حضرت مولانا اسعد مدنی زید مجدہم کی جلد شادی کیلئے جیل سے تاکید	۳۵۵
۴۷۵	معاملات میں صفائی	۳۵۵
۴۷۶	جیل سے رہائی کے لئے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں	۳۵۷
۴۷۷	تبلیغ و نصائح میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے	۳۵۷
۴۷۸	میں مولانا عبداللہ درخواسی سے واقف نہیں	۳۵۸
۴۷۹	تبلیغی جماعت کی ہمت افزائی کیجئے	۳۶۹
۴۸۰	خیر الحظ ماقری	۳۶۹
۴۸۱	ایکبر الفافہ بھیجنا بے ادبی نہیں	۳۷۰
۴۸۲	مجھ کو بڑی ضرورت آپ بہنوں کی دعاؤں کی ہے	۳۷۳
۴۸۳	ٹائڈہ ضلع فیض آباد کے وسط میں ہے	۳۷۸
۴۸۴	مکتوب نمبر ۷۴ حضرت مدنی کے حسن و خلق اور لطائف طبع کا پتہ دیتا ہے	۳۷۸
۴۸۵	مولوی محمد امین مرحوم کا عقنواں شباب میں انتقال اور والدین کا صبر و ضبط	۳۸۱
۴۸۶	مہمان خانہ میں جماعت سے نماز پڑھنا	۳۸۵
۴۸۷	قاری عبداللہ صاحب مدرس تجوید مدرسہ شامی کی تعزیت	۳۸۷
۴۸۸	والدین کا سایہ ظن رحمانی ہوتا ہے	۳۸۸
۴۸۹	مسلمانان ہند کیلئے ۳۸ نکاتی پروگرام	۳۸۹
۴۹۰	چچازاد بڑے بھائی کی وفات پر اظہار تعزیت	۳۹۸
۴۹۱	حضرت شیخ الاسلام کا ذوق باغبانی	۳۹۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۹۲	مولانا محمد یوسف بنوری سے خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے	۴۰۳
۴۹۳	مولانا عبدالحق نافع کا سند طلب کرنا	۴۰۳
۴۹۴	دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور از ہر پاکستان ہے	۴۰۵
۴۹۵	مولانا ارشد مدنی کے ختم قرآن کی خوشی میں دعوت	۴۰۶
۴۹۶	عقد ثانی پر شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء	۴۰۷
۴۹۷	مولانا عبدالحق صاحب نافع گل کو وفات سے ۲۴ دن پہلے لکھا ہوا خط	۴۰۸
۴۹۸	زمانہ علالت کا لکھا ہوا مکتوب گرامی	۴۰۸
۴۹۹	تبلیغی جماعت کی امداد کیلئے علماء کا بل کے نام خط	۴۱۱
۵۰۰	اصلی دینی خدمت کیا ہے	۴۱۱
۵۰۱	دین کا پھیلا نا اور لوگوں کی اصلاح	۴۱۲
۵۰۲	جو مصارف میری طلب پر ہوں ان کا لینا ضروری ہے	۴۱۵
۵۰۳	جیل میں ملاقات کا قاعدہ	۴۱۶
۵۰۴	آپ کا رمضان کے لئے مبارکپور میں قیام کا حکم فرمانا عجائب میں سے ہے	۴۱۷
۵۰۵	مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغ کے وصال پر تعزیتی خط	۴۱۸
۵۰۶	آپ کے زیر سایہ سنیوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملے گا	۴۲۱
۵۰۷	نہایت عاجزی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں	۴۲۲
۵۰۸	والدین اگر غیر مسلم ہوں تو ان کی خدمت گزاری ضروری ہے	۴۲۲
۵۰۹	مہمان خانہ میں بنجوقتہ نماز باجماعت	۴۲۳
۵۱۰	آپ کے مدرسہ کا دستور دیکھا	۴۲۴
۵۱۱	ملاقات کا ہرگز قصد نہ کریں	۴۲۴
۵۱۲	شیخ الاسلام کا ایفائے عہد	۴۲۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۲۵	تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہے	۵۱۳
۴۲۶	ایں ہمہ اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر	۵۱۴
۴۲۶	میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا	۵۱۵
۴۲۷	حکومت ہند کی طرف سے سو روپے ماہوار کا وظیفہ	۵۱۶
	XXXXXXXXXXXXXXXXXXXX	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ بیعت کا مسنون ہونا

ایک صاحب کے استفسار پر حضرت شاہ ولی اللہؒ کی کتاب القول الجمیل کے ترجمہ شفاء العلیل کی عبارت نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بیعت ہونا سنت ہے، واجب نہیں۔ اس واسطے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا۔ تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں۔

طریقہ خداوندی یوں ہی جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں ان کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہوتا ہے اور افعال و اقوال قائم مقام امور قلبیہ ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قیامت کی تصدیق امر مخفی ہے تو اقرار ایمان کے بجائے تصدیق قلبی قائم کیا گیا۔ اور جس طرح بیچنے والے اور خریدنے والے کی رضا مندی قیمت اور بیع کے دینے میں امر مخفی اور پوشیدہ ہے۔ تو ایجاب و قبول کو قائم مقام رضا مخفی کے کر دیا۔ اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام سلوک طریقت ص ۳)

۲۔ اولوالعزم ہستیوں کا شیوہ

آپ کے خط سے آپ کی پریشانیوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ آپ جیسے شخص کے لئے زیبا نہیں ہے۔ انسان پہاڑ کی طرح مستحکم ہو جس کو نہ طوفان جنبش دے سکے، نہ زلزلہ ہلا سکے۔ میرے بھائی! دل کو مضبوط اور ارادہ کو مستحکم اور طبیعت کو مستقل مزاج بنائیے۔ جیسا کہ اولوالعزم ہستیوں کا شیوہ ہے۔

۳۔ اگر میلان طبع مولانا اشرف علی صاحب کی طرف نہیں ہے

مولانا محمد صدیق صاحب مراد آبادی مجموعہ کمالات ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا خلیل احمد صاحب، مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب گرامی قدر ہستیاں ہیں۔ اگر آپ کا میلان طبع مولانا اشرف علی صاحب کی طرف نہیں ہے تو میرے خیال میں یہ آپ کی غلطی ہے۔ (ازسلوک طریقت ص ۷)

۴۔ میرے اور آپ کے علائق محض لوجہ اللہ ہونے چاہئیں

حضرت مدنی قدس سرہ نے ایک صاحب سے قرض لیا اس کی ادائیگی میں دس سال سے زیادہ کی مدت گزر گئی۔ ان کو کچھ رقم بھیجی تو انہوں نے اپنے آپ کو ملامت کی۔ اس پر حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ مجھے سرزنش فرماتے کہ ایک تو اتنی مدت کے بعد قرضہ ادا کرتا ہے اور وہ بھی پورا نہیں، تجھ کو شرم آنی چاہئے، مگر بجائے میری سرزنش کے آپ خود اپنے آپ کو ملامت فرماتے ہیں۔

بہر حال میں آپ کے ان عظیم الشان احسانات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور محبوب ہوں کہ اس قدر دیر کیوں ہوئی اور انشاء اللہ باقی ماندہ رقم بھی جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا اور امیدوار ہوں کہ گذشتہ تاخیرات کو بنظر عفو دیکھیں گے اور آئندہ بھی تاخیر ہو تو اُسپر بھی وسعت قلب اور عفو کو کام میں لائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے اور آپ کے علائق محض لوجہ اللہ ہونے چاہئیں کسی دنیاوی امر کو درمیان میں حائل نہ ہونا چاہئے۔ علائق اور اغراض مادیہ نہایت ذلیل امور ہیں۔ جن سے ہم کو نہایت سخت احتراز کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے جملہ افعال و اعمال حرکات و سکون محض اس کی رضا جوئی کے لئے ہوں۔ اور بس میں اب تک اپنی ڈائری میں قرضوں کو لکھتا رہا۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ کب داعی اجل کو لبیک کہنا پڑے۔ آپ کا قرضہ سب سے بڑا ہے اسلئے اس کو سب سے پہلے لکھتا رہا کیونکہ

معاملات کی صفائی از بس ضروری ہے۔ آپ حضرات کی محبت کے یہ معنی نہیں کہ میرے عیوب سے چشم پوشی کریں بلکہ لازم ہے کہ مجھ کو میرے عیوب اور میری کمزوریوں پر متنبہ فرماتے رہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱)

۵ اولاد کو انگریزی تعلیم دلوا کر دوزخ کا کندہ بنانا

عزیز موصوف کا دوسری مرتبہ محراب سنانا نہ صرف موجب فرحت و سرور ہے بلکہ موجب ہزار ہا تشکرات ہے اولاد صالح بد عولہ صدقہ جاریہ اور خیرات دائمہ ہے۔ آج جب کہ بڑے خاندان والے اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم دلوا کر دوزخ کا کندہ بنا رہے ہیں اور دنیا کے لالچ میں ان کو بے دینی اور الحاد کی تعلیم دلوا کر دین سے برگشتہ اور اسلام کے لئے عار بلکہ دشمن بناتے ہوئے اپنی اور اولاد کی عاقبت برباد کر رہے ہیں دنیاوی زندگی میں کفار کی غلامی کی لعنت کا پٹہ اپنی اولاد کے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ آپ کی اولاد کا دیندار حامل قرآن اور حافظ دین متین ہونا لازوال اور عظیم الشان نعمت ہے۔ اللہم زدو بارک

پھر بچہ ماشاء اللہ اصلاح پزیر اور سعید ہے امید ہے کہ فخر خاندان ہو۔ یہ دعا ہمیشہ پڑھتے رہیں۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ یقیناً اولاد کا صالح اور دیندار رہ کر فاقوں پر گزر کرنا، ڈپٹی کمشنری و کالت بیرسری پولیس کی انسپکری وغیرہ عہدہ ہائے غلامی کفار سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۲)

۶۔ اصلاح نفس کا خیال ایک نفس پرور سے؟ یا للعجب!

مجھ کو نہایت تعجب ہے کہ آپ جیسا تجربہ کار زمانہ کی گرمی اور سردی سے واقف صاحب علم و شعور ایسی صریح غلطی میں پڑے جو کہ الفاظ ذیل سے نمودار ہو رہی ہے

”عرصہ سے اصلاح نفس کی غرض سے خدمت والا میں حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں“

میرے محترم اصلاح نفس کے لئے کسی سبب دنیا، نفس پرست ناکارہ و نالائق کے پاس آنا کیا معنی رکھتا ہے پیا سادریا کا قصد کرنا ہے۔ آتش کا قصد نہیں کرتا میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں اپنی سیاہ روئی اور سیاہ کاری سے خود شرمندہ ہوں اور بسا اوقات روتا ہوں۔ محترم! اگر اس وقت اس کمال کے اعلام و اکابر نہ بھی موجود ہوتے تب بھی مجھ جیسے سبب دنیا کی طرف نظر اٹھانا جائز نہ ہوتا پھر خیال اصلاح نفس ایک نفس پرور سے؟ یا للعجب۔ اس سے یہ مقصد نہیں کہ آپ کو تشریف ارزانی سے روکا جائے۔ حاشا وکلا۔ بلکہ اپنی حالت کو ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ بعض حضرات کو دھوکہ اس بات سے ہو رہا ہے کہ مجھ کو چند مقدس ہستیوں کی خدمت میں ایک زمانہ تک باریابی کی نوبت رہی ہے۔ اس لئے ضرور بالضرور لائق ہوگا۔ مقدمہ اولیٰ بیشک صحیح ہے مگر مقدمہ ثانیہ غیر لازمی ہے۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیاں تشنہ می آرد سکندر را

(سلوک و طریقت ص ۱۵)

۷۔ محبوب حقیقی تک رسائی حضرت تھانویؒ کی بارگاہ میں ارجی ہے

تھانہ بھون کی تشریف ارزانی کے متعلق مجھ سے اجازت چاہنا عجیب بات ہے میں تو ناکارہ ہوں اور اس امر کو ہمیشہ عرض کرتا رہا ہوں، اور یہ کسر نفسی کی بنا پر نہیں بلکہ حقیقۃ الامر کی بنا پر۔ مگر میری عرض پر التفات نہ کیا گیا۔ اس سے بڑھ کر کیا چیز خوشی کی ہو سکتی ہے کہ محبوب حقیقی کی بارگاہ اقدس تک رسائی ہو جو کہ حضرت تھانوی دامت برکاتہم کی بارگاہ میں ارجی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام سلوک طریقت ص ۱۶)

۸۔ اپنے مرید کو حضرت تھانویؒ سے بیعت کا حکم

میں نے حسب الارشاد حضرت تھانوی دامت برکاتہم اور آپ حضرات کے اس

وقت بیعت کر لیا تھا مگر یہ حقیقت ہے کہ میں اپنی سیاہ کاری پر نہایت زیادہ گریہ کننا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت مولانا تھانویؒ کی بارگاہ میں پہنچا دیا ہے اور مولانا کو آپ سے اور آپ کو مولانا سے انس پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے مناسب اور ضروری ہے کہ اب آپ مولانا سے بیعت بھی کر لیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ اب مولانا آپ کو نہ ٹالیں گے۔ میں نے خود بھی ان دنوں جب تھانہ بھون حاضر ہوا تھا، حضرت مولانا سے عرض کیا تھا کہ آپ جب آئیں اور درخواست کریں تو جناب ان کو بیعت ضرور کر لیں۔ قواعد طریقت کے اصول پر بیعت کر لینا ہی زیادہ تر مفید اور کارآمد ہے۔ اور اس سے فیض کی زیادہ امید ہے۔ آپ بھی دعوات صالحہ میں یاد رکھیں اور حضرت مولانا سے بھی دعا کی التجا کر دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام سلوک طریقت)

۹. صُحْبَةُ الشَّيْخِ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً

اپنے مشاغل قلبیہ سے غافل نہ رہیں۔ ذکر میں کوشاں رہیں۔ حضرت تھانوی دامت برکاتہم کی خدمت میں جس قدر بھی بیٹھنا ہو غنیمت جانیں۔ اس وقت میں جہاں تک ممکن ہو ذکر کا خیال رہے اور قلب حاضر ہو۔ صحیحۃ الشیخ ساعة خیر من عبادۃ ستین سنة قول اکابر ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۸)

۱۰۔ کیا تعلقات بین المرید والشیخ

خدمات مالیہ کیلئے ہوتے ہیں؟

آپ کے مندرجہ ذیل کلمات صدمہ کا باعث ہوئے۔ (یہ غلام ناکارہ جو کہ حضرت کی خدمت سے باوجود اس علم کے کہ حضرت والا کی خدمت اس نالائق پر فرض ہے، یکسر عاری ہے۔ دس روپیہ کی نہایت حقیر رقم حضرت والا کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے اور نادم ہے کہ خدمت پیر بایں رقم حقیر۔ اور اپنے حال پر افسوس کرتا ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ تعلقات بین المرید والمرشد خدمات مالیہ کیلئے ہوتے ہیں، جن میں زیادہ سے زیادہ قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف ہے۔ اگر آپ کا یہی خیال ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے۔ اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو ان مشائخ کیلئے ہو سکتا ہے جو کہ محض توکل کی زندگی بسر کرتے ہیں اور ذرائع معاش سے خالی ہوں نہ کہ اس شخص کیلئے جو کہ سب دنیا ہو۔ علوم دینیہ پر اجرت لیتا ہو اور اجرت بھی اتنی بڑی جو کہ تقریباً پانچ سو روپے ماہوار ہوتی ہے۔ ایسے شخص کو مرشد بنانا ہی غلط ہے۔ کاش آپ بجائے اپنے ذکر و شغل کی بلند حالتیں ذکر فرماتے، تو بہت خوشی کی بات ہوتی۔ (سلوک طریقت ص ۱۹)

۱۱۔ میں بارگاہ رشیدی کا سب سے چھوٹا غلام ہوں

مولانا آپ بارگاہ رشیدی کے اولین خوشہ چینوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارگاہ کے باقی خوشہ چینوں میں جناب کو تقویٰ، طہارت اخلاص عمل اور عبادات وغیرہ میں امتیازی حیثیت عطا فرمائی ہے جس کی بنا پر یہ کہنا بالکل بجا ہے۔ کہ موجودہ غلامان بارگاہ رشیدی میں آنجناب بے نظیر ہیں۔ اور نگ خاندان تو اس بارگاہ کا سب سے آخری اور سب سے چھوٹا غلام ہے۔ اس بارگاہ کے متقدمین پر اپنے چھوٹوں اور متاخرین کی دستگیری ضروری ہے۔ کاش وہ اپنے اس فرض کو پہچانیں۔ (سلوک طریقت ص ۲۳)

۱۲۔ در محفل خود را مدہ پہچو منے را

افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

سورت کے میرے مرید حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحریکات کی بنا پر بیعت سابقہ کا توڑنا، نادم ہونا، توبہ کرنا وغیرہ ظاہر کیا اور حضرت تھانویؒ سے

بیعت کے خواستگار ہو کر مشرف بالبیعت ہوئے (کذا فی النور)۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ جب اہل سورت و راندیری کی میرے بارے میں یہ رائے ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ میں ہر طرف نالائق و ناقابل ہوں جناب محمد اکو جی صاحب کٹھوری کا مجھ سے بیعت کی درخواست کرنا اور آپ کا مجھ سے تقاضا کرنا وہ بھی غائبانہ بیعت کا، یہ امور کہاں تک قرین قیاس ہیں۔ آپ ان کی خیر خواہی فرمائیں اور صحیح راستہ دکھلائیں۔ حضرت تھانویؒ اگرچہ وصال فرما گئے۔ مگر ماشاء اللہ بہت سے خلفاء چھوڑ گئے۔ گجرات، سورت، راندیر وغیرہ میں بھی ضرور بہت سے حضرات ہوں گے، ان سے بیعت ہو جائیں۔ ورنہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی موجود ہیں۔ وہ بھی بیعت کرتے ہیں۔ نیز حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب وہاں موجود ہیں وہ بھی بیعت کرتے ہیں۔ ان حضرات میں سے کسی سے بیعت کروادیتے، غائبانہ کا جھگڑا، تحریکات حاضرہ کا نجس جھگڑا، ان تمام امور سے بھی تحفظ ہوگا اور ایسی لائق و مکمل ہستی سے رہنمائی حاصل ہوگی جو ان آلودگیوں سے پاک و صاف ہوگی۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، سلوک طریقت ص ۲۵)

۱۳۔ عمر ستر تجاوز کر گئی مگر توشہ آخرت کچھ نہیں۔

ابتداء سے نہایت نفس پرست اور اعمال میں کامل واقع ہوا ہوں تمام عمر گناہوں اور دنیا پرستی اور نفسیات میں گذری ہے۔ اب عمر ستر بے برس سے تجاوز کر گئی ہے۔ مگر توشہ آخرت کچھ نہیں ہے۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں کچھ ہوں۔ کلا واللہ اہل اللہ کے اوصاف جلیلہ اور احوال جلیلہ سے بالکل عاری اور خالی ہوں

(سلوک طریقت ص ۲۷)

۱۴۔ میں اپنے آپ کو ننگ اسلاف کیوں لکھتا ہوں

یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے قطب عالم حضرت حاجی

امام اہل بیت صاحب قدس سرہ، قطب عالم حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ، اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے دربار تک پہنچایا اور ان مقدسین کے جوتے سیدھے کرنے کی نعمت نصیب ہوئی مگر اپنی نفس پرستی اور کسمندی کی بنا پر کورا ہی رہا۔ اس بنا پر اپنے آپ کو ننگ اسلاف لکھتا ہوں۔ یہ لکھنا تکلفاً نہیں بلکہ حقیقت میں اپنے اسلاف کرام قدس اللہ اسرار ہم کیلئے ننگ و عاری ہوں۔ (سلوک طریقت ص ۲۸)

۱۵۔ توجہ الی اللہ اصلاح نفس کی مجھ کو فرصت کہاں؟

میں مختلف امور میں مبتلا ہوں۔ سیاسیات میں میرا انہماک ظاہر و باہر ہے۔ علوم ظاہرہ کا اشتغال الگ ہے، اسفار، لوگوں سے مخالفت اور خط و کتابت وغیرہ کی اس قدر کثرت ہے کہ جس کی وجہ سے توجہ الی اللہ اور اصلاح نفس کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ تقریباً پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ لے کر احادیث نبویہ کی تعلیم دیتا ہوں اور اس میں بھی کس قدر..... کوتاہیاں ہوتی ہیں، اگر رحمت خداوندی نے دستگیری نہ فرمائی تو چھٹکارا ممکن نہیں۔ ایسے نفس پرور کو بیعت و ارشاد کب مناسب ہے۔ میں تو صرف حضرات اکابر کے حکم پر بیعت کرتا ہوں۔ ہرگز ہرگز اس لائق نہیں۔ (سلوک طریقت ص ۳۰)

۱۶۔ محرومیت نے دامن نہ چھوڑا

ہم جب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تقریباً ایک ماہ سے کچھ زائد مکہ معظمہ میں رہنا نصیب ہوا۔ مگر شعائر حج کی مشغولی کی بنا پر اس مدت قلیلہ میں بھی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں روزانہ حاضری نصیب نہ ہو سکی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ڈھائی مہینہ سے زیادہ رہنا نصیب نہ ہوا۔ حضرت الاستاذ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں البتہ کچھ رہنا نصیب ہوا تو محرومیت نے دامن نہ چھوڑا۔ (سلوک طریقت ص ۳۰)

۱۷۔ آپ کا مجھ سے بیعت کرنا سخت غلطی تھی

مولانا وصی اللہ صاحب منقطع الی اللہ ہیں ساری جھنجھٹوں کو چھوڑ کر صرف باطنی اشغال میں منہمک ہیں۔ ان کی بارگاہ میں ہزاروں کو فیض حاصل ہو رہا ہے۔ اس لئے موقع مت گنوائے۔ ان سے استفادہ کیجئے وہ آپ کے قریب ہیں۔ ہر بات ان سے دریافت کر سکتے ہیں۔ روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ میں اتنا دور ہوں کہ نہ پہنچنا آسان ہے اور نہ مجھ سے جواب حاصل کرنا آسان ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آپ انہیں کی طرف رجوع کریں۔ (سلوک طریقت ص ۳۰)

۱۸۔ ”پرائے پوت کس نے پالے“

مولانا وصی اللہ صاحب سے بیعت ہونے کو میں نے اس لئے لکھا تھا تا کہ وہ آپ کو اپنا سمجھیں۔ اور آپ کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں کیونکہ انسان کی طبعی بات ہے کہ وہ اپنے کی طرف خصوصی توجہ کرتا ہے۔ مثل مشہور ہے

”پرائے پوت کس نے پالے“

(سلوک طریقت ص ۳۱)

۱۹۔ آپ کامل تارک الدنیا کو تلاش کیجئے

محترم! سنی سنائی بات پر اعتماد نہ کیجئے۔ میں ایک معمولی طالب علم ہوں ولی، بزرگ، قابل ارشاد، صاحب کشف و کرامات نہیں ہوں۔ لوگ حسن ظن عمل میں لارہے ہیں اور انہوں نے بھی آپ کو گمراہ کیا ہے۔ آپ کسی کامل تارک الدنیا اللہ کے ولی کو تلاش کریں۔ اور اگر بالفرض آپ کو کوئی ایسا نہ ملتا ہو تو مجھ جیسے کے پھندے میں تو نہ پھنسے۔ میرے بال سفید ہو گئے۔ اعضاء میں کمزوری آ گئی۔ عمر پچھتر سال سے زائد ہو گئی مگر ہنوز و زاول ہے۔ میں مخلصانہ آپ کو لکھتا ہوں کہ آپ گوہر مقصود و تلاش

کیجئے۔ اور تنگ و دو میں لگے رہئے۔ اللہ کامیاب فرمائے گا۔ ورنہ آپ معذور ہوں گے۔ اور بوقت پیشی آپ کا یہ عذر معقول ہوگا۔ (سلوک طریقت ص ۳۲)

۲۰۔ انسان کو صرف اللہ تعالیٰ سے دل لگانا چاہئے

مخلوق خواہ کوئی بھی ہو، استاد ہو یا مرشد، باپ ہو یا ماں، بیٹا ہو یا بیٹی وغیرہ سب فانی ہیں۔ کوئی بھی دل لگانے اور محبوب ہونے کے قابل نہیں۔ محبوب حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور بس۔ امور مسئولہ عنہا کا جواب مختصراً صرف یاد سے لکھتا ہوں۔ کیونکہ وطن میں کتابوں کا ذخیرہ نہیں ہے۔ (سلوک طریقت ص ۳۳)

۲۱۔ رجعت کا کے اسباب

رجعت لغت میں لوٹنے کا نام ہے۔ اصطلاح تصوف میں ان کیفیات اور احوال کے زائل ہو جانے کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ سلوک اور ذکر و ریاضت کی وجہ سے انسان میں اثر پذیر ہوتے ہیں اس کے اسباب معاصی بے ادبی اور جناب باری عزاسمہ، کا غضب اہل اللہ کو ستانا وغیرہ ہے۔ انجام اس کا محرومیت از تقرب خداوندی ہے۔ جو کہ مراتب مختلفہ رکھتا ہے، اور کبھی کبھی سوء خاتمہ کا مقتضی ہونا ہوتا ہے، العیاذ باللہ۔ (سلوک طریقت ص ۳۳)

۲۲۔ مجلس کے سب سے بڑے کو پیش کرو

حضرت بابا فرید گنج شکر کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اپنے مرشد بختیار کا کی قدس سرہ کے ساتھ خواجہ اجمیریؒ کی مجلس میں حاضر تھے کوئی چیز پینے کی دودھ یا شربت پیش کیا گیا۔ تو مرشد حضرت کا کیؒ نے فرمایا کہ مجلس کے سب سے بڑے کو پیش کرو۔ انہوں نے حضرت کا کیؒ کو پیش کیا۔ آپ نے سرزنش فرمائی اور کہا کہ مجلس کے سب سے بڑے کو پیش کرو۔ انہوں نے پھر حضرت کا کیؒ کو پیش کیا۔ حضرت کا کیؒ نے پھر سرزنش فرمائی تو حضرت خواجہ اجمیریؒ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو یہ اپنے حال میں ہیں اور معذور ہیں۔ (سلوک طریقت ص ۳۷)

۲۳۔ فنا فی الشیخ ہونا سلوک میں ضروری ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے تین قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ بعضوں کا خیال یہ تھا کہ خواجہ معمولی اولیاء میں سے ہیں بعضوں کا خیال تھا کہ اعظم اولیاء میں سے ہیں اور بعضوں کا یہ خیال تھا کہ اس زمانہ میں ان کا کوئی مثل نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے خیال کے مطابق فیض پہونچا۔ الغرض فنا فی الشیخ ہونا ضروری ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے یہ الفاظ اور اس قسم کے دوسرے جملے اسی فنائیت فی الشیخ کے مظاہر ہیں جو سلوک میں حضرت شیخ الہندؒ کے کمال کو بتلاتے ہیں۔

(سلوک طریقت ص ۳۸)

۲۴۔ اپنے شیخ اور مرشد سے رابطہ منقطع کرنا غلط ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مرزا مظہر جانؒ، مرزا جانؒ وغیرہ اکابر کے احوال میں بیشمار ایسے واقعات درج ہیں جن میں ان اکابر کو بلا واسطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استفادہ کی نوبت آئی ہے مگر کسی نے اپنے مشائخ اور مرشدين سے رابطہ منقطع نہیں کیا۔ بلکہ اپنے متوسلین کو اپنے مشائخ سے ہی مربوط کرتے رہے۔ اور یہ سمجھتے رہے کہ آقا و نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچنا اور فیض کا حاصل کرنا یہ سب ان مشائخ کرام ہی کے طفیل میں ہے اس لئے ان سے روگردانی انتہائی ناشکری کی بات ہے۔ اگر والدین نے کسی بچے کو پال کر اس قابل کر دیا کہ وہ بادشاہ کے دربار سے بلا واسطہ استفادہ کرنے لگے تو کیا اس کو والدین سے تعلق توڑ لینے کی اجازت دی جائیگی۔ یا اور زیادہ والدین کا شکر گزار بننا پڑے گا۔

(سلوک طریقت ص ۴۱)

۲۵۔ وظائف وغیرہ کیلئے صاحب مجاز سے اجازت حاصل کرنا کیوں اور کس لئے

جواب :- اوراد و وظائف میں برکت صاحب مجاز کی اجازت سے ہوتی ہے اور بعض وظائف میں تو تاثیر ہی اجازت پر موقوف ہوتی ہے کیوں کہ صاحب مجاز زکوٰۃ وغیرہ دئے ہوتا ہے۔ جس طرح طب کی کتابیں دیکھ کر مریض اپنا علاج نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ضیاء القلوب وغیرہ کتب سے تصوف کا سلوک غلط کاری ہوگی۔ ہاں وظائف عامہ جن سے مقصد صرف ثواب اخروی ہو اس میں بلا اجازت عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اعمال سلوک کیلئے محض مرید ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہر عمل کیلئے شیخ کی خصوصی اجازت ضروری ہے۔ (سلوک طریقت ص ۴۲)

۲۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بحالت خواب بوسہ دینا
خواب بہت بہتر ہے روحانی برکات مبارک ہوں۔ کیا تعجب ہے، کہ اللہ تعالیٰ واقعیت کا جامہ پہنا دے۔ قبر کو بوسہ دینا اگرچہ شرعاً مذموم ہے، مگر تعلق قلبی کی خبر دیتا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۴۳)

۲۷۔ مینجر سیاست کی طلب پر ”المعراج“ نامی مضمون

مینجر سیاست کا ایک خط سہلٹ میں آیا تھا کہ ہم ۲۷، رجب کو ایک پرچہ مخصوص معراج کی نسبت نکالنا چاہتے ہیں آپ بھی اس میں کچھ لکھیں۔ باوجود عدم الفرستی کے میں نے کچھ مضمون ہیئت قدیم و جدید کے موافق لکھا تھا جس کو انہوں نے دو قسطوں میں شائع کیا۔ آپ ان دونوں پرچوں پر غائرانہ نظر ڈالیں۔ اگر اس قابل سمجھیں کہ رسالہ کی صورت میں چھپوانا مفید ہوگا تو بہتر ہے ورنہ ردی کی ٹوکری میں

ڈال دیں اس میں شک نہیں کہ موجودہ سائنس اور گذشتہ فلسفہ سے اس میں خاص طور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (سلوک طریقت ص ۴۷)

۲۸۔ سورۃ فاتحہ کی ہر ہر آیت پر وقف کریں

سورہ فاتحہ کا ہر ہر آیت پر وقف کرتے ہوئے پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحاح ستہ میں ثابت ہے (سلوک طریقت ص ۴۸)

۲۹۔ نوافل کو ترک کر کے قضا عمری میں اشتغال بہتر ہے

قضاء عمری پڑھنا زیادہ ضروری امر ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ نوافل کو ترک کر کے اس میں اشتغال کیا۔ خداوند کریم توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (سلوک طریقت ص ۴۸)

۳۰۔ سودی قرضہ ہرگز نہ لیں

قرضہ سخت مصیبت ہے۔ خصوصاً سودی تو زہر قاتل ہے اگر ممکن ہو تو کچھ حصہ جائیداد کا فروخت کر کے اس سے سبکدوشی حاصل کیجئے۔ اور ہمیشہ احتیاط رکھئے۔ سودی قرضہ ہرگز مت لیجئے۔ (سلوک طریقت ص ۴۸)

۳۱۔ میرا محبوب فقط اللہ ہے

روزانہ کم از کم چھ ہزار مرتبہ اسم ذات یعنی لفظ اللہ کا ذکر آہستہ آہستہ کر لیا کریں۔ چاہے ایک مجلس میں ہو یا متعدد مجلس میں بوقت ذکر یہ دھیان رہے کہ میرا محبوب فقط اللہ ہے۔ اس کی محبت اور فریفتگی کی وجہ سے اس کا نام نامی میری زبان پر جاری ہے۔ (سلوک طریقت ص ۵۰)

۳۲۔ تکیہ خانقاہ نہایت مبارک اور مسعود جگہ ہے

اس میں شک نہیں کہ تکیہ نہایت مبارک اور مسعود جگہ ہے۔ اہل اللہ اور اولیاء

عظام کے انوار و برکات وہاں موجود ہیں۔ ان کے قرب میں رہنا فائدہ سے خالی نہیں۔ ذکر اور اتباع سنت میں کوتاہی نہ کیجئے۔ نکیہ رائے بریلی شہر کے قریب ایک مختصر آبادی ہے جو سید احمد شہید کا وطن ہے حضرت مولانا علی میاں صاحب علیہ الرحمۃ یہیں مدفون ہیں۔
(سلوک طریقت ص ۵۳)

۳۳۔ سالک کا دل بڑھانے کیلئے الہامات

خواب یا انوار یا الہامات وغیرہ صرف دل بڑھانے کیلئے سالک کو پیش کئے جاتے ہیں، جیسے بچے کو لبھانے کیلئے کھلونا دیدیا جاتا ہے عبادت، ذکر پر مداومت، اتباع سنت اور شریعت پر قیام، یہی وہ امور ہیں جن کے ہم مکلف ہیں جن پر استقلال سے عمل پیرا ہونا اور درجات احسان کا حاصل ہونا کمال ایمانی ہے۔ بکا اور گریہ کا غلبہ چشتیہ نسبت کا ظہور ہے۔ (سلوک طریقت ص ۵۴)

۳۴۔ نماز میں وساوس کا علاج

اذکار اور نمازوں میں کسی قسم کی کوتاہی روانہ رکھیں۔ وساوس گذرتے رہیں، آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ سیلاب چلتا ہے اور اس پر خس و خاشاک چھائے رہتے ہیں، کچھ پروانہ کیجئے۔ ہاں نماز میں یہ کوشش کیجئے کہ جو کچھ زبان سے پڑھا جا رہا ہے وہ کیا ہے، اس کے معانی کا دھیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سامنے، سننے والا، دیکھنے والا تصور کیجئے۔ پھر غیبت ہو جانے پر بار بار کوشش کیجئے۔ آہستہ آہستہ انشاء اللہ حالت درست ہو جائے گی۔ (سلوک طریقت ص ۳۷)

۳۵۔ مشائخ طریقت کو ایصال ثواب کا طریقہ

اگر ممکن ہو تو روزانہ ایک مرتبہ حضرت نانوتویؒ کا شجرہ منظمہ پڑھا لیا کیجئے اور مشائخ طریقت کو ذکر شروع کرنے سے پہلے اس طرح ایصال ثواب کیجئے۔ درود شریف تین مرتبہ، سورہ فاتحہ تین مرتبہ، سورہ اخلاص بارہ مرتبہ، پھر درود شریف تین

مرتبہ پڑھ کر دعا کیجئے کہ پروردگار اس کا ثواب میرے مشائخ طریقت کو پہونچا دے اور ان کی برکت سے ان کے طفیل میں مجھ کو اغیار سے پاک اور اپنی معرفت کے انوار سے منور کر دے۔ (سلوک طریقت ص ۵۴)

۳۶۔ حسینوں کے جال سے بچنے کا طریقہ

خوبصورتی اور حسن کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ خوبصورت چہرہ اور انسان کے متعلق مبدأ اور منہتی کا خیال کر لیا کریں کہ مبدأ ”ماء مہین“ ہے اور منہتی موت اور پیپ اور خون ہے۔ اگر اس پر دفع نہ ہو تو لا الہ کہتے ہوئے نفی میں اس کو بھی تحت نفی داخل کر لیا کیجئے۔ انشاء اللہ دفع ہو جائے گا۔ (سلوک طریقت ص ۵۵)

۳۷۔ یک در گیر محکم گیر

شیخ محض واسطہ فیض ربانی مثل نالیاں کشت زار ہے۔ اس سے تعلق ہونا ضروری ہے ورنہ فیض کے اندر نقص یا محرومی پیدا ہوگی۔ اگر کھیت کی نالی کھیت سے علیحدہ ہوگی اس کا رخ دوسری طرف ہوگا تو ظاہر ہے کہ پانی کھیت میں نہ پہونچے گا۔ اس لئے بطور توحید مطلب مسترشد کو ضروری ہے کہ مرشد سے اپنا تعلق رکھے کہ اس کو اذعان قلبی حاصل ہو جائے کہ میرا مطلب صرف اسی شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا اس لئے اپنی توجہ کا مرکز صرف اسی شیخ کو بنائے اور مشائخ اگرچہ اس سے اعلیٰ اور ارفع و افضل ہوں مگر حصول فیض کے اندر ان کی طرف توجہ نہ کرے، وہ مثل اس شیر خوار بچے کے بن جائے جو صرف ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ مجمع میں ہزاروں دودھ پلانے والیاں ہوتی ہیں مگر ان کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتا۔ بہر حال تعلق بالشیخ صرف توحید مطلب کا نام ہے۔ شیخ کو تمام مشائخ سے افضل و اعلیٰ اعتقاد کرنے کا نام نہیں اور نہ یہ سلوک میں ضروری ہے۔ یک در گیر محکم گیر اسی کا نام ہے، اس کی علامات ظاہر ہیں کہ وہ تعظیم و تکریم اہل اللہ اور اہل کمال کی کرے گا۔ مگر اپنی کامیابی کیلئے سوائے مرشد کے کسی کا طالب نہ ہوگا

اور نہ اس میں کسی غیر کی طرف توجہ کرے گا۔ اور نہ غیروں سے واسطہ رکھے گا اپنے کو مرشد کے سامنے کالمیت فی ید الغاسل بنائے رہے گا اور اس کی ہی ہدایت پر عمل پیرا ہوگا۔ (سلوک طریقت ص ۳۵)

۳۸۔ حضرت گنگوہی کی وفات پر حضرت شیخ الہندؒ کے

کہے ہوئے مرثیہ پر اعتراض

جواب نمبر ۱۱:- مندرجہ مضمون کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ کیونکہ جناب مشائخ طریقت اور ان کے احوال سلوک و طریقت اور اس کے لوازمات شعر و سخن اور اس کے انواع و اقسام وغیرہ سے بخوبی واقف ہیں۔ پھر قصیدہ مذکورہ کے متعلق تردد ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ عرض ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شیخ الہندؒ اگرچہ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ سے بیعت تھے مگر منازل سلوک انہوں نے بامر مرشد حضرت گنگوہیؒ سے طے کئے تھے اور سالہا سال ان کی خدمت میں رو کر ریاضات شاقہ اور ذکر و اشغال سلوک انجام دیتے رہے تھے۔ تا آنکہ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حاجی صاحب کے پاس ان کی سیر و سلوک کی کامیابیوں کو تحریر فرمایا جس پر وہاں سے نعمت خلافت و اجازت سے نوازے گئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ سلوک طریقت میں کامیابی کیلئے اولین شرط اور اہم رکن مرشد کے ساتھ ربط قلب اور اعتقاد و محبت اور تعلیم کامل اور توحید مطلب ہے۔ بغیر اس کے اس راہ میں کامیابی ممکن نہیں۔ (سلوک طریقت ص ۳۸)

۳۹۔ امور مسئلہ کے جوابات

نمبر ۱: ذکر کے دوران آنکھوں کا کھلا رہنا شرط نہیں جہاں تک ممکن ہو دل لگا۔ رہنا چاہئے۔ اگر آنکھیں کھلنے سے تشویش ہوتی ہو تو بند رکھیں۔

نمبر ۲: ذکر جہری کے دوران ہر پندرہ یا بیس یا پچیس مرتبہ بعد سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا چاہئے۔ اور یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا محبوب حقیقی ہے۔ اس تک پہنچنے کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کیلئے درود شریف بطور شکریہ پیش کرتا ہوں۔

نمبر ۳: جو چیزیں میں طلب کروں ان کی قیمت لینا ضروری ہے۔ یہی احسان کیا کم ہے کہ آپ کی عنایت سے عمدہ چیز مناسب قیمت پر مل جاتی ہے جو کہ بڑے بڑے دولتمندوں کو حاصل نہیں۔ نیز آپ کو قیمت میں بھی مہلت دینی پڑتی ہے۔ انہیں احسانوں پر اکتفا فرمائیے اور مجھ کو قاعدہ کے خلاف کرنے پر ہرگز مجبور نہ کیجئے۔
(سلوک طریقت ص ۵۵)

۴۰۔ خدا کا طالب شرم کرے، تعجب ہے

احوال مندرجہ سے بہت تعجب ہوا۔ دنیا کا طلب گار تو دنیا کی طلب میں ذرا بھی جھجکے۔ اور بغیر شرم و حیا کے رات دن سرگرم رہے۔ مگر خدا کا طالب شرم کرے کہ لوگ مضحکہ اڑائیں گے۔ عجیب بات ہے۔ یہ آپ کی انتہائی خام خیالی ہے۔ معلوم ہوا کہ نہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت ہے اور نہ آخرت پر پورا یقین ہے۔ یہ سب شیطان اور نفسانی وسوسے ہیں۔ سچا عزم پیدا کیجئے۔ عمر ضائع مت کیجئے ورنہ کف افسوس ملنا پڑے گا۔ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ کہیں خالی ہاتھ نہ جانا پڑے، ذکر اللہ اللہ میں آنتوں میں اینٹھن بھی شیطانی اثرات سے ہے۔ حقیقی طلب اور عزم راسخ پیدا کیجئے اور عشق حقیقی سے اپنی روح کو زندہ کیجئے۔
(سلوک طریقت ص ۵۶)

۴۱۔ تہجد کی رکعتوں میں کوئی تحدید نہیں

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چھ سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ تو کیا یہ حضرات فقط بارہ رکعتوں پر ہی اکتفاء کرتے تھے۔ (سلوک طریقت ص ۵۶)

۴۲۔ جس دم کا طریقہ

جس دم نہایت مفید عمل ہے۔ ایسے وقت میں جب کہ معدہ بھرا ہوا نہ ہو اور نہ اس قدر گرمی ہو کہ بیقرار کر دے۔ معتدل جگہ میں جہاں پر نہ زیادہ گرمی ہو اور نہ زیادہ سردی ہو، با وضو چار زانو قبلہ رو ہو کر بیٹھیں۔ اور آہستگی سے سانس ناف سے کھینچ کر دل پر روک لیں۔ زبان اس وقت میں تالو سے لگی ہوئی غیر متحرک ہو اور خیال سے لفظ لا الہ بائیں زانو سے نکال کر دائیں زانو پر گزارتے ہوئے داہنے مونڈھے پر ختم کر دیں۔ پھر لا الہ کی ضرب قلب پر لگائیں۔ اس تمام کاروائی میں سر کو حرکت دیتے رہیں۔ یعنی زانوئے چپ سے زانوئے راست پر گزرتا ہوا دائیں مونڈھے پر پہونچے اور پھر قلب پر ضرب لا الہ کی حرکت ہو۔ ہر ایک سانس میں تین مرتبہ ذکر ہو۔ اس کے بعد آہستہ سے سانس باہر نکال دیں۔ پھر دوسری سانس میں اسی طرح کریں۔ اس طرز پر دس سانس پہلے روز کریں۔ دوسرے دن دس اور بڑھادیں۔ یہاں تک کہ سو سانس تک نوبت آجائے۔ اس کے بعد ہر سانس میں روزانہ ایک ایک عدد زیادہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ ہر سانس میں ایک سو اکیس مرتبہ تک ذکر کرنے لگیں۔ اگر ابتداء میں روزانہ اس دس سانس کے بڑھانے میں دقت ہو تو ایک ایک سانس بڑھائیں۔ مگر ہر سانس میں کم از کم تین مرتبہ ذکر سے شروع کریں۔ اور ہر روز ایک ایک ذکر زیادہ کریں۔ اس میں بدن میں حرارت زیادہ پیدا ہوگی۔ ذکر کے بعد ڈیڑھ گھنٹے تک سرد پانی یا سرد غذا استعمال نہ کریں۔ جس دم سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے، مگر مداومت شرط ہے۔ خطرات فاسدہ اور وساوس کا سدھ کیلئے اکسیر ہے۔ مگر اہل تصوف اس کو ایک سو اکیس مرتبہ ذکر کی

مقدار سے زائد کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ جو گیوں کے یہاں اس کی اس قدر مشق کرائی جاتی ہے کہ کئی کئی مہینہ اور کئی کئی دن گزار دیتے ہیں۔ اللہ کا نام لیکر شروع کریں وہ مدد فرمائے گا۔ میں نے اس کو اس قدر واضح کر دیا ہے کہ غالباً سمجھنے میں دقت نہ ہوگی۔ (سلوک طریقت ص ۵۷)

۲۳۔ بارہ تسبیح کا طریقہ

لا الہ الا اللہ دو سو مرتبہ، سر کو قلب کے سامنے سے لے جائیں اور کسی قدر جھکا کر لا کو قلب سے نکلتا ہوا تصور کریں۔ اور چہرہ کو لا الہ کہتے ہوئے دائیں موٹھ سے تک پھیریں اور یہ خیال کریں کہ ماسوی اللہ کو قلب سے پھینک کر پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا، یہاں پر سانس توڑ دیں اور دوبارہ سانس لے کر وہاں سے ہی الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائیں۔ جیسے کہ لوہار کا ہتھوڑا لوہے پر زور سے پڑتا ہے۔ اس طرح الا اللہ کی ضرب دل پر پڑے اور یہ تصور ہو کہ قلب میں اللہ ہی کی محبت کو ڈال رہا ہوں، یہی حال لا الہ الا اللہ کے تمام ذکر میں جاری رکھئے۔ آواز بہت زیادہ بلند کرنے کی ضرورت نہیں۔ دل لگا کر خوش الحانی کے ساتھ ذکر کیا کریں۔ اور معنی کا خیال رکھیں۔ ۲۵، ۳۰ مرتبہ ذکر کرنے کے بعد سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کہہ لیا کریں۔

الا اللہ چار سو مرتبہ۔ سر کو قلب کے سامنے رکھ کر قلب پر چوٹ لگائیں اس طرح کہ گویا ایک ہتھوڑا قلب پر الا اللہ کا پڑ رہا ہے۔ اس تصور کے ساتھ کہ میرے قلب میں محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس میں سر کو پھیرنا نہیں ہے۔ اللہ واللہ چھ سو مرتبہ سر کو قلب کے ساتھ رکھ کر پہلے لفظ اللہ کے ال کی ضرب قلب پر لگائیں اور لفظ لہ کو بغیر ضرب کے کہیں۔ ان دونوں میں سر کو صرف نیچا اونچا کرنا ہوگا۔ چکر نہیں دینا ہوگا۔ اور یہ تصور رکھنا ہوگا کہ قلب میں صرف اللہ ہی کی محبت ہے۔ اور وہی محبوب ہے۔

اللہ سو مرتبہ۔ اس میں مثل سابق صرف ال پر ضرب ہوگی۔ آواز بہت بلند کرنے کی ضرورت نہیں۔ اتنی ہونی چاہئے کہ خود سنے اور اگر کوئی پاس ہو تو وہ سن لے۔ دماغ پر زور پڑے گا اس لئے زیادہ زور سے نہ کرنا چاہئے اور خوش الحانی سے ذکر کرنا دل لگنے کا باعث ہوتا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۵۹)

۴۴۔ خلو معدہ کے وقت ذکر کرنا چاہئے

آپ عشاء کی نماز کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت معدہ تو کھانے سے بھرا ہوتا ہے۔ کم از کم چار گھنٹے گزرنے کے بعد ذکر کرنا چاہئے۔ (سلوک طریقت ص ۵۹)

۴۵۔ سالک کو جو واقعات پیش آئیں انکو نامحرموں سے ہرگز ظاہر نہ کرے

مولانا شمس الدین صاحب بیشک میرے عنایت فرما ہیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح کہ سالک کو جو واقعات پیش آئیں ان کو نامحرموں سے ہرگز ظاہر نہ کرے صرف اپنے شیخ سے ظاہر کرے۔ یہ چیز سالک کیلئے مضر ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات فیض ربانی کے انقطاع بلکہ کبھی کبھی سلب کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لئے ایسے امور سے بچنا چاہئے اور صدق دل سے توجہ کرنی چاہئے۔ (سلوک طریقت ص ۶۰)

۴۶۔ تنگدستی دور کرنے کا عمل

روزانہ مغرب یا عشاء کے بعد اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ مرتبہ سورہ مزمل پڑھیں اور جب فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا پڑھو نچا کریں تو پچیس مرتبہ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ پڑھا کریں۔ انشاء اللہ تنگدستی دفع ہو جائے گی۔ مگر عمل دائمی ہونا چاہئے (سلوک طریقت ص ۶۲)

۴۷۔ تصور شیخ کا طریقہ

تصور شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شیخ کی زندگی کو اپنے داہنے یا سامنے تصور کرے اور ذکر کی طرف اس طرح توجہ ہو کہ اپنے دل میں یہ تصور کرے کہ میں ذکر میں اس طرح موجود ہوں جس طرح شیخ کے سامنے اس کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ذکر کرتا تھا۔ (سلوک طریقت ص ۶۴)

۴۸۔ تزکیہ قلب کیلئے سب سے مؤثر عمل

آخری شب میں نماز کے اندر قرآن کی تلاوت کرنا تزکیہ قلب کیلئے سب سے مفید اور مؤثر عمل ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ قراءت لمبی اور تفکر و تدبر کے ساتھ ہو۔ (سلوک طریقت ص ۶۵)

۴۹۔ پاس انفاس کا طریقہ

جو سانس اندر جائے اس کو اس طرح کھینچیں کہ بلا آواز اور بلا حرکت زبان اور ہونٹ لفظ اللہ پیدا ہو، اور اس طرح نکالیں کہ لفظ ہو پیدا ہو اس طور پر کہ زبان نہ ہلے۔ اس کو تالو سے چمٹالیں۔ اس وقت ہے جبکہ سانس منہ سے لی جائے۔ اور سانس ناک سے لینا ہو تو منہ بالکل بند رکھیں اور ناک سے سانس کے داخل ہوتے ہوئے لفظ اللہ اور خارج ہوتے ہوئے لفظ ہو نکالیں۔ روزانہ با وضو قبلہ رو بیٹھ کر تقریباً ایک گھنٹہ تک اس کی مشق جاری رکھیں۔ اور پھر چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں خواہ وضو ہو یا نہ ہو قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں اس قدر اس کی کثرت کی جائے کہ کوئی سانس ذکر سے خالی نہ رہے اور بے اختیار ہونے لگے۔ (سلوک طریقت ص ۶۶)

۵۰۔ جو حالتیں خواب وغیرہ کی پیش آئیں

لوگوں سے بیان نہ کیجئے

جو حالتیں بدن میں یا خواب وغیرہ کی پیش آئیں لوگوں سے بیان نہ کیجئے۔ ہاں اگر غیر اختیاری طور پر کچھ ظاہر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ جو حرکات آواز درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے وہ سب ذکر کے آثار ہیں۔ مبارک ہوں۔ امید افزا ہیں۔ گھبراہٹیں نہیں۔ البتہ اگر حالت ناقابل برداشت ظاہر ہو تو پانی پر سو مرتبہ سورہ فاتحہ، گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر دم کر کے پی لیا کریں۔

انشاء اللہ اس سے سکون ہو جائے گا۔ اسم ذات تیس ہزار مرتبہ روزانہ کر لیا کیجئے۔

(سلوک طریقت ص ۴۸)

۵۱۔ نماز اور روزے کی قضاء کس طرح

جو نمازیں اور روزے باقی ہیں ان کا تخمینہ اس طرح کیا جائے کہ غلبہ ظن ہو جائے کہ اس تعداد سے زیادہ نہ ہو گا وہ مقدار تدریجا ادا کی جائے۔ اور ہمیشہ جناب باری عزاسمہ میں گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کی جائے۔ (سلوک طریقت ص ۶۷)

۵۲۔ امور مسئولہ عنہا کا جواب

۱۔ قضا صرف فرائض اور وتر کی ہوگی۔ سنن موکدہ بعد از خروج وقت نوافل ہو جاتی ہیں۔ جن کی قضا نہیں۔

۲۔ بوقت ذکر زمین میں زلزلہ محسوس ہوتا ہے، کچھ تعجب خیز نہیں ہے۔ ذکر کے آثار محمودہ میں سے ہے۔ اس سے نہ گھبرائیے۔ اور نہ اس سے دل لگائیے۔ صرف محبوب حقیقی سے دل لگائیے۔ اور اسی کی طرف دھیان رکھئے۔

۳ اللہ اللہ میں لفظ اول میں ضرب ہوگی ثانی میں ضرب نہ ہوگی۔ تصور یہ ہوگا کہ میرے قلب میں صرف اللہ ہی اللہ ہے۔ کوئی دوسرا محبوب اس گھر میں جلوہ افروز نہیں۔ (سلوک طریقت ص ۶۸)

۵۳۔ تضرع و زاری مطلوب ہے

بارگاہ الہی میں جس قدر رونا اور سوز و گداز ہو بہتر ہے۔ مایوسی نہ ہونی چاہئے۔ نسبت چشتیہ کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ اس کا خیال رکھئے کہ بجز محبوب حقیقی کچھ مقصود نہیں۔ احوال و کیفیات ذرائع ہیں مقاصد نہیں ہیں۔ (سلوک طریقت ص ۶۸)

۵۴۔ ابتداء میں سالک کیلئے تنہائی ضروری ہے

سالک کے لئے بالخصوص ابتدائی ایام میں تنہائی نہایت ضروری ہے تمام لوگوں سے دور رہنا مفید تر ہے۔ قرب و جوار میں کسی کمرے کا انتظام کر لیجئے۔ حالت بحمد اللہ امید افزا ہے۔ مگر ذکر کی مداومت شرط ہے آپ پاس انفاس پر عامل رہیں۔ انشاء اللہ خود بخود جاری ہو جائے گا۔ سینہ کا ثقل بھی جلد زائل ہو جائے گا۔ نعماء الہیہ ہیں، شکر کیجئے۔ محبوب حقیقی کی یاد جس قدر بھی ہو مفید اور ضروری ہے۔ (سلوک طریقت ص ۶۹)

۵۵۔ مسجد کے اوقاف کے بارے میں علماء ہند کا فتویٰ

علماء ہند نے فتویٰ دیا ہے کہ ایک مسجد کے اوقاف کو دوسری مسجد کی ضرورت میں صرف کر سکتے ہیں بشرطیکہ مسجد کو ضرورت نہ ہو، بلکہ ضرورت سے زائد آمدنی کو غیر مساجد پر بھی خرچ کرنے کی اجازت دی ہے۔ (سلوک طریقت ص ۷۸)

۵۶۔ دارالحرب میں سود کا مسئلہ

بینک کے سود کا مسئلہ بھی حنفیہ کے یہاں واضح ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے دارالحرب

میں نہ صرف اس کی اجازت دی ہے بلکہ علماء احناف نے ان بینکوں سے سود لینا واجب قرار دیا ہے جس کو انگریزوں نے دارالحرب میں قائم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں جمیعہ علماء ہند کا فتویٰ پہلے ہی شائع ہو چکا ہے۔

نوٹ:- موجودہ دور میں معتبر مفتیان کرام کے نزدیک ہندوستان میں رہنے والے کسی مسلمان کیلئے سودی لین دین کی اجازت نہیں ہے (مرتب) (سلوک طریقت ص ۸۷)

۵۷۔ قرآن کی تلاوت اگرچہ بلا معنی ہو مفید ہے

قرآن شریف روزانہ ایک پارہ پڑھ لینا اگرچہ بلا معنی ہو مفید ہے۔ دوا کی تاثیر خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم نفع ضرور ہوتا ہے (سلوک طریقت ص ۸۳)

۵۸۔ جوابات حسب ذیل ہیں

(۱) بول و براز کے وقت صرف ذکر لسانی ممنوع ہے لہذا سانس کا ذکر یا قلب یا روح یا سریا خفی یا انھی کا ذکر کسی طرح نہ ممنوع ہے اور نہ مکروہ۔ یہ تو محض آپ کا وہم ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) میں کوئی بڑے القاب نہ آپ کو لکھتا ہوں اور نہ میری عادت ہے۔ مدار بڑائی کا قبولیت خداوندی پر ہے۔ نہ عمر پر، نہ علم پر، نہ عمل پر۔ اگر اس نے قبول کر لیا تو زہے قسمت، ورنہ کچھ ٹھکانا نہیں۔ بے نیاز اور بے پرواہ سرکار ہے پھر کیا چارہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو بڑا سمجھیں۔

(۳) درود شریف میں بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ مَّعْلُومٌ لَّكَ، اس کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ پسند فرماتے تھے، جن اشیاء سے صفات الہیہ کو تعلق ہے ان میں سب سے زیادہ وسعت علم کو ہے بنا بریں اس لفظ کو اوسع ترین شمار کیا جائے گا۔ اور یہی مقصد ہے درود شریف پڑھنے والے کا اس مقام پر۔ معلومات الہیہ کو بہ نسبت دیگر اشیاء کتنا ہی محدود قرار دیا جائے مگر وہ احاطہ علمیہ میں ضرور داخل ہیں۔ وَأَخْصَى كُلِّ

شَسْنِي عَدَدًا۔ تو اس لحاظ سے اگر متناہی کہا بھی جائے تو کیا حرج ہے۔ مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ اس مقام پر کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى عَدَدًا مَا تُحِبُّ وَتَرْضَى کو پسند فرماتے ہوئے ترجیح دیتے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی تعلیم بھی اپنے متوسلین کو یہی تھی میں نے بھی اس کو قائم رکھا۔ آپ اگر چاہیں تو کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى کو جاری کر سکتے ہیں

(۴) تنگدستی دور کرنے کیلئے تذکرة الرشید میں لکھا ہوا عمل بعد نماز عشاء یَابَاسِطُ گیارہ سو مرتبہ، اور بعد نماز فجر یا مُغْنِی گیارہ سو مرتبہ، اول اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) نگاہ کی تیزی اور قوت کیلئے لفظ اللہ بایں ہیئت کہ تختی یا کاغذ پر جلی حروف سے لکھ کر اس پر نظر جمایا کریں نگاہ تیز ہوگی۔ اور نظر کو قوت حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ۔
(۶) قوت ہاضمہ کیلئے مجھ کو کوئی نسخہ معلوم نہیں ہے میں طبیب نہیں ہوں، ہاں اگر ورزش جسمانی کا التزام کیا جائے تو بہت زیادہ مفید ہے المؤمن القویٰ خیر من المؤمن الضعیف وفی کل خیر (حدیث)۔

(۷) جو حالت بعد فراغت و رد طاری ہوئی تھی نہایت مبارک تھی، مگر وہ مقصود بالذات نہیں۔ سوائے رضائے الہی کے اور کسی چیز کی خواہش نہ ہونی چاہئے۔ آپ ذکر پر مداومت کیجئے۔ اور جی لگا کر ثابت قدم رہئے۔

(۸) درود شریف پڑھتے ہوئے۔ روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔

(۹) ریا اور نمائش سے جہاں تک ممکن ہو بچئے۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانئے اور اسی کو راضی کرنے کا خیال کیجئے۔ یہ یقین رہے کہ اگر ساری دنیا۔ راضی ہو جائے اور وہ راضی نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں اور اگر وہ خوش ہو اور ساری دنیا ناخوش ہو تو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا۔ لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجد

منك الحد۔ (حدیث)۔

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ترغیب اہل السعادة میں لکھا ہوا عمل (شب جمعہ میں دو رکعت نفل اس طور پر پڑھنا کہ ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی، اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جاری رکھئے کچھ حرج نہیں۔

(۱۱) تاپا صاحب کا سفید لباس میں ہونا امید افزا ہے۔ امید ہے کہ مغفرت ہوگئی ہو، کچھ اعمال سیدہ کا بھی اثر ان کے ساتھ موجود ہے کہ وہ درد اور کرب کی صورت میں ظاہر ہے۔ ایصال ثواب اور استغفار مناسب ہے۔ (سلوک طریقت ص ۸۸)

۵۹۔ ذکر اس قدر کیجئے کہ بے اختیار جاری رہنے لگے

ذکر کا یہ اثر نہایت امید افزا ہے کہ بے اختیار جاری ہونے لگا۔ کوشش کیجئے کہ سوتے وقت بھی جاری ہو جائے اگرچہ سونے والے کو اس کا علم نہ ہو مگر پاس کے جاگنے والے کو سانس کی کیفیت سے ذکر محسوس ہونے لگے، یا نماز میں خود بخود ہونے لگے تو مت روکئے گریہ کا غلبہ ہونا نسبت چشتیہ کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

جولحہ اور سانس ذکر کے ساتھ گذرتا ہے، وہی حقیقت میں زندگی کا لمحہ ہے الدنیا ملعونہ وملعون مافیہا الا ذکر اللہ وما والاہ (حدیث) (سلوک طریقت ص ۹۴)

۶۰۔ مولانا تھانوی کے مواعظ بہت مفید ہیں

آپ اس امر کا اندازہ کر سکتے کہ میں کس قدر عدیم الفرست ہوں۔ ذاک کی آمد اس قدر زیادہ ہے کہ میں سخت متحیر ہوں کہ احباب کے خطوط کا جواب کس طریقہ سے

دوں۔ آپ کا مجھے خواب میں دیکھنا آپ کی عنایات اور توجہات کا نتیجہ ہے۔ مولانا تھانویؒ کے مواعظ بہت مفید ہیں۔ ضرور ان کا مطالعہ رکھیں۔ علیٰ ہذا القیاس تربیت السالک بھی مفید ہے۔ (سلوک طریقہ ص ۹۴)

۶۱۔ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے عمل

عشاء کے بعد روزانہ تین سو مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھ لیا کریں۔ اور سوتے وقت سترہ مرتبہ سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ (سلوک طریقت ص ۹۴)

۶۲۔ سلطان الاذکار کے آثار

جو کیفیت آپ لکھ رہے ہیں کہ تمام بدن بے اختیار حرکت کرنے لگتا ہے اور رونا آتا ہے یہ سلطان الاذکار کی شاخ ہے، قلب اور بدن میں جب ذکر کی قوت سرایت کرتی ہے اور اس کا غلبہ ہوتا ہے، تو اس کا اثر جسم وغیرہ پر زور سے پڑتا ہے، اس وقت اس قسم کی حالتیں رونما ہوتی ہیں۔ دنیا سے نفرت بھی ذکر کا اثر ہے، رویاً صالحہ بھی ذکر کے آثار میں سے تھے، مگر ابتدائی تھے۔ اب بحمد اللہ سلطان الاذکار کے آثار رونما ہیں۔ پاس انفاس ہمیشہ جاری رکھئے۔ قلب کا ذکر ایک ایک سانس میں کئی کئی مرتبہ ہو جایا کرے چاہے خیال ہو یا نہ ہو۔۔۔ برابر جاری رہے۔ (سلوک طریقت ص ۹۵)

۶۳۔ پاس انفاس کی اصلی غرض

پاس انفاس سے اصلی غرض یہ ہے کہ انسان کا کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہے اندر جانے والا سانس اور نہ باہر نکلنے والا سانس۔ انسان چوبیس گھنٹے میں تقریباً پچیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ سب کا سب ذکر سے معمور رہے۔ عمر عزیز کا جو حصہ بھی ذکر میں گزرے وہی زندگی ہے اور وہی کارآمد ہے۔ (سلوک طریقت ص ۵۶)

۶۴۔ نفاق کے شعبے

بیشک یہ امور ثلثہ، جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا۔ نفاق کے شعبے ہیں۔ مگر نفاق عقیدہ نہیں ہے، نفاق عملی ہے۔ ان کو جہاں تک ممکن ہو جلد چھوڑنا چاہئے۔ اور بارگاہ خداوندی میں استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ اور دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ کریم کارساز تمام بری عادتوں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال سے ہم کو بچائے۔ (سلوک طریقت ص ۹۶)

۶۵۔ اہل و عیال کی خبر گیری ضروری ہے

آپ ذکر، اتباع شریعت اور سنت پر مداومت کرتے رہئے۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ اصلاح ہو جائے گی، اہل و عیال اور ان کی خبر گیری چھوڑ کر میرے پاس آنا بہتر نہیں ہے۔ (سلوک طریقت ص ۹۶)

۶۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قلت ہدیہ سے شرم کیوں؟

سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو مشائخ طریقت میں سے ہیں۔ درود شریف آپ کیلئے خاص ہونے کے ساتھ ایصال ثواب بھی ہو ہی جاتا ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خاص چیز ہدیہ کی جائے تو اس میں کلام ہی کیا ہے۔ الہدیۃ علی قدر مہدیہا، تو کیوں قلت ہدیہ سے شرم آئے۔ آپ کا حصہ تو ہماری ہر عبادت میں لگا ہوا ہے، خواہ نماز ہو یا ذکر ہو، مالی عبادت ہو یا بدنی ہو، قلیل ہو یا کثیر ہو۔ (سلوک طریقت ص ۱۰۳)

۶۷۔ حضرت نانوتویؒ کا شجرہ دعاء پڑھ لیا کیجئے

آپ کتنی ناز و محبت سے مجموعہ شجرات منگا لیجئے اور اس میں حضرت نانوتویؒ کا شجرہ فارسیہ جس کی ابتداء ”الہی غرق دریائے گناہم“ سے ہوتی ہے اس کو کم از کم

ایک مرتبہ دن میں دعاء پڑھ لیا کیجئے۔ (سلوک طریقت ص ۱۰۷)

۶۸۔ دل کا لگنا مطلوب نہیں

ذکر و اذکار اور معمولات میں فرق نہ آنے دیجئے۔ خواہ دل لگے یا نہیں، دل کا لگنا مطلوب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا راضی کرنا مقصود ہے۔ اس کی کوشش جاری رہنی چاہئے۔

۶۹۔ بیوی کے ساتھ خلوت بھی روح کو جلا دیتی ہے

آپ کا یہ فرمانا کہ زن و شو کے تعلقات کے ساتھ اصلاح نفس محال ہے میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ بیوی کے ساتھ خلوت بھی قلب کو صفا اور روح کو جلا دیتی ہے۔ کتاب قاضی عیاض کے شارح نے لکھا ہے کہ ہر شہوت دل کو زنگ آلود کرتی ہے۔ سوائے بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ کے، کیونکہ اس سے باطن کی صفائی ہوتی ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۱۰)

۷۰۔ رمضان کو سفر میں ہرگز ضائع نہ کیا جائے

کل میں نے سرسری طور پر کہہ دیا تھا کہ بہار جانے میں کیا حرج ہے بعد میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ رمضان شریف خاطر جمعی اور توجہ الی اللہ کو تمام سال کی خاطر جمعی میں بہت بڑا دخل ہے۔ ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر عشرہ کے متعلق شدت اہتمام بہ نسبت عبادات خود فرمانا اور شدید ترغیب دینا، اور فقہاء و صوفیائے کرام کا عشرہ اخیرہ کی راتوں کو تمام سال کی راتوں سے افضل تر قرار دینا وغیرہ کا تقاضا ہے کہ ان دنوں اور راتوں کو ہرگز ضائع نہ کیا جائے، جس قدر بھی اس میں قراءت قرآن ذکر وغیرہ ہو سکے، وہی بہتر ہوگا۔ اور ان ایام میں اپنے بچوں میں رہنا ان کے لئے بھی موجب طمانینت ہوگا، اس لئے میری رائے ہے کہ

عید سے پہلے سفر نہ کریں۔ (سلوک طریقت ص ۱۱۹)

۷۱۔ ایں ہمہ غنیمت است

ذکر کی طرف اس قدر توجہ اور اس سے بے باشت اور ناغہ ہو جانے سے تاثر، ایں ہمہ غنیمت است، مگر میرے محترم! آپ کو اس راہ میں مرد بننا چاہئے اور بہادرانہ تگ و دو کرنی چاہئے۔ کسی شب میں قضا کیوں ہو اور مقدار ذکر میں وہی تعداد باقی کیوں رہے جو دو تین ماہ پہلے تھی۔ اذکروا اللہ حتی یقولوا انہ لمجنون،

(سلوک طریقت ص ۱۲۱)

۷۲۔ والدین کی خدمت گزاری عبادت ہے

کاروبار معیشت کا چھوڑنا بالخصوص جب کہ والدین ماجدین پیرانہ سالی میں ہیں اور ان کو ضروریات زندگی درپیش ہیں، کسی طرح قرین عقل و مروت نہیں ہے۔ ان کی تابعداری اور خدمت گزاری نہ صرف فریضہ انسانی ہے بلکہ عبادت بھی ہے،

(سلوک طریقت ص ۱۲۲)

۷۳۔ آخر شب میں اٹھنے کے لئے مجرب عمل

سوتے وقت سورہ کہف کی حسب ذیل آخری آیات کو پڑھ کر کہئے: خدایا مجھ کو فلاں وقت جگا دیجئے۔ انشاء اللہ اس وقت آنکھ کھل جائیگی۔ بہت مجرب عمل ہے۔ آیات یہ ہیں

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝
خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَكَلِمَتِ رَبِّي
لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا قُلْ إِنَّمَا أَنَا
بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔ (سلوک طریقت ص ۱۲۲)

۷۴۔ اصلی عبادت شکر ہے

صبر مقدمہ شکر ہے اس لئے اس کو مقدم کیا جانا ضروری ہے صبر میں نفس کے خلاف کوشش ہوتی ہے اس لئے اس کو بہت زیادہ مشکل سے پکڑنا ہوتا ہے بدیں وجہ تاکید زیادہ ہونی لازمی ہے۔ بخلاف شکر کے کہ اس میں نفس پر اس قدر مشقت نہیں ہوتی۔ ورنہ اصل عبادت شکر ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۲۶)

۷۵۔ اگر آپ ضرورت سمجھیں تو مولانا الیاس صاحب کی خدمت میں عریضہ پیش کر دیں

تبلیغی خدمات انجام دینے اور اس کیلئے مولانا الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ہدایت حاصل کر نیکا قصد مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور توفیق عطا فرمائے کہ آپ اس عظیم الشان خدمت کو بلکہ اپنی خاندانی وراثت کو بخیر و خوبی انجام دیں، مولانا محمد الیاس صاحب کو علیحدہ خط لکھنے کی ضرورت نہیں، وہ بغیر سفارش اس کام کو مکمل طریقہ پر انجام دیں گے اور بالفرض اگر آپ ضرورت ہی سمجھیں تو اسی عریضہ کو ان کی خدمت میں پیش کر دیں، اور میرا سلام اور استدعاء و دعوات صالحہ پیش فرما دیں۔ (سلوک طریقت ص ۱۲۶)

۷۶۔ عام دعاؤں کیلئے زیادہ مناسب دعاء

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنِيْ وَبَلِّغْ جَمِيْعَ مَنْ اَوْصَانِيْ بِالْذِّعَاءِ وَجَمِيْعَ مَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلٰى عَلٰى الْمَقٰصِدِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاکْشِفْ عَنِّيْ وَعَنْهُمْ سَائِرَ الْكُرُوْبَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِمْ وَبِمَقٰصِدِهِمْ وَكُرُوْبَاتِهِمْ

وَأَنْتَ أَكْرَمُ الْأَكْرَمِينَ وَأَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ حَتَّى كَرِيمٌ يَسْتَجِيبُ أَنْ تَرُدُّيدَ الْعَبْدِ صَفْرًا إِذَا رَفَعَ الْأَكْفَ الْيَكَّ وَصَلَّى عَلَى أَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ (سلوک طریقت ص ۱۲۹)

۷۷۔ اسلاف اور مسلمانوں کیلئے مختصر دعاء

اَللّٰهُمَّ تَعَمَّدْ بِرَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ وَغُفْرَانِكَ جَمِيعَ مَشَائِخِي وَجَمِيعَ اَسَاتِذَتِي وَجَمِيعَ اَسْلَافِي وَجَمِيعَ اَمْوَاتِي وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ يَا مَوْلَانَا سَمِيعٌ قَرِيبٌ كَرِيمٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ . (سلوک طریقت ص ۱۳۰)

۷۸۔ دعائیں دل لگنا ضروری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان اللہ لا یقبل الدعاء بقلب لاہ، لہذا دعائیں دل لگنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ بہت خلوص دل سے نکلتی ہے، تاہم اگر دل نہ لگے تب بھی فائدہ سے خالی نہیں، مگر کوشش کرنا ضروری ہے (سلوک طریقت ص ۱۳۰)

۷۹۔ حسن خاتمہ کیلئے نہایت موثر آیت

ہر نماز کے بعد درود شریف سات مرتبہ پڑھ کر اس آیت کو سات مرتبہ پڑھنا حسن خاتمہ کیلئے نہایت موثر ہے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ . (سلوک طریقت ص ۱۳۳)

۸۰۔ آفات و مصائب سے بچنے کا عمل

اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور پانچ سو مرتبہ **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ**، انشاء اللہ آفات سے محفوظ رہیں گے۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۳)

۸۱۔ مسلمان کیلئے جملہ تکالیف موجب کفارہ سیئات ہیں

آپ کی بیماری اور تکلیف کی کیفیات معلوم کر کے صدمہ ہوا۔ جو طبعی امر ہے ورنہ عقلی طور پر چونکہ مسلمان کیلئے یہ جملہ تکالیف موجب کفارہ سیئات ہیں۔ اس لئے یہ سب ایسی ہی شان رکھتی ہیں جیسے شاہانہ لباس کی دھوبی کے یہاں ہوتی ہے وہ کپڑوں کو بھٹی میں ڈال دیتا ہے۔ صابون لگاتا ہے پٹروں اور پتھروں پر پٹکتا ہے۔ اور بار بار نچوڑتا ہے۔ دھوپ میں ڈالتا ہے ماوادے کر استری پھیرتا ہے۔ شکنوں کو صاف کرتا ہے۔ ان تمام مراحل کو ایک ظاہر بین کپڑوں کیلئے آزار شدید اور سخت مصیبت سمجھے گا۔ مگر حقیقت شناس یہی کہے گا کہ ان کپڑوں کا اعزاز و اکرام اسی میں ہے، اس کو شہنشاہ کے جسم کی زینت بنانے کیلئے یہ اعمال کئے جاتے ہیں اس لئے یہ سب اعمال ان کیلئے رحمت ہی رحمت اور ترقی ہی ترقی ہیں۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۳)

۸۲۔ یہ دنیا دار ابتلاء و امتحان ہے

احوال مندرجہ سے سخت کوفت ہوئی۔ یہ داردار ابتلاء و امتحان ہے۔ انہیں مشکلات کی وجہ سے انسان کو فرشتوں پر فوقیت دی گئی۔ مثنوی میں ہے حضرت سری سقطیؒ یا خواجہ شبلیؒ نے اپنے تصرف سے نفس کو اپنے میں سے نکال لیا، جو کہ بصورت کبوتر نکلا، تو دیکھا کہ جو الطاف و انوار خداوندی تھے بند ہو گئے۔ بہت تعجب کیا اور عرض کیا کہ اے پروردگار یہ تو تیرا اور میرا دشمن ہے جب کہ یہ مجھ سے نکل گیا تو

تیرے الطاف اور زیادہ مجھ پر مبذول ہونے چاہئیں تھے نہ کہ بند کر دیئے۔ فرمایا گیا کہ اے شبلی! تجھ پر میرے انعامات اسی بنا پر تو تھے، تو میرے دشمن کی موجودگی میں اور اس کی ہر وقت کی مخالفت کے ہوتے ہوئے میری اطاعت اور یاد میں مشغول رہتا تھا۔ اب جب کہ وہ نہیں ہے تو پھر تیری کیا قدر و منزلت ہے۔ اب تو تو ہر حال میں میری عبادت اور یاد میں مجبور ہوگا۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۵)

۸۳۔ قرض کی ادائیگی کا عمل

جس طرح بھی ممکن ہو قرض ادا کیجئے۔ میں دعا کرتا ہوں آپ بھی اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِخَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سُوءِ رِزْقِكَ رُوَاہُ اَبُو سُو
مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۰)

۸۴۔ جب وسوس کا غلبہ ہو تو کیا کرے

وسوس کے غلبہ کی صورت میں لاحول ولاقوة اور استغفار کی کثرت کیجئے اور اگر برا خواب آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اور لاحول ولاقوة پڑھ کر بائیں طرف تھوک دیجئے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۰)

۸۵۔ بچہ والدین کیلئے حجاب عن النار ہوتا ہے

عزیز الرحمن کے انتقال سے صدمہ ہوا۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کو والدین کیلئے فرط اور ذخیرہ عظیمہ بنائے۔ آمین۔ یقیناً والدین کیلئے دل کے ٹکڑے کا انتقال موجب حزن و ملال ہے۔ مگر اگر غور و تدبر سے دیکھا جائے تو موجب شکر و سرور ہے کیونکہ حسب بشارت نبویہ وہ والدین کیلئے حجاب عن النار ہوتے ہیں، خود کو بھی دخول نار سے بچاتے اور والدین کو بھی، جو زندہ رہتی ہے اور سن بلوغ کو پہنچتی ہے۔ اس سے والدین کا انتفاع دنیا اور آخرت میں قلیل الوجود ہے۔ خصوصاً ہمارے زمانہ

شر و فساد میں بخلاف ان ننھے بچوں کے۔ اللہ تعالیٰ خلف صالح عطا فرمائے اور پسماندگان کی عمر اور ان کے اعمال میں برکت عطا فرما کر اپنی رضا اور خوشنودی سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ بہر حال تقادیر الہیہ میں جو کہ ازل میں مقرر ہو چکی ہیں ان پر اضطراب اور بے چینی ہماری کمزوری ہے۔ رضاء برضاء الباری فریضہ عبدیت ہے۔ صاحب امانت کے امانت لے لینے پر حضرت اُمّ سلیمؓ کا سا شکر اور استقلال عمل میں لانا ضروری ہے۔ دنیاوی مصائب اور تفکرات مومن کیلئے باعث صفائی عن الذنوب ہے۔ خود بھی خوش ہوئے، اور بچہ کی والدہ کو بھی مطمئن کیجئے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس دل اند جہاں آفرین بند و بست
یہ قلق اور اضطراب غیر اللہ سے دل لگانے کا نتیجہ ہے انما اموالکم
و اولادکم فتنۃ صرف محبوب حقیقی سے دل لگانا چاہئے۔

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل و کل نعیم لا محالۃ زائل
باقی اور دائم رہنے والے سے دل لگائیے اور اسی کی یاد میں محور رہئے۔ حقوق شرعیہ
سب کے ادا کیجئے، مگر محبت صرف اللہ تعالیٰ سے رکھیئے۔

بابا رشتہ سب سے توڑ بابا رشتہ رب سے جوڑ (سلوک طریقت ص ۱۳۲)

۸۶۔ بچپن میں اولاد کے مرجانے سے خوش ہونا چاہئے

مردہ بچے کی ولادت کی خبر سے صدمہ ہوا۔ میرے محترم اولاد کی محبت یوں تو طبعی ہے مگر یہ طبعی بات بھی عقل کے ذریعہ سے زیادہ اثر پذیر ہوتی ہے، چونکہ اولاد سے مختلف قسم کے دنیاوی منافع کی امید ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے مرنے سے بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے۔ مگر غور و فکر کو کام میں لایا جائے تو مرنا، اور خصوصاً اس زمانہ میں زندہ رہنے سے زیادہ خوشی کا باعث ہے۔ زندہ رہنے والی اولاد بہت سے بہت دنیاوی زندگی میں کار آمد ہو سکتی ہے یہ بھی اس وقت ہے جب کہ اولاد صالح اور قابل

ہو (جو کہ اس زمانہ میں بہت شاذ و نادر ہے) دیکھا یہی جاتا ہے کہ اولاد بڑے ہونے کے بعد بھی ماں باپ کیلئے سوہان روح رہتی ہے مگر ذرا مرنے والی نابالغ اور اولاد کی طرف نظر اٹھا کر دیکھئے۔ حسب ارشاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ نہایت صحیح اور مستند احادیث اور صریح آیات کے مضامین سے مفہوم ہوتا ہے، نابالغ مرنے والے بچے ماں باپ کیلئے دوزخ سے بچانے والے اور حجاب ہوں گے۔ یہاں تک فرمایا گیا کہ جو حمل ساقط ہو گیا ہو، وہ بھی اپنے ماں باپ کیلئے خدا سے جھگڑا کرے گا اور بالآخر رحمت الہی حاصل کر کے اس خطاب کا مستحق ہوگا ایتھا السقط المرأعہ ربہ اخرج ابویک من النار، یعنی اے ساقط ہو جانیا لے حمل اپنے پروردگار سے بہت جھگڑا کرنے والے! جا اور اپنے ماں باپ کو دوزخ سے نکال لے، اس مضمون کی بکثرت احادیث مذکور ہیں جن میں صبر اور شکر کی بھی بعض مقام پر شرط ہے۔ اب خیال کیجئے کہ آخرت کی زندگی ایک پائیدار اور ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی ہے۔ اس کے حصول کیلئے یہ مرجانے والی اولاد بالخصوص جب کہ صبر اور شکر سے کام لیا گیا ہو، تریاق کا کام دینے والی ہے۔ اور آخرت کا عذاب وہ عذاب ہے کہ دنیا کی جملہ انواع کی تکالیف ایک طرف اور آخرت کے عذابوں کی ایک قسم کی تکلیف چند منٹوں کی ایک طرف ہو تو یہ آخرت والی تکلیف غالب آ جائیگی۔ اور یہ مرنے والی اولاد آخرت کے تمام عذابوں سے بچانے والی ہے۔ لہذا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو دنیا میں بچپن میں ایک یا زیادہ اولاد کے مرجانے کی صورت پیش آ گئی ہو تو اس کو بہت خوش ہونا چاہئے کہ الحمد للہ ہماری مغفرت کا سامان خدا نے پیدا کر دیا اور یہ اولاد ہماری پیش خیمہ بن کر ہم سے پہلے بارگاہ الہی میں پہنچ گئی۔ ہمارا خاتمہ خداوند کریم ایمان پر کر دے تو اس سے بڑھکر ہمارے لئے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات غور کرنے کی یہ ہے کہ اگر کوئی ہمارے پاس امانت رکھتا ہے تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جب تک اس کی امانت اسکو واپس نہیں دی جاتی،

بوجھ ہلکا نہیں ہوتا، ہم کو جو کچھ اس دار فانی میں عطا کیا گیا ہے، وہ سب خداوند کریم کی امانت ہے۔ خصوصاً اولاد جس کی پرورش تعلیم وغیرہ ہم پر لازم ہوتی ہے۔ اور کی کرنے کی صورت میں ہر وقت مواخذہ کا کھٹکا سر پر رہتا ہے۔ اس امانت کا رکھنے والا جب اپنی امانت کو واپس لے لیتا ہے تو ہم اگر رنجیدہ خاطر ہوں تو آپ ہی فرمائیے کہ ہم خائن کہلانے کے مستحق ہوں گے یا امانت دار، اور کیا ہم عتاب کے مستحق ہوں گے یا ثواب کے۔

افسوس ہے کہ ہم کس قدر قبیح اور شدید غلطی میں مبتلا ہیں، ہم امانتوں کو اپنی ملک اور کفران نعمت کو شکر اور احسان کو کفران سمجھتے ہیں۔ غرضیکہ ہمارے لئے اولاد کا مرنا خوشی کا مقام تھا، رنج کرنا سراسر غلطی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ بندہ اور غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا کی خوشی اور رضا میں راضی ہو اسی کی دن رات کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ برابری اور ہمسری کا دعویٰ ہوگا۔ دل میں کسی اعتراض کو جگہ دینا بندگی اور عبدیت کے خلاف ہے اس کے اس سر تا پا حکمت فعل پر صدمہ اور ناراضگی کا اظہار بہت زیادہ بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم دل اور زبان سے اس شعر کا مصداق بنیں۔

راضی ہیں ہم اس میں خدا جس میں کہ ہے تیری رضا

(سلوک طریقت ص ۱۴۴)

۸۷۔ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کا عمل

دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے فجر کے فرض اور سنت کے درمیان چالیس مرتبہ فاتحہ، معہ اول و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کریں۔ (سلوک طریقت ص ۱۴۴)

۸۸۔ قلت کلام اور قلت مجالست کو عمل میں لائیے

احوال مندرجہ کو دیکھ کر صدمہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مشاغل میں بہت

زیادہ غفلت اور بے عنوانی فرمائی ہے۔ کثرت سے استغفار کیجئے۔ ذکر کو ہر گز مت چھوڑیئے اور جہاں تک ممکن ہو اوقات تعلیم کے علاوہ قلت کلام اور قلت مجالست کو عمل میں لائیئے۔ (سلوک طریقت ص ۱۳۵)

۸۹۔ الحمد للہ فلاں شخص کو رونا آ گیا

مولوی برہان الدین نے اپنی جو حالت لکھی تھی، میں نے اس پر ان کو مبارکباد دی تھی جس سے چاہئے تھا کہ آپ حضرات کو اطمینان ہو جاتا۔ مگر تعجب ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ وہ جب میرے پاس آئے تھے تو ان پر کوئی بیماری کا اثر نہیں تھا اور نہ انہوں نے اس کا کوئی تذکرہ کیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرات چشتیہ رحمہم اللہ تعالیٰ (جن کا طریقہ ہی ہمارے حضرات مشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ اور اصلی سلوک ہے) ان کی خاص نسبت گریہ و بکا، تڑپ و بیقراری، عشق و ولولہ ہے، جب اس نسبت کا کسی پر ظہور ہوتا ہے تو بے اختیار گریہ کا غلبہ ہوتا ہے اور جس قدر بھی زیادہ ہوتا ہے وہی مفید سمجھا جاتا ہے۔ جب کسی متوسل کو مدتوں محنت کے بعد ایسی حالت پیش آتی تھی تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ الحمد للہ فلاں شخص کو رونا آنے لگا۔ خود حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آخر تک بہت رویا کرتے تھے اور بالخصوص ابتداء میں تو اس قدر روتے تھے کہ تمام لحاف میں دھبے پڑ جاتے تھے۔

مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں کچھ لکھتا ہوا رہ گیا۔ حضرت آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے، سمجھتے کہ کمرہ خالی ہے قرآن پاک تلاوت فرمانے لگے۔ تلاوت کے درمیان اس قدر بیقراری سے روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں یہ حالت دیکھ کر آہستہ سے اٹھ کر باہر آ گیا۔

خلاصہ یہ کہ یہ امر خاص نسبت چشتیہ کا ظہور ہے۔ نہایت مبارک ہے نہ صرف

صاحب حال کو بلکہ والدین اور احباب کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نسبت عطا فرمائی ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور زیادتی کی دعا کرنی چاہئے اور صاحب حال کو کسی سے ظاہر نہ کرنا چاہئے اور جب یہ نسبت عشقیہ چشتیہ ظاہر ہوگی تو صاحب حال کو کب خلق سے انس ہوگا۔ اس کا لگاؤ تو خالق اور اس کے ذکر سے ہونا ضروری ہے۔ اس کے جسم کا کمزور ہونا، رنگ کا زرد ہونا، نیند کا کم ہونا، ذکر اور تنہائی کا۔۔۔ اختیار کرنا لوازم نسبت میں سے ہیں۔ کیا یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش نہیں آئی، اہل اللہ پر بالخصوص چشتیہ اور قادریہ خاندان میں کم بیش ہر ایک پر یہ حالت طاری ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ کسی پر طاری ہوتی ہے اس کی خوش نصیبی ہے۔

تانہ گرید بچہ کے جوشد لبین تانہ باردا بر کے خند و چمن

خدا کا شکر ادا کیجئے اور اپنے وقت عزیز کو مخلوق کی صحبت غیر ضروری میں ہرگز ضائع نہ کیجئے۔ اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کو زندگی کا۔۔۔ نصب العین بنائیے۔

(سلوک طریقت ص ۱۴۶)

۹۰۔ محبوب حقیقی کی رضا و خوشنودی مقصد اصلی ہے

بارگاہ خداوندی نہایت عظیم الشان بارگاہ ہے۔ رحمت اور کرم اس کے اوصاف کاملہ میں سے ہے۔ سبقت رحمتی علی غضبی اس کے لطف و کرم سے کسی وقت مایوس نہ ہونا چاہئے۔ راہ سلوک میں مردانہ وار گامزن رہنا چاہئے۔ اگر ستر برس کی محنت کے بعد بھی تھوڑی سی توجہ محبوب حقیقی کی حاصل ہو جائے تو نعمت غیر مترقبہ اور احسان غیر متناہی ہے

اگر بد انم کہ خواہی آمد بہ تربت من تو گا ہے گا ہے

ان احرق بنار عشقک و مت هجرا فلا ابالی

اس محبوب لم یزل کی یاد میں عمر صرف کیجئے اور مایوسی کو راہ نہ دیجئے ذکر میں جس

قدر ممکن ہو مدامت کیجئے۔ یہی غنیمت بار دہ ہے۔ اسی کو ہمیں اس دنیا سے ساتھ لے جانا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۴۹)

۹۱۔ مرقبہ کس کو کہتے ہیں؟

آپ کا والا نامہ ریل کی روانگی کے بعد دیکھا۔ افسوس کہ وہاں اتنی فرصت نہ ملی کہ آپ سے باتیں کرتا۔

میرے محترم! آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر شے کیلئے دو چیزیں ہیں۔ ایک اسم دوسرا مسمیٰ۔ حقیقی کمالات مسمیٰ یعنی ذات میں اور شخص میں ہیں جن کا نام مثلاً عبد اللہ ہے اس کو مسمیٰ کہا جاتا ہے۔ وہی قوت رکھنے والا اور وہی سننے والا ہے۔ اسم یعنی نام میں دراصل کوئی کمال اور قوت نہیں ہے۔ مگر مسمیٰ کی طاقت کا اثر اسم میں کم و بیش آتا ہے۔ شہنشاہ کا نام بھی اگر لیا جاتا ہے تو لوگ کانپ اٹھتے ہیں، مرعوب ہو جاتے ہیں اور نام کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرنے لگتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہ بھی اثر مسمیٰ ہی کا ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ فلاں بادشاہ یا حاکم کا نام حکومت کرتا ہے۔ الغرض نام اور اسم میں بھی تاثیر اور قوت ہوتی ہے۔ مگر بہ نسبت مسمیٰ کے بہت کم ہوتی ہے۔ اور مسمیٰ ہی سے آتی ہے۔

لفظ اللہ یا رحمن و رحیم وغیرہ جناب باری تعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں میں بھی قوت و تاثیر ہے۔ ان ناموں کی بھی تقدیس، تنزیہ اور ذکر کا حکم کیا گیا ہے۔ ان ناموں کو زبان یا دل یا سانس سے لینا اور بار بار لینا اثر پیدا کرتا ہے اور مسمیٰ کی طرف کھینچتا ہے۔ مگر حقیقی کمالات لفظ اللہ اور رحمن وغیرہ کے مسمیٰ میں ہیں جو کہ بے چوں و بے چگوں ہے۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ ایسے کماثلہ شنی۔ وہ نور ہے نار سے پاک ہے۔ نور اور نار اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ جسم مادہ اور صورت اور شکل، رنگ اور روپ سب سے منزہ ہے۔ یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ وہ مکان

اور زمان جہت اور جانب، دائیں اور بائیں، آگے پیچھے، آسمان و زمین سب سے منزہ اور بلند ہے۔ یہ سب چیزیں محدودات کیلئے ہیں۔ اجسام کیلئے ہیں۔ وہ لامحدود اور غیر مجسم ہے۔ یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں۔ وہ ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک اور اعلیٰ ہے۔ وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں وہ سب کو دیکھتا ہے وہ سب کی سنتا ہے، کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ وہ سب سے قوی اور بلند ہے۔ کوئی اس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا۔ وہ ہر قسم کی شوکت و عظمت رکھتا ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے مخلوق اور اس کا محتاج، حادث اور فانی ہے۔ اب تک جو کچھ آپ ذکر کرتے رہے، اور جس قدر بھی آپ نے یاد کی ہے۔ اس ذات مقدسہ کے نام اور اسم کی کی ہے۔ اور چونکہ اس نام میں بھی بہت زیادہ کمالات اور قوتیں ہیں، اس لئے اس کے آثار الحمد للہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ شکر کیجئے۔

مگر میرے محترم! اب آپ کو اصل اصول اور حقیقت الحقائق، یعنی ذات مقدسہ کی طرف کلیۃً متوجہ ہونا چاہئے۔ اگرچہ اس کے نام کی طرف توجہ کرنا بھی اس کی طرف توجہ کہلائے گا۔ جیسے کہ بادشاہ کے غلام اور بیٹے کی تعظیم و تکریم ہے مگر بواسطہ اور بلا واسطہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اب آپ مسکمی اور ذات مقدسہ کی طرف توجہ کریں۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ وہ ذات مقدسہ اپنی حشمت و جلال اور اپنے تمام حقیقی کمالات کے ساتھ جہاں بھی تم ہو تمہارے ساتھ ہے۔

روزانہ ایک گھنٹہ کسی معین وقت میں اس دھیان کو باندھئے، اور اس تصور و خیال کو اس قدر بڑھائیے کہ دائمی ہو جائے۔ اسی کو مراقبہ کہتے ہیں۔ وہ اذکار جو کہ اسماء کے ہیں خواہ قلبی ہوں یا لسانی، ان سب کو اس مراقبہ کیلئے مؤید بنائیے۔ اگر وقت میں کمی ہو تو تسبیحات ستہ یا کسی ذکر کو کم کر دیجئے مگر اس مراقبہ میں کوتاہی نہ کیجئے۔

۹۲۔ قوالی طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے

آپ کے سوال کا جواب مختصراً عرض ہے۔ چاروں سلسلوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ سب کا مقصد ایک ہی ہے اور چاروں سلسلوں میں بیعت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سب سے تعلق باقی رہے۔ قوالی وغیرہ طریقت کی چیزوں میں سے نہیں ہے۔ چاروں سلسلوں میں بیعت ہونے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ تعلیم بھی سب کی ہو۔ تعلیم بھی ایک ہی طریقہ کی ہوگی۔ ہمارے مشائخ چشتیہ طریقہ میں تعلیم فرماتے ہیں۔ شجرہ کو ہر روز پڑھنا ضروری نہیں۔ کبھی کبھی پڑھ لینا اچھا ہے۔

(سلوک طریقت ص ۱۵۵)

۹۳۔ کبتک رسمی اور اصطلاحی علوم میں دل و دماغ کھپا کرے گا؟

افکار کو دل میں جگہ نہ دیجئے، فکر ہو تو اللہ تعالیٰ کی، خیال ہو تو اللہ تعالیٰ کا، دھیان ہو تو اللہ تعالیٰ کا۔ آخر کب تک ان اصطلاحی اور رسمی علوم میں دل و دماغ اور اعضائے رئیسہ کو کھپائے گا۔ کیا قرآن حکیم اس واسطے اتارا گیا ہے۔ کیا پیغمبر اسی لئے بھیجے گئے ہیں۔ روح اور قلب کو محبوب حقیقی کی محبت اور تعظیم سے رنگین کیجئے۔ عمر کا بہت بڑا حصہ ان رسمیات میں گزر چکا ہے یہ وسائل ہیں۔ مقاصد نہیں۔ ان رسوم میں جو کہ صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھیں، کب تک عمر ضائع کیجئے گا۔ تکوینیات کو مکون کے حوالے کیجئے۔ طلبہ پر جس قدر شفقت ہو سکے عمل میں لائیے۔ ان کو اپنی اولاد سمجھئے اور مثل ابویں ان سے معاملہ کیجئے۔ (از سلوک طریقت ص ۱۶۲)

۹۴۔ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کا مصیبت نہ آنے پر رونا

مولانا محمد میاں صاحب کے والد کی بیماری سے فکر ہے۔ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ

شفا عطا فرمائے۔ آمین۔ ان تکالیف کی وجہ سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ مسلمان کیلئے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ پیاریوں کی وجہ سے مسلمان کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح پتہ چھڑ کے زمانہ میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو دوست رکھتا ہے اس کو مصائب میں مبتلا رکھتا ہے۔ پس اپنی ان شدید تکالیف پر نہ صرف صبر جمیل پر اکتفاء کریں بلکہ شکر گزار رہتے ہوئے اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ اس سے ہمیشہ غفور و عافیت کے طالب رہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پر اگر کسی دن کوئی مصیبت نہیں آتی تھی، تو روتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج میرا رب مجھ سے کچھ خفا ہے۔

(از سلوک طریقت ص ۱۶۳)

۹۵۔ جلسہ بازیاں اور انکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں

میرے محترم! دوستوں اور احباب کی وجہ سے ان لمحات عزیزہ کو ضائع کرنا کس قدر بیوقوفی ہے۔ یہ جلسہ بازیاں اور انکھیلیاں آج اچھی معلوم ہو رہی ہیں۔ مگر موت کے قریب اور بعد میں ان پر لعنت اور ہزار بار لعنت بھیجی ہوگی۔ ان میں جہاں تک ممکن ہو کی سیکجے۔ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَاؤُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پر غور کیجئے۔ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ کو پس پشت نہ ڈالئے۔ یہ جوانی کی عمر اور صحت حاضره نہایت عظیم الشان نعمت ہے اس کو ضائع نہ ہونے دیجئے۔ پاس انفاس کو اس قدر بڑھائیے کہ بلا قصد و اختیار ہر وقت ہونے لگے اس کے بعد ذکر قلبی کے جاری ہونے کی نوبت آجائے۔ اور سلوک کی ترقی کا راستہ کھل جائے۔ اتباع سنت کا ہر حرکت و سکون میں لحاظ رکھئے۔

(از سلوک طریقت ص ۱۶۳)

۹۶۔ سوالات کے جوابات

سوال نمبر ۱:۔ وہ کیا خاص عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے؟

جواب:- ذکر خداوندی۔ حدیث قدسی میں ہے انا مع العبد ما تحركت بی شفتاہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب اس کے ہونٹ میری یاد میں ملتے رہیں۔ دوسری حدیث میں ہے ان جلیس من ذکرنی، جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوں۔

سوال نمبر ۲:- کس طرح دعا کرنے سے قبول ہوتی ہے؟

جواب:- تضرع و زاری اور دل لگا کر مانگنے سے، حلال مال اپنے اوپر صرف کرنے سے اور اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہونے سے۔

سوال نمبر ۳:- وہ کیا عمل جس کی وجہ اللہ تعالیٰ رزق میں کمی کر دیتا ہے؟

جواب:- کفران نعمت۔

سوال نمبر ۴:- وہ کون سا عمل ہے جس سے مال و دولت زیادہ کر دی جاتی ہے؟

جواب:- شکر گزاری اور تقویٰ۔

سوال نمبر ۵:- کس عمل سے اللہ تعالیٰ بندہ کو دنیا میں ذلیل و خوار اور کنگال بنا

دیتا ہے؟

جواب:- تکبر، انا نیت اور کمزوروں کو ستانا۔

سوال نمبر ۶:- کس عمل سے عزت و وقار عطا فرماتا ہے؟

جواب:- حقیقی تواضع و انکساری، کمزوروں کی خبر گیری و ہمدردی سے جو اللہ ہی

کیلئے ہو۔

۹۷۔ فتنہ خاکساری بہت بڑا فتنہ ہے

یقیناً فتنہ خاکساری بڑا فتنہ ہے۔ جو کہ عسکریت کے روپ کی بنا پر لوگوں کے قلوب کو جذب کرتا ہے اور ان میں انگریزی غلامی کا زہر حلول کرتا ہے اس کے مٹانے میں جس قدر بھی حصہ لیا جائے، از بس ضروری ہے اور چونکہ وہ عسکری قوت و نظام بھی کم

وبیش پیدا کر رہا ہے، اس لئے آئندہ چل کر شریعت کیلئے اس سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگا جتنا کہ انگریزی اسکول کالج یونیورسٹی وغیرہ سے ثابت ہوا ہے اس کو ابھرنے دینا سخت غلطی ہے۔ (ازسلوک طریقت ص ۱۶۵)

۹۸۔ قوت حافظہ کیلئے عمل

قوت حافظہ کیلئے سورہ فاتحہ معہ بسملہ اکتالیس بار بعد نماز عصر پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ (سلوک طریقت ص ۱۷۰)

۹۹۔ بیعت توبہ اور بیعت ارشاد میں فرق

بیعت توبہ اور بیعت ارشاد میں فرق ہے۔ بیعت توبہ یہ ہے کہ کسی شخص کو الفاظ توبہ تلقین کرائے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ الفاظ ایمان کہلوائے جائیں اور اس کو اتباع شریعت کی تاکید کی جائے۔ یہ توبہ کرانا ہر شخص کیلئے صحیح ہے جو عالم باعمل ہو خواہ اس نے کسی مجاز طریقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہو یا نہیں۔ خواہ اس نے سلوک تصوف طے کیا ہو یا نہیں، خواہ اس کو مرشد سے اجازت ہو یا نہیں۔

بیعت ارشاد اس شخص کا حق ہے جس نے کسی مجاز طریقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد منازل سلوک طے کر کے ملکہ یادداشت حاصل کر لیا ہو، اور مجاز بیعت ہو گیا ہو۔ (ازسلوک طریقت ص ۱۷۱)

۱۰۰۔ میری دعائیں صرف احباب اور بزرگوں تک منحصر نہیں

اگرچہ آپکے والا نامہ جات قلت قیام اور تنگی وقت کی وجہ سے مجھ کو حجاز میں نہیں ملے بلکہ ہندوستان واپسی کے بعد ملے مگر میں نے ہر مقدس جگہ میں اپنے احباب اور بزرگوں کو دعا سے فراموش نہیں کیا بلکہ ہر اس شخص کے مقاصد دارین کے حصول کیلئے ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں۔ جس نے دعا کا حکم کیا ہے باقی قبولیت قبضہ قدرت

قدیمہ میں ہے۔ (سلوک طریقت)

۱۰۱۔ ہند میں رہ کر مدینہ کے عشق میں بیقرار رہنا ہزار

درجہ بہتر ہے مدینہ میں رہ کر ہند کیلئے بیقرار ہونے سے

محترم آپ کا ارادہ حضوری حرمین شریفین اور قیام مدینہ منورہ بہت ہی نیک فال اور مبارک امر ہے۔ کون مسلمان ہے جو ایسی مبارکی بات پسند نہ کرے گا۔ مگر ضروری ہے کہ انجام اور احوال پر غور کر لیا جائے۔ ہندوستان میں رہتے ہوئے شوق مدینہ منورہ میں بیقرار رہنا اور اسی کے عشق میں مرنا ہزار مرتبہ بہتر ہے اس سے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان کیلئے بے چینی ہو۔

میرے محترم! مدینہ منورہ میں بہت سی سختیاں پیش آتی ہیں جن پر صبر کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ عالی ہمت اور مستقل الارادہ حضرت بھی پھسل جاتے ہیں۔ پھر عورتوں اور بچوں کا اس پر قائم رہنا نہایت ہی دشوار اور مشکل امر ہے آج وہاں کی سختیوں کی یہ حالت ہے کہ پشتہا پشت سے وہاں کے باشندے دوسرے ملکوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ آپ کی جائیداد مقروض ہے اور قرضہ بھی سودی ہے۔ ان کا ادا کرنا بہر حال نہایت ضروری ہے۔ جلد سے جلد ادا کرنا چاہئے۔ اور آئندہ کیلئے عہد کر لینا چاہئے کہ قرضہ بالخصوص سودی قرضہ کبھی نہیں لوں گا۔ اس کے بعد اگر حج فرض ہے تو حج کے ادا کرنے کا ارادہ کیجئے یعنی اگر جائیداد کی آمدنی آپ اور آپ کے متعلقین کے سالانہ اخراجات سے زائد ہوتی ہے۔ یا آپ کے پاس اتنا نقد یا زائد سامان موجود ہے کہ جس سے مکہ معظمہ کا سفر ہو سکتا ہے تو زائد جائیداد کو بیچ کر یا زائد نقد کو لے کر حج کر آئیں وہاں پہنچ کر چند مہینہ قیام کر کے نشیب و فراز پر غور کیجئے اور احوال کو خوب سمجھ کر ملاحظہ کیجئے پھر اگر ہمت پڑے تو قیام کا ارادہ کیجئے، مگر ہجرت کی نیت پھر بھی نہ کیجئے، تمام جائیداد کو بیچ کر جانا یا متوکلانہ زندگی بسر کرنے کا خیال کرنا میری سمجھ سے باہر ہے۔ آپ بذات

خود اگر ایسا ایمان و یقین رکھتے ہیں کہ ذرا بھی قدم پھسل نہیں سکتا تو مجھ کو ہرگز اطمینان نہیں کہ عورتیں اور بچے بھی ایسا ہی یقین رکھیں گے۔

”کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکبہا“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجاورت مدنیہ چھوڑ دیا۔ ہزاروں صحابہ کرام اور کروڑوں اولیاء اللہ غیر عرب میں پیدا ہوئے اور وہیں مرے کیا ان کو عشق نبوی نہ تھا، کیا ان کو ایمان نہ تھا، وہاں رہنا فرض نہیں، واجب نہیں، مقصود رضائے الہی ہے۔ جہاں بھی حاصل ہو جائے۔ وہیں کارآمد ہے۔ اگر ہمارا مرقد حجرہ شریفہ مطہرہ میں ہے اور خدا نہ خواستہ رضائے الہی اور مغفرت کا سامان نہ ہو تو وہ ذرہ برابر قابل اعتبار نہیں۔

میرے محترم! اس فضیلت یا سنت کو حاصل کر کے فرائض اور واجبات کو ترک کریں یا محرمات اور مکروہات کا ارتکاب کریں، کس شریعت میں جائز ہے۔ لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلانا، ریاستوں یا اہل دنیا سے قرض لینا، جائداد کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑنا وغیرہ امور کسی طرح بھی میری ناقص عقل میں نہیں آتے۔ نہ حیدر آباد میں مہتمم صاحبان سے کوئی امید ہو سکتی ہے اور نہ دوسرے رؤسایا ارباب ہم سے کوئی فائدہ حاصل ہونا ممکن معلوم ہوتا ہے۔

کعبہ چہ می روی، چہ کشی رنج بادیہ !

کعبہ است کوئے دلبر قبلہ است روئے دوست

حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ والدہ کی اطاعت و خدمت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دیتے ہیں مگر عشق نبوی میں سرشار رہتے ہیں۔ سید الاولیاء والاصفیاء قرار پاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو ان سے دعا حاصل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ روایت نبوی سے ممتاز نہ ہوئے تھے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
میرے محترم خانہ کعبہ کی زیارت مقصود اور مقدم نہیں، صاحب خانہ کی زیارت مقصود اور مقدم ہے، اس میں کوشاں ہوئے۔

ناز پروردہ شمع نہ برد راہ بدوست عاشقی شیوہ رندان بلاکش باشد
کوشش کیجئے۔ اصلاح باطن میں دن رات صرف کیجئے۔ پھر دار و دیار کا بھی قصد کیجئے۔ وساوس میں مت پڑیئے۔ وقت اور عمر عزیز کو ضائع مت کیجئے۔

ایں چنینی انفاس خوش ضائع مکن
غفلت اندر شہر جاں ضائع مکن

(از سلوک طریقت ص ۱۷۳)

۱۰۲۔ ذکر کرتے کرتے چھوڑ دیا جائے تو قلب میں

قساوت پیدا ہو جاتی ہے

ذکر جو کچھ کرتے ہیں برابر کرتے رہئے۔ واقعہ یہ ہے کہ ذکر کرتے کرتے جب چھوڑ دیا جاتا ہے تو قلب میں ایسی قساوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد ذکر کرنے میں پہلی حالت زیادہ دنوں میں عود کرتی ہے۔ ہاں اگر انسان کے باطنی اجزاء ذکر سے پوری طرح رنگین ہو چکے ہوں۔ تو پھر ترک کرنا مضر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ترک نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ ذکر میں مختلف، افکار و خیالات کا چھا جانا، ذکر کی برکت اور اس کے اثر کو کم نہیں بلکہ اوقات بالکل زائل کر دیتا ہے۔ اس لئے آپ کو استقلال کے ساتھ کار بند رہنا چاہئے اور ذکر کرتے وقت حتی الوسع حدیث نفس اور خیالات دنیا کو زائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خدا کو منظور ہے تو اثر ظاہر ہوگا۔ تاہم مقصود محض ذات الہی اور اس کی رضا ہونی چاہئے۔ کوئی لذت روحانی اور مرتبہ معنوی وغیرہ طلب

کرنا درست نہیں۔ سب کو زیر ”لا“ کھینچنا چاہئے۔ اور ”الا اللہ“ زیر نظر رکھنا چاہئے۔
(از سلوک طریقت ص ۱۷۶)

۱۰۳۔ فراق و وصل چہ خواہی رضاے دوست طلب

میرے محترم! انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر خوش و خرم اور شاکر رہے۔ رضا بالقضاء اصولی مسئلہ ہے۔ یہ تو عبدیت کا تقاضا ہے اور منزل عشق میں تو رضاے محبوب میں عاشق کا فنا ہونا از بس ضروری ہے۔

”فراق و وصل چہ خواہی رضاے دوست طلب“

اس لئے کسی قسم کی پریشانی ہونی خلاف اصول ہے۔ خصوصاً جب کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ ہمارا اور تمام عالم کا رب ہے۔ مربی جو کچھ کرتا ہے وہ برائے تربیت اور درپردہ بھلائی کیلئے کرتا ہے۔ اگرچہ پروردہ کو تکلیف ہو۔ اس لئے آپ کو اور تمام احباب کو کسی قسم کی ہرگز پریشانی نہ ہونی چاہئے۔ خصوصاً جب کہ فرمایا گیا اشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل (ڈسٹرک جیل مراد آباد ص ۴۳، سلوک طریقت ص ۱۷۹)

۱۰۴۔ حقوق العباد تو بہ سے بھی معاف نہیں ہوتے

محترم! آپ کی حالت پر مجھے سخت افسوس ہے۔ ذکر پر مداومت تو درکنار، احکام شرعیہ ضرور یہ پر بھی آپ کی مداومت نہ رہی۔ پنجگانہ جماعت کی پابندی نہیں فرماتے۔ نماز میں دل نہیں لگاتے۔ دنیاوی جھگڑوں میں منہمک رہتے ہیں۔ حقوق اللہ میں اس قدر بے پروائی اور سستی ہے۔ حقوق العباد میں بہت زیادہ کوتاہی ہے۔ آپ کے ذمہ ارباب حصص اور رشتہ داروں کے بہت زیادہ حقوق ہیں۔ ان میں برابر کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ آخر آپ کو اپنے انجام سے کس طرح رستگاری حاصل ہوگی۔ میں پہلے بھی آپ کو بارہا متنبہ کر چکا ہوں اور گزارش کر چکا ہوں کہ حقوق العباد نہایت زیادہ خوفناک ہیں، حقوق اللہ تو تو بہ صادق سے معاف بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر حقوق العباد تو بہ سے بھی معاف نہیں ہوتے رشتہ داروں پر صلہ رحمی اور احسانات تو

آپ کیا کرتے، ان کے حقوق واجبہ میں بھی بہت زیادہ فروگزاشت کرتے رہتے ہیں بلکہ اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ رشتہ داروں کے خطوط، آپ کی شکایات اور حق تلفیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ رعایا پر ناجائز دباؤ کی بھی شکایتیں ہیں آخر آپ کو یَوْمَ یَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِینَ میں کس طرح نجات حاصل ہو سکے گی۔ کوئی حجت دنیا کے حکام کے سامنے آپ کو نجات دلادے، مگر عالم السر والخفاء کس طرح نجات مل سکتی ہے صلہ رحمی سے بے نیازی، ضعفاء اور کمزوروں پر تعدی کے مہلک نتائج دنیوی و اخروی مصائب لانے والے ہیں۔ ان سے خلاصی کس طرح ہوگی۔ آپ کو اپنی حالت نہایت جلد درست کرنی چاہئے۔ ورنہ عواقب بہت زہریلے ہوں گے۔ میں بار بار متنبہ کر چکا ہوں کہ دنیا میں بار بار جن پریشان کن حالات کا سامنا ہوتا رہتا ہے وہ انہیں غلط کاریوں اور فرد گزاشتوں کے نتائج ہیں، جن کے آپ برابر مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی آپ متنبہ نہیں ہوتے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جلد متنبہ ہوئیے اور اپنی غلط کاریوں کو چھوڑتے ہوئے رشتہ داروں اور ارباب حصص کو راضی کیجئے۔ مظلوموں کی بددعا میں اور اللہ تعالیٰ میں حجاب نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر رخصت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب - یہ بددعائیں توپ کے گولوں اور ٹینک اور مشین گنوں کی گولیوں سے زیادہ ضرر رساں اور مہلک ہیں۔ جاگئے اور تیاری کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے غصہ اور غضب سے بچائے۔ آمین۔ (سلوک طریقت ص ۱۸۰)

۱۰۵۔ جس قدر مطلوب بڑا ہوتا ہے اسی قدر مشتقتوں

کا برداشت کرنا بھی ضروری ہوتا ہے

اگر نفس کو ایفون، سٹکھیا، گانجہ، بھنگ وغیرہ کا عادی بنایا جاسکتا ہے اگر اس سے انجنوں اور بھٹیوں کے سامنے سخت گرمی میں دن و رات خدمت لی جاسکتی ہے، تو اس کو

تدریجاً عالم قدس کا حاضر باش کیوں نہیں کیا جاسکتا مگر محنت اور استقلال شرط ہے۔
میرے محترم! جس قدر مطلوب بڑا ہوتا ہے اسی قدر اس کیلئے مشقتوں کا برداشت
کرنا لازمی اور ضروری ہوتا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۸۲)

۱۰۶۔ ذکر پر مداومت کیجئے چاہے جی لگے یا نہ لگے

آپ کا ذکر پر مداومت کرنا باعث شکر ہے خواہ جی لگے، حضور قلب ہو یا نہ ہو۔ انا
مَعَ الْعَبْدِ مَا تَحْرُكُتُ بِي شَفْتَاهُ حَدِيثِ قَدْسِي كَ الْفَاظِ هِيَ اِذَا قَلْبٌ ذَاكَرٌ نَهْهُهُ
جِسْمٌ اَوْ زَبَانٌ تُوْذَاكَرُ هِيَ۔ اگرچہ یہ ذکر لسانی ذکر قلبی کے سامنے نہایت کمزور نسبت
رکھتا ہے۔ جیسے کہ ذکر قلبی ذکر روحی کے سامنے کمزور ہے مگر تاہم اس ذکر لسانی کو بھی
حقیر نہ سمجھنا چاہئے۔ بسا غنیمت ہے بہت سے اشخاص اس سے بھی محروم ہیں۔ اگرچہ
ضروری ہے کہ حتی الوسع کوشش کی جائے کہ حضور قلب ہو۔ سیلاب میں دریا کا پانی بہتا
ہے اور اس پر جھاگ اور کوڑا کرکٹ ہوتا ہے۔ تاہم پانی اپنے فوائد زمینوں، کاشت
کے رقبوں اور حیوانات وغیرہ کو پہونچاتا رہتا ہے۔ خدا کی اس نعمت کا کفران نہ
ہونا چاہئے۔ از دیاد کی فکر کرنی چاہئے۔ (از سلوک طریقت ص ۱۸۳)

۱۰۷۔ ذکر کی قسمیں

ذکر کی چند قسمیں ہیں، ذکرنا سوتی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ذکر جبروتی اللَّهُ اللَّهُ، ذکر ملکوتی
إِلَّا اللَّهُ، ذکر لاہوتی هُوَ هُوَ۔ (سلوک طریقت ص ۱۸۳)

۱۰۸۔ اگر مستحق لذت و راحت ارباب تقویٰ ہوتے تو

سب سے زیادہ راحت میں انبیاء ہوتے
میرے محترم! اس ذلیل و خوار دنیا میں اگر مستحق لذت و راحت ارباب

خیر و تقویٰ ہوتے تو سب سے زیادہ نعمت اور راحت میں بسر کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوتے، مگر انہی کی پاک زندگی دیکھو وہ سب سے زیادہ تکالیف شاقہ میں نظر آتے ہیں، پس ان تکالیف سے گھبرانا نہ چاہئے۔ نہ صرف شکایت زبان پر لانا چاہئے۔ بلکہ شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیز عطا کی ہے جو اپنے انبیاء اور خاص اولیاء کو عطا فرمائی ہے۔ باوجودیکہ اسی کی قدرت میں اس مصیبت سے بڑھ کر عظیم الشان مصائب تھیں مگر ان سے محفوظ رکھا اور اس چھوٹی مصیبت میں مبتلا کیا۔ اور اگر بالفرض شکر نہ کریں تو کم از کم صبر تو ضرور ہی کریں۔ جزع فزع، شکوہ و شکایت سے بچیں۔ (ازسلوک طریقت ص ۱۸۷)

۱۰۹۔ جو کام بھی کیجئے حسن نیت کے ذریعہ عبادت بنا لیجئے

محترم! دنیاوی مصائب بھی اس کی رحمتیں ہیں۔ جن کے ذریعہ سے بندہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے ورنہ بندہ فرعون بے سامان بن کر اَنَارُ بُکْمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ لگانے لگتا۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ اس کی دلیل ہے۔ نیز ابتلاء و آزمائش امتحان اور پرکھ دونوں طرح جاری ہے۔ انعام اور وسعت دنیاوی سے بھی اور تنگی و مصائب سے بھی، وَنَبَلُّوْكُمْ بِالْشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَبَلَّوْهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ۔ غرضیکہ یہ عالم امتحان کی جگہ ہے اور طرح طرح سے امتحانات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس میں پاس ہونے کی فکر ہونی چاہئے۔ جو کام کیجئے حسن نیت کے ذریعہ سے عبادت بنا لیجئے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، حتیٰ کہ سونا کھانا پینا اور حاجات بشریہ، سب عبادت ہو سکتی ہیں، وسیلہ عبادت بھی یقیناً عبادت ہے۔ ذکر سے مقصد اصلی رضائے محبوب حقیقی ہے کسی لذت کا حصول نہیں۔ قلب کا صاف ہونا کشف و کرامات کامل جانا، انوار و برکات کا محسوس ہونا، فنا اور بقاء، قطبیت و غوثیت سب کے سب غیر مقصود ہیں، ان کی طرف کوئی توجہ نہ کریں۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر ازیں تمنائے

(از سلوک طریقت ص ۱۸۹)

۱۱۰۔ ذکر قلبی کا طریقہ

قلب بائیں پستان کے چار انگلی نیچے واقع ہے۔ خیال کیجئے کہ اسم ذات ”اللہ“ قلب سے نکل رہا ہے۔ زبان کو حرکت نہ ہو اور انگلیوں سے تسبیح کے دانوں پر اس ذکر خیالی قلبی کو شمار کرتے جائیں۔ خواہ ایک مجلس میں ہو یا چند مجلسوں میں۔ مگر دو ہزار کی مقدار شب و روز میں ضرور پوری ہو جائے۔ اس میں کمی نہ ہو۔

(از سلوک طریقت ص ۱۹۴)

۱۱۱۔ تسبیحات ستہ صبح و شام

الْحَمْدُ لِلّٰهِ اِکْ بَرَّ اِکْ سَمَرْتَبَهٗ، سُبْحَانَ لِلّٰهِ اِکْ سَمَرْتَبَهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِکْ سَمَرْتَبَهٗ،
اللّٰهُ اَکْبَرُ اِکْ سَمَرْتَبَهٗ۔ اِکْ تَسْبِيْحُ دُرُوْدِ شَرِیْفِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بَعْدَ دِکُلِّ شَيْءٍ مَّعْلُوْمٍ
لَّکَ۔ اور اِکْ تَسْبِيْحُ اسْتِغْفَارِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ (سلوک طریقت ص ۱۹۶)

۱۱۲۔ اگر مروجہ میلاد اور عرس میں عدم شرکت ایذا رسانی

کا باعث ہو تو شرکت کر لیں

جن صاحب کے یہاں میلاد اور عرس ہوتا ہے اور خلاف شرع ہوتا ہے، اس لئے
اولاً تو ان کی اصلاح ہونی چاہئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو آپ ان کے افعال میں شرکت
نہ فرمائیں البتہ اگر ظن غالب ہو کہ وہ لوگ اس کی وجہ سے آپ کی ایذا رسانی کے

درپے ہوں گے یا تعصب وغیرہ میں پڑ کر اس سے زائد گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے یا مسلمانوں میں افتراق کا زہر پھیلنا بازار گرم ہو جائے گا تو شریک ہو جانا جائز ہے۔

نوٹ :- مقدّم شخص کو بہر حال اس طرح کی مجالس میں شریک ہونے سے گریز کرنا لازم ہے۔ (مرحب)

(سلوک طریقت ص ۱۹۷)

۱۱۳۔ اپنی جائیداد کا انتظام خود کیجئے

اپنی جائیداد کا انتظام نہایت بیداری اور جفاکشی سے کیجئے تاکہ قرضہ بھی ادا ہو اور سرمایہ کی ترقی ہو۔ کارکنوں اور ملازموں پر بھروسہ کر کے غافل ہو جانا بہت سے رؤسا کو برباد کر چکا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۹۸)

۱۱۴۔ پیلو کی مسواک سب سے افضل ہے

وضو میں مسواک کسی بھی لکڑی کی ہو جائز ہے۔ مگر وہ لکڑیاں جن میں کڑواہٹ یا بکٹھا پن ہو وہ مفید ترین ہوتی ہیں۔ اس لئے ان سب کا استعمال انسب ہے۔ پیلو کی مسواک سب سے افضل ہے۔ (سلوک طریقت ص ۱۹۹)

۱۱۵۔ ذکر قلبی محض تصور اور دھیان سے ہوگا

آپ بارہ تسبیح اور پاس انفاس جو کہ جاری ہے اس کے ساتھ ذکر قلبی بھی روزانہ کم از کم تین ہزار مرتبہ کر لیا کریں۔ یہ ذکر قلبی محض تصور اور دھیان سے ہوگا۔ یعنی یہ تصور کیا جائے کہ قلب سے لفظ اللہ اللہ نکل رہا ہے اس میں زبان اور سانس کی طرف توجہ نہ ہو۔ بلکہ یہ دھیان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے قلب اس کا نام نامی لے رہا ہے اور اللہ دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے، بالفعل اس کو تین ہزار مرتبہ کریں پھر رفتہ رفتہ بڑھائیں یہاں تک کہ مثل پاس انفاس یہ بھی جاری ہو جائے۔ (سلوک طریقت ص ۲۰۰)

۱۱۶۔ موت اگر امید افزا واقع ہوئی ہے تو خوشی کی بات ہے

ہمیشہ محترمہ کی وفات کی خبر سے صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ یہ موت

شہادت کی موت ہے اور پھر رمضان شریف میں واقع ہوئی ہے۔ اس لئے رحمت اور مغفرت کی قوی امید ہے۔ موت تو سب کو آتی ہے۔ لیکن اگر امید افزا واقع ہو تو خوشی کی بات ہے۔ پریشان ہونا بے موقع ہے۔ ہاں دنیاوی حیثیت سے بیشک باعث صدمہ و ملال ہے کہ چھوٹے بچے چھوڑے ہیں اور خاندان کے لئے ایک شریف النفس انسان کا غائب ہو جانا موجب حزن و ملال ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو امتحان جس کیلئے ہم سب کو اس دار کدر و الاحزان میں لایا گیا ہے اور پرزور الفاظ میں چلنچ دیا گیا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اس کے حصول کی اور درجات عالیہ میں پاس ہونے والوں کو وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ، حاصل کرنے کی نوبت کس طرح آسکتی ہے۔ بہر حال دل کو محبوب حقیقی سے لگائیے۔ دنیا کی ہر نعمت کو عارضی سمجھئے جو کہ واقع میں ہالک اور زائل ہونیوالی ہے کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ (سلوک طریقت ص ۲۰۳)

۱۱۔ وساوس کے علاج کے طریقے

(۱)۔ ذکر اور نماز میں یہ کوشش برابر جاری رکھئے کہ جب بھی کوئی وسوسہ آئے فوراً اس کو دفع کیجئے۔ حدیث نفس اگر پیدا ہو تو فوراً اسے کاٹ دیجئے آگے بڑھنے نہ دیجئے اس سے شیطان اور خناس کا زور آہستہ آہستہ کم ہو جائے گا۔ قرآن میں فرمایا گیا اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا، فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ اس عمل کو برابر کرتے رہیں۔ (۲) روزانہ ایک سو مرتبہ سورہ ناس بالتصور معنی جی لگا کر کسی وقت میں پڑھ لیا کریں۔ اور اگر دونوں طریقوں پر عمل کر لیں تو بہت بہتر

ہے۔ (۳) یہ طریقہ مخصوص نماز کے ساتھ ہے اس کو صراطِ مستقیم میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۸۶، سطر ۱۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب نہایت عجیب اور مفید کتاب ہے۔ (سلوکِ طریقت ص ۲۰۴)

۱۱۸۔ ذکرِ روحی کس کو کہتے ہیں

ذکرِ روحی قلب کی توجہ کا نام ہے جو حضرت حق جل مجدہ کی ذاتِ خاص کی جانب ہو جو کہ مقدارِ کیفیت اور جملہ اعراض سے منزہ ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اِیْنََمَا کُنْتُمْ، یعنی جہاں بھی تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے اور جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ یعنی خود تمہارے اندر ہے کیا تم دیکھتے نہیں۔ ضروری ہے کہ پوری کوشش کے ساتھ جاری رکھئے۔ انشاء اللہ عنقریب ذکرِ روحی کا درجہ حاصل ہو جائے گا۔ (سلوکِ طریقت ص ۲۰۷)

۱۱۹۔ جیل کے ایام کو غنیمت سمجھئے

غالباً اس عرضداشت کے پہونچنے کے وقت آپ جیل میں ہوں گے۔ خوش دل اور مطمئن الخاطر رہ کر ان ایامِ خلوت کو غنیمت سمجھئے اور کچھ توشہ معرفت و قربت حاصل کر لیجئے اس چلہ کشی کو انعامِ خداوندی سمجھئے، افکار کو تمام جانب سے پھیر کر صرف فکرِ آخرت میں صرف کیجئے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس
دل اندر جہاں آفریں بندوبس
صراطِ مستقیم، امدادِ السلوک اور رسالہ مکیہ کو زیرِ مطالعہ رکھئے۔ ذکر کو طبیعتِ ثانیہ اور فکر کو صلوٰۃ دائم بنائیے۔ (سلوکِ طریقت ص ۲۰۷)

۱۲۰۔ آپ کے جیل پہونچنے میں کیا عجب ہے،

کہ خدا کے یہاں بڑی خیر مضمحل ہو

حضرت سہیل تسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خدا کی جانب سے مصیبت اور آزمائش نہ ہوا کرتی تو خدا تک پہونچنے کا راستہ ہی مفقود ہو جاتا۔

حضرت ابوسعید خزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مصیبت اور آزمائش محبین اور عاشقین مولیٰ کے لئے تحفہ اور ہدیہ اور پوشیدہ تعلق کی سلسلہ جنبائی ہے۔

حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، دنیا مصیبت سے فریاد کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ وہ ہٹ جائے۔ مگر عارف اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور اسکے ازالہ کی خواہش نہیں کرتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مصیبت عارفین کیلئے چراغ ہے۔ مریدین اور راہ سلوک کے راہرو کیلئے تنبیہ ہے اور غافلوں کے لئے ہلاکت ہے۔

محترم! اس مصیبت میں اہل عقل و انصاف خوش ہوتے ہیں۔ ضرب الحبیب زیب مشہور مقولہ ہے۔ بالخصوص اس فراغت اور خلوت کی بنا پر جس کے ذریعہ سے آپ مجالست مع الحبیب بہت زیادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو ہمارے بارے میں پوری کوشش کرتے ہیں، ہم یقیناً ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیں گے)

میرے محترم! اس آیت کریمہ کی لفظی ترکیب پر نظر ڈالئے۔ شرط کی جانب میں، یعنی پہلے جملہ میں تو صرف یہ اشارہ ہے کہ جو ہمارے بارے میں پوری کوشش کرتے ہیں۔ یہاں صرف پوری کوشش کا تذکرہ ہے اور کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جملہ کے دوسرے حصہ کی تاکید اور تقویت کے لئے اَوَّلًا لام لایا گیا۔ جو تمہید قسم ہوتا ہے۔ پھر جمع متکلم کا نون لایا گیا اور جملہ فعلیہ لایا گیا جو استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہے، نون ثقیلہ

لایا گیا۔ لفظ سبیل کو جمع کے ساتھ لایا گیا۔ اور اس کو جمع متکلم کی طرف مضاف کیا گیا جس سے راستوں کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔ اس سے معنوں کی مزید تقویت کی گئی۔ پھر عربی نحو کے اعتبار سے اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ میں جو موکدات اور بشارتیں ہیں وہ بھی مخفی نہیں۔ لہذا کسی کو بھی خدا کی رحمت سے اس وہم کی بنا پر مایوس نہ ہونا چاہئے کہ وہ عاجز کمزور اور ناچیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراق ہے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ اس کریم کے دروازے کو کھٹکھٹاتے رہو کیونکہ جو شخص دروازے پر دستک دیتا رہے گا لامحالہ اس کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۰)

۱۲۱۔ ملکہ یادداشت کس کو کہتے ہیں

ہر وقت ذات مقدسہ جناب باری عزاسمہ کی طرف متوجہ رہئے اور اس کو بلا لنگ و روپ تمام کمالات سے متصف اور تمام نقائص سے منزہ دھیان میں رکھئے اور یہ کہ وہ ہر چیز کو دیکھنے والا جانب و لاسب سے زیادہ قریب اور ہر وقت میں ساتھ ہے اپنی توجہ اور دھیان میں ہمیشگی پیدا کرنی چاہئے، اسی کو ملکہ یادداشت کہتے ہیں۔ اپنے تمام کاروبار دینی اور دنیوی انجام دیتے ہوئے بھی اس التفات اور دھیان کو قائم رکھنا چاہئے۔ (سلوک طریقت ص ۲۲۰)

۱۲۲۔ ایک اسرائیلی کی سواہل ایمان کے قصد

قتل کر دینے پر بھی مغفرت فرمادی

پیماری اور صحت میں جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے، ذکر کرتے رہیں خواہ زبانی ہو یا پاس انفاس یا ذکر قلبی، بہر حال جس طرح بھی ہو، ذکر سے غافل نہ رہیں۔ اور رحمت خداوندی سے کسی وقت بھی مایوس نہ ہوں۔ وہ کریم کارساز، عمیم

الاحسان، غفار الذنوب والخطایا ہے اس کا وعدہ ہے اور نہایت سچا وعدہ ہے کہ آسمان وزمین کے تمام فضا سے بھرے ہوئے گناہوں کو بھی رجوع اور انابت الی اللہ کی بنا پر اپنی مغفرت سے بھر دے گا۔ اس نے اسرائیلی کی سواہل ایمان کے قصد اقل کر دینے پر بھی مغفرت فرمادی جب کہ وہ توبہ کر کے ارض مقدسہ کی طرف گھبٹتے ہوئے مر گیا تو اس زمین کو جہاں سے ارتکاب کر کے چلا تھا دراز ہونے اور ارض مقدسہ کے حصہ قصیر ہونے کا حکم دے کر مغفرت کا سامان پیدا کر دیا۔ بخاری و مسلم میں اس روایت کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں تھا جس نے ننانوے اشخاص کو قتل کیا تھا وہ ایک عابد و زاہد کے پاس پہونچا اور سوال کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے زاہد نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر پوچھتا پھرا کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو فلاں گاؤں میں جا۔ وہ روانہ ہوا مگر دفعۃً راستہ میں موت ہو گئی۔ اس نے مرنے کے وقت اپنے سینے کو بستی کی طرف مائل کر دیا۔ ملائکہ رحمت و عذاب اس کی روح قبض کرنے میں جھگڑ پڑے۔ ایک کہتا ہم قبض کریں گے۔ دوسرا کہتا ہم۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ نزدیک ہو جا۔ دوسری بستی کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں بستیوں کی پیمائش کا حکم دیا وہ شخص اس بستی سے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا جس کی طرف چلا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

پھر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متوسل کے لئے کیونکر مایوس ہونا جائز ہوگا۔ توبہ اور انابت میں مشغول رہئے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۸)

۱۲۳۔ مراقبہ ذات مقدسہ باری عزوجل

ذکر سے اب مذکور کی طرف بڑھنا چاہئے یعنی تھوڑا سا وقت اب اس میں بھی خرچ کیجئے کہ ذات مقدسہ باری عزوجل کی طرف دھیان کیا جائے اور آیت وَهُوَ مَعَكُمْ

اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے مفہوم کے مطابق یہ تصور کیا جائے کہ وہ ذات جو کہ مصداق ہو، کی آیت میں مذکور ہے بلا کیف و کم منزلاً عن جمیع سمات النقص والزوال متصفاً بسائر المحامد والکمال غایۃ الجلال والجمال ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ اور اس کی معیت بھی کما یلیق بشانہ ہے اس تصور اور دھیان کو جو واقعی ہے، تقویت دیجئے۔ اس وقت میں ذکر قلبی اور پاس انفاس کی طرف سے دھیان ہٹا لیجئے۔ حسب عادت قلب ذکر کرے تو مت روکے۔ سانس جاری بالذکر ہو تو ہونے دیجئے۔ اس وقت آپ کی توجہ کا مرکز آیت مذکورہ کا مفہوم اور مسمیٰ لفظ ہو اور لفظ اللہ ہوا کرے۔ اس مراقبہ پر مداومت کیجئے۔ اگر ابتداء میں کچھ ثقل پیش آئے تو تحمل کیجئے۔ رفتہ رفتہ آسانی اور سہولت ہو جائے گی۔ انشاء اللہ (سلوک طریقت ص ۲۱۲)

۱۲۴۔ صرف مراقبہ اور توجہ الی الذات میں وقت صرف کیجئے

میرے محترم! اصل مقصود حضور مسمیٰ ہے، ذکر اسم لسانی ہو یا قلبی، ذریعہ اور آلہ ہے۔ مقصد کے حاصل ہو جانے کے بعد آلات کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اس لئے اصلی اشتغال تو مراقبہ کے ساتھ رہنا چاہئے۔ اور دوام حضور حاصل کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ کا منظر قائم ہو جائے۔ ذکر لسانی یا قلبی اگر اس کی اعانت کیلئے کیا جائے، فیہا، معین ہونے کی صورت میں کرتے رہئے۔ ورنہ فقط مراقبہ اور توجہ الی الذات ہی میں جس قدر ممکن ہو وقت صرف کیجئے۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے جتنا بھی دوام حضوری حاصل کر سکیں، نعمت عظمیٰ ہے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۳)

۱۲۵۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضَى، قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس کو جملہ صبح درود شریف پر ترجیح دیتے تھے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۴)

۱۲۶۔ تبلیغی جماعت کے افراد کی ذمہ داری

تبلیغی سلسلہ میں جس قدر جدوجہد ہو مستحسن ہے۔ مناسب ہے کہ تبلیغی جماعت کے ہر فرد پر لازم کیا جائے کہ وہ کم سے کم دس بے نمازیوں کو نماز سکھائے۔ اور ان کو پورا نمازی اور پابند جماعت بنائے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۴)

۱۲۷۔ دیہات میں ابتدائی دینی مکاتب کا

جاری کرنا ضروری ہے

دیہات میں ابتدائی مکاتب کا قائم کرنا اشد ضروری ہے۔ جن میں قرآن، دینیات، لکھنے پڑھنے اور حساب کی ابتدائی تعلیم دی جائے۔ تعلیم الاسلام مفتی کفایت اللہ صاحبؒ والے چاروں حصے بچوں کو پڑھائے جائیں۔ جو بچے زراعت یا مویشی وغیرہ کی ضرورت کی وجہ سے دن میں نہ پڑھ سکیں ان کو شب میں مغرب سے عشاء تک تعلیم دی جائے۔ مسلمان غرباء کی تعلیم از بس ضروری ہے۔ اس سلسلہ کو آپ اطراف و جوانب میں پھیلائیے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۴)

۱۲۸۔ جیل سے رہائی کے لئے کوشش میں حرج نہیں

جیل سے رہائی کے لئے ظاہری کوشش میں کوئی حرج نہیں مگر توکل اور اعتمادِ خدائی پر رہنا چاہئے۔ کامیابی ہو تو فبہا۔ ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے رضائے دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصود ہے۔ اسی میں خوش رہنا چاہئے، میں دعا کرتا ہوں۔ اپنے رفقاء میں جو بھی لائق ہوں ان کو ذکر کی مزید تعلیم دیتے رہئے۔ (سلوک طریقت ص ۲۱۷)

۱۲۹۔ ممنوع الا جازت اُمی کی تعریف

جن حضرات نے امی کو اجازت سے منع کیا ہے اس سے وہ جاہل مراد ہے جو کہ فرائض نماز اور روزہ وغیرہ عبادات کو نہیں جانتا اور قرآن کو مقدار ضرورت نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر کوئی مسائل ضروریہ اور عقائد اہل سنت والجماعت کو اردو، فارسی عربی یا ترکی وغیرہ زبانوں میں جانتا ہے اور قرآن بمقدار ضرورت یاد کئے ہوئے ہے تو وہ امی نہیں ہے۔ اگرچہ عربی کا فاضل نہ ہو۔ (سلوک طریقت ص ۲۲۰)

۱۳۰۔ جسمانی تکالیف ذکر کی تاثیرات ہیں

مراقبہ میں زیادتی کرتے رہئے کہ دوام حضور قائم ہو جائے۔ یہ جسمانی اور مادی تکالیف اندیشہ ناک نہیں۔ بلکہ ذکر کی تاثیرات ہیں۔ جیسے اجزائے نار یہ دخان میں اجزاء ارضیہ کو اپنی۔۔۔ طرف اٹھالے جاتے ہیں۔ اور درمیان میں تصادم کی وجہ سے برق، رعد اور صاعقہ وغیرہ پیش آتے ہیں یہی حال سالک کو ذکر کے ساتھ پیش آتا ہے۔ تاہم آپ ذکر جہر بارہ تسبیح کو موقوف کر دیجئے اور اسی طرح اسم ذات کو بھی بند کر دیجئے۔ باقی اذکار یعنی پاس انفاس اور ذکر قلبی جو کہ جاری ہیں۔ باقی رکھئے اور مراقبہ میں ترقی کیجئے۔ (سلوک طریقت ص ۲۲۲)

۱۳۱۔ انانیت، جاہ پرستی، نفس پرستی، خود غرضی

اس راہ میں سد عظیم ہیں

ابھی آپ کو بہت محنت کرنی ہے۔ ذکر میں استقامت اور مداومت کی ضرورت ہے۔ والد صاحب کا آپ کو حکم کرنا بے محل تھا۔ انہوں نے خود کیوں نہ ان کو بیعت کر لیا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب وہ خود موجود تھے تو آپ کو مجبوری کیوں لاحق

ہوئی۔ آنے والے لوگوں کو انہیں کی طرف مائل کیوں نہ کر دیا۔ اور اگر وہ موجود نہ تھے تو آپ مجبور کس طرح اور کیونکر ہوئے۔ میرے عزیز! یہ راہ دشوار گزار ہے۔ انسانیت جاہ پرستی، نفس پرستی، خود غرضی کو راہ دینا بہت بڑی غلطی اور اس راہ میں سد عظیم ہے۔ **قُلْ أَنْ صَلَوَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ**۔ اخلاص اور للہیت ہر قول و فعل اور حرکت و سکون میں اشد ضروری ہے اور یہی امر سخت مشکل ہے۔ اعانت خداوندی اور سالہا سال کی ریاضت کے بغیر اس کا حصول نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ **إِيَّاكَ نَعْبُدُ** کے بعد **إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** لایا گیا ہے۔
(**أَعْنِي لَا أَقْدِرُ عَلَىٰ إِخْلَاصِ عِبَادَتِكَ إِلَّا بِإِعَانَتِكَ**)

(سلوک طریقت ص ۲۳۰)

۱۳۲۔ میں آپ کو بیعت توبہ کی اجازت دیتا ہوں

محترم عزیز! نفس اور شیطان کے مکر ہزار ہا ہزار ہیں۔ اگر انسان کھلی ہوئی انسانیت، جاہ پرستی اور خود غرضی سے بچتا بھی ہے تو یہ دونوں اس کو ایسی ایسی خفیہ تدبیروں میں مبتلا کرتے ہیں کہ ان سے بچنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ عموماً لوگوں میں پیری مریدی، حب جاہ و مال اور خواہشات نفسانی کی بنا پر جاری ہو رہی ہے۔ بہر حال اس سے بچنے ممکن ہے کہ نسبت طریقت سے مالا مال ہو جائیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ سے ربط اور تعلق قائم ہو جائے۔ بندہ جب اذکار عبادت اور طہارت پر مداومت کرتا ہے تو اس کے اندر ایک خاص صفت پیدا ہو جاتی ہے اور ملکہِ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے اسی کو نسبت طریقت کہتے ہیں)۔

مگر ابھی سی بہت خامیاں ہیں۔ البتہ میں آپ کو بیعت توبہ کی اجازت دیتا ہوں۔ لوگوں کو کلمات ایمانیہ تلقین کر کے گناہوں سے توبہ کرا دیا کریں۔ اور آئندہ کے لئے عہد کرائیں کہ وہ گناہوں اور شرک و کفر سے بچتے رہیں گے۔ مگر اس کو خود غرضی، جاہ پرستی اور حصول دنیا کیلئے عمل میں نہ لائیں۔ اور نہ عام کریں۔ اتباع سنت

اور احیاء سنت میں صرف قولاً بلکہ عملاً نمونہ سلف صالحین بنیں۔ ذکر کی مداومت میں کوتاہی کو روانہ رکھیں۔ (سلوک طریقت ۲۳۱)

۱۳۳۔ تحقیق فلاں بزرگ نے فلاں کی نسبت سلب کر لی

یہ جو مشہور ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں کی نسبت سلب کر لی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نسبت قرب الہی کا نام ہے اس کو کوئی سلب نہیں کر سکتا ہے جو چیز حق تعالیٰ بندہ کو عطا فرمائے دوسرا کون ہے جو اس کو سلب کر لے۔ (حاشیہ سلوک طریقت ۲۳۲)

۱۳۴۔ چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت

مراقبہ کی موجودہ حالت امید افزا ہے۔ اس پر پوری توجہ دینی چاہئے تا آنکہ خود بخود دوام حضور حاصل ہو جائے۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوَتِهِمْ دَائِمُوْنَ کا سماں ہو جائے۔ میں آپ کو اجازت و ارشاد دیتا ہوں۔ اگر کوئی آپ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کرے تو آپ اس کو بیعت کر لیا کریں۔ چاروں خاندانوں چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں اجتماعاً و انفراداً اجازت ہے۔ جو نصاب سلاسل طیبہ کے آخر میں درج ہیں ان کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں۔ مراقبہ مسمیٰ میں جس قدر ممکن ہو، کوشش جاری رکھیں، ضیاء القلوب، القول الجمیل، صراط مستقیم، اور امداد سلوک سے استفادہ فرماتے رہیں۔ ہر قول و عمل میں اخلاص و للہیت پیش نظر رہنی چاہئے۔

(سلوک طریقت ۲۳۵)

۱۳۵۔ روضہ اقدس پر حاضری کے وقت

جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے

۱۔ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر بعد اداائے صبح صلوٰۃ و سلام مذکورہ..... درود شریف کی

کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے۔ اس کے علاوہ استفادہ کی عمدہ صورت یہ کہ مراقبہ ذات الہیہ میں مشغول رہیں۔ جو کچھ فیوض پہونچنے والے ہیں پہونچیں گے۔ اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ حاضری روضہ مبارک کے وقت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی جاننے والی، غایت جمال و جلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق ادب کا لحاظ رکھا جائے۔ جو لوگ مقصر آداب و سنن ہوں ان کی توہین و تحقیر کی طرف خیال نہ کیا جائے۔ اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلا ضرورت شدید توجہ کی جائے۔ فضول باتوں اور بلا ضرورت لوگوں کی مجالس میں حاضری سے گریز کیا جائے۔ اوقات کی درود شریف ذکر، مراقبہ، قراءت قرآن اور نوافل سے معمور رکھا جائے۔ (سلوک طریقت ۲۳۷)

۱۳۶۔ توجہ الی الذات میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے

اذکار سرّیہ یا جہریہ بالذات اسماء سے متعلق ہیں۔ اور مراقبہ مسمیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسمیٰ متبوع اور مقصود ہے اور اسماء توابع ہیں۔ اس لئے اگر ذکر اسماء مؤید توجہ الی الذات ہوں تو فہما و نعمت، عمل میں لائیے ورنہ مراقبہ ہی مقدم ہے۔ توجہ الی الذات مع الصفات کا خیال اجمالی کیا جائے ہاں سیر تفصیلی میں خاص خاص صفات قصد کی جاتی ہیں۔ ہم کو بالفعل سیر اجمالی ضروری ہے اس لئے ذات مقدسہ مقصود بالذات ہونی چاہئے۔ صراط مستقیم کا باب ثانی جو کہ ۱۳۲ سے بعنوان تکملہ اور بیان سلوک ثانی راہ ولایت شروع ہوتا ہے۔ اس کا مطالعہ فرمائیں اور اخیر تک یعنی سلوک ثانی راہ نبوت کا بھی مطالعہ کریں۔ (سلوک طریقت ۲۳۸)

۱۳۷۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اعلیٰ درجہ کا مراقبہ ہے

آپ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کے وقت بھی

یہی مراقبہ جاری رکھوں۔ تو ثواب اور قرب میں کمی تو نہیں ہوگی؟
محترم! ثواب اور قرب میں انشاء اللہ زیادتی ہوگی۔ یہ مراقبہ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کا ہے۔ قرآن کی تلاوت کے وقت یہ تصور فرمائیے کہ ذات حق جل مجدہ میری زبان سے اپنے فرامین جاری فرما رہا ہے جو بلا کیف و بلا کم بے چوں و بے چگوں میرے قلب میں موجود ہے۔ (سلوک طریقت ص ۲۳۹)

۱۳۸۔ بیعت لینے کا طریقہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَبَارَكْ وَسَلَّم، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا
إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، إِنَّ الَّذِينَ
يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَذَّالِلِ اللّٰهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ
عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللّٰهُ فَمِنْ أَيْدِيهِمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ۔ کہے
اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ کے کوئی
عبادت کئے جانے کے قابل نہیں۔ اکیلا ہے وہ، کوئی اس کا شریک نہیں اور گواہی
دیتا ہوں میں کہ ہمارے سردار ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے
ہیں اور اس کے رسول ہیں)۔

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور اپنی
صفات میں اور اپنے افعال میں اکیلا ہے وہ، کوئی اس کا سا جھی اور شریک نہیں۔ اور

ایمان لایا میں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ سب حق ہے اور ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور اس کی سب کتابوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر۔ داخل ہوا میں دین اسلام میں سچے دل سے، بری اور بیزار ہوں میں سب دینوں سے سوائے دین اسلام کے، بیعت کی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بواسطہ ان کے خلفاء کے۔ عہد کرتا ہوں میں کہ شرک نہ کروں گا، کفر نہ کروں گا، بدعت نہ کروں گا۔ چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، کسی کو ناحق قتل نہ کروں گا، کسی پر بہتان نہ باندھوں گا، جہاں تک ہو سکے گا خدا اور اس کے رسول کی ہمیشہ اطاعت اور فرمانبرداری کرتا رہوں گا، اپنی طاقت بھر گناہوں سے بچتا رہوں گا اور کبھی کوئی گناہ ہو گیا تو بہت جلد توبہ کروں گا۔ توبہ کرتا ہوں میں اپنے سب گناہوں سے، اگلے ہوں یا پچھلے، چھوٹے ہوں یا بڑے، ظاہر ہوں یا پوشیدہ جن کو میں جانتا ہوں یا جن کو نہیں جانتا۔ اے اللہ تو سب کچھ سنتا ہے، تو سب کچھ دیکھتا ہے، تو سب جانتا ہے، تجھ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، تو گناہوں کا بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے، تو بار بار توبہ کو قبول کرنے والا اور کریم ہے۔ میری توبہ قبول فرما، اور میرے گناہوں کو بخش دے۔ بیعت کی میں نے حسین احمد کے ہاتھوں پر، طریقہ چشتیہ، صابریہ، طریقہ نقشبندیہ، طریقہ قادریہ اور طریقہ سہروردیہ میں۔ اے اللہ میری بیعت قبول فرما اور مجھ کو ان سلسلوں کے بزرگوں کے طفیل میں اپنی سچی محبت اور کامل ایمان عطا فرما۔ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اور آپ کی شفاعت اور جنت نصیب ہو۔ دعا۔ (سلوک طریقت ص ۲۴۹)

۱۳۹۔ اللہ تک پہنچنے کیلئے راہیں بیشمار ہیں

جناب باری عزاسمہ ہماری عقل داندراک سے نہایت ہی زیادہ بلند

وبالاء ہے۔ لیس گمشدہ شیء۔

اے برتر از خیال۔ و قیاس و گمان و وہم
وزیر ہرچہ گفتہ اندو شنیدہ ایم و خواندہ ایم

مگر تقریب و تفہیم کے لئے مندرجہ ذیل مثال پیش کرتا ہوں۔

ہر انسان میں ایک مرتبہ ذات کا ہے۔ اس درجے میں سب سے بے پروا اور غیر متعلق ہے۔ دوسرا درجہ صفات کا ہے جو کہ تمام تعلقات خارجہ کا سبب ہے۔ اس کا وصف کرم اس کو داد و دہش پر آمادہ کرتا ہے۔ اسی پر وہ غریبوں فقراء اور ارباب حاجات کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ وصف اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ان کی ضرورتوں پر بے چین ہو جائے اور اپنے مال و زر کو ان تک پہنچانے میں دریغ نہ کرے۔ وصف شجاعت، قتل و قتال قہر و غلبہ پر مجبور کرتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام اوصاف یہی معاملہ رکھتے ہیں۔

تیسرا مرتبہ جوارح کا ہے جن کے وسیلہ سے وہ مقتضیات صفات کو خارج میں انجام دیتا ہے۔ کریم شخص میں داد و دہش کی نوبت آتی ہے۔ شجاع میں..... قتل و قتال اور قہر و غلبہ کی صورت بنتی ہے۔ اگر یہ جوارح نہ ہوتے تو مقتضیات صفات کے ظہور کی صفت نہ بنتی۔

اسی طرح بلا تشبیہ تمام ذات عز اسمہ تمام خلایق سے مستغنی اور غیر متعلق ہے اس کی صفات کاملہ جو کہ لائین اور لا غیر ہیں، واسطہ بین القدیم والحادث ہیں، وہی تعلقات پیدا کرنے والی ہیں۔ اس کے بعد مرتبہ اسماء کا ہے۔ یہ اسماء عالیہ اپنے اپنے اقتضاءات کے موافق تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اسم رزاق مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے۔ جیسے انسان کا ہاتھ داد و دہش کا کام انجام دیتا ہے۔ اسم خلاق ماہیات معلومہ بالعلم الازلی کو نعمت و جود بخشا ہے اسی طرح تمام اسماء مقدسہ کے تصرفات

ہیں۔ اسماء باری عز اسمہ بھی ہمارے اسماء کی طرح تاثیر و قوت سے خالی نہیں ہیں۔ جس سے ان کی تصرفات عالم میں جاری ہیں۔ اسماء باری تعالیٰ کا تعلق ہر انسان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہے۔ کسی شخص کا مربی اسمِ علیم ہے، کسی کا مربی اسمِ قدیر ہے۔ کسی کا دوسرا اسم ہے اہل اللہ کا ارشاد ہے۔ طُرُقُ الْوُصُولِ إِلَى اللَّهِ بِعَدَدِ أَنْفُسِ الْخَلَائِقِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس کا راز بھی یہی ہے کہ جو اسم کسی کا مربی ہے اس اسم کے ذکر اور تصور دائم سے اس کو جلد ترقی مل سکتی ہے۔ مگر اس کا تمیز کرنا ماہرین کو بھی مشکل ہے۔ اسلئے اسم جامع لفظ اللہ سالک کو تعلیم دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (سلوک طریقت ص ۲۵۱)

۱۴۰۔ لطائفِ مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا نعمتِ عظیمہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کریم کار ساز بندہ نواز نے آپ کو قرب و حضور اور معیت کی نعمت و جدائی طور پر عنایت فرمائی اور نسبت میں قرب اور ترقی عطا فرمائی۔ فَلَئِنَّ الْحَمْدَ وَالْمُنَى۔ توجہ الی الذات المقدسہ کو جس قدر ممکن ہو، بڑھائیے۔ اور حضور دائم پیدا کیجئے۔ لطائفِ مدرکہ کا ترقی پذیر ہونا..... نعمتِ عظیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائے۔ ذاتِ مقدسہ بے مثل اور بے مثال ہے۔ اسی طرف دھیان کو متوجہ رہنا چاہئے۔

اے برتر از قیاس و خیال گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اس کی شان ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اسکی آن ہے۔ وہی مقصود انس و جان ہے۔ اس سے ایک سیکنڈ کے لئے غافل نہ ہونا چاہئے۔

یک لمحہ را غافل توازاں ماہ نہ باشی
 شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی
 (سلوک طریقت ص ۲۵۲)

۱۴۱۔ تبلیغ دین کی راہ میں مشکلات ناگزیر ہیں

لوگوں کی تبلیغ اور نصائح میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ مگر اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو جب یہ حوادث پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو اس سے کب چھٹکارا..... ہو سکتا ہے۔ صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا از بس ضروری ہے۔ جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے قَوْلًا لَّہٗ قَوْلًا لَّیْنَا اور بد بختان عرب کے مقابل ادع الی سَبِيلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا ارشاد ہے تو ہم نا کاروں کو ابنائے زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔ غمگین اور مایوس نہ ہوئیے۔

”سرزنش ہا گر کند خار مغیلاں غم مخور“

(سلوک طریقت ص ۲۵۳)

۱۴۲۔ اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا

اخلاص اور سچی ہمدردی کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے مجادلات اور فضول بکواس سے حتی الوسع اجتناب فرمائیے۔ اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا۔ نفس پرستی اور خود نمائی مقصود ہوتی ہے۔ کہہ دیجئے کہ ہم نے حق بات ظاہر کر دی۔ ہمارا فریضہ صرف تبلیغ اور واضح کر دینا ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے، ہاں اگر سخت حاجت پیش آجائے تو اولاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے۔ اس سے استمداد باطنی کرنے کے بعد میدان مناظرہ میں قدم رکھئے۔ مگر اس کی بے نیازی سے مطمئن نہ ہو جائیے وَلَوْ شَاءَ

رَبِّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ کو کبھی ذہن سے نکالئے۔ ہدایت اور اضلال دونوں اس کے اعتبار میں ہیں۔ (سلوک طریقت ص ۲۵۳)

۱۴۳۔ حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات میرے پاس نہیں

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں ہیں۔ پہلی جنگ عمومی میں مالٹا میں قید ہو گیا تھا۔ اس وقت ترکی حکومت نے میرے کاغذات ضائع کر دیئے تھے۔ (سلوک طریقت ص ۲۵۴)

۱۴۴۔ بیوی کا نفقہ شوہر پر کب واجب نہیں؟

اگر بیوی اپنے شوہر کے گھربا وجود طلب شوہر نہ آئے تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔

۱۴۵۔ سفر حج نہایت مبارک سفر ہے

سفر حج کیلئے اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا رسالہ فیوض الحرمین مطالعہ میں رکھئے۔ سفر حرمین شریفین اور وہاں کی اقامت وغیرہ سے متعلق بہت سی معتبر معلومات حاصل ہوں گی۔ اونٹوں کا سفر کوئی مقصود بالذات نہیں۔ جب کہ موٹر کا سفر بہت سی مصالح کو مشتمل ہے تو جہاز اور ریل کی طرح اس کو بھی فضیلت حاصل ہوگی۔ آپ اس کو اختیار فرمائیے۔ (سلوک طریقت ص ۲۸۷)

۱۴۶۔ حافظہ ابن تیمیہ کا مسلک غلط ہے

حافظ ابن تیمیہؒ کا مسلک مدینہ طیبہ کے بارے میں مرجوح بلکہ غلط مسلک

ہے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری محض سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو عام مؤمنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہئے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے میرے نزدیک یہی رائج ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہئے اور آپ کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ مسجد کی نیت خواہ تبعاً کر لی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کی جائے۔ تاکہ لَا تَعْمَلُوهُ إِلَّا لِرِزَايَاتِي والی روایت پر عمل ہو جائے۔ (سلوک طریقت ص ۲۷۸)

۱۲۷۔ چالیس نمازیں اس حصہ میں ادا کیجئے

جو زمانہ نبوت میں مسجد تھا

مدینہ منورہ میں کم از کم آٹھ دن ضرور قیام فرمائیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہوئی تو اس کے لئے نفاق اور نار سے براءت کی جاتی ہے۔ لہذا آٹھ دن اس التزام کے ساتھ قیام فرمائیے کہ چالیس نمازیں باجماعت مسجد نبوی میں ادا ہوں اور حتیٰ الوسع کوشش کیجئے کہ اس حصہ میں یہ فرائض ادا ہوں جو کہ زمانہ نبوت میں مسجد تھا۔ اس کی علامتیں ستونوں پر بنی ہوئی ہیں ہر ستون پر اس صف کے ستون کے بالائی حصہ پر لکھا ہوا ہے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو فرائض روضۃ من ریاض الجنۃ کی حد میں ادا کریں۔ ستونوں پر زیریں حصہ میں قد آدم تک مرمر لگا ہوا ہے۔ (سلوک طریقت ص ۲۸۰)

۱۴۸۔ مہدی تین ہیں، لغوی، اصطلاحی، موعود

مہدی اصطلاحاً ایک مقام ہے۔ مقامات سلوک سے گذرنے والا جب وہاں سے گذرتا ہے تو یہ لقب اس کو محسوس ہوتا ہے۔ بعض حضرات یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ مہدی موعود اور مقام سلوک والا ایک ہی ہے اور وہ غلطی میں پڑ کر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں اور خرابیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ الحاصل مہدی تین ہیں۔ لغوی، اصطلاحی، موعود۔ لغوی کا مصداق وہ شخص ہے جس میں ہدایت کاملہ ظہور پذیر ہوئی ہو۔ خواہ ظاہری ہو یا باطنی ہو یا دونوں۔ واللہ اعلم (از سلوک طریقت ص ۲۸۹)

۱۴۹۔ استدراج کس کو کہتے ہیں

استدراج کی تعریف یہ ہے کہ وہ باتیں جو خلاف قیاس کسی سے ظاہر ہوں اگر نبی اور رسول سے ظاہر ہوں تو اس کا نام معجزہ ہے۔ اگر وہ خدا پرست سے ظاہر ہوں تو اس کا نام کرامت ہے اور اگر کافر سے ظاہر ہوں تو اس کا نام استدراج ہے۔ (از حاشیہ سلوک طریقت ص ۲۹۵)

۱۵۰۔ تصور شیخ کے کیا معنی؟

لغت میں تصور کسی کو ذہن میں جمانے اور حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ خواہ صورت جاندار کی ہو یا غیر جاندار کی، معمولی شخص کی ہو یا غیر معمولی شخص کی۔ کسی بزرگ اور ولی کی ہو یا اپنے ماں باپ کی۔ اس صورت سے کسی کو نفع کی امید ہو یا نہ ہو۔ عرف میں تصور شیخ کسی مقدس بزرگ کی صورت کو ذہن میں لانے اور جمانے کا نام ہے۔ بالخصوص اپنے مرشد کی شخصیت اور چہرہ کو خیال میں جمانے اور حاصل کرنے کو تصور شیخ کہتے ہیں۔ ذہن میں اپنے مرشد کی تصویر اور تمثال کو جمانا اور حاصل

کرنا بالاتفاق جائز ہے بلکہ مفید ہے۔ صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا ہے۔ حضرت امام حسنؑ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثال اور سر اپا کو اپنے ماموں ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے بار بار پوچھ کر اپنے ذہن میں جمایا ہے۔ نیز صحاح ستہ میں بکثرت روایتیں موجود ہیں جن سے نہ صرف تصور شیخ کی اباحت نکلتی ہے بلکہ اس میں بہتری اور اولویت بھی معلوم ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے زمانہ سابقہ میں اہل فراست اور مقدس حضرات نے تصور شیخ کو معمول بہ قرار دیا۔ (سلوک طریقت ص ۳۰۳)

۱۵۱۔ تصور شیخ میں غلو

خطرات کے دور کرنے اور خیالات کو جمع کرنے اور ہمت کو قوی بنانے کی عبادت میں جس قدر اہمیت ہے وہ محتاج بیان نہیں، چونکہ تصور شیخ کی تاثیر اس امر میں انتہائی درجہ مفید ہے فان الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔ اس لئے تجربہ اور نصوص نے اکابر امت کو اس طریقہ کے جاری کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ امت کو اس سے بے شمار فوائد حاصل ہوئے جیسا کہ مولانا عبدالرحمن جامیؒ کے ارشاد سے ظاہر ہے۔

مگر چونکہ متاخرین غلط کاروں نے اس میں محظورات اور غلط اشیاء داخل کر دیں۔ مثلاً شیخ کو ہر جگہ حاضر و ناظر اعتقاد کرنا یا اس کے تصور اور توجہ الی الشیخ میں اس قدر مہمک ہو جانا کہ مقصود حقیقی اور محبوب حقیقی سے مستغنی اور غافل ہو جائیں۔ یا شیخ کو مثل کعبہ ہر نماز میں قبلہ اور متوجہ الیہ بنانا یا باطن مرید میں شیخ کو متصرف سمجھنے لگنا، یا شیخ کی حد سے زیادہ تعظیم کرنے لگنا یا اس سے احمقوں یا ناعاقبت اندیشوں کا حقیقی صورت پرستی اختیار کر لینا، جیسا کہ مختلف مبتدع پیروں کے یہاں رائج ہو گیا ہے۔ اس لئے سمجھدار اکابر پر لازم ہو گیا کہ اس طرف توجہ کریں اور شرک و کفر کے ذرائع جڑ سے اکھاڑ پھینکیں بہر حال یہ امر نہ مطلقاً ممنوع ہے اور نہ مطلقاً ضروری ہے۔ فتویٰ دینے اور..... عمل کرنے میں غور و فکر اور سوچ سمجھ سے کام لینا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (سلوک طریقت ص ۳۱۰)

۱۵۲۔ دارالحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

آپ دریخت فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں اور دارالحرب میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ تو حضور! ہندوستان میں جب سے۔۔۔ اقتدار اسلام ختم ہوا ہے جب ہی سے دارالحرب ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ ۱۸۰۳ء میں دارالحرب ہونے فتویٰ دیتے رہے۔ دیکھئے فتاویٰ عزیزیہ، ہمارے اکابر بھی اسی وقت سے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیتے رہے ہیں اور آج بھی وہی حال ہے۔ جمعہ دارالحرب میں یقیناً ہوتا ہے جیسا کہ اب تک انگریزی زمانہ میں پڑھتے رہے۔ اور شامی شرح درمختار میں خلیفہ وقت سلطان عبدالحمید ترکی کا حکم ان اہالیان بلاد کے متعلق ذکر کیا گیا ہے جو کہ پہلے دیار اسلام تھے۔ پھر ان پر کفار نے غلبہ کر لیا کہ ان بلاد کے مسلمان جمع ہو کر جمعہ پڑھا کریں۔ (سلوک طریقت ۳۱۲)

۱۵۳۔ ختم یسین شریف کی ترکیب

ختم یسین کی آپ کو اجازت ہے۔ پڑھا کریں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ جمعہ کی شام کو شب شنبہ میں بعد از مغرب یا بعد از عشاء بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بعد یسین گیارہ مرتبہ پڑھ کر بارہویں مرتبہ یسین سے مبین اول تک پڑھیں۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر لفظ یسین گیارہ مرتبہ پڑھ کر یسین سے دوسری مبین تک پڑھیں۔ پھر اسی طرح تک مبین پڑھتے رہیں۔ آخری مبین کے بعد ختم سورہ تک پڑھ کر ثواب سلطان اول بخشیدیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل میں ہماری حاجت کو پوری کرادے۔

دوسرے دن دوسرے سلطان کو اسی طرح ثواب بخشیں اور دعا کریں کل سات سلطان ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ ۲۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ۳۔ حضرت قاضی سبیر محمد حسینؒ
- ۴۔ حضرت احمد خضرویہؒ ۵۔ حضرت اسماعیل سامانیؒ ۶۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ
- ۷۔ حضرت سلطان محمود غزنویؒ

نوٹ:۔ اسی طرح ہمیشہ اس عمل کو جاری رکھیں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

(سلوک طریقت ص ۹۱۳)

۱۵۴۔ شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟

شیعہ مسلمان ہے یا کافر، یہ مسئلہ قابل غور اور مختلف فیہ ہے، خود شیعہ بھی سنیوں کو کافر کہتے ہیں۔ مولانا عبدالشکور صاحب اور بہت سے علماء ان کے کافر ہونے کے قائل ہیں۔ بعض متوقف ہیں۔ بعضوں کا قول فیصل ہے کہ ان کے علماء کافر ہیں اور جہلاء فاسق ہیں۔ یقیناً قرآن میں تحریف کے ماننے والے، اللہ تعالیٰ کے علم بالجزئیات کا انکار کرنے والے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھنے والے کافر ہیں۔ پھر آپ ہی فرمائیے کہ ایسی صورت میں ان کی شہادت سے نکاح کسی کے قول پر کیسے منعقد ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ عقائد کفریہ عوام میں غالبانہ ہوں۔ مگر ان کے علماء میں تو ضرور پائے جاتے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۱ ج ۱)

۱۵۵۔ مدار نجات نسب نہیں عمل ہے

اگر نسب حیثیت سے کوئی اعلیٰ درجہ کا عالی نسب ہے مگر اعمال قبیحہ ہیں، تو مثل پیر نوح علیہ السلام وہ راندہ درگاہ خداوندی ہے۔ اور اگر وہ چمار زادہ یا بھنگی زادہ ہے مگر وہ مسلمان متقی ہے۔ تو اس کی فوز و فلاح مثل حضرت بلال و صہیب رضی اللہ عنہما ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۶ ج ۱)

۱۵۶۔ سادات پر تمام مسلمانوں کی خدمت گزاری ضروری ہے

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی قوم کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے

ترقی دیں۔ نسبی حیثیت سے غرور اور تکبر بے موقعہ پیدا ہوتا ہے اور ترقی سے مانع ہوتا ہے۔ سادات پر تمام مسلمانوں کی خدمت لازم ہے نہ یہ کہ سادات تمام مسلمانوں کو اپنا غلام سمجھیں اور ان سے خدمت کی خواہش کریں۔ تزکرة الاولیاء میں ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ بغداد میں ایک بڑے مجمع کے سامنے فرمانے لگے کہ بھائیو! تم میں سے جس کو اللہ تعالیٰ روز قیامت بخشدے تو میری شفاعت کرنا۔ لوگوں نے تعجب کیا اور کہا کہ کیا ہم آپ کی شفاعت کریں گے۔ حالانکہ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ تو فرمانے لگے۔ یہی چیز میرے لئے بے چینی کا باعث ہے۔ امت کے تمام مسلمان میرے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں اور میں ان کے خاندان کا بچہ ہوں، قاعدہ ہے کہ مہمان کی خدمت گزاری خاندان کے چھوٹوں پر ضروری ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی کوتاہی کرتا ہے تو سربراہ خاندان بہت خفا ہوتا ہے اور سرزنش کرتا ہے۔ اگر قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مجھ سے سوال کیا کہ جعفر تم نے میرے مہمانوں کی کیا خدمت کی تو میں شرم کی وجہ سے منہ نہ اٹھا سکوں گا۔ یہ ارشاد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا صحیح ہے اور سادات کے لئے نہایت عبرت کا فرمان ہے۔ مگر افسوس کہ ہم انتہائی غفلت میں ہیں۔ میں نے جب سے یہ ارشاد دیکھا ہے، بہت فکر مند رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱)

۱۵۷۔ جس چیز سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچے

وہ سب سے زیادہ محبوب ہے

برادر محترم! میری خواہش تو یہی ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں ہم آپ کی بجا رہیں۔ لیکن جس چیز سے مسلمانوں کو فائدہ پہونچے وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ

محبوب ہے۔ اس لئے میں دور دراز ملک میں قیام کرنا پسند کیا ہے۔ حالانکہ میرا دل مدینہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، سگان مدنیہ اور برادران عزیز کی یاد میں بے چین رہتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱)

۱۵۸۔ ابتدائے اسلام میں نماز کے اندر فعل کثیر ممنوع نہ تھا

حضور علیہ السلام کی نماز کے بارے میں جو آپ نے تحریر فرمایا ہے، یہ واقعہ ابتدائے اسلام کا ہے جب کہ نماز کے اندر فعل کثیر ممنوع نہ تھا اور اس قدر تنقید نہ تھی۔ جیسا کہ اب بھی ضرورت شدیدہ مثلاً خوف وغیرہ کی حالت میں فعل کثیر اور تحویل عن القبلة کی اجازت ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۲۷ ج ۱)

۱۵۹۔ فرائض کھڑے ہو کر پڑھنا اولیٰ ہے

مجھ کو آپ کے تشریف لے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کے گھر میں تمام نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ آپ ان سے فریاد دیجئے کہ کم از کم فرائض تو ضرور کھڑے ہو کر پڑھنا اولیٰ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۲۷ ج ۱)

۱۶۰۔ امارت کیلئے اور بہت سے اہل اور

لائق اشخاص موجود ہیں

آپ نے بہت اچھا کیا کہ رنگون کے خط کو شائع نہیں کیا۔ میں بے حد شکر گزار ہوں۔ اور نہایت ادب اور پر زور التجا کے ساتھ عرض رساں ہوں کہ مہربانی فرما کر اس قسم کی تحریر کبھی بھی اوراق میں نہ آنے دیجئے۔ بلکہ زبانی تذکرہ تک سے بھی قطعی پرہیز فرمائیے۔ مجھے تو آپ سے یہ بھی شکایت ہے کہ آپ دوسروں کے سامنے میری تعریف کیا کرتے ہیں۔ اس سے بھی کلی پرہیز فرمائیے۔ امارت کے لئے بہت اہل

اور لائق اشخاص موجود ہیں۔ مولانا کفایت اللہ صاحب، مولانا انور شاہ صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب وغیرہ۔ میں ان حضرات کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں، اور انشاء اللہ حتی المقدور اطاعت کروں گا۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۲۹ ج ۱)

۱۶۱۔ مہمانوں کی خدمت سنت ابراہیمی ہے

یاد آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اس کی شکایت بھی کرتا ہوں کہ آنجناب غریب خانہ پر مہمانوں کی آمد اور ان کی خدمت میں ہوٹل یا سرائے قرار دیتے ہیں۔ کیا مہمانوں کا آنا خوش نصیبی نہیں ہے۔ کیا مہمانوں کی خدمت سنن انبیاء خصوصاً سنت ابراہیمی نہیں ہے، کیا مہمان نوازی اعلیٰ درجہ کے مفاخر میں سے نہیں ہے۔ کیا ارشاد نبوی نہیں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلکرم ضیفہ، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں مہمان کی خدمت کی تاکید نہیں فرمائی ہے۔ فالعجب العجب۔ میں مہمانوں کی کبھی بھی ان کے مراتب کے موافق خدمت نہیں کر سکا جس سے مجھ کو شرمندگی رہتی ہے۔ اس پر آپ کے ایسے الفاظ! کاش آپ میرے بڑوں حضرت شیخ الہند اور حضرت نانوتویؒ کو ملاحظہ فرماتے پھر فیصلہ کرتے کہ میں کس قدر قاصر ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۰ ج ۱)

۱۶۲۔ اس مرتبہ جیل کی مہمانی کے بعد ممکن ہے کہ

دارالعلوم سے میرا تعلق قطع کر دیا جائے

حسب پروگرام قانون شکنی کیلئے انشاء اللہ وقت پر دہلی جانا ہوگا طلباء کی تعلیم کے لئے دوسرے اساتذہ موجود ہیں۔ کسی کو تڑپنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ کچھ بعید نہیں کہ ذمہ داران دارالعلوم دیوبند اس مرتبہ کی جیل کی مہمانی کے بعد میرا تعلق ہی دارالعلوم

سے منقطع کر دیں۔ جہاں تک سنا جاتا ہے، لوگ اس فکر میں ہیں کہ کس طرح اس کا پاپ کٹے۔ واللہ اعلم۔ خیر اللہ تعالیٰ جو کچھ بہتر ہو اس کو ظاہر فرمادے۔ آمین۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۱ ج ۱)

۱۶۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت کھایا ہے یا نہیں؟

سفر حج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح فرمایا اور پھر گوشت کو ان میں تقسیم کرنا صحاح میں موجود ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ نے باری والی زوجہ کے یہاں جب کھانا کھایا ہوگا تو یہ گوشت تناول فرمایا ہوگا۔ اس کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے یہاں کھانا اور بھی قرین قیاس ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۶ ج ۱)

۱۶۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

پائجامہ پہننا ثابت ہے یا نہیں؟

صحاح میں پائجامہ خریدنا منقول ہے۔ غیر صحاح میں پائجامہ کی تعریف بھی مذکور ہے۔ اور ترغیب بھی اور پہننا بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے غرض کیا! یا رسول اللہ آپ نے پائجامہ پہنا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ سفر حضر، رات اور دن میں پہنا ہے۔ مجھ کو ستر پوشی کا حکم کیا گیا ہے۔ سو اس سے زیادہ ستر پوشی میں نے کسی اور چیز میں نہیں پائی۔ مسند احمد معجم طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ! اہل کتاب پائجامہ تو پہنتے ہیں مگر تمہد نہیں پہنتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پائجامہ پہنو اور تمہد بھی پہنو۔ اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۷ ج ۱)

کنز العمال میں اور بھی روایات موجود ہیں۔ چونکہ عرب کا اصلی لباس ازاری تھا۔ پانجامہ عرب میں فارس وغیرہ سے داخل ہوا ہے۔ وہاں کے لوگ اس کو شلوار کہتے تھے۔ اسی لئے عرب نے اس کی تعریف سروال سے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو مفرد نہیں ملتا۔

اس کی ساخت کسی تھی، اس کا پتہ چلانا مشکل ہے۔ بجز اس کے کہ اس میں اسراف اور اسبال یعنی ٹخنے سے نیچے نہیں ہونا چاہئے۔ اور کسی قسم کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور غالباً اس میں کوئی خاص تنگی بھی نہیں ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۷ ج ۱)

۱۶۵۔ کیا تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا پیسہ لگایا جاسکتا ہے

قرآن پاک میں ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَغْفِرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِم بِالْكَفْرِ۔ اس لئے تعمیر مساجد میں بلا واسطہ ان کا مال نہیں خرچ ہو سکتا، ہاں اگر وہ ایسا کریں کہ کسی مسلمان کو مال کا مالک کر دیں اور وہ اپنی خوشی سے اس مال کو مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۷ ج ۱)

۱۶۶۔ کیا مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جاسکتا ہے

مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جاسکتا ہے اور طلباء یا دیگر مذہبی اور تعلیمی امور میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۹۸ ج ۱)

۱۶۷۔ مجمع عام میں زبان عام فہم استعمال کرنی چاہئے

عوام کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل اور محاسن، اخلاق اور تعلیمات بیان ہونی چاہئیں جن کا عوام ادراک کر سکیں۔ اور ان میں عمل اور اتباع کا

جذبہ پیدا ہو۔ جہاں تک ممکن ہو زبان عام فہم ہو۔ ایسا عالی مضمون خواص کے مجمع میں ہو تو مضائقہ نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۲۰۶)

۱۶۸۔ صاحبزادی کے لئے نینی جیل الہ آباد سے

میٹھائی کا پارسل

اگر کوئی دقت نہ ہو تو ایک پارسل ڈیڑھ سیر عمدہ قسم کے پیڑوں یا اور کسی عمدہ میٹھائی کا، جو کہ جلدی نہ خراب ہونے والی ہو۔ ٹین کے ڈبہ میں بانس کی پٹاری میں کپڑے سے مڑھ کر بذریعہ ڈاک پارسل ریحانہ سلمہا کے لئے ٹانڈہ بھیج دیجئے۔ پتہ یہ ہوگا۔ ریحانہ سلمہا بوسیلہ جناب سید بشیر الدین صاحب محلہ اللہ داد پور قصبہ ٹانڈہ ضلع فیصل آباد، اس پارسل کے مصارف اس میں سے انجام دیجئے۔ باقی روپے اپنے پاس رکھئے اور مصارف متعلقہ میں محسوب کرتے رہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۰۷ ج ۱)

۱۶۹۔ تصنیف و تالیف کی طرف میری توجہ نہ ہونی کی وجہ

آپ کا مجھ ناکارہ و نالائق کے ملفوظات جمع کرنے کا خیال غلط ہے۔ متقدمین اور اسلاف کرام کے ملفوظات کیا کم ہیں جو ہمارے جیسے ننگ اسلاف کے ملفوظات جمع کئے جائیں۔ (اور مینڈ کی کے لئے نعل تیار ہو)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم سے جو شخص کسی کو نمونہ اور اسوہ بنائے وہ گزرے ہوئے اصحاب میں سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص زندہ ہے وہ ابھی فتنہ سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ فیصلہ خیر القرون کے لئے ہے تو آج ہمارے زمانے کا کیا حال ہوگا۔ لوگ اسلاف کرام کی کتابوں سے نفع نہیں اٹھاتے۔ نہ ان کا مطالعہ کرتے ہیں، ہم جیسے بیکار اور لغو کی کتاب اور ملفوظ سے نفع اٹھانا سراب سے عطش کے

زوال کی امید باندھنا ہے۔ البتہ اسلاف کی تصانیف کو شائع کرنا اور ان کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے، اسی لئے کسی تصنیف و تالیف کا قصدی ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اضاعت وقت سمجھتا ہوں۔ (از مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۰۹ ج ۱)

۱۷۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام

عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمام عمر میں ایک مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہے حسب ارشاد خداوندی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** اور جب کسی مجلس میں آپ کا ذکر آئے تو ایک مرتبہ زبان سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے۔ حسب ارشاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام **الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ**۔ نماز میں بعد التحیات فی القعدة الاخیره سنت مؤکدہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ اور دوسرے اوقات میں مستحب ہے۔ بعض اوقات میں مکروہ اور بعض میں حرام ہے۔ تفصیل کے لئے شامی دیکھئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۳۵ ج ۱)

۱۷۱۔ دیگر مسائل کے جوابات

(۱) تبلیغی سلسلہ کے جاری کرنے کا یہاں پر ارادہ کرنا نہایت محمود امر ہے مگر مسائل مختلف فیہا کو ابتداء میں لانا مقصود بالذات قرار دینا حکمت کے خلاف ہے۔ اس وقت مسلمان عوام پر جہل اس قدر غالب ہو گیا ہے کہ وہ اساس اسلام ایمان، اور اصول دین سے ہی سخت غافل اور نادان ہو گئے ہیں۔ نماز اور جماعت کی پابندی فیصدی پندرہ یا بیس بمشکل پائی جاتی ہے۔ عام مسلمان نماز ہی نہیں جانتے، بلکہ نیچے طبقہ والے خدا اور رسول کو بھی نہیں جانتے۔ توحید اور رسالت

کیا ہے، اسلام کے اصول اور عقائد کیا ہیں۔ تبلیغ میں اہم فالاہم پر توجہ ضروری ہے۔ مسائل اختلافیہ کی بنا پر مخالف پارٹی کے لوگ پروپیگنڈا شروع کر کے عوام کو بدظن بنادیں گے۔ پھر امور متفقہ علیہا پر بھی موثر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے نمازی بنانا اور اصول و عقائد اسلام کو سمجھنا اولاً بالذات ضروری ہے۔ شرک سے نفرت دلاتے وقت عبادت اصنام و احجار و اشجار، حیوانات وغیرہ جو کہ ہنود اور دیگر کفار کرتے ہیں اور جس میں ابناء وطن غیر مسلم قومیں مبتلا ہیں، ان کو ذکر کیا جائے اور عوام کو سمجھایا جائے۔ اس مقام پر قبور اور تعزیہ وغیرہ صراحۃً ذکر نہ کیا جائے۔ جب غیر اللہ کی عبادت سے نفرت خوب اچھی طرح ان کے قلوب میں راسخ ہو جائے اور وہ مانوس ہو جائیں، تب ان کو آہستہ آہستہ ان چیزوں کی برائیوں سے آگاہ کیا جائے، نماز کی وہ اسکیم جس کو میں نے متعدد خطوط میں ذکر کیا ہے، جاری کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ یعنی ہر ممبر اس کا پابند ہو کہ وہ کم از کم دس آدمیوں کو خواہ مرد ہو یا عورت نماز سکھلائے گا۔ اور اس کا پابند بنائے گا۔ نیز وعظ و نصائح میں ایسے الفاظ... استعمال کئے جائیں جو عام فہم ہوں۔ طعن و تشنیع وغیرہ سے احتراز کیا جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۳۶ ج ۱)

۱۷۲۔ آپ حضرات مفت میں غازی بن رہے ہیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے مدد کی جہاد کرنے والوں کی، تو اس نے بھی جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب پایا، اور جو کوئی غازی کے اہل کا قائم مقام ہوا، گویا اس نے جہاد کیا۔ اس صحیح حدیث کے بموجب آپ حضرات مفت میں غازی فی سبیل اللہ بن رہے ہیں۔ اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ۔ کیا آپ کے ذہن میں نہیں ہے؟ بہر حال خوش رہئے، شکر کیجئے، اطمینان سے اور تدبیر سے کام کیجئے۔

”دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است“

ہرگز ہر اسان مت ہوئے۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۲ ج ۱)

۱۷۳۔ شیخ سراج الدین قدیم اور ممتاز محسن ہیں

شیخ سراج الدین صاحب کی تشریف آوری اور صحت سے خوشی ہوئی۔ ان کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض کر دیجئے۔ ہمارے بہت قدیم اور ممتاز محسن ہیں۔ کراچی میں موصوف نے بہت بڑے بڑے احسانات کئے ہیں وہ کیس بھی انہیں کارہن منت ہے۔ (از مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۲)

۱۷۴۔ بزرگوں کی ارواح کو کس طرح

ثواب پہونچایا جائے؟

سوال:- بزرگوں کی ارواح کے لئے ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہے؟ کھانا وغیرہ یا شیرینی یا کوئی اور چیز سامنے رکھ کر، اگر بتی جلا کر، عود وغیرہ سلگا کر قرآن کی چند سورتیں پڑھنا اور اس کھانے اور شیرینی میں سے خود بطور تبرک استعمال کرنا، احباب کو کھلانا اور کچھ غرباء و مساکین کو دینا، کیا یہ صحیح شرعی طریقہ ہے۔ اور کیا اس طریقہ کو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے پسند فرمایا ہے؟

جواب:- ایصال ثواب کا جو طریقہ عوام میں رائج ہے، غلط ہے، عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہی طریقہ متعین ہے، اور رفتہ رفتہ اس میں بہت سی غیر مفید اور جاننازباتیں داخل کر لی گئی ہیں، جو کہ ایصال ثواب کیلئے ضروری سمجھی جانے لگی ہیں۔ مثلاً اس کو تبرک سمجھنا، خود کھانا، بچوں کو کھلانا، احباب میں تقسیم کرنا، اغنیاء کو کھلانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ کھانا

اس بزرگ کا پس خوردہ ہے۔ جس کے نام پر ایصالِ ثواب کیا گیا ہے۔ قرأتِ قرآن اور فاتحہ کو ضروری سمجھنا اور اسی طرح دیگر امور مثلاً جگہ کا لپٹنا، خوشبو سلگانا، پڑھنے کے لئے امام یا مؤذن یا مولوی کا حاضر ہونا، عوام کے اعتقاد میں یہ امور اگر نہ ہوں تو ایصالِ ثواب ہی نہیں سمجھا جاتا اور عوام میں یہ چیزیں محض نام و نمود کے لئے کی جاتی ہیں۔ یا لوگوں کے لعن و طعن سے بچنے کی غرض سے ہوتی ہیں۔ اور بسا اوقات مال بھی حلال نہیں ہوتا۔ بالخصوص میت کے وصال کے بعد اس کے ترکے میں سے جو کچھ کیا جاتا ہے، عموماً ورثہ سے اس کی اجازت نہیں لی جاتی۔ خصوصاً جب کہ وارث بعض یا کل غائب یا نابالغ ہوں۔ اور مزید یہ کہ یہ مال فقیروں مسکینوں کو دیا ہی نہیں جاتا، اور اگر دیا بھی جاتا ہے تو بہت کم اور ادنیٰ قسم کا، عمدہ کھانے کا اکثر حصہ اغنیاء اور اہل خانہ خود ہی کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا کھانا ثواب سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے اس طریقہ کی پسندیدگی کو نقل کرنا غلط ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۸ ج ۱)

۱۷۵۔ کیا عقد نکاح کیلئے گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے

عقد نکاح کے لئے مذہب حنفی میں گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں ہے۔ البتہ ثبوت عند القاضی کے لئے عدالت شرط ہے۔ تحقیق نکاح قاسق معلن بالفسق گواہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۰ ج ۱)

۱۷۶۔ ابابیل کی بیٹ کا کیا حکم ہے؟

ابابیل کے متعلق بعض کتابوں میں تصریح نکل آئی ہے کہ وہ حلال طیور میں سے ہے اس لئے اس کی بیٹ طاہر ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۸ ج ۱)

۱۷۷۔ شیعہوں کے وضو کے بقیہ پانی کیا حکم ہے؟

شیعہوں کے متعلق پوری معلومات تو مولانا عبدالشکور صاحب کو ہے ان سے دریافت کرنا چاہئے۔ مگر میرے خیال میں ان کے وضو کا بقیہ پانی پاک ہے۔ اسی طرح اگر وہ سنی کی جانماز پر نماز پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۸ ج ۱)

۱۷۸۔ شیعہ کے یہاں کھانا کیسا ہے؟

یہ بات نہایت شہرت کو پہنچ چکی ہے کہ شیعہ اگر کسی سنی کو کھانا یا پانی دیتا ہے تو اس میں نجاست ضرور ملاتا ہے۔ اگر اس کو کوئی موقع نہیں ملتا تو تھوک تو ضرور دیتا ہے۔ اس لئے حتی الوسع اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۹ ج ۱)

۱۷۹۔ شب براءت کے حلوے کا کیا حکم ہے؟

شب براءت کا حلوہ کھانے میں فی نفسہ کوئی قباحت نہیں یعنی وہ حرام نہیں ہے، بھال کا اسکو مذہبی جز شمار کرنا غلط ہے۔ اگر کوئی مقتدا ایسا ہو کہ اس کے رد کرنے سے عوام کی اصلاح ہوتی ہو تو اس کو رد کر دینا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۹ ج ۱)

۱۸۰۔ اگر سنی گواہوں کے علاوہ ایک شیعہ گواہ بھی ہو تو

نکاح ہو جائیگا

اگر شیعہ گواہ کے علاوہ سنی گواہ بھی موجود ہیں تو نکاح ہو جائے گا۔ گواہوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کہا جائے کہ تم گواہ رہو۔ مجلس عقد میں حاضری اور الفاظ عقد

کا سننا کافی ہے۔ عورت کے سامنے اجازت لینے کے وقت... گواہوں کا موجود رہنا ضروری نہیں ہے، ایجاب و قبول کے وقت جس میں عورت کا وکیل موجود ہے، گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ فضولی کا عقد بھی صحیح ہوتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۱ ج ۱)

۱۸۱۔ کاہن نامہ میں اگر تفویض طلاق شوہر کی جانب سے ہے تو صحیح ہے یا نہیں؟

کاہن نامہ میں تفویض طلاق اگر شوہر کی جانب سے کر دی جائے گی تو یقیناً صحیح ہوگی، عورت کو اختیار ہوگا کہ حسب شرائط وہ اپنے اوپر طلاق واقع کر لے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۱ ج ۱)

۱۸۲۔ نکاح کے وقت خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے یا بیٹھ کر

اصل خطبوں میں کھڑے ہو کر پڑھنا ہے۔ مگر بیٹھ کر بھی جائز ہے۔ ہندوستان میں عام طور پر اب یہی رواج ہے۔ عرب میں بھی اب یہی رواج ہو گیا ہے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۱ ج ۱)

۱۸۳۔ کیا عید کی نماز کے بعد ملنا اور مصافحہ اور معانقہ کرنا مسنون ہے

عید کی نماز کے بعد ملنا اور مصافحہ و معانقہ کرنا کوئی امر مسنون نہیں ہے۔ لوگوں کی اختراعات اور بدعات میں سے ہے۔ احادیث میں کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ غیبت کے بعد مصافحہ اور طویل غیبت کے بعد معانقہ ثابت ہے۔ یہاں یہ حالت ہے کہ وہ

رفقاء جو نماز میں شریک بلکہ برابر میں کھڑے تھے خطبہ کے بعد معانق ہوتے ہیں اور اس کو امر دینی سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ غلط ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۴ ج ۱)

۱۸۴۔ نینی جیل الہ آباد میں عید

عید کے دن کوشش کرنے پر اجازت دیدی گئی کہ تمام مسلمان قیدی ایک جگہ جمع ہو کر عید کی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اگرچہ حسب قواعد شرعیہ جیل میں اجازت عامہ نہ ہونے کی وجہ سے عید کی نماز کا وجوب نہیں ہے۔ مگر اس لئے کہ اس ذریعہ سے قیدیوں کو ایک دن کی تعطیل اور ملنے کا موقعہ نصیب ہو جاتا ہے ہم لوگ راضی ہو گئے۔ اور پڑھ لیتے ہیں۔ خطبہ میں کچھ وعظ اور نصیحت کا بھی موقعہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ تقریباً ڈھائی سو آدمی نماز کے لئے جمع کر دیئے گئے۔ مسلمان قیدیوں کی تعداد تقریباً چار سو ہے۔ مگر جاہل اور بے نمازی لوگ نہیں آئے۔ باقی سب نے اکٹھا نماز پڑھی۔ اس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک نصیحت کی گئی۔ پھر آپ کی فرستادہ سویاں سب کو کھلائی گئیں۔ آپ کی حسن نیت سے بڑی برکت ہوئی۔ تقریباً دس بارہ سیر دودھ حاصل ہو گیا۔ تمام میوہ جات سے دو بڑی بڑی دیگیچوں میں شیرہ دار سویاں تیار کی گئیں۔ تقریباً تین سو آدمیوں نے کھائیں۔ بعض نے دودو اور تین تین دفعہ کھائیں۔ چیزیں گراں آئیں۔ مگر استعمال کی حیثیت سے سوارت ہوئیں۔ جیل کے اندر اس منظر کی کبھی نوبت نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آپ کا فرستادہ عطر بھی عید میں کام آیا۔ وللہ الحمد والمنة۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۴)

۱۸۵۔ تاریخ کورہائی کا انتظار کریں

چونکہ موسم بدل رہا ہے اس لئے نزلہ، زکام، بخار کا دور دورہ ہے۔ اگر ممکن ہو تو گل بنفشہ کے ساتھ ۲، تولہ گاؤزباں، ۲، تولہ ملہٹی، ۱، تولہ رب السوس، ۲، تولہ سپستان، ۲، تولہ

لعوق پستان، ۴، تولہ خمیر ہنفسہ بھیج دیں، یا ۲۲، تاریخ کا انتظار کریں۔ اگر رہائی نہ ہو تو یہ چیزیں ارسال کر دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۹۵ ج ۱)

۱۸۶۔ ضیافتیں موجب شکر گزاری ہیں

ضیافت اللہ اور آپ کی ضیافت باعث شکر گزاری ہیں۔ آپ نے اس قدر تکلیف اور اتنی وسعت فرمائی جس کا بیان اور شکر دونوں قبضہ قدرت سے باہر ہیں۔ اس قدر انواع و اقسام اور اتنی مقدار میں ہرگز نہ چاہیے تھی۔ حالانکہ بہت سے لوگوں میں تقسیم کی گئی۔ پھر بھی کئی روز تک ہم خدام کو اس سے فیضیاب ہونے کی شرافت حاصل ہوتی رہی۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء فی الدارین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۵ ج ۱)

۱۸۷۔ حلفنامہ مسٹر انچارج پولیس اسٹیشن روڑ کی

میں روڑ کی میں پولیس اسٹیشن کا انچارج ہوں۔ جو واقعات اس حلفنامہ میں درج ہیں، ان سے پوری طرح واقف ہوں۔

(۲) مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمود حسن کے مریدین خاص میں سے ایک ہیں وہ مولانا محمود حسن جو کہ ریشمی خطوط کے بانی مہانی تھے۔

(۳) مولانا حسین احمد مدنی سازش مذکور کے سلسلہ میں عرب بھیج دیئے گئے تھے، وہاں سے ہندوستان لوٹے ہوئے گرفتار کئے گئے۔ اور مالٹا میں نظر بند کئے گئے۔

(۴) ۱۹۲۰ء میں مولانا حسین احمد مدنی ہندوستان واپس آئے اور تحریک خلافت کے چلانے میں خاص حصہ لیا۔ وہ امیر الہند کے عہدہ کے امیدوار تھے تاکہ اس کے ذریعہ جہاد کا فتویٰ دے سکیں۔ ۱۹۲۱ء میں خلافت کمیٹی کی مجلس منتظمہ کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔

(۵) علی برادران کے ساتھ مقدمہ فتویٰ کراچی میں سزایاب بھی ہوئے تھے۔

(۶) مولانا مدنی نے ۲۵، ۲۴ کو سہارنپور میں ایک آگ لگانے والی تقریر کی تھی۔ جمعیت علماء سہارنپور سے خاص تعلق تھا۔ اس کے ذریعہ سے ولایتی مال کے بائیکاٹ کی تبلیغ کرتے تھے۔ جس میں انگریزی مال بھی شامل ہے۔ اور کھدر کی اشاعت کرتے تھے۔

(۷) مولانا مدنی نے ۱۹۳۸ء میں مراد آباد میں صوبہ جمعیت علماء کی صدارت کی، اور صوبہ خلافت کمیٹی کے بھی صدر منتخب ہوئے۔

(۸) مولانا مدنی مئی ۳۰ء میں نوجوان بھارت سہارنپور کے جلسہ میں شرکت کی اور گورنمنٹ کے خلاف بہت سخت تقریر کی۔

(۹) مولانا مدنی ۳۲ء میں مجلس احرار کے لئے چندہ جمع کیا۔ اور جمعیت علماء ہند کے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے۔ جو کہ اس وقت دہلی میں غیر قانونی جماعت تھی، ان کے اوپر اس امر کی ایک نوٹس قیمل کی گئی کہ وہ دہلی میں داخل نہ ہوں لیکن انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی، جیل بھیجے گئے، بعد میں اگست ۳۲ء ۱۹۳۷ء میں رہا ہوئے۔

(۱۰) مولانا مدنی نے ۳۶ء ۱۹۳۷ء کے عام انتخابات میں کانگریس کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی پوری اور انتہائی کوشش کی۔

(۱۱) مولانا مدنی نے ۳۷ء میں ولایتی مال کے بائیکاٹ کی کوشش کی، اور انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ آنے والی لڑائی اور بادشاہ کے جشن تاجپوشی میں شریک نہ ہوں۔

(۱۲) ۳۷ء ۳۸ء میں مولانا مدنی کا دہلی میں داخلہ چھ ماہ کے لئے بذریعہ تحریری حکم روک دیا گیا۔

(۱۳) مولانا مدنی ۳۷ء میں ہری پورہ کانگریس کے اجلاس میں شرکت کی اور صوبہ کانگریس کمیٹی کے نائب صدر تھے۔

(۱۴) ۴۰ء میں مولانا مدنی نے آزاد مسلم کانفرنس جو پورہ کی صدارت کی اور اس میں انگریزوں کے خلاف بہت زبردست تقریر کی۔

(۱۵) مولانا مدنی نے اگرچہ گاندھی جی کے خاص حکم کے ماتحت ۱۹۴۰ء میں انفرادی ستیہ گرہ میں حصہ نہیں لیا۔ مگر اس وقت کانگریس مجلس منظمہ کے ایک ممبر تھے۔

(۱۶) اپریل ۱۹۴۲ء میں دو تقریریں پچھرا یوں اور سہارنپور میں۔۔۔ کیں۔ پچھرا یوں کی تقریر کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلایا گیا۔ دفعہ نمبر ۳۶ قانون تحفظ ہند کے تحت چھ ماہ سزا ہوئی۔

(۱۷) مولانا مدنی کا نام سنزل گورنمنٹ کی فہرست ”الف“ پر اور صوبہ کی گورنمنٹ کی فہرست ”الف“ پر درج ہے۔ جو کہ کسی وقت تیار کی گئی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں اگست میں عام گرفتاری سے قبل اس فہرست میں انہیں لوگوں کا نام تھا جو خاص طور سے خطرناک سمجھے جاتے تھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸۷)

۱۸۸۔ سبز چائے کہاں پیدا ہوتی ہے کہاں

استعمال کی جاتی ہے؟ کس طرح بنائی جاتی ہے؟

عید مبارک ہو، بمبئی میں رویت ۲۹، ذیقعدہ کو ہوئی ہے، وہاں بھی عیدالہ آباد کی طرح بدھ کو ہوئی ہوگی۔ مرسلہ سبز چائے بہت کام آئی، اور خواہش بھی تھی، اس لئے باضابطہ خط میں میں نے جلد بھیجنے کا لکھا تھا۔ تقریباً ۲۰۰ سو آدمیوں سے زیادہ کو پلائی گئی جو کہ نماز عید میں شریک تھے، یہ آپ کی برکت تھی۔ اگر چائے اور نہ ہوتی تو کس طرح یہ کام ہو سکتا، فللہ المنۃ ولکم۔

آپ نے سبز چائے رکھ لی، بہت بڑا احسان کیا، لکھنے کی ضرورت نہ تھی، میں بہت خوش ہوں، مگر یہ تو فرمائیے کہ اس کا بنانا بھی آپ کے خادموں میں سے کسی کو آتا ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ مجھ بلا لیتے۔ میں بنادیتا۔ اگر پسند خاطر ہوتی تو ملازمین والا کو سکھا دیتا یا ملازم بن جاتا۔ یہ چائے چین یا جاپان سے آتی ہے۔ ہندوستان، کالکا، دہرادون وغیرہ میں اس کے باغات ہیں۔ مگر وہ اس قدر لطیف

اور عمدہ نہیں ہیں۔ دودھ کی چائے میں تو کام آ جاتی ہے۔ مگر سادہ چائے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ سبز چائے فرنیئر، افغانستان، حجاز، نارتھ افریقہ، الجیریا، مراکش وغیرہ میں بکثرت استعمال کی جاتی ہے۔ عمدہ سبز چائے کی قیمت زیادہ گراں ہے۔ چینی چائے کے صندوق بمبئی میں نہیں کھلتے۔ سیدھے پشاور چلے جاتے ہیں۔ جنگ سے پہلے پشاور میں یہ چائے سات روپیہ سیر بکتی تھی۔ اب قیمت معلوم نہیں۔ پشاور ہی کے ایک عنایت فرما نے پہلے بھی بھیجی تھی۔ اور یہ بھی بھیجی ہے، میں دیوبند میں ظہر کے بعد اس کو سادہ پیا کرتا تھا۔ اور موجود احباب بھی اس کو نوش فرماتے تھے۔

چائے دانی میں اس کی پتی ڈالی جائے۔ اوپر سے کھولتا ہوا پانی ڈال کر بند کر کے ٹی کوزی سے ڈھک دیا جائے تاکہ دم آ جائے۔ اہل تکلف تو اس میں عنبر کی خوشبودیتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چمچی میں سوراخ کر کے اس میں عنبر بھر دیتے ہیں پھر چمچی کو چائے دانی میں ڈال کر حرکت دتے ہیں۔

متوسط الحال طبقہ اس میں سفید الائچی کوٹ کر۔ تاکہ دانے ٹوٹ جائیں، دو تین دانے الائچی کے ڈال دیتے ہیں۔ بعض اہل تکلف سبز پودینہ ڈال دیتے ہیں۔ دودھ کی چائے بنانے کے لئے اس کو خوب اوٹانا چاہیے۔ اس کے بعد اس کو ٹھنڈا کر لیا جائے، چاہے پانی ملا کر یا رکھ کر، پھر اس کو اچھالا جائے، یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ مثل کتھا کے پانی کے ہو جائے۔ پھر اس میں دودھ زیادہ مقدار میں ڈال کر حسب ضرورت شکر اور چند دانہ الائچی ڈال کر جوش دیں، اس کے بعد استعمال فرمائیں۔ (از مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۹۰ ج ۱)

۱۸۹۔ صراطِ مستقیم، ہی سید احمد شہید کے ملفوظات ہیں

صراطِ مستقیم حضرت سید احمد شہید کے ملفوظات ہیں، ان ملفوظات کو ترتیب دے کر حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کو سنایا ہے۔ بعد میں شائع کیا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۹۰ ج ۱)

۱۹۰۔ امداد السلوک رسالہ مکیہ کا ترجمہ ہے

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے جس پر ان کو ایک مقبول دعا کی بشارت ان کے مرشد مرحوم کے پیر بھائی اور مربی حضرت حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ اور اس ترجمہ کو بہت پسند فرمایا تھا۔ مولانا شیخ محمد تھانوی کے ترجمہ کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ اس میں حضرت گنگوہیؒ نے کہیں کہیں کچھ زیادتی بھی کی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۹۰ ج ۱)

۱۹۱۔ صدقہ اور قرض حسنہ کا ثواب

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے سورہ مزمل کی تفسیر میں روایت نقل فرمائی ہے کہ صدقہ کا ثواب ایک کا دس اور قرض حسنہ کا ایک کا اٹھارہ ہے، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں ایک درم خیرات کرتا ہے اس کو دس درہم کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جو شخص خدا کے لئے کسی کو قرض دیتا ہے اس کا ثواب اٹھارہ لکھا جاتا ہے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں دیتا ہے تو وہ کبھی محتاج کو پہونچتا ہے کبھی غیر محتاج کو، اور قرض انسان اسی وقت لیتا ہے جب کہ اس کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے قرض دینے کا ثواب صدقہ دینے کے ثواب سے زیادہ ہوتا ہے۔

اور کئی گنا ثواب کی توجیہ یہ ہے کہ جب ایک درہم صدقہ دس درم کے برابر ہو جاتا ہے اور اس جگہ ایک درم بوجہ اس کے کہ قرض ہے اس شخص کو دینا ہوگا کہ اس کا مطالبہ باقی ہے پس گویا ایک درہم قرض دینا نو درہم صدقہ دینے کے برابر ہے۔ اور جب نو کو دو گنا کرتے ہیں تو اٹھارہ ہو جاتے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۰۸ ج ۱)

۱۹۲۔ اگر میں تسخیر کا کوئی عمل جانتا تو جیل کیوں میں پڑا ہوتا

میرے محترم! اگر کوئی عمل تسخیر کا ایسا ہوتا تو میں یہاں جیل ہی میں کیوں پڑا ہوتا۔ سب بڑا عمل تسخیر کا تقویٰ ہے اِنَّ الدِّينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے، ہر چیز میں اخلاص، للہیت، اور تقویٰ کو نصب العین قرار دیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۳۰۷)

۱۹۳۔ حضرت گنگوہیؒ کو خواب میں دو مرتبہ اور

حضرت شیخ الہند کو کئی مرتبہ دیکھا

(بنام حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری) میں بفضلہ تعالیٰ نہایت صحت و عافیت سے ہوں، بہت زیادہ مطمئن الحاضر ہوں۔ رمضان شریف بھی بہت اچھی طرح اور اطمینان سے گزرا۔ کاش اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے۔ حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ کو خلاف معمول خواب میں دو مرتبہ نہایت شفقت اور محبت سے دیکھ چکا ہوں، میری نالائق ہرگز ایسی عنایت کی مقتضی نہ تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ کو بھی کئی مرتبہ دیکھا۔ کیا عجب کہ ان اکابر کی توجہ روحانی سے میری کچھ اصلاح ہو جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۰۹ ج ۱)

۱۹۴۔ بخاری کیلئے حضرت شیخ الہندؒ کے تراجم اور

بخاری کے حواشی بہت کارآمد ہیں

آپ کے لئے یہ اسباق بہت مبارک ہیں ہمت مت ہاریئے، خواب اچھے ہیں۔ اتباع سنت کا خیال رکھئے۔ موجودہ مسموم فضائیں آپ کے قدم کو اتباع نبوی

سے ڈمگانہ سکیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے تراجم ابواب، سندھی کا حاشیہ علی البخاری اور فتح الباری کو مشعل راہ بنائیں۔ میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ خود بخاری پر حواشی بھی بہت کارآمد ہیں۔

۱۹۵۔ روزانہ درس کیلئے بخاری کے سند کے الفاظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِذَعَةٍ وَكُلُّ بِذَعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا إِلَى الشَّيْخِ الْإِمَامِ الْحَافِظِ الْحُجَّتِيِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحَدِيثِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُغِيرَةَ بْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيِّ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ نَفَعْنَا بِعُلُومِهِ (آمین) (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۱۰ ج ۱)

۱۹۶۔ اجازت فی الحدیث

مجھ کو اجازت قراءت و سماعت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب عثمانی سے ہے اور ان کو قراءت و سماعت و اجازت شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی ثم المدنی قدس اللہ سرہ العزیز سے ہے اور ان کو قراءت و سماعت و اجازت حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی ثم الہکی قدس سرہ سے ہے۔ ان کے اوپر کی سند بخاری شریف کی ابتداء میں لکھی ہوئی ہے۔ نیز دوسرے طرق میں میری خصوصی سندیں چھپی ہوئی ہیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اس مقدس کتاب کی، نیز دوسری کتب حدیث اور دیگر فنون کی کتابوں کو پڑھائیں۔ جیسا کہ مجھ کو اسلاف کرام، مشائخ اہل ہند و اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً نے عطا۔۔۔ فرمائی ہیں، اتباع اور اسلاف کرام رحمہم اللہ کے

طریقوں کو مضبوطی سے معمول بہ رکھیں۔ تعلیم اور جدوجہد میں حتی الوسع کسل کو پاس نہ آنے دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۱۰ ج ۱)

۱۹۷۔ کیا آپ سے تعلق انجمن کی ممبری پر موقوف ہے

بنام مولانا احمد علی لاہوری

واللہ نامہ باعث سرفرازی ہوا مندرجہ مضمون سے سخت تاثر ہوا۔ محترم! کیا آپ سے علاقہ کسی انجمن کے وجود و عدم اور اس کی ممبری پر موقوف ہے۔ جس پر آپ متاثر ہوتے ہیں۔ کلا واللہ۔ ہم اور آپ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے دربار کے در یوزہ گر اور اس بنا پر خواجہ تاش ہیں۔ یہ روحانی تعلق کسی طرح نہیں ٹوٹ سکتا۔ اگر مادی اسباب حائل بھی ہو جائیں تو کیا ہے۔ ہماری ارواح ایک ہی دربار گہر بار کی حاضر باش ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۱۱ ج ۱)

۱۹۸۔ ہماری سیاسیات میں شمولیت کا مشغلہ کب تک

بنام مولانا اصغر علی صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید قوی ہے کہ قریبی ایام میں انقلاب حکومت کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس صورت میں ہماری سیاسیات کا مشغلہ بھی ختم ہو جائیگا۔ اس لئے بقیہ عمر کا حصہ اللہ کی یاد میں گزارنا ضروری ہوگا۔۔۔ بے شک ملازمت کے ترک میں آمدنی کی طرف سے خطرات پیش آئیں گے۔ مگر اس راستے میں سلف صالحین کا طرز عمل اور روکھی سوکھی روٹی فاقہ اور نیم گرسنگی کو اختیار کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت و امداد سے اعانت فرمائیگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۱۶ ج ۱)

۱۹۹۔ انگریزوں کی اسلام دشمن حکومت کو

مٹانے کے لئے تحریک

میرے محترم! یہ جو کچھ تحریک ہے اس حکومت کو مٹانے کے لئے ہے جس نے اسلام دشمنی میں کبھی کوئی فروگزاشت نہیں کی۔ یہ توفیق خداوندی ہے کہ اس نے آپ لوگوں کو اس راہ میں جدوجہد کی توفیق عطا فرمائی۔ پہلوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں، اپنا مال اور اولاد کیا کیا خرچ نہیں کیا۔ ہرگز مت گھبرائیے۔ قرآن اور حدیث بشارتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کو اور ان کے گھر والوں کو اطمینان دلائیے اور مستقبل ارادہ پر قائم رہئے اور ان کے گھر والوں کی خبر گیری کیجئے اور کرائیے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص کسی غازی کے گھر والوں اور بال بچوں کی خبر گیری اور خدمت کرتا ہے اس کو بھی غزوہ اور جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

(۲۰۰) ۴۲ء مراد آباد جیل میں

رمضان المبارک کا معمول

بنام حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہی

بچہ اللہ ہم اور رفقاء سب کے سب بخیر و عافیت ہیں، علاوہ حافظ صاحب گنگوہی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب کے، قاری عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ شاہی و صدر کانگریس کمیٹی مراد آباد، مولانا محمد اسماعیل صاحب ایم ایل اے مدرس مدرسہ شاہی مسجد، منشی معین الدین صاحب خلف منشی حمید الدین صاحب مرحوم سنبھلی، مولوی مہدی حسن آف سلیم پور، مولوی عبدالقیوم صاحب اور پیر خورد مولانا اسماعیل صاحب موصوف حضرات ہیں۔

رات میں ہم ایک پارک میں کئے جاتے ہیں جس میں ہم لوگ اور تین خادم کل گیارہ بارہ آدمی ہوتے ہیں اور کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ ۱۰ بجے تراویح کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوپارے میں سناتا ہوں، اب دوسرا قرآن ہو رہا ہے۔ ساڑھے بارہ بجے فارغ ہوتے ہیں۔ پھر سو جاتے ہیں۔ ڈیڑھ اور کبھی دو بجے اٹھتے ہیں۔ نوافل میں قاری صاحب موصوف دوپارے اور مولوی۔۔۔ مہدی حسن صاحب دوپارے سناتے ہیں۔ ان حضرات کا بھی دوسرا قرآن ہو رہا ہے۔ اگر کچھ وقت باقی رہتا ہے تو میں بھی ایک یا دوپارے پڑھ لیتا ہوں، ورنہ سحری کھانے بیٹھ جاتے ہیں، پھر نماز فجر پڑھ کر اس پارک سے نکل کر۔۔۔ حجروں میں آ جاتے ہیں۔ اور کھلے کمروں میں سو جاتے ہیں۔ دس گیارہ بجے تک اٹھتے ہیں اس کے بعد کتابوں کا مطالعہ، سیاسی مذاکرات، تصنیف، کھانے پکانے والی اشیاء کے منگانے، نمازوں، دور قرآن کا سلسلہ روزانہ غسل وغیرہ کرنا رہتا ہے۔ ۹ بجے شب میں پارک مذکور میں چلے جاتے ہیں۔ یہ ہے جیل میں ماہ مبارک کا روزانہ کا معمول۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۲ ج ۱)

۲۰۱۔ مراد آباد جیل سے حضرت حاجی صاحب کیلئے قربانی

بنام مولانا حکیم انظار احمد صاحب مراد آباد

کیا یہ ممکن ہے کہ میرے حساب میں ایک بکرا دس روپے تک میں خرید لیا جائے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اس کی قربانی کر دی جائے اس میں آدھا آپ رکھ لیں اور باقی ہمارے پاس بھیج دیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۳ ج ۱)

۲۰۲۔ بعض ممبران شوریٰ کو جیل میں بند مدرسین کی تنخواہوں پر اعتراض

مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ممبران شوریٰ کو ان مدرسین کی تنخواہوں پر اعتراضات اور شبہات ہیں کہ جو ان دنوں قید و بند کے مصائب میں مبتلا ہیں۔ اس لئے میں

مندرجہ ذیل امور کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ممبران کے سامنے میرے خیالات رکھ دیں، ممکن ہے کہ اس سے کوئی روشنی حاصل ہو سکے۔

(۱) اس وقت جو حضرات گرفتار کئے گئے ہیں، وہ کسی فعل اختیاری مثلاً قانون شکنی وغیرہ کی وجہ سے نہیں پکڑے گئے ہیں۔ بلکہ حکومت نے مستقبل میں خطرہ کی وجہ سے دفعہ ۲۶ وغیرہ کے تحت نظر بند کر دیا ہے۔ کوئی جرم ان حضرات پر عائد نہیں کیا ہے، نہ مقدمہ چلایا ہے اور نہ نظر بندی کی کوئی مدت متعین کی ہے۔ اگرچہ یہ حضرات جمعیت علماء ہند اور کانگریس کے باضابطہ ممبر تھے مگر یہ چیز اس گرفتاری کا سبب نہیں ہوئی۔ مولانا فخر الدین صاحب نہ صرف جمعیت علماء کے عام ممبر ہیں بلکہ وہ جمعیت علماء کی ورکنگ کمیٹی کے بھی ممبر ہیں۔ اور ورکنگ کمیٹی کے اس اجلاس میں بھی شریک ہوئے ہیں جس میں سول نافرمانی کی تحریک پاس ہوئی تھی اور مولانا موصوف پاس کرنے والے بھی تھے، مگر وہ گرفتار نہیں ہوئے اور وہ ممبران جمعیت گرفتار ہوئے جو اس اجلاس کی صدارت یا رکنیت کر رہے تھے۔ مولانا عبدالحق صاحب مدنی جمعیت کے اجلاس کی صدارت کر چکے ہیں مگر وہ بھی گرفتار نہیں کئے گئے۔

خلاصہ یہ کہ گرفتاری ایک آسانی اور ناگہانی مصیبت ہے جو ان اصحاب ثلاثہ پر نازل ہوئی ہے۔ کانگریس کی ممبری اس کا سبب نہیں۔ بہت سے کانگریس کے ممبران آج بھی آزاد ہیں۔ حکومت کو ان حضرات کے بارے میں کیوں خطرہ پیدا ہوا۔ اس کی ذمہ داری حکومت اور اس کے کارکنوں پر ہے۔ ان حضرات کے کسی فعل پر نہیں ہے۔

(۲) مصائب سماویہ اور اتفاقیہ میں مثل امراض درد سر وغیرہ میں اسباق کا تعطل بدیہی امر ہے۔ ایسے ہی ادائے فریضہ حج کے زمانہ میں ایام تعطیل کی تنخواہ دینا، بڑھاپے اور ضعف کے ایام میں پنشن کا جاری ہونا مشہور و معروف امر ہے۔

(۳) ان حضرات کی گرفتاری کسی مدت اور وقت کے ساتھ محدود نہیں، آج اگر حکومت بدل جائے تو ممکن ہے کہ کل یہ رہا ہو جائیں اور اسباق کو انجام دینے کے لئے

مستعد نظر آئیں، یا اگر حکومت کو اطمینان ہو جائے کہ مستقبل میں ان حضرات سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو آج وہ ان کی قید و بند سے کنارہ کش ہو جائے۔

(۴) ارباب شعبہ تعلیم کا جس طرح یہ فریضہ ہے کہ وہ تعلیمات کو جاری کریں، اسی طرح ان کا یہ بھی فریضہ ہے کہ قابل ترین مدرسین کو مہیا کریں اور ان کو علیحدہ نہ ہونے دیں، جنہوں نے سالہا سال خدمات انجام دی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے مخلص ماہر قابل اہل تدریس بروقت اور ہر جگہ دستیاب نہیں ہوتے۔ اور نہ ہر عالم اور ہر مدرس ادارہ کی قابل قدر خدمت انجام دے سکتا ہے اس لئے جب تک ایسے مدرسین کی ہمت افزائی اور ان کے ایام مصائب میں اہل و عیال کی خبر گیری نہ کی جائیگی، یہ متاع ہاتھ نہ آئے گی۔

(۵) مسلمانوں کے علمی مراکز صرف تعلیمی خدمات کے انجام دینے کے لئے نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی دینی اور دوسری ضروری خدمات بھی ان کے فرائض میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ روم و روس میں حضرت نانوتوی قدس سرہ اور مدرسین نے باقاعدہ دورے کئے اور چندہ کی ایک عظیم الشان مقدار جمع کر کے ترکی بھیجی۔ اس زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں قفل رہا اور تنخواہیں دی گئیں۔

جنگ بلقان میں حضرت شیخ الہندؒ اور دیگر مدرسین دارالعلوم نے تقریباً ایک ماہ سے زائد درسی خدمات بند کیں اور ملک میں دورے کر کے چندہ جمع کیا اور ہلال احمر کی شاندار اعانت کی۔

تحریک خلافت کے ایام میں مولانا حافظ احمد صاحبؒ اور مولانا حبیب الرحمن صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ لاہور، گیا، سیوہارہ اجلاسہائے جمعیت و خلافت میں خود شریک ہوئے اور ملازمین و مدرسین بھی شریک ہوئے۔ اور ان ایام کی تنخواہات بھی جاری رکھی گئیں۔

شارڈا ایکٹ، حج بل، وقف بل وغیرہ کے لئے بھی اس قسم کی جدوجہد کی گئی،

مدرسین وغیرہ کی شرکت اور اسباق کے تعطل کی نوبت آئی۔ شدھی شنگٹھن وغیرہ نحوستوں کے زمانے میں ملکاتہ راجپوتوں کے علاقوں میں علماء اور مدرسین کے وفود بھیجے گئے اور ان کی تنخواہیں جاری رکھی گئیں

ایسے اوقات میں کام کرنے والے علماء ہی ہو سکتے ہیں اگر ان کے اہل و عیال کی خبر گیری نہ کی جائے تو یقیناً اسلام اور مسلمانوں کا بہت زبردست نقصان ہوگا۔

مذہبی جلسوں اور مناظروں وغیرہ میں علماء اور مدرسین کا شریک ہونا اور تدریسی خدمات کو معطل کرنا نہ صرف آج بلکہ اسلاف کرام کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔

پادری فنڈر سے مناظرہ، شاہجہانپور کا میلہ خدا شناسی، روڑ کی وغیرہ کے مناظرہ کے احوال کو ملاحظہ کیجئے۔

جمعیت علماء ہند کو قائم کرنا، آزادی ہند کے لئے جدوجہد کرنا ان ہی دینی اور مذہبی خدمات کی وجہ سے اشد ضروری سمجھا گیا۔

اختلاف رائے اور چیز ہے۔ پس جو لوگ بھی اس میں حصہ لے رہے ہیں وہ کسی ادارہ علمی کے مقاصد کے علاوہ کسی اور مقصد میں حصہ نہیں لے رہے ہیں۔

سیاسیات خواہ قدیمہ ہوں یا حاضر مذہب اسلام سے خارج نہیں بالخصوص اس زمانہ میں جب کہ موجودہ سیاسی مصائب ہر قسم کے مصائب کے لئے سرچشمہ بنے ہوئے ہیں، مسلمانان ہند ہر چہار جانب سے مذہبی بربادیوں میں مبتلا ہیں۔ نیز بیرون ہند کے مسلمانوں کے مصائب بھی ہندوستان کی غلامی کے مرہون منت ہیں۔ اس لئے مراکز علمیہ اس کی ذمہ داری سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۶ ج ۱)

۲۰۳۔ مدرسہ شاہی کے فرائض

بالخصوص مدرسہ شاہی ابتداء سے مسلمانان مراد آباد کی مختلف ضروریات کا متحمل

رہا ہے۔ اس کے مدرسین کے فرائض صرف تعلیمی نہیں رہے ہیں۔ بلکہ جب مسلمانوں کیلئے کوئی مذہبی ضرورت پیش آئی تو یہاں کے مدرسین اور علماء نے انجام دیں اور نہ صرف مراد آباد شہر میں بلکہ اطراف و جوانب اور ضلع کے باہر بھی انجام دی ہیں۔ ۱۳۰۲ء وغیرہ میں بھی مدرسین کو قید و بند کے واقعات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ اور ان کو مدرسہ سے تنخواہیں دی گئی ہیں۔ ہاں اس زمانہ میں جب کہ جمعیت کی ہدایت کے مطابق بعض مدرسین نے جمعیت کے پلیٹ فارم سے سول نافرمانی کی، تو جمعیت نے ان کے اہل و عیال کا تکفل کیا۔

ان گرفتار مدرسین کے اسباق کا انتظام جب کہ مہتمم صاحب اور دوسرے مدرسین اس بناء پر کر رہے ہیں کہ تعلیم کا حرج نہ ہو اور گرفتار ہونے والوں کے اہل و عیال کی خبر گیری کی جائے تو بظاہر پس و پیش کی کوئی وجہ اجرائے تنخواہ میں معلوم نہیں ہوتی۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات ان کی تنخواہیں جاری رکھیں اور اس کا اختیار تمیزی مہتمم صاحب کے سپرد کر دیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۶ ج ۱)

۲۰۴۔ جانشین شیخ الہند لکھنے پر اظہار ناراضگی

آپ حضرات آئے اور گئے۔ دوسری ملاقات کے شوق میں پہلی ملاقات کو بھی ناقص چھوڑا۔ میں پہلے ہی بوجہ خلاف قانون دوسری ملاقات سے مایوس تھا۔ مگر آپ نے اعتبار نہ کیا۔ خیر کی کوئی ضرورت بھی ایسی نہ تھی۔

مجھے آپ کے لائے ہوئے رسالوں کو دیکھ کر سخت افسوس ہوا، حالانکہ خوش ہونا چاہئے تھا، ان رسالوں کے ٹائٹل پر خلیفہ اور جانشین خاص کا لفظ میرے نام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ یہ کس قدر ظلم، کذب اور افتراء ہے جس کو آپ حضرات خود سمجھتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ خلیفہ ہونا بغیر تحلیف کے ممکن نہیں ہے۔ پھر حضرت شیخ الہند نے کب

اور کس وقت مجھ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ میں تو حضرت سے بیعت بھی نہیں، اگرچہ انہوں نے اپنے کرم و عنایت سے میری مکمل ظاہری و باطنی تربیت فرمائی۔ جس کی وجہ سے مجھ کو بے حد فوائد حاصل ہوئے۔

اسیری مالٹا کے زمانہ میں میری باطنی اصلاح کے لئے مخفی طریقے پر توجہ مبذول رکھی اور کیوں نہ رکھتے، میں ان کا ہی تھا اور ہوں۔ اگر میری قابلیت فاسد اور استعداد کا سد نہ ہوتی، تو بیشک آج میں آدمی ہوتا اور روحانی کمالات کا ایک گلدستہ نظر آتا، مگر بد قسمتی کا علاج کیا ہے۔

نہ شگوفہ ام، نہ برگے، نہ ثمر، نہ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا
جیسے کالے توے پر کتنی ہی روشنی ڈالی جائے اس کا روشن ہونا اور اس کا روشن کرنا
دونوں ممتنع ہے اسی طرح مجھ جیسے نالائق و ناکارہ کی حالت واقع ہوئی ہے۔
کعبہ بھی گئے پر نہ چھٹا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی
مہربانی کر کے اس کے انسداد کی فکر کیجئے۔ جتنے ٹائٹل ہیں ان کو جلواد دیجئے
اور دوسرا ٹائٹل چھپوائیے۔ جس میں خادم یا شاگرد شیخ الہند تحریر فرمائیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۷ ج ۱)

۲۰۵۔ اگر آپ حضرات کا یہی معاملہ رہا تو بہت جلد

مجھ کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا

اگر آپ حضرات مجھ کو اپنے میں سے شمار کرتے ہیں تو خیر، ورنہ میں یہاں سے نکلتے ہی حجاز کی فکر کروں گا، میں خود اپنے نفسی اذکار میں مبتلا ہوں مجھ کو عند اللہ اپنی خلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ میں متحیر ہوں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کس بنا پر

میرے ساتھ یہ (یعنی خلافت کا) معاملہ فرمایا۔ اور لوگوں میں کیوں اس کی اشاعت ہوئی۔ کاش مولوی عاشق الہی صاحب وغیرہ کسی سے اس کا تذکرہ نہ فرماتے۔ ایسی باتوں کی وجہ سے بڑوں پر دھبہ آتا ہے۔ ان کی وقعت نظروں سے گر جاتی ہے۔

خدا نے تین ایسے برگزیدہ بندے جو کہ حقیقی نائب ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم تھے مجھ کو دکھلائے اور کم بیش ان کی صحبت عطاء ہوئی مگر محرومی کے سوا کوئی چیز ہاتھ نہ لگی۔ خدا کے لئے مجھ پر رحم کیجئے۔ اور اس قسم کی تشہیروں سے عالم کو گمراہ نہ کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۸ ج ۱)

۲۰۶۔ رزق کا کفیل دارالعلوم نہیں ہے

ہماری فکر مت کرو ہم تو ساون کی جھڑیاں ہیں۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں سیدھی کرنے کی نعمت ساہا سال تک نصیب فرمائی ہے۔ اسی طریقہ سے دربار رشیدی اور امدادی تک پہونچایا۔ ہم انشاء اللہ ان کے طریقے پر مرثیوں گے۔ خواہ عزت ہو یا ذلت، تکلیف ہو یا راحت، کوئی دوست رہے یا دشمن بنے۔ ہماری یہی دعا ہے کہ اللہ ان ہی بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے اور مارے۔ آمین۔ ہم کو دارالعلوم سے نکالا جائے ہم خوش ہیں، رکھا جائے ہم خوش ہیں۔ رزق کا کفیل دارالعلوم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے۔ روکھی سوکھی روٹی کہیں نہ کہیں سے دیگا۔ گورنمنٹ مجھ کو مسلمانان ہند میں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتی ہے۔ میں اس کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں۔ میں ہر مصیبت جھیلنے کے لئے باری تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے تیار ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۲۳ ج ۱)

۳۰۷۔ کانگریس غیر قانونی جماعت ہے، میں یو، پی کا نائب صدر ہوں

میرے خیالات اور کلمات شارع عام پر ظاہر ہیں۔ جب گورنمنٹ برطانیہ یہاں موجود ہے اور اس کی پالیسی موجود ہے، اس وقت تک میں کیا، ساری قوم اور سرگرم

کارکنوں کے لئے آزادی تقریباً ناممکن ہے۔ ہماری عین تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت شیخ الہندؒ کا سچا تابعدار بنائے اور اسلاف کرام، انبیاء علیہم السلام اور حق تعالیٰ کی رضا نصیب ہو۔ برطانیہ اور اس کے بھی خواہ ہم سے ناراض ہوں، ان سے تکالیف پہنچیں، وہ ہم کو برباد کریں کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ بحمد اللہ مطمئن الخاطر ہوں، خوش و خرم ہوں، مستقبل کی طرف سے مجھے پورا اطمینان ہے اور آخرت کی طرف سے امیدیں بہت قوی ہیں۔ خلاف توقع حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی خواب میں زیارتیں کئی بار ہو چکی ہیں جو کہ نہایت امید افزا ہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۳۷ ج ۱)

۲۰۸۔ ہم کو کسی سے دشمنی نہیں ہے

ہم کو کسی بھی دشمنی نہیں ہے۔ صرف برطانیہ، اس کے احوان دشمنان اسلام سے دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد سے جلد برباد کر دے اور مثل عاد و ثمود ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۳۳۹)

۲۰۹۔ جمعیت علماء ہند کا مسلم لیگ سے اتحاد و تعاون

۱۹۳۶ء کے الیکشن کے لئے مسٹر محمد علی جناح نے جمعیت علماء ہند سے۔۔ اتحاد و تعاون چاہا۔ وہ زمانہ لنگٹن کی حکومت کا تھا اور آزادی خواہ جماعتوں کی ہر قسم کی غیر قانونی جدوجہد پر سخت قسم کی قانونی پابندیاں عائد تھیں۔ مسٹر جناح نے چند گھنٹہ ہم سے گفتگو کی۔ اور اپنی درخواست پر زور دیا کہ میں مسلم لیگ کے اندر رجعت پسند طبقہ سے عاجز آ گیا ہوں، ان کو رفتہ رفتہ لیگ سے خارج کر کے صرف آزاد خیال اور ترقی پسند لوگوں کی جماعت بنانا چاہتا ہوں۔ اور یہ آپ لوگوں کے تعاون کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ لوگ اس میں داخل ہو جائیں۔ ہم نے کہا کہ اگر آپ ان لوگوں کو لیگ سے خارج نہ کر سکے تو کیا ہوگا۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر ایسا میں نہ کر سکا تو میں

خود آپ لوگوں میں آجاؤں گا۔ لیگ کو چھوڑ دوں گا۔ اس پر مولانا شوکت علی صاحب اور دوسرے حضرات نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور تعاون کرنے پر تیار ہو گئے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۲ ج ۱)

۲۱۰۔ دارالعلوم سے پونے دو مہینہ کی رخصت بوضع تنخواہ

میں نے دارالعلوم سے پونے دو مہینے کی رخصت بوضع تنخواہ لے کر اتنی جدوجہد کی کہ ایگر پکچر شٹ پارٹی بوضع اور دوسرے رجعت پسند امیدواروں کو شکست ہوئی اور لیگ کے تیس سے زائد ممبر کامیاب ہوئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۲ ج ۱)

۲۱۱۔ چودھری خلیق الزماں صاحب کا خط

مجھ کو چودھری خلیق الزماں صاحب نے خط لکھا کہ آپ نے تین برس کی مردہ لیگ کو زندہ کر دیا۔ ہم نے عام مسلمانوں سے لیگ کا تعارف کرایا اور اس کی آواز کو ہر ہر جگہ پہنچایا۔ اس وقت مسٹر جناح نے جمعیتہ کا تیار کیا ہوا مینوفسٹو قبول کیا۔ اور اسکو اخبار ”تیج“ میں شائع کیا جس کی پہلی دفعہ یہ تھی کہ اسمبلیوں اور کونسلوں میں اگر کوئی خاص مذہبی مسئلہ پیش ہوگا تو جمعیتہ علماء ہند کی رائے کو خاص وقعت اور اہمیت دی جائے گی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۲ ج ۱)

۲۱۲۔ مسلم لیگ نے کامیاب ہونے کے بعد

اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا

مگر افسوس کہ لیگ نے کامیاب ہونے کے بعد پہلے ہی اجلاس لکھنؤ میں اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیا اور ان انگیریز پرست خوشامدی رجعت پسند لوگوں کو پارٹی میں

داخل کرنے کے پرزور طریقے سے خواستگار ہوئے۔ حالانکہ انکو خارج کرنے کا اعلان کیا تھا اور علی الاعلان ان کی مذمت کی تھی ان کے بارے میں ہر شخص کو معلوم تھا کہ انکی زندگی قومی تحریکات کی مخالفت اور انگریز پرستی میں گزری ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۲ ج ۱)

۲۱۳۔ جناح صاحب کا ارشاد، وہ پولیٹیکل وعدے تھے

جب جناح صاحب سے کہا گیا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو نکال دیا جائے گا، آج ان ہی کو لیگ میں لانے کیلئے آپ خود کوشاں ہیں، تو بگڑ کر کہا کہ وہ پولیٹیکل وعدے تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں خلاف عہد و پیمان کیں جس کی وجہ سے سخت مایوسی ہوئی اور بجز علاحدگی کے کوئی صورت سمجھ میں نہیں آئی۔ انہوں نے مرکزی اسمبلی میں شریعت بل پاس نہ ہونے دیا، قاضی بل کی سخت مخالفت کی، انفساح نکاح کے متعلق غیر مسلم حاکم کی شرط قبول کر لی۔ آرمی بل پاس کر دیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی اسی قسم کی باتیں کیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۳ ج ۱)

۲۱۴۔ جناح صاحب اور مسلم لیگ

برطانیہ کے حامی و مددگار تھے

دس سالہ مدت میں ایسے معاملات کئے جس سے ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ حضرات مسلمان اور ملک کی مصالح کے لئے کچھ کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کی ہمدردیاں سرمایہ داروں، رجعت پسندوں، جاہ پرستوں کے ساتھ ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے حامی اور مددگار ہیں اور حسب تصریحات مینوفسٹو گورنمنٹ بھی ان کی حامی ہے۔

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ ایسی صورت میں ان کے ساتھ رہنا اور ان کی مدد کرنا کس طرح پر جائز ہو سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۳ ج ۱)

۲۱۵۔ غیر مسلم کے ساتھ دوستی مسلم لیگ کا دستور اساسی

غیر مسلم کے ساتھ اتحاد اور دوستی بڑھانا آل انڈیا مسلم لیگ کے دستور اساسی دفعہ نمبر ۲ ضمن نمبر ۳ میں لکھا ہوا ہے۔ دیگر اقوام ہند کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات اور اتحاد بڑھانا، مذکورہ بالا احوال پر غور فرمائیے۔ پھر دیکھئے کہ آپ حضرات کا مسلم لیگ اور اس کے امیدواروں کی امداد کرنا اور جمعیۃ علماء اور مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے امیدواروں کو ناکامیاب بنانا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ کانگریس سے آپ کا تنفر اگر کسی خاص شخص سے اس کی غلط کاریوں کی بنا پر ہے تو بات دوسری ہے۔ لیکن اگر نفس کانگریس اور اس کے اصولوں سے ہے تو میری سمجھ سے بالا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۳ ج ۱)

۲۱۶۔ نوجوان طلبہ کو اپنی تعلیم پوری کرنی چاہئے

میری ہمیشہ سے یہی رائے ہے کہ طلباء کو صرف تعلیم سے واسطہ رکھنا چاہئے۔ ہاں اوقات فارغہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ آپ کے صاحبزادے صاحب نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے بالکل غلط ہے۔ بالفعل اپنی علمی استعداد کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ تعلیمی پروگرام پورا ہو جانے کے بعد جو چاہیں کریں، ان کو اختیار ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۵۴ ج ۱)

۲۱۷۔ مہمان کی غلطی پر حضرت کا معافی چاہنا

مولانا شمس الدین مبارکپوری کے نام

مولوی صاحب موصوف جبکہ میں ایک جلسہ میں تقریر کرنے جا رہا تھا۔ سڑک پر تلے، میں نے ان سے کہا مکان پر چلئے، میں ایک گھنٹہ کے بعد آؤں گا، میں نے گھر پہنچ کر تلاش کیا۔ کھانے کے وقت معلوم کیا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلا، بعد میں معلوم ہوا کہ

کسی مسجد میں بھوکے پیاسے سو گئے تھے۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے میں ان سے معافی طلب کرتا ہوں۔ صبح میں سفر میں روانہ ہو گیا تھا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۶۱ ج ۱)

۲۱۸۔ آئندہ تقسیم کا بار مجھ پر نہ ڈالیں

نواب ساجد حسین میاں سرانے سنبھل کے نام

مبلغ ایک سو روپے کا منی آرڈر موصول ہوا، حسب الحکم جہاں جہاں مناسب سمجھا گیا بطور صدقہ نافلہ دے دیا گیا۔ میں امیدوار ہوں کہ آئندہ اس کی تقسیم کا بار مجھ پر نہ رکھیں گے بلکہ اپنی صوابدید کے مطابق سنبھل وغیرہ میں تقسیم کر دیا کریں گے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۶۲ ج ۱)

۲۱۹۔ میں حضرت مجدد کی اولاد میں سے نہیں ہوں

آنجناب کسی غلطی میں نہ رہیں۔ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے نہیں ہوں۔ حضرت کی اولاد کے لوگ راپور اور دہلی میں خانقاہ مجددیہ میں موجود ہیں۔ نیز میرے مرشد و آقا حضرت گنگوہی قدس سرہ ہیں انہوں نے اگرچہ مجھ کو چاروں طریقوں میں بیعت فرمایا تھا۔ جن میں سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ بھی ہے۔ مگر اصلی طریقہ اور عام تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی چشتیہ صابریہ کی تھی، اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کسی اور بزرگ کا قصد فرمائیں جو کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے جسمانی اور روحانی دونوں نسبتیں رکھتا ہو یا صرف روحانی رکھتا ہو، مگر متبع شریعت اور ماہر طریقت ہو میری باطنی حیثیت بہت گندی ہے۔ پھر اصلی مقصد جس کو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ مجھ میں مفقود ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۶۵)

۲۲۰۔ ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں

اگر کسی دوا کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ناپاک و ناجائز ہے تو اس دوا کو

استعمال نہ فرمائیے۔ مطلقاً ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت شیخ الہند ڈاکٹر عبدالرحمن وغیرہ کا علاج کرتے رہے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۶۶ ج ۱)

۲۲۱۔ جمعیت علماء کا قیام ہر زمانہ میں

مسلمانوں کے لئے لازم ہے

ہم ہرگز اس کو رد نہیں رکھتے کہ احکام شرعیہ میں ادنیٰ سا بھی تغیر کیا جائے اور کسی مسلم یا غیر مسلم کی قیادت کے ماتحت کوئی بھی شرعی حکم چھوڑا جائے۔ اسی وجہ سے جمعیت علماء کا قیام ہر زمانہ میں لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں تاکہ مسلم اس کی ہدایت پر عمل کریں۔ اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں۔ جمعیت نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ قوت باطل سے دب کر احکام میں کوئی تغیر نہیں کرتی اور نہ آج تک اس نے ایسا کیا ہے۔ اور نہ وہ کسی طمع اور لالچ میں آ کر کسی کی مدافعت کرتی ہے اور نہ اس نے آج تک ایسا کیا ہے ناواقفین شریعت اپنے اپنے خیال کے مطابق تنقیدات اور اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ مگر انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کب معاف کیا تھا، جو آج ان سے کوئی امید کی جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۹۲ ج ۱)

۲۲۲۔ مولانا آزاد اسلامی فرائض کی ادائیگی میں

جفاکش و جانباز ہیں

مولانا ابوالکلام آزاد کی ذہانت اور علوم عربیہ کی واقفیت میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ ان کی تصنیف اور مضامین اس کے گواہ ہیں۔ میں نے بارہا ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور جماعت میں شریک ہوا ہوں۔ میں نے کبھی ان کو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شراب کے نشہ میں پایا۔ جو لوگ ان پر اس قسم کے الزام لگاتے ہیں وہ

چشم دید واقعہ ذکر نہیں کرتے۔ اپنے مخالف پر ایسے اعتراضات کرنا مسلمانوں میں ہر زمانہ میں مشاہد ہوتے رہے ہیں۔ ویسے مولانا میں بعض کمزوریاں بھی ہیں۔ جیسے وہ جماعت کے ساتھ نماز پنجگانہ کیلئے مسجد میں ادا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ واڑھی ایک قبضہ کی مقدار میں نہیں رکھتے۔ فوٹو کھینچواتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ اہم مقصد جو کہ فریضہ اسلامی ہے اس میں یقیناً وہ نہایت استقلال اور عالی ہمتی جفاکش اور جانباز ہیں۔ ان کو دینی ہمدردی بھی بڑے پیمانے پر حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۴۰۱ ج ۱)

۲۲۳۔ رؤساء صرف مادیت کے پرستار ہوتے ہیں

اہل دنیا رؤساء سرمایہ دار صرف مادیت کے معترف، ولدادہ اور پرستار ہوتے ہیں۔ ہم جیسوں کو وہ کیا خاطر میں لائیں گے۔ میرے تعلقات اہل ثروت سے نہایت ہی کم بلکہ تقریباً معدوم ہیں۔ یہ لوگ نہ پیر کے ہوتے ہیں نہ فقیر کے۔

۲۲۴۔ قضاء عمری کے متعلق ایک شبہ

حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں قضاء عمری کے متعلق یہ شبہ پیش کیا کہ جب توبہ کر کے کوئی شخص نماز کا پابند ہو گیا۔ اب کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تو پھر توبہ نے ماقبل کو بھی ذمہ سے ساقط کر دیا۔ اب پھر قضاء عمری کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: نمازوں کے قضا ہونے کی وجہ سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک وہ گناہ جو عدول حکمی کی بنا پر ہوتا ہے۔ دوسری چیز ہے فراغت ذمہ یعنی نماز جو وقت کی بنا پر واجب ہوتی تھی تو توبہ اور اس کی قبولیت کی بنا پر وہ گناہ جو عدول حکمی اور احترام وقت

کے ٹھکرانے سے ہوا ہے وہ زائل ہو جائے گا مگر فراغت ذمہ تو جب ہی ہوگا جب کہ
ما وجب کو ادا کر دیا جائے۔ اس لئے قضا ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۴۱۴)

۲۲۵۔ یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں عمل شیطانی ہے۔ اور فلاں عمل غیر شیطانی؟

جواب:- جملہ امور میں نیت کا دخل ہے جو کہ اعمال کے لئے بمنزلہ روح
ہے۔ اگر ابتدائی نیت لوجہ اللہ ہے تو وہ عمل صحیح ہے۔ اور اگر ابتدائی نیت لوجہ الغیر ہے تو
اس عمل کے شیطانی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ چاہے اس کو کتنا ہی سنوارا کیوں نہ
جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۴۱۴ ج ۱)
(تمت جداول ۲، ۴، ۱۴۱۳ھ ج)

۲۲۶۔ مولانا نجم الدین کی تصنیف ”یادگار سلف“ کو دیکھ کر اظہار تائثر

میں نے حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی کی تازہ تصنیف ”یادگار سلف“
جس میں حضرت مولانا سید محمد امین صاحب نصیر آبادی قدس سرہ العزیز کے احوال
اور مناقب ذکر کئے گئے ہیں، دیکھی۔ مولانا نجم الدین صاحب کی مساعی عالیہ ہر طرح
مستوجب تشکرات ہیں جنہوں نے سلف صالحین کی یادگار کے سلسلہ میں ایک بیش بہا
ذخیرہ کا اضافہ فرمادیا ہے۔ اور خلف کے لئے اسوۂ حسنہ کا عظیم الشان سرمایہ مہیا
کر دیا۔ میں بارگاہ عالی میں دست بدعا ہوں کہ وہ کریم کار ساز موصوف کو اس کے صلہ
میں اجر جزیل اور ثواب جمیل سے نوازے۔ اور اس تصنیف سے امت محمدیہ کو صراط
مستقیم اور مسلک صحیح کے لئے معین اور حاصل کر نیکا موقع اور فیض بہم پہنچائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۴۲ ج ۱)

۲۲۷۔ ایک سوال صبر مقدم ہے یا شکر

جواب :- صبر مقدمہ شکر ہے۔ اس لئے اس کو مقدم کیا جانا ضروری ہے۔ صبر میں نفس کے خلاف کوشش ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو بہت مشکل سے تھامنا ہوتا ہے۔ بدیں وجہ تاکید زیادہ ہونی لازم ہے۔ بخلاف شکر کے کہ اس میں اس قدر نفس پر مشقت نہیں ہوتی۔ ورنہ اصلی عبادت شکر ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۷ ج ۱)

۲۲۸۔ میرے نکاح پڑھنے کیلئے مہر فاطمی

کیوں شرط ہوتی ہے

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی فرماتے ہیں کہ عرصہ ہوا، مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مہر فاطمی پر خود پڑھا دیا۔ اور حضرت تھانویؒ کو اطلاع دی کہ شکر ہے کہ باپ نے بیٹی کا نکاح مہر فاطمی پر باندھ دیا ہے۔ اور بہ یک کر شہہ دونوں سنتوں پر عمل ہو گیا۔ حضرت تھانویؒ نے جواب میں فرمایا کہ: سلیمان کی حکومت میں رعایا کی حق تلفی کیوں کی گئی۔ اور مہر مثل جو عروسہ کا شرعی حق تھا محروم رکھا گیا۔

حضرت مدنیؒ کا مہر فاطمی پر اصرار دیکھ کر خلجان ہوا کہ یہ دونوں بزرگ مشائخ اور ائمہ وقت ہیں۔ رفع خلجان کے لئے بارگاہ مدنی میں رجوع کیا تو یہ والا نامہ شرف صدور لایا۔

محترم مولانا: مہر فاطمی کے متعلق حضرت تھانویؒ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سمجھنے سے قاصر ہوں۔

(۱) حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند قدس اللہ اسرارہم نے

اپنے اپنے متعلقین کا نکاح مہر فاطمی پر کیا ہے جو کہ یقیناً حضرت تھانویؒ سے اعلیٰ و ارفع تھے اور ان کے اساتذہ تھے۔

(۲) ہندوستان کے رواج عامہ میں مہر وصول نہیں کیا جاتا ہے اگر کبھی ضرورت ہوتی ہے تو طلاق یا موت کے بعد صاحب جائداد کے یہاں ہوتی ہے۔ ورنہ عموماً مہر کا مانگنا۔ وصول کرنا، نہ قبل العقد نہ بعد العقد کبھی نہیں ہوتا۔ بلکہ عادت نہایت معیوب شمار ہوتا ہے۔ کیا یہ حق تلفی نسواں نہیں ہے۔ اگر اس عادت کو چھوڑ دیا جائے اور مہر کے ادا کرنے کی رسم جیسے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں جاری ہے کر دی جائے۔ تو یقیناً عورتوں کو بہت آسانیاں اور آسائشیں ہو جائیں، یہ حق تلفی کیوں کی جارہی ہے۔

(۳) مہر مثل بہت سے خاندانوں کے اتنے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا ہندوستانی مسلمان اس کے ادا کرنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا، واقعیت تو درکنار، کتب فقہ میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر نکاح میں زوج کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو تو زوجین کا اجتماع سفاح ہوگا۔ بتلائیے کہ وہ خاندان جو کہ حکومت اسلامیہ کے زمانہ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کے مالک تھے۔ آج بھی ان کے یہاں لاکھوں کی مقدار پر مہر چلے آتے ہیں اور بہت سے خاندان والے زیادہ سے زیادہ مہر کی عادت کئے ہوئے ہیں اور یہ محض تفاخر اور نام آوری کے لئے، اور اس پر بھی باراتوں میں اس قدر دو قدح ہوتی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ شرافت اور عالی خاندان کا معیار ہی ان بیوقوفوں کے یہاں مہر کا عالی تر ہونا ہو گیا ہے۔ ان صورتوں میں زوج کیسے ادائے مہر کا ارادہ کر سکتا ہے۔ اس کے گھر میں اتنے کا ورزے بھی نہیں جتنا مہر باندھا جاتا ہے، زباں زد یہ ہو گیا ہے کہ بیوی سے معاف کرا لیں گے۔ بلکہ بعض بیوقوف تو پہلی ہی شب میں بیوی کو مجبور کر کے معاف کرا لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ادائے مہر کا ارادہ کہاں پایا جاتا ہے۔

(۴) حضرت عمرؓ نے کیوں نہ اس حق تلفی کا احساس کیا اور مغالاة فی الصداق سے کیوں منع کیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور نہایت کو نظیر میں

پیش کیا۔

(۵) جس طرح غلط رسوم کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے اس کی بھی ہونی چاہئے۔
(ایک سو بتیس تولہ چاندی (۵۰۰ درہم) ایسی مقدار ہے کہ عام طور پر ہر مسلمان ادا کر سکتا ہے۔ اور اس کا ارادہ بھی رکھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک متبرک طریقہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا ہے جس سے فال حسن اور برکات عظیمہ کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہندوستانی اذہان میں مہر کا وصول کرنا موجود ہی نہیں ہے اور نہ اس کو معاوضہ بضع شمار کیا جاتا ہے۔ بلکہ شرعی رسم خیال کر کے اس کو ذکر کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے تو کیوں نہ وہ عدد لیا جائے جو سب سے برکت والا ہو، نہ ادنیٰ ترین مقدار مہر (دس درہم) ہو اور نہ اعلیٰ ترین (قناطیر مقنطرہ) ہو، اس سے زیادہ شرافت کیا ہوگی کہ یہ مہر سیدۃ النساء اہل الجنت اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے کا ہے فاطمہ بضعہ منی حدیث پر غور فرمائیے۔

باوجود ان امور کے اگر میں خود نکاح پڑھتا ہوں تب یہ شرط ہوتی ہے اور اگر پرھنے والا کوئی دوسرا ہوتا ہے تو شرط نہیں ہوتی۔۔۔ میں شریک ہو جاتا ہوں۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۰ ج ۱)

۲۲۹۔ تیر قضا کی نبی یا ولی کی دعا روک سکتی ہے

مرض دق میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جن صاحب کے لئے دعا کا حکم ہے انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل حکم کروں گا۔ مگر دعا تیر قضا کو جب روکتی ہے کہ نبی یا ولی کی ہو، مجھ جیسے نفس پرور کا کیونکر یہ حال ہو سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۰ ج ۱)

۲۳۰۔ مبارک پورا اور سکروور کا موٹر کا بار صرف میری وجہ سے اٹھانا پڑا

میں خیال کرتا ہوں کہ مبارک پورا اور سکروور کے آنے میں موٹر کار کا بار عظیم دونوں جگہ صرف میری وجہ سے آپ حضرات کو اٹھانا پڑا۔ ورنہ ریٹل اور چھکڑے یا پیدل میں

اس کا آدھا تہائی بھی نہ خرچ ہوتا۔ میں اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا کہ آپ کو اور مولانا عبدالباری صاحب مبارکپوری کو اس قدر زیر باری پر یقیناً۔۔۔ دل میں افسوس اور صدمہ ضرور ہوا ہوگا اگرچہ زبان سے شرم کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکیں۔ میں نے بے حد ظلم کیا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ اب آئندہ آپ حضرات کبھی میرا نام نہیں لیں گے۔ گھر آپ کا والا نامہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ آپ حضرات پھر اس قسم کا پروگرام تجویز فرما رہے ہیں۔ اگر یہ میری طفل تسلی کیلئے ہے تو شکر گزار ہوں اور اگر واقعی ہے تو آپ حضرات کو غور کرنا چاہئے، کہ مجھ جیسے ناکارہ انسان کی وجہ سے اس قدر زیر باری اور تکلیف برداشت کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱ ج ۱)

۲۳۱۔ اصلاح و تبلیغ میں ہمیشہ قول لین کا

خیال رکھنا چاہئے

آپ کو ہمیشہ تبلیغ و اصلاح میں جناب باری عزاسمہ کا ارشاد فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيْنَا اور اذْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ کا خیال رکھنا چاہئے۔ اول الذکر حکم اس فرعون کے بارے میں ہے کہ اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی کا داعی تھا اور ثانی الذکر فرعون عرب کے متعلق ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۱ ج ۱)

۲۳۲۔ مکتوبات کی جمع و ترتیب اگر آپ

مناسب سمجھتے ہیں تو کیجئے

مکاتیب کے متعلق میں نے جو کچھ کہا ہے وہ اپنی بے بضاعتی اور جہالت کی بنا پر ہے۔ احباب اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کی بنا پر میرے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور معاذ اللہ ایسے ایسے القاب اور خطابات سے یاد فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے اولیاء

اللہ ایسے ایسے القاب اور خطابات سے یاد فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ اور علماء امت کے لئے سزاوار ہوں نہ کہ مجھ جیسے ناکارہ کے لئے یہ تو یقیناً میرے لئے خوش بختی ہے کہ ایسے ایسے اہل اللہ اور اکابر عظام کے در تک پہنچا کہ وہ نہ صرف نمونہ سلف تھے بلکہ فخر اسلاف تھے۔ مگر میں اپنی کسل مندیوں کی بنا پر خالی ہی رہا۔

تمہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے تو نجات کی امید ہے۔ ورنہ انتہائی ہلاکت کا استحقاق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرا علم نہایت کم اور محدود ہے اور بہت کم ہے۔ اگرچہ اکابر کے حسن ظن کی بنا پر صدارت دارالعلوم کی جگہ دے دی گئی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مجھ میں اس کی قابلیت نہیں ہے۔ حافظہ نہایت کمزور، سمجھ بہت گری ہوئی اور ناقص ہے اخلاق اور اعمال بہت گندے ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ خطوط کے لئے چونکہ فرصت بہت کم ہوتی ہے۔ ڈاک کی کثرت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مکان پر خالی وقت نہیں ملتا۔ سفروں میں چلتی ہوئی ٹرینوں میں جوابات لکھنے پڑتے ہیں اس لئے مضامین میں غلطی کا احتمال بہت زیادہ ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر میں نے کہا تھا کہ کوئی فائدہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ان کا شائع ہونا اس دعویٰ کے مرادف ہے کہ ”ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں“ مکاتیب حضرت مجدد صاحب قدس سرہ اور اس پایہ کے بزرگوں کے اس قابل ہیں۔ ہم جیسے تو اسی قابل ہیں کہ ہم کو گوشہ گنہامی میں رکھا جائے۔ ان باتوں کے باوجود اگر آپ اس کو مفید سمجھتے ہیں تو کر لیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۷ ج ۲)

۲۳۳۔ اسارت مالٹا کے زمانہ میں چھ افراد خاندان راہی ملک عدم غالباً آپ کو تفصیلی کیفیت ہمارے اعزہ و اقرباء کی معلوم ہوئی ہوگی۔ احقر کے

جدا ہونے کے بعد تقدیر الہی نے وہ افتادیں ڈالیں کہ جن کا بیان مشکل ہے اس میں چھ آدمی ہمارے خاندان کے واہنئی ملک عدم ہوئے۔ والد صاحب، والدہ صاحبہ، میری اہلیہ، میرا بچہ اخلاق احمد، اہلیہ بھائی مولانا سید احمد صاحب، (بانی مدرسہ علوم شرعیہ مدینہ منورہ) دختر بھائی سید احمد صاحب، بھائی صاحبان مع والد صاحب مرحوم اڈریا نوپل میں بند تھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۵ ج ۲)

۲۳۴۔ حضرت شیخ الہندؒ مالٹا میں

نہایت صابر و شاکر ہیں

حضرت مولانا خارق العادت استقامت کے ساتھ نہایت صابر و شاکر ہیں۔ اشغال و اوراد میں مشغول رہتے ہیں۔ ایسی تنہائی کہاں ملی تھی۔
حاشیہ مولانا اصلاحی صاحب

تنہائی کے سب دن تھے تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں

۳۳۵۔ مالٹا میں سورہ تراویح

اس وقت ماہ رمضان میں احقر روزانہ نوافل میں ڈھائی پارہ سناتا ہے اور ایک مصری حافظ ڈیڑھ پارہ پڑھاتے ہیں اور لوگوں کے ہونے کی وجہ سے سورہ تراویح ہوتی ہے ہم سب بہر حال صابر و شاکر ہیں۔ خوش ہیں ”مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ“ دنیا میں اگرچہ بعد ہے لیکن فضل الہی سے قوی امید ہے کہ اپنے بزرگوں کے جملہ وابستگان کو ایک سایہ میں فرمائے گا۔ جسمانی بعد بعد نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۷۷ ج ۲)

۳۳۶۔ مولانا مرتضیٰ حسن کونہ آنیوالے موعودہ

پارسلوں کا شکریہ پہنچا دیں

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری ایک سال سے پوچھ رہے ہیں کہ وہاں کن چیزوں کی ضرورت ہے اور بھاؤ کیا ہے۔ اور دعویٰ مع وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم ایسے ایسے اور اتنے اتنے پارسل بھیجیں گے۔ مگر نہ معلوم کہ یہ کافر ملک مصر کی سخاوت حسب قول منتہی کیا نہیں کی روح میں حلول کر گئی ہے مگر تاہم شکر گزار ہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸ ج ۲)

۲۳۷۔ ہم اپنی آزادی کی ابھی کوئی خبر نہیں

عموماً مالٹا کے قیدیوں کو سرکاری طور پر آزادی کی۔۔۔ خبر دی جا چکی ہے فقط آگبوٹ کا انتظار ہے۔ مولانا دامت برکاتہم (یعنی حضرت شیخ الہند) بخیر و عافیت ہیں، سلام فرماتے ہیں۔ مولوی عزیز گل اور وحید بھی سلام کہتے ہیں۔ بھائی سید احمد بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ محمود احمد مع متعلقین بعض اعذار کی وجہ سے شام میں رہ گئے۔ بہت سے اہل مدینہ ابھی تک شام میں ہیں۔ نہ معلوم آپ کا قیام مراد آباد میں کیوں ہے۔ مولوی قدرة اللہ صاحب مدرسہ شاہی سے علیحدہ ہو کر رنگوں کیوں چلے گئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۸ ج ۲)

۲۳۸۔ ہم لوگ اس وقت ابدال فرشتہ میں مقیم ہیں

ہم کو اپنی نسبت متضاد خبریں مل رہی ہیں۔ چند افسروں کی زبانی تو یہ معلوم ہوا کہ ہم کو چھوڑ دینے اور ہندوستان روانہ کر دینے کا حکم آچکا ہے۔ فقط آگبوٹ کا انتظار ہے۔ بعض افسروں سے یہ معلوم ہوا کہ ابھی کوئی حکم نہیں آیا ہے۔ واللہ اعلم۔

لوگوں کی کمی کی وجہ سے ہم اپنے قدیم کیمپ سے دراولہ براکس منتقل کر دیئے گئے۔ پھر اور کمی ہو جانے کی وجہ سے ابدال فرشتہ میں مقیم ہیں۔ یہاں بہ نسبت دیگر مقامات کے آسائش کے سامان زیادہ ہیں۔ لوگوں کے بہت سے مرسلہ پارسل یہاں نہیں پہنچے۔ حافظ یعقوب صاحب مدتوں سے دو تین پارسل بھیج رہے ہیں۔ مگر کوئی خبر نہیں۔ بھائی سید احمد صاحب و محمود احمد مع اپنے متعلقین کے بخیر و عافیت مدینہ منورہ میں ہیں۔ اخیر ربیع الاول تک کے خطوط آچکے ہیں۔ ہم تو اب سرو سے بھی زیادہ آزاد ہیں ”نے غم و زرد نے غم کالا“ حضرت شیخ الہند دام مجدہم بعافیت ہیں۔ مولوی عزیز گل صاحب بخیر ہیں سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۰ ج ۲)

۲۳۹۔ سویس میں قیام

ہم لوگ سویس میں تقریباً ڈیڑھ ماہ سے بیابانی ہوا کھا رہے ہیں۔ مگر حضرت آگبوٹ تشریف نہیں لائے۔ دیکھا ہماری خوش قسمتی، مگر حقیقت میں واللہ ہم خوش و خرم ہیں۔ ہر طرح کی راحت سے مستفید ہیں۔ خدا عاقبت بخیر کرے۔ ضَرْبُ الْحَبِيبِ ذِيْبُ - بَاطِنُهُ فِيْهِ الرَّحْمَةُ ظَاہِرُهُ مَنْ قَبْلِهِ الْعَذَابُ - (یعنی بظاہر تو اس قید بند کو عذاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مگر اللہ والوں کے لئے اس کے اندر رحمت اور معرفت الہی کی بارش ہوتی ہے اور وہ مدارج طے ہوتے ہیں جن کے لئے صدیاں ناکافی ہوتی ہیں)

حضرت شیخ الہند دامت برکاتہم بخیر و عافیت ہیں۔ سلام فرماتے ہیں۔ آج کل تراجم ابواب بخاری سے متعلق مختصراً یادداشت خود ہی تحریر فرما رہے ہیں۔ مابعد دولت کو تو آرام ہی سے فرصت نہیں۔ کسی کسب کمال کی رغبت کہاں ”جیسے کنہیا گھر رہے ویسے رہے بدلیں“ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۱ ج ۲)

۲۴۰۔ سپرنٹنڈنٹ اگرچہ یورپین ہے مگر اسمیں آدمیت ہے

مخدوم! خدا کے فضل سے مجھ کو نہ یہاں (ساہرمتی جیل احمد آباد) اور نہ کراچی میں کوئی خاص تکلیف ہوئی اور نہ ہے۔ اور اگر کوئی سختی تھی تو وہ اختیاری تھی اگرچہ حکام بالا کے ماتحت حکام کو سخت تاکید ہے کہ ان پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ معمولی قیدیوں کا معاملہ کیا جائے، کی قسم کا کوئی امتیاز نہ ہو۔ یہ لوگ معمولی قیدیوں سے بالکل علیحدہ رکھے جائیں ان سے میل جول اور گفت و شنید کی نوبت بھی نہ آنے پائے، خوراک اور پوشاک وغیرہ بھی وہی ہو مگر حسب گنجائش قانون ہمارے ساتھ بعض بعض مراعات بھی برتی جاتی ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ ان دنوں اگرچہ یورپین ہے مگر بہ نسبت سابق سپرنٹنڈنٹ اور دیگر حکام کے، اسمیں آدمیت اور معقولیت زیادہ ہے۔ اس کو فی نفسہ قیدیوں کے ساتھ عموماً ہمدردی ہے۔ ان کے خورد و نوش، پوشاک وغیرہ کا بہت لحاظ رکھتا ہے۔ اگرچہ یہاں عام قیدیوں کو گیہوں کی روٹی بلا عذر نہیں دی جاتی مگر پولیٹیکل قیدیوں کو دونوں وقت گیہوں کی روٹی ملتی ہے۔ ان روٹیوں میں ریت یا کنکریاں وغیرہ نہیں ہوتیں۔ دال روزانہ ایک وقت، ترکاری دوسرے وقت ہوتی ہے اور اچھی ہوتی ہے۔ دال ہر روز بدل کر دی جاتی ہے۔ بعض قیدیوں کو دودھ بھی ملتا ہے مجھ کو بھی روزانہ ایک پونڈ دودھ ملتا ہے۔ مشقت ابتداء ہی سے بہت سہل کام کی ہے۔ پہلے تو پانچ چھ گھنٹہ کام کرنا ہوتا تھا۔ مگر اب دو ڈھائی گھنٹہ ہوتا ہے۔ اُون کے تاروں کا گولہ بناتے ہیں پہلے سوت کے تاروں کو چرے پر دوہرا کرنا ہوتا تھا۔ ہم کو مذہبی کتابیں دیکھنے کی اجازت ہے۔ پرائیوٹ طور پر مذہبی کتابیں منگا بھی سکتے ہیں۔ ان دنوں یہاں پر ہم لوگ اٹھارہ پولیٹیکل قیدی ہیں۔ ہر ایک علیحدہ علیحدہ کمروں میں رہتے ہیں۔

۲۴۱۔ جیل کا سکون مجبور کرتا ہے کہ

یہاں سے نکلنے کی دعا نہ کروں

میں بلا تکلیف واقعی طور پر عرض کرتا ہوں، کہ مجھ کو یہاں پر کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی ہے۔ بجز اپنے اکابر اور احباب کی دوری کے مگر وہ بھی عارضی ہے جس کو الکتابۃ نصف الملاقاة دور کر دیتی ہے۔ مجھ کو بفضلہ تعالیٰ جو یہاں سکون و اطمینان حاصل ہے وہ عقلی مربعہ میں مجھے مجبور کرتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دعا تک بھی نہ کروں۔ خواہش اور کوشش تو درکنار۔ ہاں رضاء بالقضاء ضروری امر ہے۔ خدا کا ہزار ہا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس قید میں مجھ کو ظاہری اور باطنی بہت سے انعامات سے نوازا اور اگر میں نالائق اور کامل نہ ہوتا تو اب تک بہت کچھ الطاف الہیہ سے فیض یاب ہو چکا ہوتا۔ مگر اپنی بد قسمتی کا گلہ کس سے کروں۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میرے لئے یہ قید رحمت ہی رحمت ہے۔ اگر اخلاص ہو اور خداوند کریم قبول فرمائے تو ہر لمحہ آخرت کے لئے توشہ ہے۔ **فلله الحمد والمنة۔**

الحاصل ہر طرح افضال الہی شامل ہے۔ اپنے ہر دو بزرگوں مرشدنا و مولانا حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کے الطاف بے غایات کو خاص طور سے مبذول پاتا ہوں۔ پھر کیا غم ہے۔ چاہے ایسی قیدیں سالہا سال کیلئے ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنی اور اپنے پیاروں کی رضا عطا فرمائے۔ آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۳۴ ج ۲)

۲۴۲۔ نہ میں محمودی ہوں نہ رشیدیؒ

نہ قاسمی ہوں نہ امدادی

آپ اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے بہت سی باتیں تکلفات کی لکھ رہے ہیں۔

مگر میں ان سے دھوکہ میں نہیں آ سکتا۔ مجھ میں کوئی قابلیت کسی بزرگ کی جانشینی کی نہیں ہے۔ بلکہ بخلاف اس کے اپنے بزرگوں سے انتساب میں بھی مجھ کو سخت ندامت کا سامنا ہوتا ہے۔ میں بجائے اس کے کہ ان کے آثار قدم کا متبع ہوتا، عملی حالت کو اس کے خلاف پاتا ہوں۔ اس لئے بجز اس کے ننگ اکابر کہوں اور کیا کہہ سکتا ہوں مجھ کو نہ اپنے کو محمودی لقب بھاتا ہے، نہ رشیدی، نہ قاسمی نہ امدادی، اور نہ کبھی اس پر جرأت ہوئی۔ ہاں اگر خداوند کریم ان بزرگوں کے کاسہ معرفت و اخلاص اور عمل و تقویٰ میں سے نصیب فرمادے تو اس وقت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں ان بزرگوں کو بدنام کرنے والا ہوں۔ نیک نام کرنیوالا نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۴۴ ج ۲)

۲۴۳۔ کیا راتوں کو آپ نے تنگ نہیں کر دیا

مولانا احمد شاہ صاحب حسپور، مراد آباد کے نام

محترم! یہ طعنے دینا آپ کے لئے مناسب نہیں۔ کیا آپ لوائے رشیدی، محمودی، رحیمی اور امدادی کے عملی و قلبی و روحی ہر طرح سے حامل نہیں ہیں۔ کیا راتوں کو آپ نے تنگ نہیں کر دیا۔ کیا مسجدوں کو آپ نے آباد نہیں کیا۔ اعتکاف رمضان، اذکار و اوراد کے مشاغل عالیہ آپ کے لوازم ذاتیہ نہیں ہیں۔ کیا اسلاف اور بزرگوں کی نظریں آپ پر پڑی ہوئی نہیں ہیں، کیا ان کی صحبتیں اور دائمی مجلسیں آپ کے حصہ میں عرصہ ہائے دراز تک نہیں آئیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور اسی قسم کی صد ہا نعمتوں سے آپ مالا مال نہیں ہوتے رہے۔ پھر مجھ جیسے نالائق کو جس نے اپنی گندگیوں سے خدا کی زمین کو بھر رکھا ہے۔ اور تمام مخلوقات کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس کو ایسے الفاظ اور القاب لکھتے ہیں۔ کیا انصاف اس کو کہتے ہیں۔ کیا آپ کی ذرہ نوازی اور رحمت علی الصغار یہی ہے، بہر حال آپ کا فریضہ ہے کہ آپ کا نیاز مند،

آپ کے بزرگوں کا نام لیوا، تہ ضلالت و غفلت میں سرگرداں و پریشان ہے۔ اس کی ہمت عالیہ اور دعوات صالحہ سے خبر گیری کریں۔ باقی وہ گستاخ تو نیاز مند ہے ہی۔ اس کا فریضہ تو دعا گوئی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۵۴ ج ۲)

۲۴۴۔ صدقہ دافع بلا اور وباء ہے

مرض کا حال معلوم کر کے ملاں ہوا۔ مجھے کوئی خاص دعاء معلوم نہیں جس کو دروازے پر لگا دیا جائے۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس وباء سے آپ حضرات کو نجات دے۔ آپ حضرات بھی دعا کریں اور جہاں تک ہو سکے۔ ایسی حالت میں صدقات و خیرات زیادہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ صدقہ دافع بلا اور وباء ہے۔ اور استغفار کی بھی کثرت ہونی چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۵۵ ج ۲)

۲۴۵۔ ناواقف حضرات کیلئے

شرما کر سفارشیں لکھ دیتا ہوں

آپ کا شکوہ بالکل بجا ہے۔ اولاً جب کوئی شخص کسی کام پر مقرر کر دیا جاتا ہے تو اس کی مصروفیتیں اور اونچ نیچ کا وہی اندازہ کر سکتا ہے۔ بالخصوص جب کہ مخالف جماعتیں قدم قدم پر جائز اور ناجائز تنقیدیں کرتی رہتی ہیں۔ تو پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوتا ہے۔ دوسرے حضرات نزاکت احوال کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

ثانیاً: سفارشیں اگر ایک دو ہوں تو اس کا خیال کیا جائے۔ یہاں یہ حال ہے کہ جب سے قومی حکومت قائم ہوئی ہے۔ لوگوں کا بیشمار ہجوم ہو رہا ہے۔ روزانہ کئی کئی سفارشیں لکھنی پڑتی ہیں۔ مخالف پارٹی کے لوگ جو گالیاں دیتے دیتے آسمان سر پر اٹھا لیتے تھے آج ڈھونڈ ڈھونڈ کر وساطت لاتے اور سفارش لکھواتے ہیں۔ میں مجبور ہو کر ناواقف حضرات کے لئے بھی شرما کر سفارشیں لکھ دیتا ہوں۔

مثلاً: تجربہ ہوا کہ لوگ غلط بیانی کر کے سفارش لکھوا لیتے ہیں، حالانکہ ان کی مسلمیں نجاستوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسے متعدد واقعات پیش آچکے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھ کو سخت شرمندگی پیش آئی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۵۶ ج ۲)

۲۴۶۔ تفسیر بالرائے کی ممانعت

تفسیر کے اندر جہاں تک ہو سکے، احتیاط سے کام کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ لغزش ہو جائے۔ احادیث نبویہ کے مطابق تفسیر اور ترجمہ ہونا ضروری ہے اپنی رائے کو دخل نہو۔۔۔۔۔ متقدمین مفسرین کے اقوال سے باہر قدم نہ نکالنا چاہئے۔ کتب تفاسیر مطالعہ میں رکھئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۵۸ ج ۲)

۲۴۷۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام باقی رہے تو بہت جلد بیدار ہو جائیے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی آئندہ نسلیں ہندوستان میں اسلام کے ساتھ باقی اور زندہ رہ سکیں تو بہت جلد بیدار ہو جائیے۔ مسلمانوں کی جو حالت ہمارے جمود، اختلاف اور تغافل کی وجہ سے ہو گئی ہے وہ نہایت مایوس کن ہے۔ پورے ملک میں پھر نے اور واقعات کو دیکھنے کو بعد یقین کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ غیر مسلم قومیں ہر طرح سے تلی ہوئی ہیں کہ مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ سنبھلے اور جاگئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۶۱ ج ۲)

۲۴۸۔ برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کیلئے

ہندوستان کی دوسری قوموں کو ساتھ لینا ضروری ہے اسلام نے کسی صورت میں بھی غلامی پر قناعت نہیں کی۔ بہت سی نصوص سے

دلالت اور صراحت ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا تقاضا حکومت اور سر بلندی ہے اگر کسی اسلامی ملک پر کفار کا ہجوم ہو تو مسلمانوں پر ان کا دفع کرنا اور ان سے جہاد کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر اس ملک کے مسلمان تساہل سے کام لیں تو تمام مسلمانان عالم پر یہی فرض عائد ہوتا ہے، اسلئے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس ملک کو کفار کے تسلط سے نجات دلانے کیلئے احکام کفار کی نافرمانی سے لے کر جہاد بالاسلحہ تک جو ذریعہ مقاومت بھی ان کے امکان میں ہو اس کو کام میں لائیں۔ مسلمانان ہند کی اجتماعی طاقت اور ان کے موجودہ سیاسی احوال کے پیش نظر چونکہ ہندوستان کے علماء اور تمام اہل الرائے حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ حکومت مسلطہ کے خلاف تشددانہ ذرائع سے جنگ کرنا مسلمانوں کے وسعت اور طاقت سے باہر ہے اس لئے پر امن ذرائع سے جنگ کرنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے لیکن اگر تنہا مسلمان اس قسم کی جدوجہد کریں تو ناکامی بدیہی ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے اس کے سیاسی اور اقتصادی نقصانات بھی بدیہی ہیں۔ اسلئے حکومت کے خلاف پر امن جدوجہد کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہندوستان کی دوسری قومیں بھی اس میں شریک ہوں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۷۱ ج ۲)

۲۴۹۔ آزادی کے بعد مشترک نظام کو موجودہ سامراجی

نظام کے مقابلہ میں اہوں ابلتیتیں قرار دیا جاتا ہے

مختلف قوموں کے اس اشتراک کی وجہ سے آزادی کے بعد ملک میں جو نیا نظام قائم ہوگا۔ اس کی تعمیر میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شریک ہوں گے۔ یہ مشترکہ نظام اگرچہ مکمل طور پر معیار کے مطابق نہ ہوگا، تاہم اس میں مسلمانوں کا ایک اہم اور موثر عنصر ہوگا۔ اب یہ خود مسلمانوں کی حکمت تبلیغ پر منحصر ہے کہ وہ آنے والے نظام کو کس طرح اسلامی معیار پر ڈھال سکتے ہیں انہیں وجہ سے آزادی کے بعد قائم ہونے

والے مشترکہ نظام کو موجودہ نظام کے مقابلہ میں اہوں البلیتیں قرار دیا جاتا ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے بطور خاص اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۷۷ ج ۱)

۲۵۰۔ سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں

(۱)۔ ہندوستان کا آئندہ نظام جمہوری ہوگا۔ جس میں انتخاب کے ذریعہ معینہ عرصہ کے لئے ایک صدر جمہوریہ کا انتخاب ہوگا۔ صدر جمہوریہ کبھی مسلمان ہوگا کبھی غیر مسلم ہوگا۔ لیکن اس کو شاہانہ اختیارات حاصل ہوں گے۔

(۲)۔ مرکزی حکومت میں غیر مسلموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا تناسب اگرچہ کم ہوگا لیکن بنیادی آئین میں مسلمانوں کے لئے ایسے تحفظات رکھے جائیں گے، جس سے مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی حقوق پوری طرح محفوظ رہیں گے اور معاملات جو مرکزی حکومت کے ماتحت ہوں گے وہ بہت ہی محدود ہوں گے۔ مثلاً دفاع، معاملات خارجہ، رسل و رسائل اور بعض محدود مالی اختیارات، اس کے علاوہ تمام معاشرتی و تمدنی مسائل صوبوں کے ماتحت ہوں گے۔ اس لئے اس سلسلہ میں قوانین شرعی کے اجراء اور نفاذ کا سلسلہ صوبائی حکومتوں سے متعلق ہوگا۔ مسلم اقلیت کے صوبوں میں بھی ایسی سہولتیں دی جائیں گی کہ جس سے مسلمان اپنے قوانین اور مسلم پرسنل لا پر آسانی سے عمل کر سکیں۔

(۳) نظام تعلیم صوبوں کے ماتحت ہوگا۔ مسلم اکثریت کے صوبوں پر تو آپکا سوال عائد ہی نہیں ہوتا۔ اقلیت والے صوبوں میں بھی مسلمان صوبوں کے نظام حکومت میں مختلف تناسب کے ساتھ شریک ہوں گے اس لئے ان کا حق ہوگا کہ حکومت سے اپنی مذہبی تعلیم کے تحفظ کا مطالبہ کریں۔ خواہ اس کیلئے مزید ٹیکس وصول کرنا پڑے۔ یا بطور خود اپنی تعلیم کا انتظام کریں جسکی ان کو آزادی حاصل ہوگی۔

(۴) ہندوستان کی آزادی کا سوال محض ایک ملکی اور قومی سوال نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی ملی آزادی کا سوال ہے۔ انگریزی تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اعلاء کلمۃ الحق کے وسائل اختیار کرنے کے لئے نہ صرف ہندوستان کے مسلمان موجودہ حالات سے بہتر حالت میں ہوں گے بلکہ اسلامی ممالک کی غلامی کی زنجیریں بھی کٹ جائیں گی، اسلام کے اجتماعی فرائض ادا کرنے کے لئے وہ ہندوستان کے مسلمانوں سے زیادہ آزاد ہوں گے اور ہندوستان کے مسلمان رضا کارانہ حیثیت سے موثر امداد کر سکیں گے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت میں مسلمانوں کی موثر نمائندگی، پورے ملک میں ان کی کثیر تعداد متعدد صوبوں میں ان کی خود مختار حکومتیں اور ان صوبوں کی جغرافیائی حیثیت مسلمانوں کی قومی و ملی خصوصیات اور ہمسایہ ممالک اور ان کے مذہبی اور سیاسی تعلقات اس بات کی ضمانت ہوں گے کہ ہندوستان کی خارجہ پالیسی اسلامی مصالح سے متصادم نہ ہوگی۔

(۵) بلاشبہ اسلامی قوانین ہی دنیا کے لئے حقیقی امن و سلامتی کے ضامن ہیں۔ ہندوستان کی مشترکہ حکومت میں ان قوانین کی حاکمیت مطلقہ قائم نہ ہوگی اور نہ حدود شرعیہ جاری ہو سکیں گی۔ لیکن یہ خود مسلمانوں کا علمی و عملی فریضہ ہے کہ دوسری قوموں اسلامی قوانین کی یہ حیثیت تسلیم کرالیں۔ انہوں نے البتہ آخری منزل مقصود نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے لئے سعی و عمل کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہندوستان کی آزادی سے یہ راہیں بند نہیں ہو جائیں گی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۳ ج ۲)

۲۵۱۔ ہندوستان کا نظام حکومت

ہندوستان کا نظام حکومت خواہ ایک ہی یونین مرکزی کی بنیاد پر قائم کیا جائے، یا دو جداگانہ ریاستوں کے اصول پر، بہر صورت مشترکہ نظام ہوگا جس میں مسلم و غیر مسلم مختلف تناسب، مگر یکساں حقوق و اختیارات کے ساتھ شریک ہوں

گے۔ محض عددی نسبت کے اختلاف سے اس کی مشترکہ حیثیت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوگا۔ اس مشترکہ نظام کو اسلامی نظام حکومت یا حکومت الہیہ نہیں کہا جاسکتا۔ جہاں تک صوبوں کے داخلی مسائل کا تعلق ہے۔ مرکزی وحدت اور تعدد سے اس میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ ایک مرکز کے ماتحت بھی صوبے اس طرح خود مختار ہوں گے جس طرح دو مرکزوں کے ماتحت ان کو آزادی حاصل ہوگی۔ اس لئے اگر مسلمان چاہیں تو ایک یونین میں شریک رہتے ہوئے اس معاشرتی تمدنی اور اقتصادی مسائل میں اس حد تک اسلامی فکر کو بروئے کار لاسکتے ہیں جس حد تک غیر قوموں کا اشتراک اسکو برداشت کر سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۴۷ ج ۲)

۲۵۲۔ مجوزہ پاکستان کی مشکلات اور نقصانات

پاکستان کے مشرقی و مغربی منطقوں میں بہ ترتیب ۳۹ اور ۴۰ کی نسبت سے ایک منظم موجودہ غیر مسلم اقلیت کی وجہ سے خالص اسلامیت کو بروئے کار لانے میں جو مشکلات سدراہ ہوں گی وہ باخبر لوگوں سے مخفی نہیں، البتہ دفاع، امور خارجہ، مواصلات، کرنسی اور بعض محاصل مالیہ کے بارے میں مرکز کی وحدت اور تعداد سے ایک فرق ضرور نمایاں ہو سکتا ہے۔ وحدت مرکز کی صورت میں یہ مضامین ایک ایسی یونین کے تحت ہوں گے جس میں مسلمانوں کا تناسب زیادہ سے زیادہ ۴۵ فیصدی ہوگا جو بجائے خود ایک اہم اور مؤثر تناسب ہوگا۔ مگر اس صورت میں ملک کی طاقت منقسم ہو کر کمزور ہو جائے گی ہندوستان کی اس مرکزی قوت سے غیر مسلم اقوام کی طرح ہندوستانی مسلمان اور ایشیا کے دوسرے اسلامی ممالک بھی مستفید ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر یہ موضوعات دو مرکز کے ماتحت تقسیم کر دیئے جائیں۔ اور مسلم اکثریت کے صوبوں کا دفاع خارجہ پالیسی، رسل و رسائل وغیرہ ایک علیحدہ مرکز کے تحت دیدیئے جائیں تو بحیثیت مجموعی ملکی و قومی نقصانات کے علاوہ اس کا

سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں ہی کو پہونچے گا، ان کی وحدت فنا ہو جائے گی۔ اور اکثریت کے صوبوں میں ان کی سیاسی و اقتصادی حیثیت فنا ہو جائے گی۔ اور اکثریت کے صوبوں کی مرکزیت حکومت میں ناقابل حل داخلی و خارجی مصائب میں مبتلا ہو جائے گی، بحیثیت مجموعی مسلم اکثریت کے صوبوں کی ہمہ گیر اقتصادی پسماندگی پانچ میں سے تین صوبوں کا خود ملک نشی نہ ہونا ۳۹، ۴۰ فیصدی غیر مسلموں کی منظم اور مؤثر اقلیت کی مقاومت وغیرہ پاکستانی مرکز کے وہ داخلی مسائل ہوں گے، جن سے حکومت عہدہ برآ نہ ہو سکے گی۔ اور اپنی حالت کو سنبھالنے کے لئے کسی دوسری طاقت کا سہارا لینے پر مجبور ہوگی جس کی وجہ سے اقتصادی زندگی کا توازن بیرونی حکومتوں اور غیر ملکی سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پہونچ جائیگا مزید براں یہ کہ حکومت اپنے وسائل کی قلت اور مصارف کی زیادتی کی وجہ سے ملک کی دفاعی ذمہ داریوں کو بھی صحیح طور پر پورا نہ کر سکے گی اس لئے اس۔۔۔ ملک کے دفاع کو دولت برطانیہ کے دفاع سے وابستہ کرنا ہوگا۔ اور اپنے سیاسی مستقبل کی باگ اس کے ہاتھوں میں دینی پڑے گی۔ اس طرح یہ نام نہاد سیاسی استقلال روس یا برطانیہ کی سیاسی و اقتصادی غلامی میں تبدیل ہو جائیگا اپنی کمزوری اور تباہ حالی کی وجہ سے نہ اس کو بین الاقوامی سیاست میں کوئی اہمیت حاصل ہو سکے گی۔ اور یہ حکومت اسلامی ممالک کی کوئی مؤثر امداد کر سکے گی۔ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تعصبات سے برطانیہ کو پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع ہاتھ آئیگا۔ اس طرح ہندوستان سے برطانیہ کے تسلط کے خاتمے کے باوجود اس سر نو پاکستان و ہندوستان میں اس کو اقتدار قائم کرنے کا موقع مل جائے گا۔

پاکستان کے ان یقینی نقصانات کے مقابلہ میں وہ متوقعہ خطرات بالکل بے حقیقت ہیں۔ جو ہندوستان کی ایک یونین کی صورت میں غیر مسلم اقلیت کی وجہ سے پیش آسکتے ہیں۔ اس لئے پاکستان مسلمانوں کے لئے اہون البلیتیں نہیں ہے، بلکہ

ہندوستان کی ایک مرکزی حکومت اہوں البلیتیں ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۵ ج ۲)

۲۵۳۔ ہندوستان دارالحرب ہے

ہندوستان دارالحرب ہے اور اس وقت تک دارالحرب باقی رہے گا، جب تک اس میں کفر کو غلبہ حاصل رہے گا۔ دارالحرب کی جس قدر تعریفات کی گئی ہیں اور جو شرائط بیان کی گئی ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبنا محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ اسرارہم نے اپنے فتاویٰ میں اس موضوع پر بحثیں فرمائی ہیں ان پر کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔
نوٹ:- دیگر علماء ہندوستان کو دارالحربو یہ قرار دیتے ہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۶ ج ۲)

۲۵۴۔ بنکوں میں سود کو چھوڑ دینا جائز نہیں

سرکاری بنکوں میں اور ان بنکوں میں جن کے مالک غیر مسلم ہیں روپیہ جمع کرنا جائز نہیں کیونکہ اس روپیہ سے وہ کاروبار کر کے مالی استفادہ کرتے ہیں اور ان کے منافع کو اسلام اور مسلمانوں کی تخریب پر صرف کرتے ہیں۔ لیکن جمع کرنے کے بعد اس کا سود نہ لینا اور اس کو بنکوں میں چھوڑ دینا بھی جائز نہیں ہے۔ اس روپیہ کو جو بنکوں کے سود کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے، لے کر مسلمانوں کے مقاصد اور ضرورتوں میں صرف کر دینا چاہئے۔

نوٹ:- فتویٰ یہ ہے کہ یہ رقم فقیروں کی بلانیت ثواب تقسیم کردی جائے۔ (مرتب) (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۷۶ ج ۲)

۲۵۵۔ استعانت بالمشرکین

استعانت بالمشرکین اور ان کے ساتھ اشتراک عمل کے بارے میں مولانا مفتی

محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ وغیرہ کی جانب سے جو فتویٰ دیا گیا ہے ان کے جوابات بھی اخبارات اور رسائل کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ مجملہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ انہوں نے حالات کا صرف ایک رخ نمایاں کیا ہے۔ بلاشبہ اگر مسلمانوں میں بذات خود قوت مقاومت موجود ہو اور استعانت بالکفار میں فتنہ کا خوف نہ ہو تو استعانت صرف اس شرط کے ساتھ جائز ہوگی کہ اسلام کا حکم ظاہر اور غالب رہے جیسا کہ قائلین عدم جواز نے پیش کیا ہے۔ لیکن اگر مسلمانوں میں بذات خود قوت مقاومت موجود نہ ہو۔ اور ان کے لئے کوئی دوسری جائے پناہ بھی نہیں ہے۔ تو انہوں نے اہل بیتین کے اصول کے ماتحت بعض کفار کا مقابلہ بعض کفار کی استعانت سے جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے، خصوصاً جب کہ مسلمانوں کے مفاد اور مصالح بھی پیش نظر ہوں تو ایسی استعانت بالکفار کے جواز میں شبہ نہیں ہے۔ جواز استعانت کی ان صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مشرکین کے ساتھ ان شرائط پر اشتراک عمل کرنا کہ اس مشترکہ جدوجہد میں فتح حاصل کرنے کے بعد ملک کے نظام حکومت میں ان کا ایک موثر حصہ ہوگا۔

۲۔ مسلمانوں کا پرسنل لا محفوظ ہوگا اور ان کو اس پر عمل کرنے کی آزادی ہوگی۔
 ۳۔ مسلمانوں کے مذہبی ادارے، مساجد، اوقاف، مقابر وغیرہ محفوظ رہیں گے۔ ان کا کلچر اور تہذیب و تمدن محفوظ رہے گا۔

۴۔ گیارہ میں سے پانچ صوبوں میں مسلم اکثریت کی حکومتیں قائم ہوں گی جو تمام داخلی معاملات، قانون سازی، نظام تعلیم، اقتصادی نظام کے قیام، معاشرتی اور تمدنی مسائل میں پوری طرح با اختیار ہوں گی، کیا مسلمانوں کے مفاد اور مصالح کے لحاظ سے مفید نہیں ہے۔ مصلحتیں اور مفادات ان اغراض سے بہت زیادہ اہم ہیں، جن کی بنا پر استعانت بالمشرکین کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے ہندوستان کی آزادی کے

واسطے غیر مسلم جماعتوں اور قوموں سے اشتراک عمل کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۱ ج ۲)

۲۵۶۔ دشمن کوئی بڑا ہوتا ہے کوئی چھوٹا

میرے محترم! آپ کو معلوم ہو کہ اگرچہ تمام غیر اسلامی مذاہب اور ان کے ماننے والے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ مگر سب دشمن ایک طرح کے نہیں ہوتے۔ کوئی بڑا ہوتا ہے، کوئی چھوٹا، ہر دشمن سے اس کے درجہ کے موافق مقابلہ کرنا لازم ہوگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۱ ج ۲)

۲۵۷۔ انگریز تین صدی سے ہندوستان کے

مسلمانوں کو فنا کر رہا ہے

جب سے اسلام نے ظہور کیا ہے، انگریز کے برابر اسلام اور مسلمانوں کو کسی قوم نے نقصان نہیں پہونچایا۔ انگریز تین سو برس سے زیادہ عرصہ سے اسلام کو فنا کر رہا ہے۔ اس نے ہندوستان کی اسلامی طاقت کو فنا کیا۔ بادشاہوں، نوابوں، اور امراء کو قتل کیا، ان کی فوجوں کو برباد کیا، حکومتہائے اسلامیہ کو تہہ و بالا کر دیا۔ خزانوں کو لوٹا، اپنا اقتدار قائم کیا اور اپنے قوانین کو جاری کیا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۲ ج ۲)

۲۵۸۔ ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے

باوجود آزادی خواہوں کو قتل کیا

ملکہ وکٹوریہ کے اعلان ۱۸۵۸ء میں پرزور وعدہ کیا تھا کہ اپنی قلمرو کو نہ بڑھائیں گے اور دوسرے علاقوں پر اب کے بعد قبضہ نہ کریں گے۔ مگر تھوڑی ہی عرصہ تقریباً بیس برس

کے اندر افغانستان پر چڑھائی کردی اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا۔ چار مرتبہ حملہ کیا اور آزاد مسلم علاقوں پر قبضہ کیا، اسی کے ساتھ ساتھ عراق، شام، مصر، فلسطین، عرب، شمالی لینڈ، مشرقی افریقہ، سوڈان، برما وغیرہ کے اسلامی عروج کو پامال کیا۔ خلافت عظمیٰ کو زیر و زبر کیا، حجاز، جدہ، مکہ، مدینہ پر چڑھائی کی، سمرنا، استنبول وغیرہ میں کیا کیا نہیں کیا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ یورپین طاقتوں میں اسلامی ممالک کو تقسیم کیا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۳ ج ۲)

۲۵۹۔ ہندو ایک ہزار برس سے رعیت چلا آرہا ہے

ہندو تو ایک ہزار برس یا زائد سے رعیت چلا آرہا ہے اور اس کو بھی اسی انگریز نے آپ کے مقابل کھڑا کیا اور بڑھایا ہے۔ اس لئے آپ کو غور کرنا چاہئے کہ آپ کا فریضہ کیا ہے۔ انگریز کو مٹانا اور انتقام لینا یا ہندو کو، (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۴ ج ۲)

۲۶۰۔ اکابر اسلام نے ہندوستان سے

انگریز کو نکالنا ضروری سمجھا

ہندو کو ممالک اسلامیہ کو غلام بنانے اور ان پر اقتدار قائم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو میں بالفعل اتنی طاقت نہیں ہے جتنی انگریز میں ہے اس لئے ماضی، حال، مستقبل میں سب سے بڑا دشمن انگریز ہی ہے۔ اس لئے کانگریس بنائی گئی۔ اور مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ اور اس لئے جمعیۃ علماء ہند اس کے ساتھ اشتراک عمل کئے ہوئے ہے۔ جب تک ہندوستان مکمل آزاد نہ ہو جائے اور مکمل اختیارات ہندوستانیوں کے قبضہ میں نہ آجائیں یہ فریضہ باقی ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۸۵ ج ۲)

۲۶۱۔ مسلم لیگ اور مہاسبھا کی ولادت کیوں ہوئی؟

محترم آپ جانتے ہیں کہ انگریز کا ہمیشہ سے اصول رہا ہے۔ لڑاؤ اور حکومت کرو، اسی اصول کے ذریعہ اس نے ہندوستان پر قبضہ کیا اور اسی اصول کی بنا پر اس نے ۱۹۰۲ء میں کانگریس کے مقابلہ کے لئے مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کی بنیاد ڈالی اور آج تک دونوں کو پال رہا ہے اور بڑھا رہا ہے۔ اسی اصول کے مطابق جب بھی آزادی کے لئے جدوجہد ابھری تو اس نے مختلف مقامات پر فرقہ وارانہ لڑائی کرائی۔ لیگ اور مہاسبھا اس کے آلہ کار ہیں۔ اس لئے خوب اودھم مچاتے رہے، تاہم یہ کہا جانے لگے کہ انگریزوں کے بغیر ہندوستان میں امن و امان نہیں رہ سکتا۔

۲۶۲۔ مسلم لیگ کا نظام ترکیبی

اس میں نواب، مہاراجہ، سرکاری خطاب یافتہ، بڑے بڑے زمیندار، تعلقدار، سرکار پرستوں کا غلبہ ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ سے انگریز پرست رہے ہیں۔ لیگ کے ہائی کمان اور اعلیٰ عہدہ داروں کو اسلام اور مذہب سے کہیں دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں رہا ہے۔ ان میں اکثریت خود غرضوں، جاہ پرستوں و وزارت اور عہدوں کے طلبگاروں کی ہے۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۵ء تک پورے ملک میں لیگ اور اس کے زعماء نے فرقہ وارانہ متفرق اور عداوت کی آگ بھڑکائی۔ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو ڈاکٹر ایکشن پاس کیا۔ اس کے بعد اشتعال انگیز تحریروں اور تقریروں کا پورے ملک میں ایک سلسلہ شروع ہو گیا ۱۶ اگست کی اس تاریخ سے پہلے کہیں بھی ہندوستانی باشندوں میں عام فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوئے تھے اور ان فسادات کی ابتداء اسی صوبہ اور شہر سے ہوئی جس میں حکومت اور اقتدار لیگ کے قبضہ میں تھا اور حکومت نے ان فسادات کو روکنے کے لئے کوئی اطمینان بخش کارروائی نہیں کی۔

مسلم لیگ کے لیڈر ہمیشہ یہ فلسفہ پیش کرتے رہے کہ مسلم اقلیت کے صوبوں میں جو معاملہ ہندو اکثریت مسلمانوں کے ساتھ کرے گی ہم اس کا بدلہ پاکستان میں ہندو اقلیت سے لیں گے۔ کیا یہ فلسفہ صحیح تھا۔ مسلم لیگ نے اس کی ابتداء مشرقی بنگال میں کردی تو بہار اور گڑھ مکیشٹر میں اسی فلسفہ کا اعلان کرتے ہوئے ہندوؤں نے مسلمانوں پر مظالم کی بوچھاڑ کر دی، تو ہم کو اس صورت میں الزام دینے کی گنجائش رہتی ہے؟

محترم بھائی! اگر آپ حقیقت میں آنکھ سے دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے، انگریز کی پرانی اسکیم کے ماتحت ہو رہا ہے جو کہ ۱۹۳۱ء میں ظاہر ہو گئی تھی۔ مسٹر پلوڈن جج صوبہ یوپی کے ایک خط کا پریس کے ہاتھ لگ جانے سے اس کا اعلان ہو گیا تھا۔

میرے محترم! اگر آپ کے ذکر کئے ہوئے الزامات صحیح اور واقعی بھی ہوں تو عرض ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے وہ فریضہ جو کہ انگریز کے متعلق آپ پر عائد ہوتا ہے، ساقط ہو جاتا ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ساقط ہو گیا تو جو چاہیں فیصلہ کریں اور اگر ساقط نہیں ہوتا تو اپنی جدوجہد انگریزی اقتدار کو مٹانے میں خرچ کیجئے۔ اس کے بعد پھر اپنے حقوق برادران وطن سے منوائیے۔ اور اس راستہ سے قربانیوں سے گریز نہ کیجئے۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہونگے۔ (مکتوبات ص ۹۵ ج ۲)

۲۶۳۔ فارغ البال نہ ہونیکى وجہ سے

بمبئی حاضر ہونے سے قاصر رہا

حکیم اعظمی صاحب بمبئی کے نام ایک سفارشی خط تحریر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔۔ ”مولانا محمد جلیل صاحب مع رفقاء حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ میں ان کے ساتھ آکر خود جہاز پر سوار کراتا۔ مگر اس لئے کہ آنجناب اور مولانا

سیف اللہ صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب اور دیگر احباب کرام کی موجودگی میں میرے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جملہ ضروریات اور ذرائع راحت علیٰ اکمل الوجہ مہیا فرمادیں گے۔ نیز فارغ البالی بھی نہیں ہے، حاضری سے مجبور رہا اور ضرورت نہ سمجھی۔ جہاز میں ان حضرات کے لئے عمدہ جگہ کا انتظام کرادیں۔ والسلام۔

نک اسلاف حسین احمد غفرلہ دیوبند ۱۲، ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ

نوٹ: اس والا نامہ میں یہ فقرہ ”نیز فارغ البالی بھی نہیں ہے“ اس مکتوب کی جان ہے۔ اتنا بڑا شیخ الكل جس کے متوسلین اور مریدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے مگر وہ فارغ البالی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس شیخ کامل کا رشتہ اپنے مریدوں سے زرا ندوزی کا رشتہ نہیں جو عام طور سے اسی لئے قائم کیا جاتا ہے۔ حضرت قدس سرہ کے سوا شاید ہی کوئی ایسا پیر ہو جو فارغ البالی نہ ہو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۴ ج ۲)

۲۶۴۔ ترجمہ قرآن کریم بند کرنے پر صدمہ ہوا

یہ سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوا کہ حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی نے ترجمہ قرآن کریم کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ میں نے اس پر مولانا موصوف سے پرزور درخواست کی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اس سلسلہ خیر کو منقطع نہ فرمائیں اور آپ سے بھی عرض کرتا ہوں کہ اس سلسلہ کو منقطع نہ ہونے دیں۔ ایک شخص کو کچھ ہدایت ہو جائے تو آپ کے لئے، آپ کے گھر کے لئے اور آپ کے شہر کے لئے خیر عظیم ہے۔ اسکو جاری ہی رکھنا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۳۷ ج ۲)

۲۶۵۔ ضعیف العمری میں شادی

ارشاد طریقت کے منافی نہیں

مولانا عبدالقدیر صاحب ایٹھوی خلیفہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب

رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عقد نکاح پر سنا جاتا ہے کہ لوگوں میں خلجاناں، اعتراضات اور اختلافات ہیں۔ بعض احباب اس امر کو مولانا کے تقدس اور ارشاد طریقت کے منافی سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں احباب کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ عقد نکاح حسب تصریحات فقہاء ضرورت بشریہ میں سے ہے، جس سے انسان عمر کے کسی حصہ میں نہ مستغنی ہو سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی مرتبہ ظاہری اور باطنی مانع ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت میں جب کہ وہ بوڑھے ہو گئے تھے۔ اور ان کی متعدد اولاد بڑی بڑی عمر والی موجود تھیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بہت بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب چھوٹی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بھی چھوٹی تھیں، ان سے نکاح کیا۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ قرابت حاصل ہو جائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے بخوشی منظور فرمایا اور کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آخری ایام تک رہیں۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ سرحد میں باوجود ضعیف العمری اور اعلیٰ درجہ کے عارف باللہ شیخ مشائخ طریقت اور قطب وقت ہونے کے ایک دو شیزہ لڑکی سے شادی کی جس سے ایک بچی پیدا ہوئی اور وہ بچی اور ماں بعد شہادت حضرت سید احمد شہید مرحوم باقی رہیں۔ اس قسم کی مثالیں اسلاف کرام میں بکثرت موجود ہیں۔ یہ اعتراضات بیوقوفی کے ہیں۔ لوگوں کی ایسی فضولیات سے بچنا چاہئے۔ اور اپنی عاقبت نہ خراب کرنی چاہئے۔ مجھے اس سے سخت صدمہ ہوا کہ بیوقوفوں نے اس بحث کو اکھاڑا بنا لیا ہے۔ امید وار ہوں کہ احباب اس سے پرہیز فرمائیں گے۔ تک اسلاف حسین احمد، از ماخذ ۱۳۷۲ھ

نوٹ:- اسلامی تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر کے آخری حصہ میں شادی کی اور چار چار بیویاں آپ کے حوالہ عقد میں

رہیں، جن سے بیس لڑکے اور ۱۹ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت خواجہ اجیری چشتی، حضرت بابا فرید صاحب، اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں شادیاں کیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ ہوا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت رفیع الشان اور نورانی عمارت ہے۔ اور اولیاء اللہ اس میں آ جا رہے ہیں، مگر جب یہ اس میں اندر جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو دروازہ بند پاتے ہیں۔ کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ انعامات سے نوازا ہے۔ اس کے باوجود مجھ کو اس دربار میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارت کے ایک حصہ سے اپنا سر مبارک نکال کر ارشاد فرمایا کہ یہاں اسی کو باریابی حاصل ہو سکتی ہے جو میری سنت ادا کرے۔ آنکھ جو کھلی تو حضرت بایزید آبدیدہ تھے۔ فرمایا حکم نبوی سے چارہ نہیں۔ اور ضعیف العمری میں شادی کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ بھی اس وقت تک مراتب جلیلہ پر نہیں پہنچتے جب تک کہ آقا کی سنت کی ادائیگی نہ کر لیں۔ اس والا نامہ میں بے علم اور نادان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۴۰ ج ۲)

۲۶۶۔ ختم بخاری شریف پر مبارکباد

۱۹۴۲ء میں جیل میں ہونے کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحبؒ نے بخاری شریف ختم کرائی تو نینی جیل الہ آباد سے یہ مکتوب شرف صدر لایا۔

بخاری شریف ختم کرانے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں حیران ہوں کہ آپ کو مبارکباد دوں یا اپنے آپ کو۔ بہر حال آپ کی گونا گوں عنایات نے مجھ کو اس قدر گرانبار کر دیا ہے کہ سر نہیں اٹھا سکتا۔ جب سے نئی گرفتاریاں شروع ہوئی ہیں۔ تقریباً

ڈیڑھ سو آدمی گرفتار ہو کر آچکے ہیں اس وقت سے میری ملاقات اور اخبارات وغیرہ سب بند کر دیئے گئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۴۰ ج ۲)

۲۶۷۔ نماز باجماعت ادا کریں

نینی جیل الہ آباد سے محمد یونس صاحب دہلوی شوٹیکردی نظیر آباد لکھنؤ کو تحریر فرماتے ہیں۔

میں بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہوں کوئی تکلیف سوائے احباب و اکابر کی دوری کے نہیں ہے۔ اتباع شریعت اور ذکر میں سعی بلیغ کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔ کبھی جماعت چھوٹنے نہ پائے۔ والسلام۔ ۲۴ صفر ۱۳۶۳ھ۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۴۴ ج ۲)

۲۶۸۔ چند سوالات کے جوابات

۱۔ سوال:- کیا ازل سے اب تک اللہ جو کچھ کرتا آیا ہے وہ اللہ اب جانتا ہے؟
جواب:- بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان تمام چیزوں کو جانتا ہے جن کو وہ کرتا آیا ہے۔
ازل سے ابد تک تمام چیزیں اس کے علم میں ہیں۔

۲۔ سوال:- اب سے کل ابد میں اللہ خود جو کرے گا وہ اللہ اب جانتا ہے؟
جواب:- بیشک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور جو کچھ وہ ابد تک کرے گا ان سب کو اب بھی جانتا ہے اور پہلے سے جانتا تھا اور آئندہ بھی جانتا رہے گا۔

۳۔ سوال:- کیا اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک سب کچھ جانتا ہے؟

جواب:- ہاں ازل سے ابد تک سب کچھ جانتا ہے۔

۴۔ سوال:- کیا اب سے کل ابد میں جو کچھ ہوگا وہ اللہ اب جانتا ہے؟

جواب:- بیشک اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ہمیشہ کا سب کچھ

جانتا ہے۔

نوٹ:- اس مکتوب میں ازل اور ابد کی دو اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔ ازل کے معنی ہیں جس کی ابتداء نہ ہو یعنی ہمیشہ سے ہو۔ ابد کے معنی ہیں جس کی انتہاء نہ ہو یعنی ہمیشہ رہے۔ لہذا خدائے تعالیٰ ازل ہی ہے اور ابدی بھی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں قدیم کہا جاتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۵۰ ج ۲)

۲۶۹۔ بالغ ہو جانے کے بعد عقد شرعی میں ہرگز دیر نہ کیجئے

والا نامہ پہونچا، صاحبزادی سلمہا کے نکاح کے قابل ہو جانے سے خوشی ہوئی۔ ضرورت ہے کہ جلد از جلد اس کا عقد شرعی کر دیا جائے۔ ہرگز ہرگز دیر نہ کی جائے۔ شریعت نے کوئی قید زیور، جوڑا، بارات اور ولیمہ وغیرہ کی نہیں لگائی ہے۔ خصوصاً غریبوں کے لئے تو اس قسم کی فضول خرچیوں کو عمل میں لانا درست ہی نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بڑی صاحبزادی کا عقد جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد کر دیا تھا۔ نہ لڑکی کی ماں کو خبر کیا، نہ کسی خاندان والے کو اطلاع دی۔ فقط لڑکی کو جمعہ کے لئے جاتے وقت اجازت کے طور پر کہہ گئے تھے۔ اس نے شرم کی وجہ سے ماں سے بھی ذکر نہیں کیا۔ نماز میں داماد کو کہلوادیا تھا کہ نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا۔ اسی طرح مسجد میں چار پانچ بزرگوں کو جوان کے واقف کار اور ہم مشرب تھے۔ ان کو ٹھہرا لیا۔ جب سب لوگ جمعہ پڑھ کر مسجد سے چلے گئے تو ان آٹھ دس آدمیوں کے سامنے نکاح کرادیا۔ اور بیٹی کو ان ہی کپڑوں میں جو وہ پہنے ہوئے تھی رخصت کر دیا۔

آپ اس کے لئے دوسروں سے مدد لینے کو کہتے ہیں۔ یہ غلط امر ہے۔ نکاح میں ہرگز دیر نہ کیجئے۔ اور نہ کنبہ برادری اور بارات وغیرہ کا خیال کیجئے اور جو کچھ دو چار پیسے آپ کے پاس ہوں، بغیر قرض اور بغیر کسی سے مدد لئے ہوئے جلد از جلد یہ کام انجام دیدیجئے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۵۲ ج ۲)

۲۷۰۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

مہاجر مکی مدنی کا اشکال

بعد سلام مسنون واستدعاء دعوات صالحہ کئی سال سے ایک اشکال درپیش ہے۔ اور یونانیوں میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ کئی مرتبہ حضرت اقدس کی۔۔۔ تشریف آوری پر زبانی عرض کرنے کا بھی خیال ہوا۔ مگر اول تو اس شمع ہدایت پر پروانوں کا اس قدر ہجوم رہتا ہے کہ یکسوئی کا وقت نہیں ملتا۔ دوسرے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اشکال کی جمیع انواع کو علیحدہ علیحدہ واضح اور جملہ اشکال کی اہمیت کو ذہن نشین نہ کر سکوں۔ اشکال کی انواع یہ ہیں۔

(۱) ملکی تقسیم کے بعد ہر دو پاکستانوں سے بالخصوص مغربی پاکستان سے بہت سے لوگوں کے خطوط کو بار بار لکھا جاتا ہے کہ قطع نظر اپنی نااہلیت کے اس خالی۔۔۔ ضابطہ پڑی سے کیا فائدہ؟ وہاں بہت سے اہل حضرات موجود ہیں، جن کے پاس آنے جانے میں بھی سہولت ہے۔ مگر ان سے جتنا ہی عذر کیا جائے یا مصالح سمجھائی جائیں، ان کی طرف سے اصرار میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا خط سے بیعت کر لی جائے؟ یا پھر ان کے نہ ماننے کی صورت میں ان کے خطوط کا جواب ہی نہ دیا جائے، بلکہ انہیں پھاڑ کر پھینک دیا جائے۔

(۲) مغربی پاکستان کے بعض طلباء دورہ حدیث شریف سے فراغت پر اصرار کرتے ہیں اور مکان جانے سے پہلے بیعت کا قصہ بھی نمٹانا چاہتے ہیں اور جب ان کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ نہ جلدی تمہاری واپسی کی بظاہر کوئی صورت ہے، اور نہ ناپاک کے وہاں جانے کا کوئی امکان۔ تو پھر اس پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں کہ دو چار ماہ محض ذکر و شغل کے لئے یہاں قیام کر لیں۔ یہ مدت اگر حضرت والا یا حضرت رائے پوری دام

مجدد ہمارے کی خدمت میں گزر جاتی تب بھی کچھ بلکہ بہت کچھ کارآمد ہو سکتی ہے۔ لیکن ”او کہ خود گم است“ کے پاس یہ قلیل مدت بالکل ہی بیکار جاتی ہے۔ اس لئے ان لوگوں کے متعلق بھی ہمیشہ یہ اشکال روز افزوں رہتا ہے کہ ان کو بھی بیعت کیا جائے یا نہیں؟ بعض مرتبہ تو مجھے ان کے فضول اصرار پر حماقت سوار ہو کر غصہ آ جاتا ہے کہ بیکار بات پر اصرار کر رہے ہیں تو میں ان کو ڈانٹ کر چلتا کر دیتا ہوں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ غصہ ہی نہیں آنے دیتے۔ لیکن یہ اشکال ہر وقت رہتا ہے کہ یہ محض ضابطہ پڑی کی بیعت ہے۔ مگر یہ فکر بھی رہتی ہے کہ وہاں بدعات کا بہت زور ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی بدعتی کے چکر میں پھنس جائیں۔

(۳) بعض لوگ ہر دو سابقہ نوع کے لوگوں میں سے کچھ دن کے بعد اس قسم کے خطوط لکھتے ہیں کہ اگر اجازت دے تو فلاں بزرگ کی خدمت میں جو ہمارے سے قریب ہیں، حاضر ہو جایا کریں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس موقع کر غنیمت سمجھ کو ان کو یہ مشورہ دوں کہ انہیں بزرگ سے رجوع کر لیں۔ کیا ایسا لکھنا مناسب ہے۔

الف: یا یہ لکھا جائے کہ سابقہ بیعت فسخ کرتا ہوں تم انہیں سے تجدید بیعت کر لو یہ صورت تو مجھے بہت پسند ہے۔ مگر یہ اندیشہ ہے کہ ان بزرگ کو اگر یہ خبر ہو گئی تو یہ خیال ہوگا کہ میرے پاس حاضری ناگوار گزری، جس پر یہ ثمرہ مرتب ہوا، حالانکہ مجھے طبعاً اس سے مسرت ہے کہ وہ غریب ایک نا اہل سے ایک اہل کی طرف منتقل ہو جائے۔

ب: یا پھر یہ صورت مناسب ہے کہ سابقہ تعلق بیعت کو باقی رکھتے ہوئے لکھ دیا جائے کہ ذکر و شغل ان بزرگ سے پوچھ کر کریں۔ اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ دو عملی، کہ بیعت کا تعلق دوسرے سے ہو اور تعلیم دوسرے سے۔ یہ صورت مفید ہوگی یا مضر۔ جیسا کہ قریب میں بعض اکابر سے تعلق رکھنے والوں کا ہوا۔

غرض کہ ان پاکستانیوں کو بیعت کرنے کے سلسلے میں خلجاناں بڑھتے جاتے ہیں اور ان کا بیحد اصرار اس بات کا موجب ہے کہ اگر وہ بات شروع ہی سے مان لیں کہ

وہیں کسی سے بیعت ہو جائیں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ حضرت والا اور حضرت رائے پوری دام مجد ہما کے خلفاء نیز حضرت تھانوی کے خلفاء بھی دونوں جگہ موجود ہیں۔ مگر پھر یہ حتماء بہت دق کرتے ہیں۔ میں تو یہاں بھی اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو ہمیشہ اس کی ترغیب دیتا ہوں کہ قاعدہ میں نے شروع کر دیا ہے۔ اب اونچی تعلیم کے لئے وہ حضرت والا حضرت رائے پوری دام مجد ہما کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ امید کہ حضرت والا تفصیلی ارشادات سے ان سب امور میں رہنمائی فرمائیں گے۔ محمد زکریا

جواب: (از حضرت مدنی قدس سرہ)

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے حضرت نانوتویؒ کو اس سلسلہ میں ایک خط لکھا تھا۔ اس کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

”مناسب کے کہ جو طالب علم رجوع کرے، بیعت لے کر خدا کے نام کی تعلیم کریں، ہرگز انکار نہ کریں۔ ہدایت کرنے والا ہادی مطلق ہے، جو بھیجے گا“

مذکورہ بالا اقتباس مسئول عنہا امور کے لئے نہ صرف کافی ہے بلکہ اطمینان بخش بھی ہے۔ اگرچہ اس کے بعد تفصیلی جواب کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر امتثال امر کی بنا پر عرض کرتا ہوں۔

(۱) ایسے لوگوں کو ضرور خط سے بیعت کر لیا کریں۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بکثرت اور حضرت گنگوہیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے بقلّت اس طرح بیعت کیا ہے حالانکہ اس وقت میں اس قسم کی رکاوٹیں مسترشدین کے لئے نہ تھیں، جیسی کہ اب حائل ہیں۔

(۲) ان کو ضرور بیعت کر لینا چاہئے اور ان کو چند ماہ ٹھہرا کر تلقین کر کے ذکر کا عادی بنانا چاہئے۔ آپ تو بطور واسطہ بہانہ ہوں گے۔ مبداء فیاض۔۔ فیض رساں ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے۔

(۳) ان کو بیعت کر لیا جائے، چونکہ توحید مطلق شرط راہ ہے اس لئے ان کو تذبذبات اور محرومیت سے بچانے کے لئے لکھدیا کریں کہ وہ انہیں بزرگ سے بیعت کر لیں، اگرچہ دوسری صورت بھی اسلاف سے منقول ہے۔ بہر حال آپ بیعت و تلقین کو تا ہی نہ کریں۔ اور امور مستقبلہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کریں۔ مشکل یہ ہے کہ ایسی صورتیں مجھ کو بھی درپیش ہیں۔ بار بار دعا کی اور رو کر دعا کی کہ ان لوگوں کو مجھ سے پھیر دیا جائے۔ میں بالکل تہی دست ہوں۔ اور نالائق و ناکارہ بالخصوص ننگ اسلاف ہوں۔ مگر قبول نہیں ہوتی کیا کروں۔ خدا جانے مستقبل میں کیا حشر ہو، ہر طرف سے اعمال ناقص ہیں۔ بہت چاہتا ہوں کہ کچھ کروں اور ان اسلاف کرام کی کچھ نہ کچھ صحیح صورت بناؤں جن انتساب محض بفضلہ تعالیٰ حاصل ہوا ہے۔ مگر نفس امارہ اور شیطان اس دشوار گزاری وادی میں آنے نہیں دیتے، محرومیت ہی محرومیت چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ ۷۵ برس عمر کے گذر گئے۔ مگر آج تک کوئی بھی ایسا کام نہ ہو سکا جو کہ بارگاہ رب العلمین میں قبولیت کے لائق ہوتا۔

اِنَّمَا اَشْكُو بَيْنِي وَبَيْنَ اِلٰهِ

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۱)

۲۷۱۔ شیدا اسرائیلی صاحب کا خواب

خط بنام حضرت شیخ الاسلامؒ

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ میں بحمد اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ ضعیفی کی وجہ سے نقاہت بڑھتی جاتی ہے جو قابل اعتبار نہیں۔ میں بسلسلہ تقریر بیر موضع ہزاری باغ گیا ہوا تھا۔ خواب میں حضور سرور کائنات، فخر موجودات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور یہ ناچیز بھی حاضر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ابھی تک مولانا حسین احمد

تشریف نہیں لائے۔ جواباً میں نے بے ساختہ عرض کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلانے کے لئے گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے۔ پھر میں نے بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ مولانا مدنی مدظلہ کو بلوانے کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان سے اپنی امت کا حال دریافت کرنا ہے۔

اللہ اللہ! کس قدر منصب عالی ہے۔ اتنے میں جناب والا تشریف لائے۔ اور السلام علیکم کہہ کر بالکل حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک صاحب نے ”یا ابن عمر“ کہہ کر اپنے پاس بٹھالیا۔

میری آنکھ کھل گئی۔ اٹھ کر گھڑی دیکھی تو ساڑھے تین بجنے میں دو منٹ باقی تھے۔ وضو کیا۔ دو رکعت نفل شکرانہ کی پڑھی۔ اور بہت ہی فرحت افزا حالت میں مصلیٰ ہی پر فجر کا انتظار کرتا رہا۔ میں نے خواب میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں کہا تھا۔ اور یہ یقیناً حضرت عبداللہ بن عمر تھے، جہاں حضور تشریف فرما تھے۔ میں پہچان نہیں سکا کہ کون سا مقام تھا، جناب والا کا قدیم عقیدہ مند جواب کا منتظر اور دعائے خیر کا طالب ہے۔

جواب حضرت مدنی قدس سرہ

عرصہ دراز کے بعد والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ یاد آوری اور تبشیر کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ذهبت النبوة وبقیت المبشرات قالوا وما المبشرات یا رسول اللہ قال الرؤیا الصالحة یراہ المؤمن او تری له (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) اگر اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس رو یا صالحہ کو خارج میں واقعیت کا جامہ پہنادے تو زہے خوش نصیبی۔

محترم! اس خواب میں خود آپ کے لئے بھی بشارت اور خوشی کی بات

ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت اور ہم کلامی عظیم الشان نعمت ہے۔ دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں۔ اتباع سنت اور ذکر میں کوتاہی روانہ رکھیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۲)

۲۷۲۔ حضرت گنگوہیؒ کے سلسلہ میں ایک سوال

ضروری عرض یہ ہے کہ ہمارے پیچھے لوگ نماز پڑھنے کو تیار نہیں ہیں۔ اذان دینا بھی ناقص سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے حضورؐ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ تقویۃ الایمان میں حضورؐ کی جملہ برائیاں درج کی ہیں۔ کتاب ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب کو نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ مولانا رشید احمد کو مانتے ہیں اور نہ ان کی کوئی لکھی ہوئی کتاب کو مانتے ہیں۔ جب تک تم کوئی معقول جواب نہیں دو گے تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھی جائیگی۔ یہ مسجد میرے مکان کے قریب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسجد کے جو حقوق مجھ پر عائد ہوتے ہیں وہ ادا ہو جائیں۔ خدا کے یہاں کسی مواخذہ کا ذمہ دار نہ بنوں۔ فقط معین الدین سندیلہ

جواب حضرت مدنی قدس سرہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ قدس سرہ العزیز کے متعلق جو باتیں آپ کے شہر اور محلہ والے کہتے ہیں، بالکل غلط اور اتہامات ہیں جو کہ غلط کار اور خود غرض دشمنوں نے اپنی اغراض خسیہ کی بنیاد پر گڑھی ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ یکے حنفی سنی اور طریقت میں چشتی صابری قدوسی نظامی... نقشبندی قادری سہروردی تھے۔ قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کیؒ کے نہایت محبوب خلیفہ راشد تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی کتاب ضیاء القلوب کے آخر میں نہایت زوردار

الفاظ میں ان کے مقامات تصوف اور علم کی بہت تعریف لکھی ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زبدۃ المناسک میں جو کہ حج اور زیارت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھی ہے۔ بہت مشہور و معروف ہے۔ اس میں مدینہ منورہ کی حاضری اور زیارت روضہ اقدس کے متعلق نہایت زوردار الفاظ میں ترغیب دی ہے۔ اور آداب زیارت قبر شریف نہایت تعظیمی الفاظ میں مثل فقہائے احناف تحریر فرمائے ہیں اسی طرح رسالہ لطائف رشیدیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے۔ صریح توہین تو درکنار اگر کوئی شخص ایسے کلمات کہہ دے جو کہ موہم توہین ہوں تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔

تقویت الایمان حضرت گنگوہیؒ کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ بعض لوگوں کو اس میں کلام ہے۔ مولانا اسماعیل شہیدؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پیدا ہونے سے بہت پہلے وفات پا چکے تھے۔ ان کی طرف کتاب کو منسوب کرنا بالکل غلط اور بہتان ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی نقشبندی مہاجر مدنی، شاہ احمد شہیدؒ صاحب مجددی نقشبندی اور مولانا مملوک علی صاحبؒ نانوتوی صدر مدرس عربک کالج دہلی کے شاگرد تھے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۶)

۲۷۳۔ امیر الہند مولانا حبیب الرحمن اعظمی مرحوم کے

رسالہ کی افادیت

نوٹ:- حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب تحریر فرماتے ہیں اس بحث میں کہ کسی نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں احقر نے ایک رسالہ لکھا تھا۔ اس کی ایک مطبوعہ کاپی حضرت کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے بھیجی تھی۔ رسالہ کا نام ”الاعلام المرفوعہ فی حکم الطلاقات المجموعہ“ ہے حضرت نے اس کو

ملاحظہ فرما کر مندرجہ ذیل مکتوبات تحریر فرمایا۔

رسالہ بحمد اللہ نہایت عمدہ ہے۔ اس کی قیمت سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ لوگوں کو اس سے استفادہ کا موقع ملے۔ اگرچہ ابھی تک تمام رسالہ نہیں دیکھ سکا ہوں۔ مگر جتنا بھی دیکھا ہے مفید پاتا ہوں اور قوی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۷)

۲۷۴۔ مفتی ضیاء الحق دہلوی کے نام مراد آباد جیل سے خط

نوٹ:- ذیل کا مکتوب گرامی اس وقت کا ہے جب کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ مراد آباد کی جیل میں تھے۔ معترضین اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ حضرت نے دارالعلوم دیوبند کو سیاسی اکھاڑہ بنا رکھا ہے۔ طالب علموں کو علمی مشاغل سے۔۔۔ ہٹا کر سیاست میں داخل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس مکتوب سامی میں بالکل اس کے برعکس حضرت قدس سرہ تعلیمی۔ مشغولیت پر شدت سے زور دے رہے ہیں اور اسی کو مقدم رکھنا طلبہ کا فرض منصبی قرار دے رہے ہیں۔ مفتی ضیاء الحق صاحب دہلوی اس وقت دارالعلوم میں زیر تعلیم تھے۔

مکتوب

آپ کا علمی مشاغل چھوڑ کر میری ملاقات کو آنا سخت غلطی ہے۔ بہت جلد آپ کو واپس جانا چاہئے۔ اور پوری جدوجہد سے علمی ضروریات میں مصروف رہنا چاہئے۔ میں بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہوں۔ زندگی ہے تو بہت جلد آپ حضرات کی خدمت میں پہنچوں گا۔ وہیں ملاقات ہوگی۔ یہاں نہیں ہو سکتی۔ کوئی فکر نہ کیجئے۔ طالب علم کے لئے علم میں مصروفیت بہت زیادہ ضروری ہے۔ وقت ضائع مت کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۷۷)

۲۷۵۔ حزب البحر کی زکوٰۃ کا آسان طریقہ

پورے سال پڑھتے رہنے سے حزب البحر کی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اعتکاف وغیرہ کی حاجت نہیں رہتی اور یہ قاعدہ عام ہے کہ جب حزب البحر کو چند بار پڑھنا ہوتا ہے خواہ زکوٰۃ میں یا عمل میں تو ایک بار اشارات اور مکرر پڑھنے سے سب معمولی امور ادا ہو جاتے ہیں۔ چراغ جلانے اور خوشبو لگانے میں کچھ مضائقہ نہیں اس میں حصار کی بھی حاجت نہیں اور رجعت سے بھی خوف نہیں۔ وظیفہ کے اول و آخر میں گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لینا افضل اور بہتر ہے۔

حزب البحر کے روزانہ پڑھنے کے منافع بیحد ہیں۔ بلا سے حفاظت، دشمنوں سے نجات، نفس اور شیطان پر غلبہ تسخیر، عالم کشاکش رزق، دفع کید اعداء ناکارہ امراض سے پناہ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۲)

۲۷۶۔ مساعی معاشیہ کو شکم پروری

قرار دینا غلط ہے

تعجب ہے کہ آپ اپنی مساعی معاشیہ کو جو کہ اہل و عیال اور یتیم و بیوگان کے لئے بھی ہے، شکم پروری قرار دیتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے قول (جب انسان بیل اور گدھے کی طرح روٹی کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اس وقت اس کی روحانیت سلب ہو جاتی ہے) کو اپنی حالت کا مصداق بنائے ہوئے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّفْمَةِ تَرْفَعُهَا إِلَى فَمِ امْرَأَتِكَ

(الحديث) مولانا فرماتے ہیں +

لے قماش و نقرہ
و فرزند وزن

چست دنیا از
خدا غافل بودن

سونا، جاگنا، کھانا پینا، وغیرہ نیت سے عبادت ہو جاتا ہے اور بلا نیت یا بہ نیت
ریا و سمعہ نماز بھی عبادت نہیں رہتی۔ پھر آپ اس قدر غلط فہمی میں کیوں مبتلا ہیں اِنَّمَا
الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ اِنَّمَا لِكُلِّ مِرْيَةٍ مَّا نَوَى (حدیث) کو کیوں بھول گئے ہیں۔
نیت کیجئے اور اس کی تصحیح کیجئے۔ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَلَا هِلِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ کو پیش
نظر رکھ کر ہر ایک کے لئے حسب ارشاد خداوندی حقوق پہنچانے کی نیت کیجئے اور
اپنے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے کو عبادت بنائیے۔ انسان اسی نیت سے
اپنے تمام اوقات کو عبادت بنا سکتے ہیں نعمائے خداوندیہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لوٹئے
اور خوب لوٹئے۔ ہر کام میں رضائے باری سبحانہ و تعالیٰ پیش نظر رکھئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۳)

۲۷۷۔ فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب کہ

حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے

مولانا مظہر حسین صاحب چکوال ضلع جہلم پاکستان کے نام تحریر فرماتے ہوئے
لکھتے ہیں:

میرے محترم! سلوک سے مقصود اصلی احسان ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ
تَرَاهُ (حدیث)۔ یعنی سالک میں ملکہ راسخ پیدا ہو جائے۔ یہ مبداء ہے اور باعتبار نہایت
کے باری عز اسمہ کے رضا کا حصول ہے، یعنی یہ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت
صاوقہ پیدا ہو جائے اور وہ بڑھتے بڑھتے اتنی ہو جائے کہ ماسوا کا تعلق قلبی منقطع
ہو جائے۔ یہ اور اس کے مؤیدات و ذرائع سب کے سب وسائل ہیں، ریاضات

اور اصلاح اخلاق بھی اسی قسم سے ہیں۔ متقدمین صوفیہ اصلاح اخلاق کو مقدم سمجھتے تھے اور بسا اوقات اس میں سالہا سال خرچ کر دیتے تھے جس کے نتیجہ میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ وصول الی اللہ سے پہلے موت آ جاتی تھی اور انسان کو محرومی کی حالت میں دنیا سے سفر کرنا پڑتا تھا۔ متاخرین نے اس میں تدبیر سے کام لیا۔ انہوں نے وصول الی اللہ اور توجہ الی ذات المقدسہ کو مقدم فرمایا اور اس رابطہ میں انہماک حضور دائم پیدا کرایا اور اسی ملکہ کو رسوخ و قوت دیا۔ جس کی وجہ سے اخلاق ذمیمہ اور رذائل ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگتے ہیں۔ بہر حال آپ توجہ الی ذات المقدسہ میں ہمیشہ کوشاں رہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۵)

۲۷۸۔ انسان کے اعمال میں نقائص کا ہونا فطری عمل ہے

انسان کا فریضہ ہے کہ نقائص کے ازالہ میں کوشاں رہے اور اخلاص کے ساتھ ہر نماز میں اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَاعَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَلَا عِبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ، غرضیکہ اپنی طرف سے اعمال کی تنسیم اور اخلاص کی تکمیل کے لئے جدوجہد ہمیشہ جاری رہنی چاہئے اور اسی طریقہ سے بارگاہ خداوندی میں اقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی امر ہے، معافی کی درخواست بھی ہمیشہ جاری رہنی چاہئے اور قبولیت کی امید رکھتے ہوئے، ہر وقت خائف عن غضبہ تعالیٰ رہنا ضروری ہے اِلَّا يَمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۶)

۲۷۹۔ آپ کو بیعت کرنے کی اجازت ہے

میں پہلے بھی غالباً آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کو بیعت کی اجازت ہے جو بھی آپ سے بیعت ہونے کی درخواست کرے اس کو بیعت کر لیا کریں۔ اور اشغال سلوک

تلقین فرما دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں۔ علاوہ مراقبہ معلومہ کے دوسرے اذکار کی ضرورت اگرچہ اب نہیں ہے۔ مگر تائید اور تقویت کے لئے جون سا ذکر مناسب سمجھیں کرتے رہیں، صراط مستقیم اور امداد السلوک مطالعہ میں رکھیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۶)

۲۸۰۔ آپ کو تعویذوں کی اجازت ہے

قول الجہیل میں سے لکھ دیا کریں۔ یا مقصود کے مطابق کوئی آیت لکھ دیا کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۶)

۲۸۱۔ قرآن کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے

جس قدر ممکن ہو انسانوں بالخصوص مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے بلا طمع کوشاں رہیں۔ کلام پاک کا ترجمہ پڑھانا بھی تبلیغ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۶)

۲۸۲۔ مسلم یونیورسٹی علیگزہ کے ایک طالب علم سے ایک

کمیونسٹ لڑکے کے سوالات

سوال نمبر ۱:- خدا کیا چیز ہے؟

سوال نمبر ۲:- خدا کو بنانے والا کون ہے؟

سوال نمبر ۳:- خدا ہر آدمی کی بات کو جانتا ہے کہ فلا نے وقت کیا کرے گا؟ مثلاً خدا کو یہ معلوم ہے کہ میں دس بجے رات میں چوری کروں گا تو یقیناً مجھ پر فرض ہو گیا چوری کرنا، کیونکہ اگر میں چوری نہیں کرتا تو خدا کی بات جھوٹی ہوگی اس لئے مجھے چوری کرنی پڑے گی۔ اس صورت میں گنہگار کیسے ہوا؟ اگر کوئی مجھ کو مجبور کر کے شراب

پلائے تو میں کیسے خطا دار ہوں گا؟

اس سوال کا جواب مجھ سے نہیں دیا گیا۔ مہربانی کر کے آپ مجھے ان تینوں سوالوں کے جواب جلد سے جلد دیں۔ تاکہ میں اپنے ایمان و اعتقاد کو سنبھال سکوں۔

جواب از حضرت مدنی

آپ کو والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ میں سفر میں تھا۔ اور مصروفیتیں بہت زیادہ ہیں اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ معاف فرمائیں۔ آپ کے اور آپ کے دوست کے سوالات کے متعلق جوابات عرض کرنے سے پہلے دو تین باتیں بطور تمہید سمجھ لیجئے۔

سلسلہ اوصاف میں دو قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اپنے موصوف میں عارضی ہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہ ذاتی اور اصلی ہیں۔ عارضی وہ ہیں جو کبھی موصوف میں پائے جاتے ہیں اور کبھی نہیں پائے جاتے۔ عالم میں روشنی کبھی پائی جاتی ہے۔ (جیسے دن میں) اور کبھی جدا ہو جاتی ہے (جیسے رات میں)۔

یہی حال چیزوں کی گرمی کا ہے۔ کبھی کوئی لوہا، پتھر، برتن سرد ہوتا ہے۔ کبھی گرم ہو جاتا ہے۔

ذاتی اوصاف وہ ہیں جو کبھی اپنے موصوف سے جدا نہیں ہوتے (جیسے آفتاب کی روشنی اور آگ کی گرمی)

فلسفہ کا مشہور مسلم مسئلہ ہے کہ عارضی اوصاف ہمیشہ ذاتی اوصاف والے سے آتے ہیں۔ عالم میں روشنی آفتاب سے آتی ہے۔ لوہے، پتھر، برتن وغیرہ میں گرمی آگ سے آتی ہے۔ ذاتی اوصاف کسی دوسرے سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے موصوف کے خانہ زاد اور اصلی ہوتے ہیں۔ ان کے حاصل ہونے میں کسی دوسرے موصوف کا محتاج نہیں ہوتا، وہ اس کا ذاتی ہوتا ہے۔ اس بنا پر جیسے روشنی کا سوال آفتاب پر اور گرمی کا سوال آگ پر ختم ہو جاتا ہے ایسے ہی تمام اوصاف کا سوال بالذات پر ختم

ہو جاتا ہے۔ ہر چیز مکانی ہے، مکان کی محتاج ہے، مگر مکان کے لئے مکان کی ضرورت نہیں۔ وہ مکانیت کے ساتھ موصوف بالذات ہے۔ اسی طرح ہر چیز زمانی ہے اور زمانہ کی محتاج ہے۔ مگر زمانہ کسی دوسرے زمانہ کا محتاج نہیں۔ زمانیت اس کی اصلی اور ذاتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ جتنے اوصاف عارضہ ہیں وہ اس موصوف سے حاصل ہوتے ہیں جس کا وہ وصف اصلی اور ذاتی ہوتا ہے۔

اسی قاعدہ کلیہ پر وصف وجود بھی ہے۔ دنیا کی ہر چیز کو ہم دیکھتے ہیں کہ وصف وجود اس میں عارضی ہے۔ کبھی پایا جاتا ہے کبھی جدا ہو جاتا ہے۔ عالم کی عام چیزوں میں وصف وجود کا آنا جانا تو ہم خود ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ جس کے وجود کے پائے جانے کا علم ہم اپنی کم عمری کی وجہ سے نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسے زمین، سورج، ستارے وغیرہ مگر عقل اور فلسفہ گواہی دیتا ہے کہ ان چیزوں میں بھی وجود عارضی ہے۔ ذاتی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں عارضی اوصاف سے خالی نہیں رہتیں۔ اور فلسفہ میں یہ بات دلائل کے ساتھ تسلیم کی جا چکی ہے کہ جو چیز اوصاف حادثہ اور پیش آنے والے اوصاف سے خالی نہ ہو وہ خود بھی حادثہ ہوگی۔ وجود ان کا عارضی ہوگا۔ بہر حال وجود جو کہ تمام چیزوں کا اور تمام عالم کا عارضی ہے۔ حسب قاعدہ سابقہ کسی ایسے وجود سے آیا ہوگا جس کا وجود ذاتی اور اصلی ہو خواہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ۔ میز اور کرسی کو وجود بڑھی سے آیا ہوا اور بڑھی کو وجود اسی ذاتی وجود والے سے ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں عارضی موصوفوں کے بہت سے افراد ہوں گے۔ جیسے بڑھی کا وجود اسکے باپ سے، اور اس کے باپ کا وجود اس کے دادا سے، مگر تمام موصوفین بالعرض کا وجود ضروری ہے کہ کہیں نہ کہیں ختم ہو کر موصوف ذاتی پر پہنچ جائے۔ ہم اس موصوف ذاتی کو جس کا وجود اصلی اور ذاتی ہے کسی دوسرے سے حاصل کیا ہوا نہیں ہے۔ ہم اس کو خدا کہتے ہیں اس کا وجود ذاتی اور اصلی ہے، تمام کائنات کو

وہ موجود کرنے والا اور وجود عطا کرنے والا ہے۔ جب وجود اس کا اصلی ہے تو اوصاف کمال، حیات، علم، قدرت، ارادہ، سنتا، دیکھنا، کلام وغیرہ جو کہ وجود ہی کے مختلف شعبے اور شاخیں ہیں، ذاتی ہوں گے اور وہ تمام کمالات کا مالک ہوگا۔ ایسی مقدس ذات تمام عالموں کو پیدا کرنے والی، پالنے والی۔ مارنے والی اور جلانے والی ہوگی، اس کے احاطہ قدرت اور علم سے کوئی چیز نہیں نکل سکتی۔ کیونکہ بنانے والا اور پالنے والا اپنی بنائی اور پالی ہوئی چیز کا یقیناً جاننے والا ہوگا۔ کوئی ذرہ اس کے علم سے باہر نہیں ہو سکتا۔ جب کہ اس کا وجود اسی کا عطا کیا ہوا ہے۔

جواب نمبر ۲:- تمہید:- مجبور اسکو کہتے ہیں جس کو بلا قدرت اور بلا اختیار والے نے کیا ہو، مگر کوئی شخص کسی کام کو اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے، اس کے کرنے کے وقت میں اس کا ارادہ اور اختیار موجود ہے۔ اور وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ میں چاہوں تو کروں اور نہ چاہوں تو نہ کروں، وہ مجبور نہیں ہے، رعشہ والا شخص اپنے ہاتھ کے ہلانے میں مجبور ہے مگر ہم جب کہ صحیح اور تندرست ہیں، اپنے ہاتھ کے ہلانے میں مجبور نہیں ہیں۔ ہم اپنے کرنے اور نہ کرنے دونوں کی طاقت پاتے ہیں۔ ہم کو اگر کوئی شخص چھت سے گرا دے تو ہم نیچے آنے پر مجبور ہیں۔ ہم اپنے اندر رکھنے کی طاقت نہیں پاتے، ہمارا نیچے آنا ہمارے اختیار کے بغیر ہوگا۔ اس میں ہم مجبور شمار کئے جائیں گے۔ مگر اوپر چڑھنا سیڑھیوں پر قدم رکھنا یقیناً مجبوری کے بغیر ہوگا۔ اپنے ارادہ اور اختیار سے ہوگا۔ حاصل یہ نکلا کہ جو فاعل کے ارادہ اور اختیار سے ہو وہ مجبوریت کا نہیں ہے، خواہ چوری ہو یا ڈاکہ یا اور کوئی کام ہو، جس کام میں ہمارا ارادہ اور اختیار نہ ہو، وہ بیشک مجبوریت کا ہوگا۔ اس پر گرفت اور ملامت نہیں ہو سکتی۔

اب آپ غور فرمائیے کہ کیا علم خداوندی کی وجہ انسان کا ارادہ اور اختیار چھن جاتا ہے، نہیں۔ بلکہ وہ اپنے اندر پورا اختیار رکھتا ہے، چاہے تو چوری کرے اور نہ چاہے تو نہ کرے، تو پھر اسکو معذور و مجبور کس طرح کہا جاسکتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ

کے علم کی وجہ سے لوگ مجبور نہیں ہوتے ہیں۔ انکا اختیار اور انکی قدرت پوری طرح باقی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوتا ہے کہ ہم نے تم کو حکم کیا تھا کہ چوری مت کرو تم نے چوری کیوں کی۔ اب اس پر مواخذہ کرنا بالکل صحیح ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ مندرجہ بالا معروضات کو غور سے ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کے دوست کے اور آپ کے شبہات کا ازالہ ہو جائے گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۲ ص ۲۲۲)

۲۸۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ناقابل برداشت ہے

نوٹ:- تصدق حسین غارنی نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کو بح ۱۳۱۱ھ میں اس وقت کے حالات اور واقعات کے بارے میں خط لکھ کر رہنمائی چاہی تھی جس کو آج ۱۳۱۶ھ میں ۴۶ سال ہو گئے ہیں لیکن آج کے انتہائی پرخطر اور کشیدہ ماحول میں بھی حضرت قدس سرہ کی رہنمائی اور جواب کی تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس وقت کے بھی بھیا تک حالات سے گزرنے کا وہی راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

تصدق حسین صاحب نے جو خط حضرت قدس سرہ کو لکھ کر رہنمائی چاہی اس کے ضروری اقتباسات یہ ہیں۔

گزارش ہے کہ یہ زمانہ اہل اسلام کے لئے حد درجہ تاریک اور بھیا تک گذر رہا ہے۔ میں اپنے وطن ہندوستان کو چھوڑ کر پاکستان منتقل ہونے کو اب تک بری نظر سے دیکھ رہا ہوں لیکن اب جب کہ پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے۔ یہاں کی اکثریت مسلمانوں کو انتہائی ذلت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے قدم قدم پر عزت اور ناموس کو پامال کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ طرح طرح کی ذلت برداشت کرنے کے باوجود بھی مسلمان چین کی زندگی سے محروم ہیں۔ یہاں تک بھی بات قابل برداشت تھی۔ مگر جب ہمارے پیغمبر جن کا ہم ہر روز کلمہ پڑھتے ہیں، ان کی ہمارے سامنے

توہین کی جائے۔ تو ہمارا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کافروں کو اس گستاخی کا بدلہ دے سکیں۔

جو جان چاہو تو جان لے لو جو مال چاہو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا، نبی کا جاہ و جلال دیں گے

حشر کے میدان میں ہم کس دل سے یہ امید رکھیں کہ ہمارے پیغمبرؐ ہماری شفاعت فرمائیں گے۔ ہم نے تو خیر! اپنے بزرگوں کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیتے اور کرتے سنا ہے۔ اور دیکھا ہے۔ اس لئے ہم سے جیسا بھی ہو سکتا ہے اللہ کی رسی کو مضبوط نہیں تو کمزور ہی پکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ہماری آنے والی نسلیں جنہوں نے آنکھیں ہی اس ماحول میں کھولی ہے۔ جہاں پر اٹمری اسکولوں میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف کے بجائے گاندھی اور ٹیل کی تعریف پڑھتے ہیں۔ مناجات کے بجائے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا اور گاندھی جی کا مخصوص بھیجن گاتے ہیں۔ ان کا دو چار سال میں ہی کیا حشر ہوگا۔ ہم اللہ کے یہاں کیا جواب دے سکیں گے۔ حکومت اس سلسلہ میں کوئی توجہ نہیں کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں مجھ نالائق کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر حضور والا اس پر توجہ فرمائیں کہ ہندوستان میں کسی مناسب جگہ آل انڈیا پیمانہ پر ایک بڑا جلسہ منظور فرمائیں اور اس میں ہر صوبہ کے بڑے علماء اور ذمہ دار افراد کو طلب فرمائیں۔ اس میں پرزور طریقہ سے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ ہماری مسجدیں ہماری اذان، ہماری قربانی، ہمارے جملہ اسلامی ارکان، ہماری زبان، ہماری جان و مال اور ہماری آزادی کا پورا پورا تحفظ کیا جائے۔ اور تین ماہ یا چھ ماہ کانٹنس دیدیا جائے کہ اس مقررہ مدت کے اندر ہمارے مطالبات منظور کئے جائیں۔ ورنہ پھر ہمارے لئے اسٹیشنوں کا انتظام کر کے ہمیں انڈیا کی سرحد سے پار چھوڑ دے۔

اور ساتھ ہی ان مسلم وزراء اور لیڈروں کو شرم دلائی جائے جو گاندھی ٹوپی لگا کر گورنمنٹ کی کرسیوں پر اکڑے بیٹھے ہیں، ان کو پرواہ نہیں کہ باہر مسلمانوں پر کیا بیت

رہی ہے۔ ان کو عیش کی نیند سے بیدار کیا جائے کہ تم کس منہ سے یہاں بیٹھے ہو۔ حضور کی امت پر کیا گزر رہی ہے۔ اگر تم لوگ مسلمان ہو اور تم کو ذرا بھی غیرت ہے تو فوراً استعفاء دیکر ان کرسیوں سے اتر جاؤ۔ اور ہمارے ساتھ ملکر کام کرو۔ اگر گورنمنٹ ہمارے ان جائز مطالبات کو منظور کرتی ہے تو ہمارا وطن زندہ باد ورنہ میرے بزرگ محترم! پاکستان بچا رہے پر کیا موقوف۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ ہمارے لئے بہت پاکستان ہیں۔ جہاں جس کے سینک سادے وہاں زندگی گزارنے محنت مشقت کر کے بچوں کی پرورش کرے۔ ممکن ہے کہ اس طریقہ سے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ اور یہ قربانی میدان حشر میں ہمارے لئے شفاعت کا ذریعہ بن جائے۔ ورنہ ہم کیا اور ہمارا منہ کیا۔

کس کس طرح نہ بت نے ستایا ہمیں نظام
ہم ایسے ہیں کہ جیسے کسی کا خدانہ ہو
میں ایک جاہل شخص ہوں۔ اگر کوئی بات غلط ہو تو معاف فرمائیں اور میری تسلی
فرمائیں مشکور ہوں گا۔

جواب از حضرت مدنی قدس سرہ

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ آپ کی غیرت دینی قابل مبارکباد ہے۔ جزاکم
اللہ خیر الجزاء۔

میرے محترم! آپ جذبات دینیہ رکھتے ہوئے اس وقت اس کو کیوں فراموش
کئے ہوئے ہیں کہ آپ کہاں اور کس ماحول میں ہیں۔ اگر آج ملک تقسیم نہ ہوا ہوتا تو کیا
وہ مشکلات پیش آتیں جو آج پیش آرہی ہیں۔ اس وقت مسلمان جمہوری ہند میں ۳۷ فیصد
فیصد ہوتے جو کہ مؤثر اقلیت ہے دس کروڑ ہوتے۔ مگر آج چار کروڑ ہیں، نو یا دس
فیصدی پڑتے ہیں انہیں وجوہ سے جمعہ تقسیم کے خلاف تھی مگر ہماری نہیں سنی گئی۔

۲۸۴۔ فرقہ پرست ہندوؤں کی خواہش

فرقہ پرست ہندو تو دل سے چاہتا ہے کہ ہندوستان میں ایک بھی مسلمان نہ رہے۔ تاکہ وہ اپنی من مانی کارروائی عمل میں لائے۔ زعماء لیگ پہلے سے ہی کہتے تھے۔ نواب زادہ لیاقت علی خان نے شاہ جہان پور کے ایک جلسے میں کہا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ جہاں ہماری اکثریت ہو وہاں ہم حکومت کریں اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہو وہاں وہ حکومت کریں۔ تو جب آپ نے ملک کو تقسیم کر لیا تو آپ کو کیوں طیش آتا ہے۔ یہ ان کا کرم ہے کہ انہوں نے اس کو سیکولر قرار دیا۔ ورنہ آپ کی اور لیگ کی قراردادوں کا مقتضی تو یہی ہے کہ وہ اپنی اکثریت کے حصہ میں جو چاہیں کریں، جیسا کہ آپ پاکستان میں جو چاہتے ہیں کر رہے ہیں۔

۲۸۵۔ چار کروڑ مسلمانوں کو کون سی زمین ٹھکانا دی گئی

آپ کہتے ہیں کہ جلسہ کر کے مطالبات کئے جائیں۔ اگر وہ نہ مانیں، تو مسلمان ہندوستان سے نکل جائیں۔ یہ بات تو اکثریت کی عین منشا کے مطابق ہوگی۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ یہ چار کروڑ مسلمان ہندوستان سے نکل کر کہاں جائیں گے۔ آپ اور میں یا ہمارے جیسے دس بیس ہزار نکل بھی گئے تو کیا سب نکل پڑیں گے۔ اور اگر نکل بھی پڑے تو کون سی زمین ان کو ٹھکانا دی گئی۔

۲۸۶۔ افغانستان یا عرب کو ہندوستانی مسلمانوں کے

ساتھ کیا ہمدردی ہے؟

ہجرت کی تحریک جو کہ تحریک خلافت میں کی گئی تھی کیا ہوا، اسی تقسیم ملک کے بعد جو مسلمان یو، پی، بہار، مشرقی پنجاب وغیرہ سے نکل کر گئے۔ ان کا کیا حشر

ہوا۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آج تک مسلمانوں کو سرچھپانے کی جگہ نہیں مل سکی۔ ہندوستان نے ہندوستان نے ہندو شرنا رتھیوں کے لئے بہت کچھ کیا۔ مگر ابھی تک لاکھوں شرنا رتھی کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ باوجود کروڑوں روپیہ خرچ کر دینے کے اب تک سب کا انتظام نہیں ہو سکا مگر پاکستان تو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کر سکا۔ رہا افغانستان یا عرب کا، تو وہ کیا کر سکتے ہیں۔ ان کو ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ کیا ہمدردی ہے ذرا احوال کو غور سے دیکھئے۔

۲۸۷۔ صوبہ جاتی تعصب نے انتہائی مشکلات میں ڈال رکھا ہے

ہندھ، پنجاب، بنگال میں صوبہ جاتی تعصب پو، پی بہار وغیرہ سے... پاکستان جانے والے مسلمانوں کے ساتھ بدترین صورت میں عمل میں لایا جا رہا ہے۔ انتہائی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اپنے وطن واپس آنے کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں بیقرار ہیں۔ اگر سرحدوں پر رکاوٹیں نہ ہوتیں تو اب تک مہاجرین کا تین چوتھائی حصہ واپس آچکا ہوتا۔ بالفرض اگر دس بارہ ہزار نکل بھی گئے اور ان کو آرام کی جگہیں مل بھی گئیں تو جو مسلمان یہاں باقی رہ جائیں گے۔ ان کے دین و ایمان کا کیا حشر ہوگا۔ کون ان کی حفاظت کریگا کیا وہ مرتد اور شدھ نہ ہو جائیں گے۔

۲۸۸۔ قبل البجۃ مکہ معظمہ کی زندگی پر غور کیجئے

کفار سب کچھ کرتے اور سب کچھ کہتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو خصوصی طور پر دشمنی تھی۔ پھر کیا آپ نے صبر و تحمل کو ہاتھ سے جانے دیا، یا جھیلے ہی رہے۔ اور استقامت کے ساتھ اسلام کو تھامے رہے۔ اور اسلام کی مضبوطی اور اشاعت کو عمل میں لاتے رہے۔ شرک اور بت پرستی اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے ہیں۔ بتخانے اور مندر آپ کے سامنے

ہیں۔ مشرکانہ نعرے لگائے جاتے ہیں۔ آپ انکو دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں مگر صبر و تحمل کرتے ہیں، اف تک نہیں کرتے، بلکہ یہ فرماتے ہوئے گذر جاتے ہیں لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِی دین۔ آج اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہے جس پر آپ کو طیش آتا ہے۔ سوچئے اور عواقب پر نظر ڈالئے۔

۲۸۹۔ یہ دارالاسلام نہیں ہے

میرے محرم! یہ ملک دارالاسلام نہیں ہے۔ اس کو ہم نے اور آپ نے اپنے ہاتھوں تقسیم کرایا ہے۔ آپ کے اور ہمارے بزرگوں نے ابتداً یہاں کے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں سکونت اختیار کی۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ ہم ہزار اور لاکھ دو لاکھ ہیں اور ملک کفار سے بھرا ہوا ہے۔ یہ انتہائی دشمنی رکھتے ہیں، نہ جانے کس وقت کیا ہوگا، مگر آج آپ کو عاقبت بنی نے کس قدر بے چین کر رکھا ہے۔

۲۹۰۔ آج آپ انقلاب زمانہ سے خائف ہیں

جب آپ کے پاس قوت آئی اور آپ کی فوجیں یہاں داخل ہوئیں، اس وقت بھی آپ انتہائی اقلیت میں تھے۔ آج تو آپ چار کروڑ ہیں مگر آج انقلاب زمانہ سے خائف ہیں، اس وقت کیا مشرکین آپ کے دوست تھے یا ان میں مشرکانہ جذبات نہ تھے، یا زمانہ کے انقلاب اس وقت معدوم ہو گئے تھے۔ مانا کہ آپ کے ہاتھ میں قوت آگئی تھی، مگر اس کے دوام کا کون متکفل تھا۔ آپ نے یہاں ہی رہ کر اسلام کی تبلیغ کی اور کروڑوں کو مسلمان بنالیا۔ آج آپ ہمت ہار کر یہاں سے نکلنے پر آمادہ ہیں۔

۲۹۱۔ مدینہ منورہ کے دارالاسلام بن جانے کے بعد

ایک آیت کا نزول

میرے محترم! اس زمانہ میں جب کہ مدینہ منورہ دارالاسلام ہو گیا تھا، اور جہاد کی

آیتیں نازل ہو چکی تھیں۔ غزوہ بدر واحد بھی واقع ہو چکے تھے، سورہ آل عمران نازل ہوتی ہے اس میں آخر میں یہ آیت ہے

لَتُبْلَوْنَ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذٰى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر،

(ترجمہ) ”تم ضرور بالضرور اپنی جانوں اور مالوں کے متعلق آزمائش کئے جاتے رہو گے اور تم ضرور بالضرور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین سے بہت زیادہ اذیت کی باتیں سنتے رہو گے۔ اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ اعلیٰ ترین امور میں سے ہے۔“

اگر یہ حکم اس وقت صبر و تحمل کا تھا تو آج تو بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ استقلال کے ساتھ صبر و تحمل اور عالی ہمتی کے ساتھ کام لینا اور اسلام کے مضبوط کرنے میں لگے رہنا ہمارا اور آپ کا فریضہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۴۰)

۲۹۲۔ پتربیکا کے ایڈیٹر نے معافی مانگی

میرے محترم! سب سے پہلے جمعیت علماء ہند نے پتربیکا کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس کیلئے مسلمانوں کو آمادہ کیا۔ اس پر عمل درآمد ہوا۔ چنانچہ ایڈیٹر نے معافی مانگی۔ چیف ایڈیٹر نے بہت زوردار الفاظ میں تمام مسلمانوں سے معافی مانگنے کا اور اپنے کلکتہ کے ہسپتال میں بیمار ہونے کا عذر کیا۔ پھر گورنمنٹ نے ایڈیٹر کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ ادھر چیف ایڈیٹر نے اعلان کیا کہ لکھنے والے کو ہم نے برخاست کر دیا۔ دو پیشیاں ہو چکی ہیں۔ معلوم نہیں کورٹ سے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ... اس کو کوئی سزا نہ دی گئی تو جمعیت درکنگ کمیٹی کو بلا کر مشورہ کرنے والی ہے کہ ہم کو حالت موجودہ میں کیا کارروائی کرنی چاہئے۔

محترم! ان امور کو آپ کیوں پس پشت ڈالتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس ملک میں آپ کیا کر سکتے ہیں۔ اور اس سے پہلے انگریزی راج میں آپ کیا کر سکے۔ کیا ایسے واقعات پہلے نہیں ہوئے ہیں۔

۳۹۳۔ تعلیم کے متعلق جمعیت کی تجویز

تعلیم کے متعلق جو کچھ آپ لکھ رہے ہیں۔ جمعیت اس کے مقابلہ کے لئے اپنی تجویز اور جدوجہد جاری کر چکی ہے۔ نصاب بن چکا ہے۔ کتابیں شائع ہو چکی ہیں آئے دن اس کے لئے کوشش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ مگر مسلم عوام نہ جاگتے ہیں اور نہ کوئی تعمیری پروگرام عمل میں لاتے ہیں۔ تو فرمائیے کامیابی کیسے ہو۔ میرے محترم! صرف جوش کو عمل میں نہ لائیے۔ بلکہ ہوش کو بھی ساتھ رکھئے آگے پیچھے بھی دیکھئے۔ اور ماحول پر بھی نظر رکھئے۔ والسلام ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۲۹)

۲۹۴۔ بجز اتباع سید العشاق (علیہ السلام)

کوئی چیز کارآمد نہیں

محبوب حقیقی ہر چیز کو جانتا ہے، ہر چیز کو دیکھتا ہے، ہر چیز کو سنتا ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے، وہ بہت ہی شدید الغیرت ہے۔ اس کے سامنے بجز خشوع و خضوع اور راز ہائے سر بستہ کے اخفاء اور اظہار عبودیت کاملہ اور اتباع سید العشاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی چیز کارآمد نہیں ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۳۱)

۲۹۵۔ شان الوہیت کے ساتھ ہمیشہ

ادب اور عظمت کا لحاظ رکھئے

اثنائے تلاوت وغیرہ میں جہاں تک ممکن ہونا جائز اور غیر صحیح الفاظ کو زبان سے نہ

نکلنے دیجئے۔ بارگاہ شہنشاہی میں گستاخی کے الفاظ اگرچی قصداً نہ ہوں، موجب تکدر شاہانہ ہو جاتے ہیں۔ وہ سمیع و بصیر، حلیم و بردبار ہے۔ مگر بے نیاز اور مستغنی بھی ہے۔ توبہ اور استغفار، اپنی فروگزاشتوں پر جاری رکھئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۳۱)

۲۹۶۔ غصہ کا علاج

جس وقت غصہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب اور اس کی قدرت کو یاد کیجئے۔ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يَرْحَمُ، الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّاحِمُونَ، اَرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، لوگوں پر رحم اور احسان کرنے کی عادت ڈالئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۳۷)

۲۹۷۔ دعا میں دل لگنا ضروری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ الدَّعَا بِقَلْبٍ لَاہِ لِهٰذَا ادعاء میں دل لگنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ خلوص دل سے ہوتی ہے۔ تاہم اگر دل نہ لگے تب بھی فائدے سے خالی نہیں۔ مگر کوشش کرنی چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۴۰)

۲۹۸۔ دعا اور تلاوت کلام پاک میں فرق

قرآن مجید کے الفاظ اور حروف چونکہ اللہ تعالیٰ سے سرزد ہوئے ہیں اس وجہ قرآن بالفاظ مامور بالتلاوت ہے۔ اگر تلاوت میں دل نہ لگے، تب بھی ثواب آخرت اور اثر سے خالی نہیں۔ دعا میں یہ بات کہاں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۴۰)

۲۹۹۔ عالم اسباب پر متوسط طریقہ سے عمل درآدر کھئے

آپ کو معلوم ہے کہ اسباب کی تعاطی مع الاعتماد الکامل علی اللہ عین توکل ہے۔ اس

لئے احباب یا غیر احباب سے ذکر کرنا یہ اسباب ہی کی تعاطی ہوگی۔ یہاں اعتماد ان پر نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو اگر منظور ہے تو اس کو مسخر کر دیگا ورنہ کچھ نہ کر سکیں گے۔ وہ مجبور محض ہیں۔ اس لئے مخلوقات پر اعتماد کو چھوڑیے۔ اور مالک خزائن السموات والارض پر اعتماد کیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۳۲)

۳۰۰۔ معاصی اور غفلات سے متفرّ ضروری ہے

وہ مصائب جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں۔ بیشک باعث اضطراب ہیں، مگر اس کا یہ اثر غلط ہے جو کہ لکھ رہے ہیں، اس کا اثر تو ابہتال الی اللہ اور تضرع و زاری ہونا چاہئے تھا۔ آپ کو اس روایت کا خیال رکھنا چاہئے جس میں فرمایا گیا۔ جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں اور نہ روکیں اور نہ اس کے ہاتھ کو پکڑیں تو قریب ہے کہ لوگ عام طور پر عذاب میں گھر جائیں پھر اگر دعا بھی کریں گے تو قبول نہ ہوگی۔ بہر حال عقل اور دانائی سے کام لیجئے۔ مالک قضاء و قدر کی رضا جوئی کی زیادہ سے زیادہ فکر کیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۳۳)

۳۰۱۔ مسلمان کی جملہ تکالیف موجب کفارہ ہیں

آپ کی بیماری اور تکلیف کی کیفیات معلوم کر کے صدمہ ہوا جو طبعی امر ہے ورنہ عقلی طور پر چونکہ مسلمان کے لئے جملہ تکالیف موجب کفارہ سینات اور مضاعف حسنات ہیں، اس لئے یہ سب ایسی شان رکھتی ہیں جیسے شاہانہ لباس کی دھوبی کے یہاں ہوتی ہے۔ وہ کپڑوں کو بھٹی میں ڈالتا ہے، پانی گرم کرتا ہے، ریہ اور صابون لگاتا ہے۔ پڑوں اور پتھروں پر ٹپکتا ہے اور بار بار نچوڑتا ہے، دھوپ میں ڈالتا ہے۔ مادیات کو دور کر دیتا ہے۔ شگونوں کو دور کرتا ہے۔ ان تمام مراحل کو ظاہر بین کپڑوں کے لئے آزار شدید اور سخت مصیبت سمجھے گا۔ مگر حقیقت شناس یہ کہے گا کہ ان کپڑوں کا یہی اعزاز و اکرام ہے۔ شہنشاہ ہی جسم کی زینت بنانے کے لئے ان اعمال

کا کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے جملہ تکالیف مسلمان کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں۔
اور ان میں ترقی ہی ترقی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۴۴)

۳۰۲۔ حضرت خواجہ شبلیؒ کا اپنے نفس کو باہر نکال لینا

احوال مندرجہ سے سخت کوفت ہوئی۔ یہ داردار ابتلاء و امتحان ہے۔ انہیں مشکلات کی وجہ سے انسان کو فرشتوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ ان عوارض اور تعلقات کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں مشغولیت امتحان میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ امتحان کے ایام استقلال سے پورے کیجئے نفس کو اس کی خواہشات سے روکنے۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کو یاد کیجئے۔ اور اس پر قدم بقدم چلنے کی کوشش کیجئے۔ مثنوی میں ہے۔ غالباً حضرت خواجہ شبلیؒ نے اپنے تصرف سے نفس کو اپنے اندر سے نکال لیا، جو کبوتر کی صورت میں نکلا تو دیکھا کہ جو الطاف و انوار خداوندی تھے، وہ بند ہو گئے تو بہت تعجب کیا اور عرض کیا کہ پروردگار! یہ تو تیرا اور میرا دونوں کا دشمن ہے جب میں نے اس کو اپنے اندر سے نکال دیا تب تو اور زیادہ الطاف مجھ پر مبذول ہونے چاہئے تھے۔ ارشاد ہوا کہ اے شبلی! تجھے میں نے انعامات اسی بنا پر دیئے تھے کہ میرے دشمن کی موجودگی اور اس کی ہر وقت کی مخالفت کے ہوتے ہوئے تو میری اطاعت، محبت اور یاد میں مشغول تھا۔ اب وہ نہ رہے تو میری یاد کی کیا نزالت ہے۔ جب تو تو میری عبادت اور یاد پر مجبور ہوگا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۴۶)

۳۰۳۔ پاکستان کو اسلامی حکومت کہنا غلط ہے

مسلمانان پاکستان جو کہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ ان سے ہمارے تعلقات وہی ہونے چاہئیں جو کہ ساری دنیا کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ وہاں کی حکومت ایک یورپین طرز کی جمہوری حکومت

ہے۔ جس میں حسب آبادی مسلم اور غیر مسلم سب حصہ دار ہیں۔ جیسا کہ خود مسٹر جناح نے بار بار تصریح کی ہے اور اب بھی اسمبلی کے افتتاح میں انہوں نے یہی تقریر کی ہے اس کو بیرونی حکومتیں بھی اسلامی حکومت نہیں تسلیم کرتیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۴۹)

۳۰۴۔ کسی صورت میں والدہ کی حکم عدولی نہ ہونی چاہئے

میرے محترم! میں آپ سے خفا اس صورت میں ہو سکتا ہوں کہ جب ذوی الحقوق کے حقوق میں کوتاہی اور تعدی کریں۔ والدہ ماجدہ کو انتہاء سے زیادہ آپ کو خوش رکھنا چاہئے۔ حد سے زیادہ ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ اب آپ بچہ نہیں ہیں۔ وہ ناز و انداز کا زمانہ گیا۔ آپ کا یہ مرتبہ ہرگز نہیں ہے کہ والدہ کو بات بات پر ڈانٹیں، ان کی دل خراشی کریں اور زعم یہ ہو کہ میں ان کا بچہ ہوں۔ جھک ماریں گی، میری دلجوئی کریں گی، کسی صورت میں بھی ان کی حکم عدولی نہیں ہونی چاہئے۔ خبردار خبردار وہ آپ کی جنت اور جہنم ہیں۔ ذرا بھی ان کے دل کو نہ دکھائیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۰)

۳۰۵۔ غریب گھرانے کی لڑکیاں

خاوند کی مطیع اور فرمانبردار ہوتی ہیں

آپ کو جلد از جلد شادی کر لینی چاہئے۔ جاہ و عزت کی خواستگاری میں نہ مشغول ہونا چاہئے۔ غریب گھرانے کی لڑکی خواہ ناخواہ ہو زیادہ مطیع اور فرمانبردار اور خامند اور خوش دامن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ امیر گھرانے کی لڑکی اپنے سے زیادہ شریف گھرانے کی لڑکی سب کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور خاوند کے لئے بات بات پر عذاب الیم اور دوزخ ثابت ہوتی ہے۔ آپ غریبوں میں اپنے کنبہ والوں

میں نکاح کیجئے۔ مجھے قوی امید ہے کہ وہ آپ کے لئے مفید ہوگی۔ جاہ و عزت نام و نمود پر خاک ڈالنے نکاح سادہ اور فضول خرچیوں سے پاک ہو۔ اسراف سے بہت زیادہ گریز کرنا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۰)

۳۰۶۔ اولاد کی ہدایت کے لئے ورد

اولاد کی نالائقی سے صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔ بدو عابکھی نہ کریں۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ذُرِّيَّتًا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا کا ہمیشہ ورد رکھئے۔ نیز آیت رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتِكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي، اِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ کا بھی کو ورد رکھئے۔ دریاؤں کا سیلاب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ مَا أَصَابَكُمْ مِصْبَةٌ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔

مدرسہ قاسم العلوم ملتان اور خیر المدارس کی ترقیوں سے بہت خوشی ہوئی
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۲)

۳۰۷۔ آپ نے لکھا ہے غذا مطلق حلال نہیں ہے

میرے محترم! آج اس حال کو ڈھونڈھنا اور حاصل کرنا جس کو اہل تقویٰ امام غزالی اور دوسرے اکابر فرماتے ہیں، محال ہو گیا ہے۔ اگر صریح حرام سے بچنا ہو جائے تو یہی بسا غنیمت ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ حرام صریح سے ضرور بچتے ہیں۔ بیشک نفس نہایت شریر اور خبیث ہے اس کی اصلاح حتی الوسع کرنی چاہئے۔ ذکر کی کثرت سے اس میں بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کاش خداوند کریم قبول فرمائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۷۱)

۳۰۸۔ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

حضرت مدنی کی عیادت کیلئے تشریف لانا

۲۰ مارچ ۱۹۵۲ء کو حضرت مدنی کے جسم مبارک کا داہنا حصہ سن ہو گیا، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن صاحب وغیرہ اکابر دہلی سے ڈاکٹر لے کر دیوبند پہونچے۔ علاج ہوا خدا نے شفا بخشی۔ ایڈیٹر رسالہ دارالعلوم دیوبند نے مدیر ”الصدق“ ملتان کو لکھا کہ حضرت قدس سرہ نے اس تکلیف اور صدمہ کے بعد دوسرے دن بیان فرمایا کہ آج رات خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ داہنے ہاتھ پر دعاء پڑھی اور دم کیا اور فرمایا:

”حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم صرف تمہاری عیادت کے لئے

آئے ہیں۔ (حاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۷۹)

۳۰۹۔ پاکستان کے حصول کے بعد کیا قوم نے

شرائط نصرت خداوندی پر عمل کیا

محترم سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ برادران ملت خدا رسول اور شریعت حقہ سے کس قدر دور ہوتے جا رہے ہیں۔ سابق میں جو عزت مسلم قوم کو ملی تھی وہ ایمان اور عمل صالح کی بنا پر ملی تھی۔ اب دونوں کا معاملہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ظاہر و باہر ہے، جو امور شرائط نصرت خداوندی تھے انہی سے انتہائی بغاوت کا مظاہرہ ہے۔ سورہ حج میں فرمایا گیا، وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ، الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، کیا حصول پاکستان کے بعد ہماری قوم نے ان شرائط کا کچھ خیال کیا، یا کھلم کھلا مخالفت کی، اور کرتے جا رہے ہیں۔ پھر غیروں کی کیا شکایت، جب ہم

نے خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑا۔ خدا نے ہماری مدد کی اور دنیا کی قوتوں اور بادشاہتوں کو ہمارے قدموں میں ڈال دیا۔ اور جب ہم نے اسکو چھوڑ دیا تو اس نے بھی ہم سے اپنا سایہ اٹھالیا۔ پھر کوئی عبرت نہیں، معالجہ کی فکر نہیں بلکہ طغیان اور سرکشی روز افزوں ہے فالی اللہ المشتکی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم اہل صلاح و تقویٰ کے موجود ہوتے ہوئے ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب فسق و فجور کی کثرت ہو جائے۔ انہلک و فینا الصالحون نعم اذا کثرت الخبث۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ مسلم قوم کی اکثریت ہر جگہ بالخصوص پاکستان میں کس رنگ ڈھنگ میں ہے۔ آپ خود تحریر فرما رہے ہیں۔ پھر ماتم کیوں نہ صورت اسلامی ہے اور نہ سیرت ”مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب“ کا سماں ہر جگہ ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۸۴)

۳۱۰۔ واقعہ اصحاب کہف ایشیائے کوچک میں

کتب تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ایشائے کوچک میں رونما ہوا ہے جس پر زمانہ قدیم میں رومیوں کا قبضہ تھا۔ دمشق اور اس کے ارد گرد کے ممالک اسلام کے قبضہ سے پہلے رومیوں ہی کے قبضہ میں تھے۔ اس لئے مستبعد نہیں کہ یہ واقعہ وہاں ہی ہوا ہو۔ شام یعنی دمشق ایشیائے روم اور ایشائے کوچک میں شمار ہوتے تھے۔ اس زمانہ کے بادشاہ کا نام دقیا نوس تھا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۸۴)

۳۱۱۔ مایوس العلاج مریضوں کے لئے نسخہ شفاء

با وضو تازہ پانی پر جو کوری ہانڈی یا کورے گھڑے میں ہو سورہ فاتحہ ہر مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بوصل میم رحیم بلام الحمد ایک سو ایک مرتبہ پڑھیں۔ معوذ

تین گیارہ مرتبہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔ اور بوقت صبح نہار منہ قبل طلوع شمس جس قدر پیاجا سکے زیادہ سے زیادہ پلائیں۔ پینے کے بعد آدھ گھنٹہ تک کوئی دوا یا غذا نہ دیں بعد جو چاہیں کھلائیں پلائیں۔ وہ پانی دن رات میں جب بھی پیاس لگے پلاتے رہیں۔ اگلے دن صبح تک وہی پانی استعمال کرایا جائے۔ باقی ماندہ پانی کسی پاک جگہ میں جہاں پیر نہ پڑتے ہوں، گرا دیں۔ اور دوسرا تازہ پانی حسب سابق پڑھ کر استعمال کرائیں۔ یہ عمل چالیس روز تک متواتر کیا جائے کورا برتن ودہی رہے گا۔ اس کو نہیں بدلا جائے گا۔

عصر کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑھ کر ہر مرتبہ مریض پر دم کریں۔ یہ عمل بھی متواتر چالیس روز تک عمل میں لائیں۔ یہ میرا تجربہ ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۸۶)

۳۱۲۔ علوم دینیہ میں مشغول ہونے سے

بہت زیادہ خوشی ہوئی

میرے محترم! تعلیم حدیث و تفسیر اور دیگر علوم دینیہ میں جس قدر بھی ممکن ہو کوشش کریں۔ شروح و حواشی کے مطالعہ میں کوتاہی نہ کریں اور سب میں محض رضائے خداوندی اور احیائے سنن نبویہ کو کر نصب العین بنائیں۔ تعلی، برتری حسد اور کینہ کو ہرگز ہرگز قلب میں جگہ نہ دیں۔ تنگدستی اور افلاس سے نہ گھبرائیں خورد و نوش وغیرہ میں صحابہ کرام اور انبیاء علیہم السلام کی تنگی معیشت کو ہمیشہ زیر غور لا کر شکر و ثناء خداوندی پر عمل درآمد رکھیں۔ لَإِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

ذکر سے غافل نہ ہوں۔ عمر عزیز کا ہر لمحہ نہایت بیش قیمت جو ہر ہے، اسکو غفلات

میں ضائع نہ کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۸۷)

۳۱۳۔ پاس انفاس میں جی لگنا مبارک ہے

پاس انفاس میں جی لگنا کبھی کبھی چیخ کا آجانا، یا کبھی کبھی زور زور سے اللہ اللہ کا نکل جانا جب کہ بلا اختیار اور بلا تصنع ہو، بہت امید افزا ہے، مبارک ہو، انوار و شعاعوں کا نظر آنا بھی مبارک اور امید افزا ہے، شکر کیجئے۔ ذکر جلی کا اگر شوق ہو تو مولانا سعید علی سے سیکھ لیجئے۔ اور مداومت کے ساتھ عمل میں لاتے رہئے۔ دودھ کا اندر جانا بہت ہی مبارک ہے، مگر مطلوب سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے کوئی دوسرا نہ ہونا چاہئے۔ اسی کو طلب کیجئے۔ اور کسی دوسری چیز سے دل نہ لگائیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۹۰)

۲۱۴۔ حافظ ریاض احمد صاحب لاہوری کے چار سوالات

۱۔ الشہاب الثاقب وہابیوں اور بریلویوں کے خلاف آپ ہی کی تصنیف ہے؟
 ۲۔ اب بھی آپ وہی مسلک رکھتے ہیں یا اس سے رجوع کر لیا ہے؟ جس مسلک کا آپ نے اپنی اس کتاب میں اظہار کیا ہے، اس کی رو سے آپ محمد بن عبد الوہاب کو خارجی تصور کرتے ہیں یا تابع سنت؟ جیسا کہ آپ کے پیرومرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں تحریر فرمایا ہے۔

۳۔ کیا یہ درست ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا میں قید کروایا تھا۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف گورنمنٹ کے یہاں مخبری کی تھی۔ اور وہ سی، آئی، ڈی کا کام کرتے تھے۔ مشرکانہ عقائد رکھتے تھے۔۔۔ اور پیری مریدی کرتے تھے۔

۴۔ وہی صاحب یہ بھی کہتے تھے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مولانا تھانویؒ کو صحیح مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے میں بھی مولانا تھانویؒ کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔

جوابات از حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ

(جواب نمبر ۱): بیشک کتاب الشہات الثاقب میری ہی تصنیف ہے جو کہ مولوی احمد رضا بریلوی کی کتاب حسام الحرمین کے رد میں لکھی گئی ہے۔ وہابیوں کا تذکرہ اس میں ضمناً آیا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ ہمارے اسلاف افراط اور تفریط دونوں سے علیحدہ ہیں ان کا مسلک معتدل اور بین بین ہے۔ اہل سنت والجماعت اسلاف کرام کے سچے متبع ہیں۔

(جواب نمبر ۲): اب بھی میرا وہی مسلک ہے جس کو اس کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے اور یہی مسلک ہمارے اسلاف کرام کا ہے۔ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی جماعت کے بارے میں میں نے ہی نہیں بلکہ علامہ شامی نے اپنی کتاب رد المحتار حاشیہ در مختار میں جو کہ فقہ حنفی میں نہایت مستند اور مفتی بہ کتاب ہے۔ جلد ثالث ص ۳۹ میں بھی لکھا ہے۔ علامہ شامی چونکہ اسی طرف کے رہنے والے اور اسی زمانے کے رہنے والے ہیں جب کہ محمد بن عبد الوہاب کی جماعت نے ۱۲۳۳ھ میں حجاز پر قبضہ اور تسلط کیا ہے۔ اور وہ اس زمانہ میں حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے جلد اول ص ۶۷ میں لکھا ہے۔ اس لئے جس قدر محمد بن عبد الوہاب اور اس کی جماعت کو وہ جانتے ہیں، دور کے رہنے والے اور زمانہ مابعد میں ہونے والے اتنے واقف نہیں ہو سکتے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ بہت بعد کے لوگوں میں سے ہیں اور ہندوستان کے باشندے ہیں۔ ان کو اس قدر اس جماعت کے احوال معلوم نہیں ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۴ کے فتویٰ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ص ۸ میں جو عبارت اس کی تحسین میں لکھی گئی وہ محض سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ شامی پر بہت زیادہ اعتماد فرماتے ہیں، عموماً ان کے فتاویٰ اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

(جواب نمبر ۳): یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت تھانویؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کو مالٹا میں قید کرایا تھا۔ حضرت تھانویؒ حضرت شیخ الہندؒ کے محبین میں سے تھے۔ البتہ تحریک آزادی ہند میں ان کی رائے خلاف تھی۔ نہ انہوں نے مجری کی اور نہ ان کی انگریزوں سے اس قسم کے تعلقات رکھنے کی کبھی نوبت آئی۔ ہاں مولانا مرحوم کے بڑے بھائی، سی، آئی، ڈی میں اخیر تک بڑے عہدہ پر رہے ان کا نام مظہر علی ہے اگر انہوں نے کچھ کیا ہو تو مستبعد نہیں۔

مولانا اشرف علی صاحبؒ مشرکانہ عقائد ہرگز نہیں رکھتے تھے۔ بہت بڑے موجد اور خدا پرست تھے۔ تصوف میں ان کا قدم بہت راسخ تھا۔ پیری مریدی حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ اور حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ کے حکم اور اجازت سے کرتے تھے۔ علم ظاہر میں بھی ان کا قدم بہت راسخ تھا۔

(جواب نمبر ۴): میں حضرت تھانویؒ کے صحیح مسلمان ہونے کا معتقد ہوں، انکو بہت بڑا عالم باعمل جانتا ہوں۔

ہاں ان کی رائے دربارہ تحریک آزادی ہند غلط سمجھتا ہوں۔ اس بارے میں میرا یقین کامل ہے کہ میرے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت شیخ الہندؒ کی رائے نہایت صحیح۔۔۔ اور واجب الاتباع تھی۔ حضرت تھانویؒ کی اس غلطی کو میں اجتہادی غلطی سمجھتا ہوں۔ اسی لئے میں ان کی شان میں نہ کوئی گستاخی کرتا ہوں اور نہ کسی کی گستاخی کو روارکھتا ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۰۰)

۳۱۵۔ سحر اور آسیب سے نجات پانے کا عمل

ایک ہزار مرتبہ آیت **وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا** سے تعقلون تک با وضو پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھانے میں ملا کر استعمال کرائیے۔ اگر سحر یا آسیب ہے تو انشاء اللہ زائل ہو جائے گا۔ نیز سفید مرغ کو با وضو ذبح کر کے اس کے تازہ خون سے ایک کاغذ

پر ”جادو بر سر جادوگر“ لکھ کر جہاں سوتے ہیں۔ اس کاغذ کو چھت پر لٹکا دیں، اس طور پر کاغذ ان کے سر اور سینے کے مقابل رہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۱۰)

۳۱۶۔ ایک سوال اور اس کا جواب

سورہ نوح میں باری تعالیٰ نے منکرین سے یوں خطاب فرمایا ہے اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا۔ جب آسمانہائے سب سے نظر آتے نہیں تو پھر اس دلیل قرار دے کو مخاطبت کیسے صحیح ہے؟

جواب: اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ میں رویت کو آپ رویت بصری میں کیوں منحصر کرتے ہیں۔ رویت محاورات عرب اور قرآنی۔ محاورات دونوں میں مستعمل ہے۔ رویت قلبی بمعنی علم اور رویت عینی بمعنی بصر، ان دونوں کے معانی حقیقیہ بطور اشتراک ہیں۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَا اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِیْنَ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ تُؤْذُوْهُمْ اَزًّا و غیرہ آیات بکثرت وارد ہیں، کتاب التفسیر میں بخاری نے تصریح کی ہے۔ لہذا اگر آسمانہائے سب سے بذریعہ قوت بصریہ مدرک نہیں تو بذریعہ قوت علمیہ تو مدرک ہیں اس لئے مخاطبت صحیح ہے۔

۳۱۷۔ خواب میں دیکھنا کہ اذان کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں ہے

جواب: کسی نمازی کا خواب میں دیکھنا کہ قبلہ کی طرف منہ نہیں ہے۔ یہ بتلاتا ہے کہ آپ کی عبادت میں اخلاص کی کمی ہے۔ اس لئے اس میں جدوجہد فرمائے اور ذکر کے پورا کرنے اور دل لگا کر انجام دینے میں کوتاہی نہ کیجئے۔

آسمان پر مشرق کی طرف سنہرے اور جلی خط میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھنا بہت مبارک اور مسعود ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۱۲)

۳۱۸۔ سلطان الاذکار کا طریقہ

سلطان الاذکار کے مختلف طریقے ضیاء القلوب وغیرہ کے اندر درج ہیں۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے اس والا نامہ میں سلطان الاذکار کا نام آگیا ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ مرید کو چاہئے کہ سر سے پیر تک اس کا ہر بن مواپنی ذات کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کو ملاحظہ کرے اور مرشد بھی اس کے سارے اجزاء کی طرف تمام وکمال صرف ہمت فرمائے اور اس شغل کو اس حد تک کرے کہ ہر بن موسے ذکر جاری ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر خود اپنے کو غافل رکھنا چاہے تو ممکن نہ ہو۔ اسی کا نام سلطان الاذکار ہے۔ (حاشیہ مکتوب ۱۳۵۔ مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۲۲)

۳۱۹۔ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کا بانی کون

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۱۳۲۷ھ میں حضرت شیخ الہند کے ایک خصوصی شاگرد مولانا سید اصغر حسین صاحب نے اپنے دست مبارک سے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور رو رو کر اس کی ترقی اور کامیابی کی دعائیں مانگی۔ پھر عرصہ کے بعد علامہ شبلی نعمانی نے اس کے ابتدائی اغراض و مقاصد، نصاب تعلیم اور طریقہ کار کا خاکہ مرتب کیا۔ مولانا حمید الدین فراہی ابتائے قیام سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک بحیثیت ناظم اس کی خدمت کرتے تھے۔ اس کا پہلا دور ۱۹۳۰ء میں آپ کی وفات پر ختم ہو گیا۔

۳۲۰۔ اخلاص اور للہیت نہایت مشکل امر ہے

اس کے لئے دو قومی رہزن نفس اور شیطان، انس و جن ہمیشہ مسلط رہتے ہیں۔ ان سے بغیر امداد خداوندی خلاصی ناممکن ہے۔ اور یہی وجہ ہے، کہ ایک

نعبد کے بعد وایاک نستعین لایا گیا ہے۔ ہر حرکت اور سکون قول اور فعل میں استعانت خداوندی کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اپنی کسی طاقت اور سعی پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اور کسی سعی ممکن کو چھوڑنا بھی نہ چاہئے۔

صبر کن حافظ

عاقبت روزے

سختی روز شب

بیابی کام را

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۱۶)

۳۲۱۔ تقریر کرنے کا طریقہ عمل اور مشق

تقریر کے متعلق آپ کی جدوجہد بہت مناسب ہے۔ زبان کھلنے کے لئے میں دعا کرتا ہوں۔ آپ عالی ہمتی کے ساتھ شروع کر دیجئے۔ چھوٹے مجموعوں میں خود بخود کھڑے ہو جایا کیجئے۔ تقریر کرنے سے پہلے سات مرتبہ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، اور رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاخْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اعانت خداوندی شامل حال ہوگی۔

نیز خالی کمرہ بند کر کے یہ تصور کرتے ہوئے کہ مجمع حاضر کچھ دنوں تقریر کرنے کی مشق کیجئے۔ نواب مہدی خاں مرحوم نے اسی طرح مشق کی تھی اپنے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کے مقرر کئے جانے لگے تھے۔ انشاء تقریر میں کسی سے مرعوب نہ ہوئے خواہ کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو۔ البتہ مضامین کا غور سے مطالعہ کیجئے۔ اور جس موضوع پر تقریر کرنی ہو۔ اگر ممکن ہو تو پہلے تنہائی میں دو تین مرتبہ یا کم از کم ایک مرتبہ کر لیا کیجئے۔ چرچل آج تک ایسا ہی کرتا ہے۔ زبان جہاں تک ہو عام فہم استعمال کیجئے۔ جو لوگ الفاظ کی چمک دمک کی طرف جاتے ہیں۔ میرے خیال میں غلطی میں مبتلا ہیں۔ ہاں نیت کی درستی ضروری ہے جو کہ واقع میں مشکل کام ہے۔ اپنی تقریر کی

شہرت، لوگوں کی واہ واہ، ریا و سمعہ وغیرہ مقصود نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۲۳)

۳۲۲۔ حضرت مدنیؒ کا مدرسۃ الاصلاح سے تعلق

حضرت اقدس کا پہلا تعلق تو یہ ہے کہ اس کا سنگ بنیاد ایک دیوبندی عالم اور حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد نے رکھا۔ دوسرا تعلق یہ ہے کہ مولانا فراہی اور حضرت مدنیؒ کی پہلی ملاقات کلکتہ میں اس وقت ہوئی جب مولانا فراہی مدرسہ کے کام سے رنگون تشریف لے جا رہے تھے۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ء میں حضرت مدنی مدرسہ میں پہلی بار تشریف لائے۔ پھر سیاسی مشاغل اور قید و بند کی وجہ سے عرصہ تک تشریف لانا ممکن نہ ہوا۔

حسن اتفاق کہنے یا سوئے اتفاق کہ ۱۹۳۶ء میں مدرسہ کے آرگن رسالہ ”الاصلاح“ فروری ۱۹۳۶ء میں شائع شدہ ایک ناقص تحریر کی بنا پر مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کی تکفیر کی گئی۔ اور انہیں کے تعلق سے مدرسۃ الاصلاح کے اساتذہ کارکان، متعلقین اور ہمدردوں کو بھی کافر قرار دیا گیا۔ اس کا اثر مدرسہ پر بڑی تیزی سے پڑا۔ اطراف و جوانب کے مسلمان مدرسہ سے حد درجہ بدظن ہو گئے۔ پورے ضلع اور ملک میں ایک آگ سی لگ گئی۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اس مضمون کا ایک والا نامہ مدرسہ روانہ فرمایا کہ جس مضمون کی بنا پر مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا شبلی نعمانی کی تکفیر کی گئی ہے وہ میرے پاس روانہ کر دیا جائے۔ شائع شدہ مضمون کا پرچہ روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت مدنی قدس سرہ نے تحریر فرمایا کہ میں فلاں تاریخ کو مدرسۃ الاصلاح پہنچ رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت تشریف لائے۔ الاصلاح کی جن عبارتوں کی بنیاد پر دو حضرات کی تکفیر کی گئی تھی۔ اس دیکھا مدرسہ کے اساتذہ سے چند استفسارات فرمائے۔ اس کے بعد مندرجہ

ذیل بیان بغرض اشاعت عنایت فرمایا۔

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ حضرات کے منسلک جوابات کو دیکھ کر مجھے اطمینان کلی ہو گیا اور جوشکوک
و شبہات مجھ کو مولوی محمد فاروق صاحب کے کھلے معروضہ کو دیکھنے اور دیگر۔۔۔ حضرات
کے کلمات کی بنا پر پیدا ہوئے تھے وہ سب رفع ہو گئے۔ مجھے سخت تعجب ہے کہ ان
حضرات نے ایسے سخت گزار خطرات کے راستہ یعنی تکفیر مومنین کو کیوں اختیار
کیا۔ حالانکہ اس کے اور اس کے مماثل امور کے لئے نہایت شدید وعیدیں وارد
ہوئیں ہیں۔ کیا فَقَدْ بَاءَ حَدِیْثَہُمَا الْحَدِیْثُ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ
خَسْرًا، الحدیث وغیرہ احادیث قویہ انزجار کے لئے کافی نہیں ہیں۔ کیا آپس کے
نزاعات نفسانیہ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ افتراءات اور بہتانوں کا طومار باندھ کر
تکفیر کے فتاویٰ حاصل کئے جائیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں نے مدرسۃ الاصلاح کے پرچے دیکھے مجھ کو ان میں ایسی کوئی چیز نہیں
ملی۔ جس کا کوئی صحیح محل نہ ہو سکتا ہو۔ مجھ کو افسوس ہوا ہے کہ مولانا فاروق صاحب
اور ان کے موافقین نے وہی ناپاک طریقہ اختیار کیا ہے جو کہ مولوی احمد رضا خان
بریلوی اور ان کے ہمنواؤں کا تھا اور ہے۔ فالی اللہ المشتکی

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو اور ان حضرات کو اپنی مرضیات
پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اِنَّ النَّفْسَ لَا مَارَۃَ بِالسَّوْءِ کا مظہر بننے سے محفوظ
رکھے۔ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ، بنگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۱۰ صفر ۱۳۵۵ھ

۳۲۳۔ مدرسۃ الاصلاح سرانے میر کی نشاۃ ثانیہ

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول فیصل نے قسرتکفیر کے ایک ایک ستون اور ایک ایک اینٹ کو منتشر کر دیا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم اکابر علماء اور مفتیان ہند نے بعض تشریحی مضامین پڑھنے اور حضرت مدنی قدس سرہ کے محاکمہ پر تکفیر سے رجوع کر لیا۔ مدرسۃ الاصلاح کی اس نشاۃ ثانیہ کا سہرا حضرت مدنی کے سر رہا۔ اگر یہ بطل حریت، زعیم ملک و ملت پیکر زہد و تقویٰ اپنے غیر معمولی خلوص اور علم و عمل کے بے پناہ طاقت سے مسلح ہو کر اس فتنہ کا سد باب نہ کرتا تو ہندوستان کے اندر کسی عالم میں اتنی طاقت نہ تھی جو مدرسہ مذکور کو تباہی سے بچا سکتا۔ حضرت مدنی کا مدرسہ پر یہ ایسا احسان ہے کہ اس سے بڑا کسی اور کا کوئی احسان نہیں پس اس تعلق کی بنیاد پر حضرت مدنی نے جماعت اسلامی کے خیالات اور لڑ پھر کی اشاعت کو مسلمانوں کے لئے سخت مضر سمجھ کر روکا ہے، زندگی را پور جس کا حوالہ حضرت مدنی نے اپنے والا نامہ میں دیا ہے۔ اس کے اندر یہ عبارت موجود ہے۔

ملک کی کوئی بھی مشہور دینی درس گاہ نہیں ہے۔ جہاں ہمارا لڑ پھر نہ پڑھا جاتا ہو۔ اور کچھ لوگ متاثر نہ ہوں لیکن اس سلسلہ میں مدرسۃ الاصلاح سرائے میر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان درس گاہوں میں طلباء اور اساتذہ کی معتد بہ تعداد تحریک سے روز بروز متاثر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اسی طریقہ سے مولانا حمید الدین فراہی کے زہد و اتقاء علم و عمل کے بارے میں ہم صرف ایک شہادت امام الہند مولانا آزاد مرحوم کی پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مولانا حمید الدین فراہی ان علماء حق میں سے تھے جن کا سرمایہ امتیاز صرف علم ہی نہیں ہوتا بلکہ عمل بھی ہوتا ہے اور اس دوسری جنس کی کامیابی کا جو عالم ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میں جب کبھی ان سے ملا مجھ پر ان کے علم سے زیادہ ان کی عملی پاکی کا اثر ہوا۔ وہ پورے معنوں میں ایک متقی اور پاک باز انسان تھے ان کے دل کی

پاکی اور نفس کی طہارت دیکھ کر رشک ہوتا تھا۔ ابوالکلام ۴ جنوری ۱۹۳۶ء
ان عبارتوں کے نقل کرنے اور مولانا حمید الدین فراہی کی شخصیت کو پیش کرنے کا
مقصد یہ ہے کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کو اتنی جلدی ہنگامہ تکفیر کو نہ تو فراموش کرنا
اور نہ مولانا حمید الدین فراہی کو بھول جانا چاہئے تھا۔

۱۹۳۶ء اور اس کے کچھ دنوں بعد تک حضرت مدنی ہی کے نام آپ ہی کے انتقاء
اور اخلاص، علم و عمل، جہاد و قربانی کا اساتذہ اور طلباء مدرسہ میں چرچا تھا۔ مگر اب ان
سب کے علی الرغم مدرسہ کو جماعت اسلامی کا اڈا، مودودی لڑیچر کی سپلائی کا مرکز
بنادیا گیا۔ ہفتہ وار ماہانہ اور سالانہ اجتماعات ہوتے رہتے ہیں۔

افسوس! جس ذات گرامی کی بدولت مدرسہ کی اینٹ سے اینٹ۔ ٹکرانے سے
محفوظ ہو گئی تھی۔ آج اسی ذات پر جماعت اسلامی، مدرسۃ الاصلاح کے اندر رہ کر جو
جو کر رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

بہر حال حضرت مدنی جماعت اسلامی کو مسلمانوں کے لئے سخت مضر سمجھ رہے
ہیں اس لئے ان کا فریضہ تھا کہ مدرسہ کے ارکان کو خیر خواہانہ مشورہ دے کر آئندہ کی
تباہی پر متنبہ فرمائیں۔ افسوس تو اس کا ہے کہ ابھی مولانا فراہی کا کفن بھی میلانہ
ہوا ہوگا، اتنی جلدی ان کے کام اور نام پر جماعت اسلامی کے غیر مبصر افراد کے
کاغذی اور ہوائی مزخرفات کو ترجیح دے دی گئی۔ فَالِیَ اللّٰهِ الْمُسْتَكْبٰی یہ فکر و نظر کی
گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

(از مولانا نجم الدین اصلاحی مرتب مکتوبات شیخ الاسلام ۳۴۵، حاشیہ مکتوب نمبر ۱۳۷)

۳۲۴۔ مدرسۃ الاصلاح کے رکن شوریٰ اقبال احمد خان

سہیل کے نام حضرت مدنی کا مکتوب نمبر ۱۳۷

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج مبارک۔

مجھ کو بعض ضروری گزارشات عرض کرنی ہیں۔ مگر چونکہ عرصہ سے اعظم گڑھ حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے اب تک ان کو پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اس مرتبہ رمضان شریف میں سخت بیمار ہو گیا تھا جس کا اثر اب تک ہے۔ اس لئے اس سفر میں حاضری سے محروم رہا۔ مجبوراً تحریر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ مدرستہ الاصلاح سرائے میر سے مجھ کو جو کچھ قدیم سے تعلق ہے۔ وہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔ مدرسہ مذکور کے روح رواں مولانا حمید الدین فراہیؒ تھے جو کہ قرآن شریف کے مسلم عالم تھے اور ایک خاص فکر اور خیال رکھتے تھے ضرورت تھی کہ مدرسہ مذکور کے اساتذہ اور طلبہ مولانا مرحوم کی زندگی کو اپناتے اور سلف صالحین اور اکابر اہل سنت والجماعت کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے مولانا مرحوم کے اصول کے مطابق علمی جدوجہد جاری رکھتے۔ لیکن یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ اب اس مدرسہ میں مودودی جماعت کا زور ہے۔ جیسا کہ جماعت کے آرگن ”زندگی“ رامپور ماہ نامہ دسمبر و جنوری ۱۹۵۳ء ص ۱۰۲ سے ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں آپ جیسے اراکین مدرسہ کا فرض ہے کہ اس خیال کے لوگوں سے مدرسہ کو پاک فرمائیں۔ یا کم از کم یہ کریں کہ مدرسہ سے ان کے لڑیچروں اور خیالات کی (جو گمراہیوں سے بھرے ہوئے ہیں) نشر و اشاعت قطعانہ ہو۔ میں نے ان کو بغور دیکھا ہے۔ میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں یہ جماعت مسلمانوں کے عقائد اور اصول کے لئے سخت مضر اور گمراہ کن ہے۔ یہ رائے صرف میری نہیں ہے۔ بلکہ تمام علماء دیوبند و سہارنپور دہلی وغیرہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ اگر زندگی باقی رہی۔ اور حاضری کا موقع ملا تو انشاء اللہ مزید توضیحات پیش کروں گا۔ والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۳۵)

الحمد للہ آج بتاریخ ۲۶ جنوری بروز منگل جلد دوم کے حقائق و معارف تکمیل کو پہونچے۔ فالحمد للہ۔

۳۲۵۔ مولانا ادریس صاحب سرائے میر کے

پانچ سوالات

سوال نمبر ۱: قبلی کے قتل کا واقعہ قبل نبوت کا ہے یا بعد نبوت کا؟

سوال نمبر ۲: یہ درست ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ بڑے بھائی تھے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور خلیفہ تھے۔ خلیفہ سے اس کی کوتاہیوں پر باز پرس کا حق ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس حیثیت سے باز پرس فرمائی بِسْمَا خَلَفْتُمُونِي، اس پر شاہد ہے۔ جب معاملہ اس نوعیت کا ہو تو نبی کی توہین کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ رہا القاء الواح کا معاملہ، تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ القاء کو وضع کے معنی میں لیا جاسکے، محض بے توجہی کے اظہار کے لئے القاء کا الفاظ استعمال ہوا ہو۔ اگر ایسا کرنا درست ہو تو معاملہ ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے زیادہ سے زیادہ جو بات ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ جوش غضب میں بے اعتدالی کا ظہور ہوا۔

سوال نمبر ۳: حضرت والا کا ارشاد ہے۔ مگر اس ذنب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے استغفار منقول نہیں (حالانکہ استغفار منقول ہے قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ اٰخِيْ وَ اٰخِيْ وَ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ کیا یہ سہو کتابت کی بنا پر ہے۔

سوال نمبر ۴: انبیاء کرام معصوم ہیں اور باوجود معصوم ہونے کے ان سے لغزشیں ہوئیں۔ لیکن وحی الہی نے فوراً اصلاح فرمادی، ان کی لغزشیں انہیں محسوس کرا دیں۔ اس لئے بلاشبہ انہیں معیار حق تسلیم کرنا جزا ایمان ہے۔ لیکن حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو غیر معصوم ہیں۔ ان سے لغزشوں اور غلط فہمیوں کا زیادہ امکان ہے۔ بلکہ وقوع بھی ہوا ہے۔ بروقت ان کی اصلاح کا بھی قدرت کی طرف سے کوئی

اہتمام نہیں۔ تو اس کے باوجود انہیں معیار حق کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے اور تمام امور میں ان کی اتباع کیسے ممکن ہے۔ لامحالہ بہت سی باتوں میں ان کی اتباع ترک کرنی پڑے گی۔ اس ترک کیلئے ہمارے پاس معیار رسول ہی کی سنت ہوگی۔ پھر صحابہ کو معیار حق کہنے کا کیا مطلب ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان پر تنقید اور عیب جوئی ناجائز اور حرام ہوگی۔ صحابہ کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سوال نمبر ۵:- صحابہ اگر معیار حق ہیں تو جملہ صحابہؓ یا محض خلفاء راشدین؟

نوٹ:- مکتوب نمبر ۱ کا پس منظر یہ کہ مودودی گروہ کی گمراہیوں اور دستور و عقائد کی کھلی ہوئی برائیوں پر ۵ مارچ ۱۹۵۴ء میں حضرت مدنی قدس سرہ نے بیت العلوم صرائے میر کے سالانہ جلسے میں تقریر فرما کر واضح الفاظ میں:- مودودی جماعت کو گمراہ اور جادہ حق سے ہٹا ہوا ظاہر فرمایا تو اس پر مدرستہ الاصلاح کے ناظم اور دوسرے تعلق رکھنے والے حضرات کی چہ گویاں مولانا ادریس صاحب تک پہنچیں انہوں نے مذکورہ سوالات لکھ کر حضرت مدنیؒ سے تسلی چاہی۔ (از مرتب اصلاحی)

جوابات از حضرت مدنی قدس سرہ

جواب نمبر ۱:- قبلی کا قتل یقیناً قبل اعطاء النبوة ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے ہجرت فرمانے پر راستے میں طور پر عطا ہوئی اور قبلی کے قتل کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے کا سبب بنا جس کا تقدم اظہر من الشمس ہے۔ سورہ قصص میں اعطاء حکم اور علم کا اس سے قبل ذکر کرنا تقدم زمانی کا موجب ہے۔ کما ذکرہ ارباب التفسیر

جواب نمبر ۲:- اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام وزیر اور خلیفہ تھے اور ان کو نبوت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہی ملی تھی۔ مگر جب نبوت دی گئی تو حسب قاعدہ کلیہ اِذَا ثَبَتَ الشَّيْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهِ، نبوت کے تمام۔۔۔ لوازمات کو تسلیم کرنا

ضروری ہے۔ باز پرس کا حق اسی درجہ میں تسلیم کیا جاسکتا ہے جس درجہ میں لوازم نبوت کا ثبوت رکھا گیا ہو۔ نیز بڑے بھائی کے بھی ہونے کا احترام کیا گیا ہو جو کہ **يَا هَارُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَرَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا أَنْ لَا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي** تک ہی ہو سکتا ہے، اخذ اس، اخذ لہجہ باز پرس میں سے نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس القاء الواح کو وضع کے معنی میں لینا تحریف معنوی سے جدا نہیں ہے۔ اس مقام پر اس سے غفلت کرنا غلطی ہوگا کہ ہم معصیت کی حقیقت پر غور نہ کریں۔

محترمی! کسی عمل کے طاقت اور معصیت ہونے کا مدار نیت پر ہے۔ **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ فَمَنْ صَرَحَ بِهِ**۔ نیز حدیث **إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ بَلْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ** (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) پس وہ اعمال جو کہ سہوا یا غلطاً یا غلط فہمی سے صادر ہوں وہ درحقیقت معصیت نہ ہوں گے جب کہ نیت میں فساد اور نافرمانی نہ ہو اگرچہ معصیت کی صورت پر کبھی مواخذ بھی ہو جائے **فَإِنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتِ الْمُقْرَبِينَ** ”نزدیکان را بود بیش حیرانی“

یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیت ان معاملات میں صحیح تھی، حب خداوندی اور غیرت دینی ان اسباب و اعمال کے موجبات ہیں۔ اس لئے تمحلات اور تکلفات کا ارتکاب بے محل ہے جس سے تحریف معنوی کا بہت بڑا دروازہ کھلتا ہے عصمت تو معصیت سے تحفظ کی ضمانت کرتی ہے سہو، خطا، غلط فہمی کی محافظ نہیں ہے، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ بوقت شفاعت کبریٰ قتل قبلی کا تو تذکرہ فرمایا، مگر حضرت ہارون علیہ السلام اور الواح کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ قبلی کے قتل میں نیت کا فرق کچھ نہ کچھ ضرور ہے اگرچہ قصد قتل نہ ہو، مگر اس واقعہ میں نیت نہایت اعلیٰ تھی۔

جواب نمبر ۳:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استغفار کے متعلق تفسیر مظہری ج ۳۔

ص ۴۶۴ میں ہے جس کی عبارت کا مفہوم یہ ہے:

(۱): حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلَا خِيْرَ۔ یہاں اگرچہ پہلے اپنے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔ مگر اصل مقصود اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کیلئے دعا کرنا ہے۔ اپنا نام پہلے بطور تمہید لائے اور اس لئے بھی کہ سامری کی جماعت حضرت ہارون علیہ السلام کا مذاق نہ اڑائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو۔۔ گنہگار سمجھ کر ان کے لئے استغفار کر رہے ہیں۔

(۲): اس کے علاوہ دوسروں کے لئے استغفار کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے لئے استغفار کرے تاکہ یہ تصور نہ ہو کہ اپنے آپ کو پاک و صاف سمجھ رہا ہے۔

(۳): خود استغفار کر لینے کے بعد دعا جلد قبول ہوتی ہے اسی بنا پر نماز جنازہ کی دعا میں پہلے لَحْسِنًا ہے، یعنی زندوں کے لئے مغفرت کی دعاء پہلے ہے اپنے لئے پہلے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے پھر مردہ کے لئے۔

(۴): اسی طرح اہل قبور کی زیارت کے وقت بھی جو دعاء منقول ہے يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ، اللہ ہمیں بخش دے اور آپ کو۔ اس میں پہلے اپنے لئے مغفرت کی دعا ہے، پھر اہل قبور کے لئے۔

(۵): سورہ محمد وغیرہ آیات میں جو وارد ہوا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اس سے مقصود امت ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶): اب یہ طریقہ امت محمدیہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیدیا گیا ہے کہ اگر بارگاہ رب العزت میں کسی کی مغفرت کے لئے دعاء کی جائے تو سب سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا ضروری ہے۔

(۷): حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کبار و صغائر سب سے معصوم تھے۔ پھر بھی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ آپ کے لئے وارد ہے جس کا منشا صرف یہ ہے کہ اس طرح امت کو استغفار کرنے کا ایک طریقہ معلوم ہو جائے اور یہ سنت ہمیشہ باقی رہے۔ چنانچہ جن لوگوں کی نظریں قرآن مجید پر وسیع ہیں۔ اور انہوں نے گہرائی سے

قرآن کو سمجھا ہے وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ قرآن حکیم میں اس طرح کے نظائر بکثرت ہیں اور کلام الہی کے اسالیب سے اس پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ سورہ فتح میں ہے لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ مگر باتفاق مفسرین مراد اس سے امت ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر نیشاپوری وغیرہ۔

آیات مذکورہ بالا میں جو لفظ ذنب واقع ہے اس کی نسبت فاعلی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف صحیح نہیں ہے بلکہ ان آیات میں ذنب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اضافی ہے۔ سورہ طلاق میں ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ۔ اس آیت میں کا خطاب یا ایہا النبی سے شروع ہوا۔ لیکن پھر طَلَّقْتُمُ اور طَلَّقْتُمُوہن میں جمع کی ضمیریں آئیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مراد امت ہے۔ سورہ احزاب میں ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِيعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ حسب تصریح درمنثور میں اس سے مراد امت ہے۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان نظائر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو سورہ اعراف میں فرمایا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِإِخْوَتِيْ تُوِيْہِ بَات نہ تھی کہ آپ سے خدا نخواستہ کوئی گناہ ہوا تھا جس کے لئے استغفار کرتے ہیں، بلکہ اپنے استغفار کو بھائی کے استغفار کی تمہید بناتے ہیں۔

جواب نمبر ۴:- الف: انبیاء علیہم السلام کو معیار حق قرار دینا اور اس کو جزء ایمان سمجھنا کسی نص صریح میں وارد ہے یا عقلی قضیہ ہے۔ یعنی جس طرح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ نص صریح ہے کیا محمد معیار للحق بھی کسی نص میں وارد ہے کہ اس کو جزء ایمان بنایا جائے یا نہیں، یا کس نص میں وارد ہے النبی معیار للحق، یا فرمایا گیا ہے الا نبیاء معیار للحق۔

ب:- اب اگر نص میں وارد نہیں ہے بلکہ عقل صحیح اور دلائل صریحہ اس کے باعث

ہیں تو کیا رسالت اور معیار حق میں نسبت مساوات ہے تاکہ یہ کہا جاسکے کل شئی معیار للحق اور کل معیار للحق نبی اور اسی طرح نفیاً کہا جاسکے، لاشی من الانبیاء الا هو معیار للحق ولا شئی معیار للحق الا هو نبی یا ان دونوں میں نسبت عموم و خصوص مطلق ہے، یعنی کل نبی معیار للحق کہنا مسلم ہے مگر کل معیار للحق نبی غیر لازم التسلیم، کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی معیار حق ہو اور وہ نبی نہ ہو۔

ج: اگر عصمت، معاصی غلطیوں سے تحفظ کی ذمہ دار ہے، تو رضائے خداوندی کیوں ذمہ دار نہ ہوگی۔ اور خصوصاً جب جب کہ اس کی خبر۔۔۔ علام الغیوب نے دی جس کے سامنے ازل اور ابد کی تمام کائنات حاضر ہیں کوئی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا يَظُلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسِي، (نہ بہکتا ہے تیرا رب نہ بھولتا ہے)۔ سابقین اولین کے متعلق آیات وارد پر غور فرمائیے، کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی رضا کی تصریح فرمائی ہے۔

ہ: اگر عصمت، معاصی اور غلطیوں سے تحفظ کی ذمہ دار ہو سکتی ہے تو قادر مطلق کا یہ ارشاد وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ الْإِيمَانُ وَزِينَةُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ، أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور اچھا کر دکھایا اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور نافرمانی کی، یہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر اللہ کے فضل سے اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے، اور حکمتوں والا ہے)، کیوں نہیں ذمہ دار ہوگا، کیا اس خبر میں شک کرنا درست ہو سکتا ہے، کیا اس میں تاثر کفر نہیں ہے تو یہ حضرات کیوں نہ معیار حق ہوں گے۔

و: اگر عصمت (جس کا صریح اشارہ کسی قطعی نص میں نہیں ہے، اشارات ولالت ہی سے اخذ کیا گیا ہے) قابل اعتماد ہے تو خبر خداوندی دخول و خلود فی الجنة کی

جو یقینی اور قطعی ہے، کیوں نہیں قابل اعتماد ہے، کیا اس میں شک کرنا درست ہوگا اور کیا خلود فی الجہنہ کسی عاصی اور نافرمان کے لئے ہو سکتا ہے، سابقین اولین صحابہ کے لئے فرمایا جاتا ہے، وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا أَنْهَارٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا اذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (اور تیار کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، رہا کریں گے انہیں میں ہمیشہ)۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عشرہ مبشرہ، اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بشارت و خول جنت اور خلود کی عطا فرماتے ہیں۔ کیا اس کی تغلیط ہو سکتی ہے۔ پھر کیا یہ حضرات معیار حق نہیں ہو سکتے۔ اور اگر عصمت مفہومہ انبیاء علیہم السلام کے لئے موجب معیار حقانیت ہو سکتی ہے تو شہادت قطعی خداوندی دربارہ صحابہ کرام جس کی تصریح توریت، انجیل، قرآن میں فرمائی گئی ہے۔ کیوں نہ معیار حقانیت قرادی جائے، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ. اَلِیْ قَالَهٗ تَعَالٰی. مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ (محمد رسول اللہ کے اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں، تم دیکھو ان کو رکوع میں اور سجدہ میں، ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی، نشانی ان کی ان کے منہ پر سجدہ کے اثر سے، یہ نشانی ہے ان کی توریت میں اور مثال ان کی انجیل میں)۔

ز:۔ اگر عصمت کی وجہ سے اصحاب عصمت معاصی سے محفوظ ہو سکتے ہیں تو خبر قطعی (يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا) کیوں باعث تحفظ نہیں ہو سکتی، (ترجمہ: جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اس کے ساتھ، ان کی روشنی دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے، کہتے ہیں: اے ہمارے رب پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر دے ہم کو)۔

خلاصہ یہ کہ متعدد آیات قرآنیہ قطعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے عدم

صدور معاصی اور ان کے تحفظ عن المعاصی کے لئے دلائل قطعیہ ہیں۔ معیار حق ہونے کے لئے یہی اصل اصول ہے، یعنی یہ علم یقینی کہ وہ شخص وقوع و صدور معاصی سے محفوظ ہو، خواہ عصمت کی وجہ سے ہو یا ثبوت رضا خداوندی کی وجہ سے یا ثبوت خلود فی الجہنہ کی وجہ سے یا ثبوت اجتناب بالتکفل خداوندی بالمحافظت عن اسباب المعاصی وغیرہ کی وجہ سے، اس کے لئے عدم امکان عقلی ضروری نہیں، فقط عدم امکان وقوعی خواہ بالذات ہو یا بالغیر کافی ہے جو کہ صحابہ کرام کے لئے حسب آیات مذکورہ یقینی ہے۔

باقی رہا یہ شبہ کہ انبیاء علیہم السلام کی غلطیوں کا تدارک بالوحی ہو سکتا ہے، غیر انبیاء کی غلطیوں کا تدارک نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وحی غیر انبیاء پر نہیں آ سکتی، یہ بالکل لایعنی ہے۔

الف: جب کہ عنایت ربانی اپنی رضا اور توجہ کی قطعی خبر دے چکی ہے تو غلطی ہونے ہی نہ دیگی، ورنہ کذب خبر خداوندی لازم آئے گا، وہ محال۔

ب: اور اگر غلطی بفرض محال ہوئی بھی تو عنایت ربانی اس کا تدارک کرے گی جس کی ذمہ داری وہ اپنے اوپر لے چکی ہے۔

ج: کیوں نہ تحدیث اور الہام سے اس کا تدارک ہو سکے گا (قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ كَانَ فِي الْأَمَمِ مِنْ قَبْلِكُمْ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ كَانَ فِيكُمْ مُحَدِّثٌ فَعُمِّرْهُ وَكَمَا قَالَ، وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَقُّ يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ أَوْ كَمَا قَالَ) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں بھی محدث ہوا کرتے تھے، یعنی جن پر منشأ خداوندی منکشف ہو جایا کرتا تھا۔ پس اسی انداز میں اگر تم میں محدث ہیں، تو وہ عمر ہیں۔ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔

د: کیوں نہ روایہ صالحہ سے اس کا تدارک کیا جاسکے گا، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا أَوْ مَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ أَوْ تُرَى لَهُ، (او کما

قال) وقال عليه الصلوة والسلام الرؤيا الصالحة جزء سبعة وأربعين جزءاً من النبوة، (او کما قال علیہ السلام)

(ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت تو ختم کر دی گئی۔ البتہ مبشرات باقی رکھے گئے۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا، اچھے خواب جس کو مسلمان دیکھے یا اس کو دکھایا جائے۔ آپ نے فرمایا، اچھا خواب نبوت کا ایک ٹکڑا ہے نبوت کے چھالیس ٹکڑوں میں سے۔

ہ: کیوں نہ بصیرت خواص مؤمنین اس کا تذکرہ کر سکے گی، قال تعالیٰ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي،
ترجمہ: اور کہہ دے یہ میری راہ ہے، بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر، میں بھی اور جو میرے پیرو ہیں وہ بھی)۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو، وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

و: جب کہ ارشاد ہے لَا يَجْتَمِعُ أُمِّي عَلَى الضَّلَالَةِ (حدیث) اور قرآن میں فرمایا گیا. وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى الْإِلَهِ كَيَايَةِ ارشادات باعث تحفظ نہ ہوں گے اور وہ قادر مطلق مقلب القلوب تحفظ کر کے ایسی غلطیوں کو نیست و نابود نہ کر دے گا۔

محترمی! صحابہ کرامؓ کی وہ غلطیاں جن کو آپ امکان بلکہ وقوع کے درجے میں دکھلا رہے ہیں اگر روایات تاریخیہ اور احادیث سے ثابت ہیں تو وہ ان قطعیات قرآنیہ کے سامنے کسی طرح کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، اور اگر ان کی کوئی حقیقت ہو بھی تو وہ نیت ہائے فاسدہ سے صادر ہوتی ہیں یا نیت ہائے صالحہ سے، کیونکہ بسا اوقات غلط فہمی

اور خطا سے کوئی عمل صادر ہوتا ہے تو وہ ان اعمال قبیحہ سے بہت ہی گرا ہوا اور خفیف شمار ہوتا ہے جو عدا اور بہ نیت فاسدہ وقوع میں آئے ہیں، قتل عدا اور قتل خطا کی جزاؤں میں کس قدر تفاوت ہے۔ حالانکہ دونوں میں مقتول کی جان ہلاک ہوتی ہے۔ اگر کسی نے اپنی زوجہ سمجھ کر اجنبیہ سے جماع کیا، اس وطی بالشبہہ کی وہ سزا ہوگی جو جان بوجھ کر اجنبیہ سے جماع کرنے پر مقرر ہے۔ حالانکہ دونوں میں جماع متحقق ہے۔

بہر حال جو اعمال خطا ہوئے ہیں وہ ان اعمال سے نہایت ہلکے ہیں جو کہ عدا کئے گئے ہیں۔ خواہ یہ خطا فعل میں ہو یا علم اور سمجھ میں ہو، ثانی الذکر ہی کو معصیت کہا جاتا ہے، بخلاف اول الذکر کے کہ ان کے لئے رفع کی تصریح ہے قَالَ تَعَالَى لَا تَوَاخِذْنَا نَسِينَا أَوْ أَخْطَا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَا وَالنِّسْيَانُ، میری امت سے خطا اور نسیان کو معاف کر دیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خطائیں سب اسی قسم کی ہیں، اس لئے وہ باوجود عصمت، صدور پذیر ہو گئی۔ ان میں فسادیت کا شبابہ بھی نہیں۔ اسی وجہ سے ائمہ اہل سنت والجماعت مشاجرات صحابہؓ کو خطا اجتہادی قرار دیتے ہیں۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے ارتکاب اکل شجرہ کو فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً، ترجمہ: پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں پختگی، ذنب خفیف اور غیر موجب مواخذہ داخل فی العصمت قرار دیتا ہے تو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مشاجرات کو ان کے مناقب کی آیات اور احادیث صحیحہ کیوں نہ ہلکی غیر موجب مواخذہ اور داخل فی المحفوظیت قرار دینگے اور کیوں نہ ان کے دامن کو خطا اجتہادی قرار دے کر منزہ اور پاک سمجھا جائیگا۔

میرے محترم: صحابہ کرام میں جو بھی کمالات اور بھلائیاں ہیں خواہ از قسم علم ہوں یا از قسم عمل، وہ سب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل اور آپ کے اتباع ہی سے ہیں۔ بالذات کچھ نہیں، مگر جب قرآن و احادیث صحیحہ نے ان میں موجبات

معیاریت حقانیت کی خبر دی ہے تو آج ہم کو ان کی معیاریت میں کلام اور تامل کرنا یقیناً قطعیات کا انکار ہوگا۔ جو کہ منج ہوگا انکار کتاب اللہ پر۔

آپ کا یہ ارشاد اور تمام امور میں ان کی اتباع کیسے ممکن ہے۔ لامحالہ بہت سی باتوں میں ان کی اتباع ترک کرنی پڑے گی اور اس کے ترک کرنے کے لئے ہمارے پاس معیار رسول ہی سنت ہوگی، پھر صحابہ کو معیار حق کہنے کا کیا مطلب؟ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں بھی تو روایات اور احادیث متعارضہ موجود ہیں تو پھر آپ کو بھی معیار حق کس طرح قرار دے سکتے ہیں۔ اور پھر آگے چلے، باری تعالیٰ کے ارشادات قرآنیہ میں تو بظاہر تعارض و تخالف موجود ہے۔ پھر کتاب اللہ اور جناب باری تعالیٰ کو بھی معیار حق قرار دینا ناممکن ہوگا۔ آخر اسی وجہ سے تو مجتہدوں اور اسلاف کرام میں جدوجہد اور اصول فقہ و کلام اور کتب مبسوط لکھنے اور مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

پھر حدیث اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں، یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم، اور عَلَيْنَكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم پر لازم ہے میرے طریقے (سنت) کی اتباع اور خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں، ان کی سنت، طریقوں کا اتباع، اس کو دانتوں سے پکڑ لو۔ یہ احادیث صحیحہ کثیرہ دربار صحابہ کرام کا اتباع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر واجب کیا ہے ان کا اتباع بحیثیت رسالت نہیں ہے بلکہ بحیثیت نقل و فہم ارشادات نبویہ کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح بعد والے ائمہ کا اتباع بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع ہے جو کہ بحیثیت نقل و فہم ہی کیا جاتا ہے، کسی کو مطاع بالذات نہیں کہا جاتا ہے۔ مطاع مطلق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے جناب کا یہ کلام

سمجھ میں نہیں آیا۔ غور فرمائیں۔

جواب نمبر ۵:- آپ فرماتے ہیں: اور اگر معیار حق ہیں تو جملہ صحابہ یا محض حضرات خلفاء راشدین؟ محترم جن اصحاب کے متعلق نصوص وارد ہیں، ان کیلئے اس کو تسلیم کرنا ضروری ہوگا۔ آپ نے صحابہ کرام کے بارے میں نصوص کو دیکھ لیا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں۔

مولانا مودودی صاحب تو سب کچھ فرماتے ہیں کسی ایک صحابی کا استثناء نہیں کرتے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء کو معیار حق تنقید سے بالاتر نہیں مانتے۔ ان کی ذہنی غلامی کو جائز قرار نہیں دیتے تو پھر یہ عقیدہ مودودی یا کس طرح جائز اور صحیح ہے۔ اور کس طرح یہ تعلیم ایمان کی تعلیم قرار دی جاسکتی ہے۔ غور فرمائیے اور ان کے ایمان کو ثابت کیجئے جو ہم کو نسلی مسلمان اور اپنے آپ کو اصلی مسلمان کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَكْبٰی۔ (کتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۸)

۳۲۶۔ مولانا عبد الماجد دریابادی

شرح صدر کی دعا کے طالب

نوٹ:- مودودی جماعت کے سلسلہ میں مولانا عبد الماجد دریابادی کی مختلف النوع تحریریں سچ اور صدق جدید میں آتی رہتی ہیں۔ مگر وہ بالکل۔۔۔ غیر واضح اور مبہم، کبھی تردید کردی، کبھی تائید۔ کبھی تنقید کردی، کبھی تعریف حضرت مدنی قدس سرہ نے ان کو ایک مفصل تحریر بھیجی جس کو تسلیم کرنے کے بجائے وہ وہ شرح صدر کی دعا کے طالب ہوئے۔

۳۲۷۔ مولانا دریابادی کا خط حضرت مدنی کے نام

مخدوم و محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رجسٹرڈ والا نامہ نے کئی دن ہوئے

مشرف کیا تھا میں جو کچھ عرض کر سکتا تھا، پہلے عریضہ میں عرض کر چکا ہوں اب آپ میرے حق میں بس شرح صدر کی دعا فرمائیں۔

جواب از حضرت مدنی قدس سرہ

محترم المقام۔ زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتظار شدید کے بعد والانامہ باعث سرفرازی ہوا۔ جناب کو یاد ہوگا۔ اب سے تقریباً دو سال پہلے، جب میں نے مودودی فتنہ کے متعلق آپ سے خط و کتابت کی تھی تو آپ نے اس فتنہ کی ذمہ داری علماء کے سکوت پر ڈالی تھی اور صدق کے چند نمبروں سے امداد فرمائی تھی، مگر تعجب ہے کہ جب ان کے دستور کی کھلی ہوئی گمراہی کو پکڑا گیا تو تاویلات کرتے ہوئے آپ خود سنگ گراں بن گئے۔ اب ہم اس کا شکوہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کس سے کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۴۷)

۳۲۸۔ لفظ بے ہند پر مولانا دریابادی کا اعتراض

مولانا دریابادی نے لکھا ہے ایک گستاخانہ عرض خیال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ ہی کے اکابر نے اصاغر کو اجازت دیے رکھی تھی۔ والاناموں کے چند صفحات میں کہیں بھی بسم اللہ اس کے مماثل کلمہ کا نظر نہ آنا بلکہ بجائے اس کے ہر صفحے پر انگریزی میں بے ہند کا نظر آنا مجھ بافہم کی فہم سے بالکل باہر نکلا۔ والسلام دعا گو و دعا خواہ عبدالماجد دریابادی ۴ جون ۱۹۵۴ء

جواب از حضرت مدنی قدس سرہ

لفظ بے ہند کا مواخذہ بے موقع ہے، میری تحریر چونکہ کچھ کٹی ہوئی عبارت پر

مشمول ہے اس لئے میں نے نقل کرنے کو ایک صاحب کو دیدی تھی۔ وہ ایک لیٹر پیڈ پر صاف کر کے لائے۔ لیٹر پیڈ بازاری تھا۔ اس کے ہر صفحے پر یہ لفظ چھپا ہوا تھا۔ نقل کرنے والے صاحب انگریزی سے ناواقف تھے۔ انہوں نے اس پر نقل کر دیا نہ انہوں نے یہ لفظ لکھا اور نہ میں نے۔ والسلام

نکاح اسلاف حسین احمد غفرلہ تاظہ ۲۳ شوال ۱۳۷۲ھ
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۴۷)

۳۲۹۔ اعمال ضروریہ میں کوتاہی کر نیوالا فاسق ہوگا کافر نہیں

تمام اہل سنت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پر متفق ہیں کہ جو شخص کلمہ طیبہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ صدق دل سے کہے، اس کا اجمالی ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تمام یقینی باتوں (وحدانیت، رسالت، ملائکہ، کتب سماویہ، قیامت، تقدیر، ختم نبوت وغیرہ) دل سے مان لے اور اقرار کر لے تو اس کا تفصیلاً ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان ہو کر ملت اسلامیہ کا ایک فرد بن جاتا ہے۔ اعمال کی کوتاہی سے ایمان زائل نہیں ہوتا۔ صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا۔ ہاں اگر ان امور ایمانیہ کا انکار کرے، تب بیشک کفر متحقق ہوگا البتہ گمراہ فرقے خوارج اور معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمال مرضیہ کے ترک کرنے یا گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونے سے ایمان نکل جاتا ہے۔ آج ہندوستان بھر میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اس کی تعلیم و تلقین کرتی ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب اپنے رسالہ حقیقت حج میں زیر عنوان ”حج کی تاریخ“ مابعد میں فرماتے ہیں

رہے وہ مسلمان جن کو عمر بھر یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے، دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں، کچھ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گذرتا، تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو اس کو مسلمان سمجھتا ہے۔

نیز رسالہ حقیقت زکوٰۃ میں زیر عنوان ”زکوٰۃ کی اہمیت“ میں فرماتے ہیں: ”زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں، کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔“ آگے لکھتے ہیں:

”ان دو ارکان اسلام، نماز، روزہ سے جو لوگ روگردانی کریں، ان کا دعویٰ ایمان ہی جھوٹا ہے“ آگے فرماتے ہیں:

”قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے۔ اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ (خطبات ۱۳۲)

مذکورہ بالا تصریحات پر غور فرمائیے، ہندوستان اور پاکستان کے وہ تمام سربراہ اور وہ مسلمان لیڈر جو کہ برسر اقتدار ہیں اور دور دور کے ممالک یورپ اور امریکہ وغیرہ کا سفر کرتے رہتے ہیں۔ یا زمانہ سابق میں ان دور دراز ممالک بالخصوص انگلستان وغیرہ کا سفر کر چکے ہیں اور نعمت حج و زیارت مدینہ منورہ سے فائز نہیں ہوتے۔ سرسید اور جسٹس محمود سے لے کر اس زمانہ کے جملہ اشخاص جن میں علامہ اقبال، قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح، نواب زادہ لیاقت علی خاں، سرناظم الدین وغیرہ نے شمار عماء قوم آتے ہیں۔ سب کے سب بیک قلم قطعی اور یقینی طور پر ایمان و اسلام سچا راج کر دیا گیا ہے اور فتویٰ صادر

کر دیا گیا ہے کہ انکو اپنے آپکو مسلمان کہنا جھوٹ کہتے ہے۔ جو شخص بھی ان کو مسلمان کہے وہ قرآن سے جاہل ہے اسی طرح وہ تمام اسلامیت کے دعویدار جو زکوٰۃ نہیں دیتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے۔ ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے اور ان کا کلمہ طیبہ پڑھنا بے معنی اور ان کے ایمان کی شہادت غیر معتبر اور بیکار ہے۔ اور چونکہ ایمان اور کفر میں واسطہ نہیں، ایک کے زوال سے دوسرے کا آجانا یقینی ہے۔ اس لئے جب ان لوگوں کو ایمان اور اسلام سے قطعی طور پر نکال دیا گیا تو قطعی طور پر کفر میں بھی داخل کر دیا گئے۔ اس طرح کی عمومی تکفیر صرف مودودی صاحب اور ان کی جماعت یا خوارج کے سوا کلمہ گویان امت محمدیہ کی کس نے کی اور کب کی گئی، بیشک ایسے لوگ فرائض کے تارک گنہگار مستحق عقاب ہیں۔ ان کو جلد سے جلد توبہ کرنا اور اپنی بد اعمالیوں کو ترک کر دینا ضروری ہے۔ (اگر زندہ ہوں)۔ اور خداوندی عذاب کے مستحق ہیں (اگر بلا توبہ مر گئے ہوں)۔ مگر وہ دائرہ ایمان اور اسلام سے شرع کی نظر میں خارج نہیں کئے جاسکتے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ اور ایمان ضرور بالضرور ان کو نفع پہونچائے گا۔ اگرچہ بد اعمالیوں کی سزا کے بعد ہی ہو۔ (اگر شفاعت یا دیگر وجوہ رحمت سے مستفید نہ ہو سکے)۔ مگر ایسے لوگ خلود فی النار سے محفوظ رہیں گے۔ ذرہ برابر بھی ایمان کا درجہ ان کے لئے خلود فی النار سے محافظت اور جنت کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا یہ مقصد امت محمدیہ پر انتہائی ظلم اور خوارج کی طرح غلو فی الدین ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۷۲)

۳۳۰۔ حدیث بدع الاسلام کے

معنی اور مفہوم کے بارے میں سوال

مولانا غلام حسین صاحب بھگلپوری نے سوال کیا تھا جس کا جواب حضرت قدس

سرہ نے یہ دیا۔

”بدع الاسلام غریبا“ الہدیت کا ترجمہ یہ کرنا کہ اسلام غریبوں سے پھیلا اور پھر

غریبوں میں لوٹ آئے گا، لغت عربی کے خلاف ہے، ہماری زبان اردو میں غریب کا ترجمہ مسکین اور فقیر سے کیا جاتا ہے، یعنی وہ شخص غریب ہے جس کے پاس مال و دولت نہ ہو، مگر عربی میں یہ معنی نہیں ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ سب سے پہلے ایمان لانے والے مردوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو مکہ معظمہ میں بہت بڑے تاجروں اور مالداروں میں سے تھے۔ ”غریب“ عربی میں اوپرے شخص کو کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ شخص جو کہ مشہور و معروف نہ ہو، لوگ عام طور سے اس کو جانتے اور پہچانتے نہ ہوں۔ خواہ وہ مالدار ہو یا مسکین و نادار۔ اسی وجہ سے مسافر کو غریب کہتے ہیں، کیونکہ وہ بدیسی ہونے کی وجہ سے لوگوں کی پہچان میں نہیں آتا، جو چیز نادر الوقوع ہوتی ہے اس کو بھی غریب کہتے ہیں۔ نہ کیونکہ قلیل الوقوع ہونے کی وجہ سے وہ مشہور و معروف نہیں ہوتی، اس میں غرابت اور ندرت آ جاتی ہے۔ لوگ اس سے مانوس نہیں ہوتے۔ نیز اس حدیث میں اسلام کو ذوالحال قرار دیا گیا ہے جو کہ مجموعہ احکام، اقرار و اعمال سے عبارت ہے۔ یعنی دین اسلام غریب تھا۔ نہ کہ اہل اسلام۔ اگر اہل اسلام کی غربت مراد ہوتی، جیسا کہ اردو والے اور آپ کے یہاں کے لوگ کہتے ہیں، تو جانب ذوالحال میں لفظ اہل کہا جاتا ہے۔ یابدء المسلمون کہا جاتا ہے، اور جانب حال میں غرباء کہا جاتا ہے۔

بہر حال بہترین توجیہ حدیث کی یہی ہے کہ دین اسلام اور اسکے عقائد و اعمال سے لوگ ابتداء میں بیگانہ اور غیر مانوس تھے، وہ عام انسانوں کی نظر میں اوپر اغیر معروف اور غیر محبوب تھا۔ پھر رفتہ رفتہ لوگوں کو اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد اور روحانی تصرف کی وجہ سے انس و محبت پیدا ہوئی اور تمام فضا بدل گئی۔ ہر طرف اور ہر قوم میں۔۔۔ مذہب اسلام مقبول و محبوب اور مانوس ہو گیا۔ يَدْخُلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا سَأَلُوا مِنْ قَبْلُ وَلَا يَرْجُوا عَوْدًا إِلَى الْكُفْرِ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ اور جو قومیں مسلمان نہیں بھی ہوئیں وہ بھی اصول اور قواعد اسلامیہ کو پسند کرنے لگیں اور اپنے اپنے یہاں کم و بیش اسلامی اصول

و اعمال کو داخل کر لیا۔ دین اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ پھر آخر زمانہ میں یہ فضا بدل جائے گی۔ لوگوں کے مزاج میں تبدیلی آنے لگی گی۔ رفتہ رفتہ لوگوں میں اسلام سے بیگانگی اس درجہ بڑھ جائے گی کہ وہ مثل ابتداء کے بالکل غیر مانوس اور اوپر ابن جائے گا۔ جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہو رہا ہے۔ غیر مسلم تو متنفر تھے ہی، خود مسلمان بھی اسلامی اصول و قواعد و اعمال سے متنفر نظر آتے ہیں۔

دیکھئے اہل پاکستان کو اسلامی دستور بھی بنانے کو تیار نہیں ہیں، ان کو کفار یورپ کی اقوام اور مشرکین کی باتیں پسند ہیں۔ مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت اور سنتوں سے نفرت ہے۔ جو مسلمان دین پر چلتے ہیں، انکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کی عیب جوئی کرتے ہیں، ان کے ہر ہر کام پر اعتراض کرتے ہیں، کفار اور مشرکین کی مدح سرائی کرتے ہیں، دیندار مسلمان ان کی نظر میں غرباء اور اوپرے غیر مانوس ہوتے جاتے ہیں، یہ حقیقت نتیجہ اسی کا ہے کہ دین اسلام، اس کے قواعد اور اصول ان کی نگاہوں میں غیر مانوس اور اجنبی بن گئے ہیں۔

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مادی امراض کا حال و بلاء کے زمانہ میں ہوتا ہے۔ و بلاء کے زمانہ میں ہوا بگڑ جاتی ہے۔ ہر انسان کا مزاج کم و بیش ماؤف ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو روحانی و بلاء پھیلی ہوئی تھی۔ آپؐ نے اپنی لاحانی قوت سے فضا کو بدلا۔ انسانی امزجہ رفتہ رفتہ صحیح و سالم ہوئے تو ان کو عمدہ روحانی غذا محبوب اور مانوس نظر آنے لگی۔ اب اس زمانہ میں پھر وہی و بلاء پھیل گئی ہے۔ لوگوں کے امزجہ ماؤف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جس طرح صفراء کے غلبہ یا بلغم وغیرہ اختلاط ردیہ کے غلبہ کے وقت عمدہ عمدہ غذا سے لوگوں کو نفرت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں لوگوں کو اعمال اور عقائد صحیحہ سے نفرت ہوتی جا رہی ہے۔ توسیع و غریب کا سوال اس وقت پیش آرہا ہے۔ اس لئے بشارت دی جا رہی ہے فطوبی للغرباء، اوپرے اور غیر مانوس لوگوں کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ حقیقت میں اس زمانہ

میں ان صحابہ کرام کے مثل ہوتے جا رہے ہیں جو ابتداء اسلام میں دین حق کی تابعداری کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں مثل خار کھٹکتے تھے آج یہ مسلمان دیندار بھی حقیر اور غیر مانوس ہو کر نظروں میں خار بنے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ اس توجیہ پر لفظ غریب کے معنی اوپرے اور غیر مانوس و بیگانہ کے ہوں گے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ غریب بمعنی تنہا، قلیل اور اکیلے کے ہیں۔ اس توجیہ پر حال تشبیہ بلیغ کی صورت میں واقع ہوگا، بخلاف توجیہ اول کے کہ وہاں حالت حقیقی تھی، بعض حضرات نے غریب کی توجیہ نزاع قبائل کے ساتھ کی ہے۔ یعنی ہر قبیلہ کے اکادکا لوگ، بعض نے غریب سے مہاجر مراد لیا ہے۔ یعنی ایمان کی ابتداء مہاجرین سے ہوئی اور آخر میں بھی انہیں میں لوٹ آئیگا جب کہ ایمان تمام دنیا سے سمٹ کر مدینہ منورہ میں اور مکہ معظمہ میں قرار پکڑے گا۔ دوسری توجیہ کی بنا پر امام نووی رحمۃ اللہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں و ظاہر الحدیث العموم وان الاسلام بدء فی احاد من الناس وقلة ثم انتشر وظهر ثم سيلحقه النقص والاختلال حى لا يبقى الا فى احاد وقلة ايضا كما بدء وجاء فى الحديث تفسير الغرباء وهم النزاع من القبائل،

مذکورہ بالا تفصیل سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جو توجیہ غریب کی بمعنی نادار اور مفلس کی جا رہی ہے وہ غلط ہے۔ اگرچہ یہ بات واقعی ہے کہ مفلسوں اور کم سرمایہ دار لوگوں میں بہ نسبت مالداروں کے تدین اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے، مگر یہ اخیر زمانہ کیساتھ خاص نہیں ہے۔ ہر زمانہ میں یہی ہوتا رہا ہے،

البتہ اسلام کی شوکت کے زمانہ میں امراء اور اغنیاء میں بھی تدین بہت کثرت سے پایا گیا ہے۔ مگر اب بہت کم ہے۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۴)

۳۳۱۔ مدارس اور اداروں کے مدرسین و ملازمین کیلئے

مسلک و مشرب کی پابندی ضروری

محترم! ہم نے ہمیشہ اپنے اکابر کا طریقہ دیکھا ہے اور حضرت تھانوی قدس سرہ کی وصایا میں (جو کہ دارالعلوم دیوبند کے لئے چارٹر ہیں) ہم مشرب ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے اکابر مقلد ہیں، حنفی ہیں، سنی ماتر میڈی اشعری ہیں، اہل طریقت (صوفیہ چشتی نقشبندی قادری سہروردی ہیں) بدعات سے متنفر اور مجتنب ہیں۔ یہ مشرب ہمارے اکابر اور اسلاف کا رہا ہے۔ اس مشرب کے خلاف ہونیوالوں کو ہم نہ سب کو کافر کہتے ہیں، نہ سب کو فاسق کہتے ہیں اور نہ سب سے عداوت رکھتے ہیں۔ (یا اگر کوئی شخص کسی امر مکفر یا مفسق وغیرہ کا مرتکب ہوگا تو حسب استحقاق معاملہ ہوگا) غیر مشرب والوں کا کسی ادارے میں موجود ہونا ہمارے نزدیک ادارے کے لئے مضر اور نفع کے بجائے نقصان کا موجب ہوگا اور ہمارا تجربہ بھی یہی ہے۔ کوئی ادارہ مخالف مشرب کے اجتماع میں پھول پھل نہیں سکتا۔ غیر مقلد یا مبتدع کی شرکت ادارے کے عملی نظام بالخصوص تدریس اور تعلیم میں مضر اور بربادی کا سبب ہے۔ حالانکہ ان دونوں کے تفردات تکفیر تک نہیں پہنچتے۔ تو قادیانیوں، شیعوں اور ان کے جیسے غالیوں کے کیا اثرات ہوں گے۔ ہمیشہ ہمارے اکابر عدم تقلید سے متنفر اور حقیقت اور تقلید کے مقلد اور داعی اور ولدادہ رہے ہیں۔ طریقت اور تصوف کے مؤید اور عامل رہے ہیں۔۔۔ مودودیت غیر مقلدیت سے بھی نہایت زیادہ گندی اور گمراہ کن ہے۔ مودودی کی تصانیف دیکھئے۔ وہ نہ صرف امام ابوحنیفہ اور ائمہ اور فقہاء سے نفرت دلاتی ہے بلکہ صحابہ کرام اور خلفاء عظام کی بھی توہین کرتی ہے۔ ائمہ حدیث اور مجتہدین کرام کے متعلق زہرا گلتی ہے۔ اگر کوئی مدرس اس خیال کا ہے تو اس کی تعلیم سے طلباء میں کیسا زہر بھر جائیگا، آپ خود اندازہ لگائیے۔ جو شخص امام ابو الحسن اشعری، امام غزالی، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ معین الدین چشتی وغیرہ کی شان میں ہرزہ سرائی

کرتا ہے۔ اور اس کی تصانیف اس سے بھری ہوئی ہیں۔ اس کی تصویب کرنیوالا مدرس طلبہ میں کس ضلال و گمراہی کا باعث ہوگا۔ آپ خود اندازہ فرمائیے۔ اسلئے ہم تو یہی کہیں گے کہ ایسے مشرب والے لوگ ہرگز ادارہ میں نہ ہونے چاہئیں۔ نہ طلباء نہ مدرس۔ مودودی صاحب کی تصانیف کو دیکھئے، عمل کو جانچئے، ہم تو یہاں تک دیکھتے ہیں کہ مشرب شخص بھی اگر بے عمل یا بد عمل ہے تو ادارات تعلیمیہ میں بہت مضرواقع ہوتا ہے۔ ہم نے جو اعلان مودودیت کے متعلق کیا ہے، سوچ سمجھ کر ان کی کتابیں اور عملی حالت دیکھ کر اور ان کے اثرات کا مشاہدہ کر کے کیا ہے۔ ان کی تالیفات گمراہیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ فالخذر فالخذر۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۹۱)

۳۳۲۔ انسان دن رات میں تقریباً پچیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے

میرے محترم! پاس انفاس میں اصلی غرض یہ ہے کہ انسان کا کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہے، نہ اندر جانے والا نہ باہر آنے والا۔ انسان دن اور رات میں تقریباً پچیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ سب کا سب ذکر سے معمور ہے۔ عمر عزیز کا جو حصہ بھی ذکر میں گزرے وہی زندگی ہے اور وہی مفید ہے۔ توکل کی عادت ڈالئے، اور اللہ تعالیٰ ہی پر ہر کام میں اعتماد اور بھروسہ کیجئے۔ انشاء اللہ تدریجی طور پر اثر ہوگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۹۲)

۳۳۳۔ نفاق کے شعبے

بیشک یہ امور ملتہ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، نفاق کے شعبے ہیں۔ مگر یہ شعبہ نفاق عقیدہ میں نہیں ہیں۔ نفاق عمل میں ہے۔ انکو جہاں تک ممکن ہو چھوڑنا چاہئے۔ اور اس کے ترک کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے اور اسی سے دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ کریم کارساز ان تمام بری عادتوں اور تمام ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال سے ہم کو بچائے اور موجودہ ناسزا امور کو دور کرے۔

آپ ذکر اور اتباع شریعت و سنت پر مداومت کرتے رہئے۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ اصلاح ہو جائے گی، اہل و عیال اور ان کی خبر گیری کو چھوڑ کر میرے پاس آنا بہتر نہیں۔ والسلام (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۹۴)

۳۳۴۔ بیماری مغفرت کیلئے قوی ذریعہ ہے

والدہ ماجدہ کے انتقال سے صدمہ ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نوازے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

مرحومہ کا اتنی مدت دراز تک بیمار رہنا ان کی مغفرت کے لئے ذریعہ قویہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کو جو بھی تکلیف، بیماری، غم، درد وغیرہ کی پہونچتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اس کے گناہ کیلئے کفارہ اور ذریعہ معافی ہو جائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر کے گناہوں سے پاک صاف کر کے اٹھاتا ہے۔

اس قسم کی متعدد روایتیں ہیں جو کہ نہایت امید افزا ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں آپ کو بھی چاہئے کہ صبح و شام کم از کم ایک ایک تسبیح استغفار کی، انکے لئے پڑھا کریں۔ اور اس کے علاوہ ان کی مغفرت کے لئے جو ذرائع ممکن ہیں، ان میں کوتاہی نہ کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۹۵)

۳۳۵۔ رمضان میں بانسکنڈی آسام میں قیام کے

دوران دارالعلوم کی درسگاہوں کی فکر

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام
سفر پاکستان سے بخیریت واپسی پر بہت خوشی ہوئی، نیز وہاں سے چندہ اور اسکی

منتقلی کی کامیابی اور زیادہ موجب سرور ہے۔ کاش ان مواعید کو فعلیت کی نوبت جلد آجائے۔ مناسب ہوگا کہ دارالطلبہ کے حجروں کی سفیدی اور مرمت و صفائی ان ایام میں قبل از ہجوم طلبہ کرائی جائے۔ ہر وارد اس کو دیکھتا ہے۔ ابھی تک ضروری درسگاہوں کا کوئی سامان نہیں ہوا۔ شاہ سعود کے روپے اسی لئے تھے جو کہ بطور دستگرواں خرچ ہوئے درسگاہوں کی قلت بہت زیادہ پریشان کن ہے۔ نیز طلباء کے حجروں کی کمی۔ بہت زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔ چندہ کی رفتار ذکر فرمودہ باعث تشکر و امتنان ہے مگر گجرات سے آنے والے وہاں کے چندہ کو بہت کم فرماتے ہیں جس کا سبب مفتی صاحب کا نہ جانا بیان کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ والسلام۔

بائنسکڈی کچھاڑ آسام۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۵۷)

۳۳۶۔ مولانا محمد سعید بزرگ سملکی کے چند سوالات

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ ۱۹۵۵ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے تو مولانا سعید بزرگ سملکی نے بھی شرف ہمرکابی حاصل کیا۔ دوران سفر محمدی جہاز پر مندرجہ ذیل سوالات کئے۔

نمبر ۱: پہلے مدینہ منورہ حاضری دی جائے یا مکہ المکرمہ؟
نمبر ۲: حرم شریف کی کنکریاں یا خشت یا شکتہ پتھر وغیرہ بطور تبرک کے اپنے پاس رکھنا کیسا ہے؟

نمبر ۳: بصورت اجازت کارکنان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف کے کسی پتھر وغیرہ کو بطور تبرک حاصل کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

نمبر ۴: اشیاء مذکورہ بصورت خرید یا ہدیہ، درست ہے یا نہیں؟
جواب نمبر ۱: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ پہلے مکہ معظمہ جانا افضل ہے یا مدینہ منورہ، مگر آیت وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُولَ لَوْ جَدُّ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ اور فائدہ شفاعت اسی کا مقتضی ہے کہ پہلے شفیع کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اسی کو لے کر شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، اسی کو ترجیح دیتے ہیں کہ اولاد مدینہ منورہ حاضری دی جائے۔ آئندہ اختیار ہے۔

نمبر ۲: شوافع کے یہاں حرم کی کوئی چیز جنس ارض کی حتیٰ کہ صراحیاں بھی حرم سے باہر نکالنی جائز نہیں، مگر حنفیہ غیر ضروری یا ان چیزوں کی جو انسانی ضرورتوں کے لئے بنائی گئی ہوں، اجازت دیتے ہیں۔

نمبر ۳: حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

نمبر ۴: ہر دو حنفیہ کے یہاں درست ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۱۰۰)

۳۳۷۔ مولانا احمد علی آسامی شیخ العرب والعجم کی نگاہ میں

سکریڑی دارا کین مدرسہ عربیہ بانسکنڈی اسام کے نام

مجھ کو خطوط سے معلوم ہوا کہ مولانا احمد علی بدر پوری پہونچ گئے مگر آپ حضرات نے ان کو مدرسہ میں درس و تدریس کی اجازت نہیں دی ہے آپ کو اس میں توقف ہے اور شیطانی نزاعات منی پوری اور بنگالی کے آپ کو ستارے ہیں۔

محترم! مولانا احمد علی بدر پوری دارالعلوم دیوبند میں کئی سال رہے ہیں اور تمام درسی کتابیں نہایت محنت اور شوق سے پڑھی ہیں، امتحانات میں نہایت اعلیٰ نمبرات سے پاس ہوئے ہیں۔ چال چلن بہت عمدہ، سلوک و طریقت میں پوری جدوجہد کرتے رہے۔ اللہ کے فضل سے بہت کامیاب ہوئے۔ طبیعت بہت سلیم پائی ہے۔ قلب میں تقویٰ اور اخلاص ہے۔ ایسے سعید اور قابل اشخاص بہت کم ہوتے ہیں۔ حرمین شریفین میں بہت دنوں تک نہایت دینداری اور تقویٰ کے ساتھ رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور توجہات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سرفراز ہوتے رہے ہیں۔ نہ صرف آپ کے ضلع کچھاڑ بلکہ صوبہ آسام و بنگال کے لئے مایہ نحر بلکہ تمام

ہندوستان کے اندران کے مثل افراد اقل قلیل ہیں۔

مدینہ منورہ میں اسی سال ان کے متعلق یہ مشورہ ہوا کہ ان کو کہاں رہنا چاہئے۔ میرے پاس ان کو طلب کرنے کے لئے مختلف مقامات سے خطوط آئے مشرقی پاکستان سے بدر پور اور گوال پاڑے وغیرہ سے میں نے خود طلباء آسام و بنگال میں دیوبند میں ان کو نہایت ہر دل عزیز دیکھا ہے۔ سب جگہوں سے ان کے لئے بڑی بڑی تنخواہوں کے وعدے تھے، کئی آدمی بنگال اور آسام کے اس سال حج میں شریک تھے۔ جو ان کو اپنے یہاں لے جانے کے لئے اصرار کر رہے تھے مگر چونکہ مجھ کو مدرسہ بانسکندی سے بہت زیادہ محبت ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ کا مدرسہ تمام صوبہ میں دین اور علوم دین کا مرکز ہو جائے اور اس طرف کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فیض پہونچے۔ اسلئے میں نے ان کو مشورہ دیا کہ تم بانسکندی میں قیام کرو۔

میرے محترم! مولوی احمد علی کا آپ کے مدرسہ میں رہنا بہت مفید، بہت کارآمد اور غنیمت کبریٰ ہے۔ ان کی قدر کیجئے۔ اور ان کو خوش رکھ کر دین اور علم دین کو پھیلایئے ان کے جیسا لائق اور متقی آدمی اگر چراغ لے کر ڈھونڈیں گے تو بھی نہیں ملے گا۔

والسلام ۱۳۵۷ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۱۰۲)

۳۳۸۔ علم حدیث کا اشتغال بہت ہی مبارک ہے

محترم! آپ کو مشکوٰۃ شریف کی تدریس کی تفویض ہوئی ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تعلق بہت قوی ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغولین بالحدیث کے درمیان میں ایک نورانی دھاگا متصل ہے۔ اس لئے انہوں نے وصیت فرمائی کہ علماء کو اشتغال بالحدیث رکھنا چاہئے۔ تعلیم ہو یا مطالعہ، تحریر ہو یا اور کس طرح، اس کو ہمیشہ باقی رکھنا

چاہئے۔ اس اشتغال میں ہمیشہ سلف صالحین کا اتباع اور اب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ شرح اور حواشی کا مطالعہ کرتے رہیں۔ ہر قول و فعل میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں۔ طلباء کو سمجھانے میں پوری کوشش رکھیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے طریقہ کو احادیث کے مطابق ثابت کر کے طلبہ کو سمجھایا کریں۔ اخلاص اور للہیت ہر قول اور عمل میں ملحوظ رکھیں۔ والسلام (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۳ ص ۱۰۳)

۳۳۹۔ جب آپ پر حج فرض نہیں تو

کیوں ارادہ کرتے ہیں؟

محترم! مبلغ ایک ہزار روپے سفر حج کے لئے ناکافی ہیں۔ نیز جدہ سے ریگستان اور پہاڑی علاقہ اور راستہ کی باعث سائیکل سے سفر ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس قلیل سرمایہ کے ساتھ سائیکل لے کر سفر کریں۔ جب آپ پر حج فرض نہیں تو کیوں حج کا ارادہ کرتے ہیں اس ناکافی رقم سے کیا ہوگا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۳ ص ۱۰۴)

۳۴۰۔ نکاح ثانی پر زور

آپ کو یاد ہوگا میں نے سال گذشتہ آپ پر زور دیا تھا کہ جلد از جلد آپ نکاح کر کے امت محمدیہ میں اضافہ کی صورتیں عمل میں آئیں۔ مگر آپ نے والد صاحب پر ٹال دیا۔ اور ابھی آپ کی طرف سے کوئی تحریک نہیں ہوئی۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ میرے اس عریضہ کو اپنے خاندان کے بڑوں پر پیش کر کے جلد اس کی تحریک کرائیں اور اگر بالفرض آپ خود اس معاملہ کو انجام دے سکتے ہیں، تو خود تحریک کریں، میں تاخیر ہرگز صحیح نہیں سمجھتا اور نہ ان رسوم کو صحیح اور جائز سمجھتا ہوں جو بزرگوں نے آپ لوگوں کے خاندان میں جاری کر کے تمام خاندانوں کو نقصان

پہونچایا ہے۔ جو اعدا آپ نے تحریر فرمائے ہیں ان کو دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ کیا آپ آیت **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنَّ يَكُونُوا أَفْقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ** بھول گئے ہیں۔ کیا آپ نے عقد سابقہ باہر نکلنے اور اسباب معیشت مکمل کر نیکے بعد کیا تھا۔ آپ میرے پہلے عریضہ کو بھی اور اس کو بھی مولانا ممتاز علی صاحب اور اپنے دیگر بزرگوں پر پیش کیجئے۔ میرے خیال میں آپ کو ہرگز تاخیر نہ کرنا چاہئے۔ والسلام (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۰۶)

۳۴۱۔ مسلمانوں کیلئے دنیا ابتلاء و امتحان کا گھر ہے

محترم! دنیا مسلمانوں کیلئے راحت اور آرام کا گھر نہیں ہے بلکہ ابتلاء و امتحان اور مصائب و تکالیف کا گھر ہے **الدُّنْيَا سَجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّةٌ لِلْكَافِرِ** ارشاد نبوی ہے بلکہ جو جس قدر مقرب خداوندی ہے اس کے لئے حسب مرتبہ شدائد اور تکالیف زیادہ ہیں، فرمایا جاتا ہے **أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً إِلَّا نَبِيَّاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَلَا مِثْلَ اس** لئے مسلمان حقیقت میں ان مصائب میں لذت اور نعمت پاتا ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کو اگر کسی دن کسی مصیبت کا سامنا نہیں ہوتا تھا تو روتے تھے اور فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہمارا محبوب حقیقی ہم سے خفا ہے۔ صبر کرنے والوں کے لئے بغیر حساب اجر کا وعدہ فرمایا گیا ہے **إِنَّمَا يُوفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ**۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑائیے اور عرض کیجئے کہ پروردگار! ہم کمزور ہیں، ہم کو سنبھال اور ہم کو صابریں و شاکرین کے زمرے میں داخل فرما کر اپنی خوشنودی اور رضا نصیب فرما۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۰۸)

۳۴۲۔ بچے عذاب آخرت سے نجات

دلانے والے ہوتے ہیں۔

محترم! آپ کے والد صاحب کے خط سے صاحبزادے کے انتقال کی خبر معلوم

ہوئی جس سے ہم سمجھوں کہ صدمہ ہوا۔ آپ کے پہلے بچوں اور ان کی۔۔۔ ماؤں کی وفات کی خبریں بھی نہایت دلخراش ہیں۔ میرے محترم! یہ صدمات اگرچہ نہایت تکلیف دہ ہیں۔ مگر آپ کو صبر و استقلال سے رہنا چاہئے اور ہرگز ہرگز مایوس و غمگین نہ ہونا چاہئے۔ تقدیرات الہیہ میں بندوں کا کوئی چارہ نہیں ہے پروردگار کے حکم پر راضی رہنا وظیفہ عبودیت ہے۔ مسلمان کو جو بھی صدمہ پہونچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں کی معافی کا ذریعہ اور سبب بناتا ہے۔ اس لئے یہ صدمات ذریعہ مغفرت ہیں۔ پھر یہ بچے ماں اور باپ کے لئے عذاب آخرت سے نجات دلانے والے اور حجاب عن النار ہیں۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جن ماں باپ کے تین بچے مرجائیں تو وہ بچے ماں اور باپ کے اور دوزخ کے درمیان دیوار بن جائیں گے۔ پھر دو بچوں کیلئے بھی یہی فرمایا اور ایک بچہ کیلئے بھی یہی فرمایا اسلئے آپ کو اور اہلیہ محترمہ کو خوش ہونا چاہئے کہ عذاب آخرت سے بچاؤ کا سامان مہیا ہو گیا فالحمد لله علی ذلک ، مایوس نہ ہوئے ہمیشہ صابر و شاکر رہئے۔ میں دعا کرتا ہوں ، اللہ تعالیٰ آپ کو بچوں سے نوازے اور طویل العمر و باقبال بنائے۔ والسلام۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۰۹)

۳۴۳۔ مدارس عربیہ میں مجلس شوریٰ اور مجلس

عالمہ کی حیثیت

ہر ایک جمہوری ادارہ کی قوت حاکمہ مجلس کے ممبران ہیں۔ یہی مجلس عوام کی نمائندہ ہے اور اسی کے ساتھ میں تمام امور عزل و نصب، ترقی و تنزل وغیرہ متعلقہ ادارہ ہوتے ہیں۔ تمام ملازمین ادارہ خواہ مدرس ہوں یا غیر مدرس اوپر سے نیچے تک اسی مجلس کے سامنے جوابدہ اور حسب قوانین ادارہ مکلف اور پابند ہیں۔ کسی ملازم یا مدرس کو جائز نہیں ہے کہ جب تک وہ اس ادارہ کی ملازمت میں ہیں۔ مجلس کے احکام سے

روگردانی کرے۔ یہی حال تمام مدارس دینیہ و جمہوریہ کا ہے۔ ممبران شوریٰ چندہ دہندگان کے نمائندہ اور ملازمان مدرسہ کے حاکم ہیں۔ کسی مدرس اور ملازم کو احکام مجلس شوریٰ کی سرتابی کرنا درست نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی حرکت جائز ہے جس سے ادارہ کو نقصان پہونچے یا اس کے نظم و نسق میں ابتری پیدا ہو۔ مجلس عاملہ اس مجلس شوریٰ کی مقرر کردہ مجلس ہے۔ اس کی سرتابی کرنا مجلس شوریٰ حاکمہ کی سرتابی ہے۔ اسلئے ان حضرات کے لئے مذکورہ اعمال و اقوال سراسر ناجائز ہیں اگر وہ حضرات عاملہ کے احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان کو ادارہ سے علیحدہ ہونا چاہئے ادارہ میں رہتے ہوئے ایسے اعمال و اقوال کا ارتکاب سراسر بغاوت اور عند اللہ وعند الناس گرفت کا موجب ہے۔ ان حضرات کو غور کرنا اور اپنے اس مہمل اور ناجائز امور سے تائب ہونا از حد ضروری ہے۔ ان کو جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد کو نقصان پہونچانا انتہائی شرمناک اور نمک حرامی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۰)

۳۴۴۔ بالغ ہوتے ہی اولاد کی شادی اشد ضروری ہے

اس زمانہ میں اولاد کو شادی سے روکنا انتہائی غلطی ہے۔ نہایت سادگی سے اولاد کی شادی بالغ ہوتے ہی اشد ضروری ہے۔ زیور، جوڑے، جہیز، ولیمہ وغیرہ کے چکر میں نوجوان اولاد کو روکنا اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا باعث ہوگا۔ مولوی بشیر نے اگر تقاضا کیا ہے تو یہ اس کی صلاحیت کی بات ہے۔ وہ حرام سے بچنا اور تقویٰ چاہتا ہے۔ اس پر خوش ہونا چاہئے۔ خفا ہونا اور۔۔۔ بے ادبی کا الزام دینا غلط ہے۔ میرا ان کے والد سے سلام کہئے۔ اور تاکید کر دیجئے کہ نہایت سادگی سے بغیر دھوم دھام شریعت کے موافق نکاح کر دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۴)

۳۴۵۔ مادحانہ کلمات لکھنے سے اجتناب کیجئے

مجھ کو اس سے سخت صدمہ ہوتا ہے کہ مادحانہ کلمات لکھتے ہیں اور اس سے تغافل

برت رہے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادیں کیلئے کس قدر کلمات ارشاد فرمائے ہیں اور مادیں کے لئے کس قدر خطرات ہیں۔ جن پر آیات اور احادیث روشنی ڈال رہی ہیں۔ اس لئے آپ کو بہت زیادہ اجتناب چاہئے۔ اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ آپ اطراء مادیں کرتے ہوئے ناجائز کلمات مثل خیر الاخیار، ذات نور علی نور، قبلہ و کعبہ حاجات وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔ کس قدر غضب کی بات ہے کہ جس چیز کو ہم دوسروں کے لئے ناجائز بتائیں اور ان کو روکیں اسی کو خود عمل میں لائیں۔ اَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ، ایسی باتوں سے سخت گریز کیجئے۔ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجْنَتُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى۔ خاتمہ کا حال معلوم نہیں جب تک خاتمہ علی الایمان نہ ہو جائے جب تک اشرف المخلوقات ہونا بھی صحیح نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۵)

۳۴۶۔ تقریظیں اور تصدیقات فضول چیزیں ہیں

خاری شریف کے تراجم اس وقت میرے پاس نہیں ہیں، میں اس وقت کراچی اور بہاولپور کے درمیان سفر میں ہوں۔ آپ کے کاغذات دیوبند میں دوسرے کاغذات میں دبے ہوئے ہیں۔ مجھ کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ ان کو دیکھوں۔ آپ کو یہ خیال ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ لوگوں کی تقریظیں اور تصدیقات ضرور ہونی چاہئیں۔ یہ ایک غلط اور بے فائدہ چیز لوگوں میں رائج ہے۔ عوام پر اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ میرے نزدیک نہایت فضول اور لغو امر ہے آپ خود احتیاط اور تیقظ سے کام لیجئے۔ آدمی کو اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بننا چاہئے اور اسی کی تمنا چاہئے جو رسالہ آپ نے شان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے۔ آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۶)

۳۴۷۔ کسی فانی اور ناقص سے ایسا تعلق غلط ہے

کسی کے درد اور غم کو کسی کا ناز کیا جانے
گذرتی صید پر کیا ہے 'دل صیاد کیا جانے
عدیم الفرستی کی یہ حالت ہے کہ بسا اوقات خطوط پر نظر ڈالنے کا بھی وقت نہیں ملتا۔

نہ شگوفہ ام ' نہ برگے ' نہ ثمر ' نہ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقاں بچہ کارکشت مارا

جن خطوط کے جواب نہیں دے سکا ہوں ان کی تعداد ہزار سے بہت زیادہ ہے،
کیا کروں اور کس طرح کروں، آپ کے محبت آمیز کلمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں
مگر میرے عزیز عشق و وارثی محبوب حقیقی خالق کون و مکان سے ہونا چاہئے۔ کسی فانی
اور ناقص کے ساتھ ایسا تعلق ہونا غلط ہے۔ اسی ذات وحدہ لا شریک لہ کا تصور ہونا
چاہئے اور اسی سے وابستگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۷)

۳۴۸۔ موقعہ کی اہمیت اقتضال امر پر مجبور کرتی ہے

قصہ سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں قدیم مدرستہ الاصلاح ہے۔۔۔ اس میں کچھ
دنوں سے مودودیت نے اپنا ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہ نے اس
جماعت کو مدرسہ کے اندر رہنا خلاف مصلحت و دیانت سمجھ کر مدرسہ کے ذمہ داروں کو
آگاہ کیا۔ مگر مدرسہ کے ذمہ داروں نے کوئی توجہ نہیں کی۔

سرائے میر ہی کے اندر ایک اور بھی مدرسہ ہے جس کو بیت العلوم کہتے ہیں اس
کے ناظم مولانا عبدالغنی صاحب تھے، انہوں نے عریضہ لکھ کر حضرت مدنی سے اپنے
مدرسہ میں تشریف آوری کی درخواست کی۔ اس کے جواب میں حضرت قدس سرہ نے
یہ والا نامہ تحریر فرمایا۔

محترم المقام زید محمدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں۔ اگرچہ ضعیف العمری بیماری، ناتوانی اور عدم الفرستی وغیرہ ایسے موانع ہیں جن کے ہوتے ہوئے سفر کا ارادہ بلکہ خیال بھی غیر صحیح ہے۔ مگر موقع کی اہمیت امتثال امر پر مجبور کرتی ہے۔ بناءً علیہ انشاء اللہ العزیز ۴ مارچ کو حاضر ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ موانع سے محفوظ رکھے۔ مگر مستدعی ہوں کہ صدارت سے معاف کر دیا جاؤں۔ والسلام۔

از دیوبند ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۱۵۶)

۳۴۹۔ القابض علی الدین کا القابض علی الحجۃ

محترم: یقیناً دنیا میں ہر طرف الحاد اور بے دینی پھیلی ہوئی ہے اور بڑھتی جاری ہے۔ مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور قرآن مجید کی رہنمائی ہر طرف موجود ہے اس پر عمل کیجئے۔ اور دوسروں کو اس پر عامل بنائیے۔ نجات کے طریقوں پر چلئے۔ اور دوسروں کو چلائیے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بدء الاسلام غریباً وسیعود کما بدء فطوبی للغرباء۔ یعنی شروع میں اسلام اوپر اٹھا اور غنقریب اوپر اہو جائے گا اور جنت کی بھلائی اوپروں کے لئے ہے۔ اوپر اغیر مانوس کو کہتے ہیں۔ ابتداء میں اسلامی قانون اور اصول غیر مانوس تھے۔ لوگ ان سے چونکتے تھے۔ اور نفرت کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ یہ اصول اور قوانین مانوس ہو گئے۔ اور عام طور پر پسندیدہ اور محبوب بن گئے۔ تمام دنیا میں مقبولیت ہو گئی۔ اور کی قومیں اسلام میں داخل ہونے لگیں۔ مگر پھر اسلام میں انیسیت نہیں رہی۔ اور لوگ ان تعلیمات اور اصول کو اوپر ا دیکھنے لگیں گے۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبی بشارت یعنی انہی لوگوں کو دیتے ہیں۔ جن کو لوگ نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور مانوس نہیں ہوتے۔

میرے محترم! دین کے دامن کو مضبوطی سے تھامئے اور اس پر چلئے اور لوگوں کو چلائیے خود کو الحاد اور بے دینی سے بچائیے۔ اور دوسروں کو بھی روکئے۔ جس طرح قرن اول میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔ لوگ مخالفت کریں گے۔ تو ہین و تذلیل ہوگی، آوازے کسے جائیں گے۔ مذاق اڑایا جائیگا۔ مشکلات کی آندھیاں چلیں گی۔ عسرت اور تنگدستی میں بھسنا پڑے گا مگر مثل قرن اول صبر کرنے والوں کو اور ان سب باتوں کو جھیلنے والوں کو آخرت کی نجات اور سرخ روئی ہوگی۔ دین کو سنبھالنا اس زمانہ میں آگ کی چنگاری کا سنبھالنا ہوگا۔ القابض علی الدین کالقابض علی الجمرۃ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے اس پر عمل کیجئے۔ ثابت قدم رہئے۔ اور لوگوں کو ثابت قدم بنائیے۔ جیسا کہ صدر اول کے مسلمانوں نے کیا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۴)

۳۵۰۔ عالم اسباب میں خدا نے امور کو اسباب سے متعلق کیا ہے

محترم! اس عالم اسباب میں عادت الہی اسباب ہی کے ساتھ تاثیر فرما ہے جو امور خوارق عادت کسی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خواہ وہ افاضہ اور استفاضہ سے متعلق ہوں یا تکنوینیات سے، وہ نہایت قلیل ہیں۔ اور پھر ایسے اشخاص سے ظہور پذیر ہیں جس کی نظیر اس زمانہ میں بہت کم ہے اور بالخصوص میرے جیسے روسیہ تو بجز اس امر کے کہ ان اکابر کے لئے ننگ و عار کہا جائے اور کوئی قابلیت نہیں رکھتا۔ اس بنا پر جب تک قاعدہ کے ساتھ محنت نہ کی جائے کس طرح کامیابی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ حالانکہ اس حالت میں بھی فضل اور کرم خداوندی کی از بس ضرورت ہے۔ یاس اور ناامیدی کسی طرح جائز نہیں مردانہ وار قدم رکھنا چاہئے۔ کوشش جاری رکھئے۔ عادت الہی

نہیں ہے کہ کسی کی جدوجہد کو ضائع فرمائے۔ والسلام

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۱۶۵)

۳۵۱۔ علماء حق کی اکثریت ربیع الاول میں سیرت کے مروجہ جلسوں اور جلوسوں کی مخالف کیوں؟

(حاشیہ مکتوب ۶۲: از مولانا نجم الدین اصلاحی)

راقم الحروف کو عرصہ سے یہ خلجان تھا کہ آیا وہ کون سی باتیں ہیں جنکی بنا پر مقبول علماء کی اکثریت ربیع الاول میں مروجہ سیرت کے جلسوں اور جلوسوں کے خلاف رائے رکھتے ہیں۔ پوری ایمانداری سے غور کرتا رہا اور مطالعہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی سب سے پہلے عید ملا والنبی کی تاریخی حیثیت کا سراغ لگایا تو تاریخ سے پتہ چلا کہ سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں خلفاء فاطمہ نے قاہرہ میں چھ عدد میلادوں کی بنیاد ڈالی جن میں سے ایک میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے میلاد حضرت علیؑ، تیسرے میلاد حضرت سیدہ فاطمہ زہراؑ، چوتھے میلاد حضرت حسنؑ، پانچویں میلاد حضرت حسینؑ، چھٹے میلاد خلیفہ وقت ان میلادوں کو افضل بن امیر الجیوش نے ختم کر دیا۔ جب حاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا تو اس نے ۵۲۳ھ میں پھر ان میلادوں کی مجلسوں کو قائم کر دیا۔ ہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موصل میں شیخ عمر بن محمد اللہ جو اپنے زمانہ کے اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے نے قائم کیا جن کی اقتداء صاحب اربل مظفر ابوسعید نے ساتویں صدی میں بڑے زور و شور سے کی۔ چنانچہ ابوالخطاب عمر بن الحسن المعروف بابن دحیہ اندلسی نے سلطان مظفر الدین کی میلاد النبی سے دلچسپی دیکھ کر ایک کتاب التہویر فی مولود السراج المنیر تصنیف کر دی جس کے صلہ میں سلطان اربل نے ایک ہزار دینار عنایت کئے۔ شاہ اربل نے ربیع الاول میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اس قدر غلو کیا تھا کہ بقول صاحب تاریخ ابن خلکان و کتاب مرآۃ الجنان لسط ابن الجوزی نے بیس قہر جات یعنی گنبد اس طرح بنوائے کہ ہر گنبد کے چار اور پانچ درجے نیچے اوپر قائم کردئے تھے اس میں ایک اپنے لئے مخصوص کر رکھا تھا اور بقیہ امراء اور سلاطین وغیرہ کے لئے وقف تھے، جس کی آرائش اور سجاوٹ صفر کے مہینے سے شروع ہو جاتی تھی۔ اور ہر قہر میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی موجود رہتی تھیں۔

عصر کی نماز پڑھ کر مظفر اپنے قہر میں داخل ہوتا تھا، محفل رقص و سرود جمتی تھی۔ طرح طرح کے کھانے پر رنگ برنگ کے بھیس میں متصوفین اور نام نہاد علماء ٹوٹ پڑتے تھے۔ کبھی ۸، ربیع الاول کو اور کبھی ۱۲، ربیع الاول کو یہ تقریب منائی جاتی تھی۔

چنانچہ حسب تصریح سبط بن الجوزی پانچ ہزار بھنی ہوئی بکریاں، دس ہزار مرغ مسلم، ایک لاکھ برتن اور تیس ہزار طشتریاں مٹھائی سے پر موجود رہتی تھیں۔ سماع اور قوالی کی مجلسیں ظہر سے عصر تک مسلسل جاری رہتی تھیں۔ مزامیر و معازف یعنی وہ باجے جو ہاتھ اور منہ سے بجائے جاتے ہیں جن کو مٹانے کیلئے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اس مجلس میں انہیں چیزوں کی کثرت تھی۔ بقول صاحب خلکان ولم یکن له لذة سوى السماع شاہ ارمل کوراگ اور باجے کے سوا کسی اور چیز سے لذت اور خوشی نہ تھی، شاہ ارمل تو بادشاہ تھا۔ لوگوں نے اسی کے اثر سے متاثر ہو کر اپنے دین کو بادشاہ کے دین کے مطابق بریاء خوشنودی بادشاہ ضرور کیا ہوگا۔ اس لئے اس کی تقلید اور اتباع کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔

البتہ عمر بن وحیہ جو اہل علم میں سے تھے اور مشہور محدث ابن بشکوال وغیرہ کے شاگرد جو بہت سی مفید کتابوں کے مصنف اور ظاہری مذہب رکھتے تھے، ان کے بارے میں آخر محدثین کا کیا خیال ہے، موصوف کے بارے میں طبقات و رجال کی کتابوں میں تعدیل اور جرح دونوں موجود ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب لسان المیزان میں بلفظ متعہم فی العقل مجروح کیا ہے۔ اور ابن بخاری نے لکھا ہے رایت الناس مجمعين علی کذبہ وضعفہ و ادعائہ سماع مالم یسمعه و لقاء من لم یلقہ۔ حتی کہ امام سیوطی نے تدریب الرادوی شرح تقریب النوادی میں یہاں تک لکھ دیا ہے ان ابی و لخطاب بن دحیہ کان یفعل ذلک کانه وضع الحدیث فی قصر المغرب، ابن الحافظ ابوالحسین بن الفضل اور حافظ ضیاء قدسی نے کامل کے ذیل میں ابراہیم سنہوری مشائخ مغرب وغیرہ کی تحقیق درج کی ہے کہ ابن دحیہ کی عادت جھوٹ بولنے اور حدیث گڑھنے کی تھی۔ اس کو اچھانہ سمجھنا چاہئے وہ بڑے بڑے اماموں کو برا کہتا تھا اور احادیث کے سننے میں ایسے ایسے بڑے دعادی کرتا تھا جس سے کبھی بھی ملاقات تک نہ تھی اور نہ معاشرت تھی، حتیٰ کہ بادشاہوں کی خوشنودی کے لئے کتاب لکھنا اور انعام کا وصول کرنا وغیرہ امور اس کے عدم تدین پر کھلی ہوئی دلیل ہے۔ یہ تو ہوا مسئلہ میلاد تاریخی پہلو اور اس کے مقتداؤں کے مذہبی مقام کا۔ رہ گئی بات کہ میلاد النبی کے مجوزین میں ابوشامہ مقدسی صاحب الباعث سیوطی، عسقلانی، قسطلانی جوزی، عمر بن محمد ملا اور صاحب سیرت شامی کا نام پیش کرنا، اس وجہ سے کوئی وزن نہیں رکھتا کہ ان حضرات کی کوئی تصریح خاص تعین ماہ و سال وغیرہ اور مروجہ میلاد منہوی کے جواز میں موجود نہیں ہے بلکہ میلاد کی تقریبات میں جو خلاف شرح امور ہوتے ہیں ان کے رد میں ان کی عبارتیں موجود ہیں۔ نیز یہ کہ مجوزین میں جن بزرگوں کا نام ظاہر کیا جاتا ہے وہ سب علماء شوافع میں سے ہیں۔ خالص سنی حنفی کہہ کہ جو اپنے کو پکارتے ہیں ان کو نقطہ نظر سے موجود میلاد کی مجلسیں بدعات اور محدثات کے تحت بوجہ ذیل داخل ہیں۔

(۱) موجودہ میلاد کی تقریبات کرسمس ڈے اور ہندوؤں کے جنم دن یعنی ولادت کنہیا جی وغیرہ سے مشابہت رکھتی ہے۔ چنانچہ ماہرین شریعت سے مخفی نہیں کہ شارع

نے غیر مذاہب کے تھوڑے سے تشابہ کو بھی برداشت نہیں کیا ہے۔ تاکہ دین حنیف میں کسی طرح سے رخنہ اندازی نہ ہو سکے۔

(۲) جن امور یا جن حضرات کے لئے شارع نے کسی چیز کی تخصیص کر دی وہ یقیناً اس کے ساتھ مخصوص ہوگی۔ البتہ دوسرے امور جن میں شارع سے کوئی تخصیص و تعیین موجود نہیں اس پر تلازم کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک گمراہی اور بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ یہ منصب شارع کو حاصل ہے اور آیت مالک یاذن بیہ اللہ سے مستنبط بھی ہوتا ہے۔ اسی بنا پر ائمہ اربعہ بالخصوص حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی رہتی دنیا تک کے لئے شمع راہ ہے (جو شخص اسلام میں کوئی نئی بات نکالے جس کو وہ نیکی سمجھتا ہو گویا وہ اس بات کا مدعی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام امت کو پہونچانے میں خیانت کی کہ یہ نیکی ان کو نہیں بتلائی، کیونکہ ارشاد باری ہے میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا۔ تو جو چیز اس دن مذہب میں داخل نہیں تھی وہ آج بھی دین و مذہب نہیں بن سکتی۔

(۳) مذہب اور دین کے اندر جو چیزیں فرض، واجب، مستحب، مندوب، اور مباح وغیرہ کے ناموں سے یاد کی جاتی ہیں وہ سب کی سب صحابہؓ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول اور موجود ہیں۔ ائمہ اربعہ کے اصول کے خلاف کوئی طریقہ اور کئی مجلس بعد کے کسی صوفی یا مولوی نے ایجاد کیا ہو اس کے مندوب اور استحباب پر زور دینا پلے سرے کی جہالت ہوگی اور اس کے تارک کو ملامت کرنا اور دشمن اسلام ظاہر کرنا بددینی اور کھلی ہوئی گمراہی ہوگی۔

(۴) متاخرین علماء ہند میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عید میلاد النبی کے سلسلے میں ایک تحقیق کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے جب کہ بہت سے ناعاقبت اندیشوں نے آپ کے فتاویٰ میں تحریف کر دی ہے حتیٰ کی بعض نے آپ کو مجوزین مروجہ میلاد النبی میں شمار کیا ہے۔

شاہ صاحبؒ کی معرکہ الآراء تصنیف تحفہ اثنا عشریہ کی نوع پانزدہم میں ایک نفیس بحث موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ جب تیزی سے گزرنے لگا ہے جس کو قرار وثبوت نہیں ہے تو پھر شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں اور آج کے دن میں کس قدر فاصلہ ہے اور آج کے دن میں اس دن سے کیا مناسبت و اتحاد ہے۔

رہ گیا یہ شبہ کہ پھر عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے تو یہ خیال فاسد ہے۔ اس لئے کہ ان ایام کی خوشی سال بسال جوئی ہوتی رہتی ہے یہ بسبب رمضان المبارک کی برکت و ادائے فرائض و ادائے فریضہ حج و جمعہ وغیرہ کی بنا پر ہر سال اور ہر ہفتہ.... سرور کا باعث بنتی ہے چنانچہ جتنی شرعی عیدیں ہیں وہ سب اصول کے تحت آتی ہیں

خلاصہ یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی، آپ کی سیرت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو جگہ جگہ پہونچانا، بیان کرنا، مختلف اوقات اور مختلف مہینوں میں سنانا، پڑھنا لکھنا اور اس کی تبلیغ کرنا کون مسلمان ہے جو پسند نہ کرتا ہو اور اس کے ثواب کا قائل نہ ہو۔ یہ خیر و برکت کا کام تخریب اور گروہ بندی کی نظر ہو کر نفاق، شقاق اور کفر تک پہونچ گیا۔ انا للہ! اگر مروجہ میلاد النبیؐ کی مجلسیں اپنے تمام لوازم کے ساتھ عہد صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین میں موجود نہیں تھیں۔ تو جھگڑا ختم ہو جانا چاہئے اور اگر موجود تھیں تو اس کا ثبوت ائمہ اربعہ کی تصریحات میں ملنا چاہئے۔ جو کہیں نہیں ملتا۔ بلکہ اسکے خلاف ان کا فتویٰ ہے کہ جو چیز ہمارے زمانہ میں دین میں داخل نہ تھی، وہ ہمارے بعد کیسے شریعت بن سکتی ہے۔ واللہ اعلم

اب ملاحظہ فرمائیے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا مکتوب ۶۲

(سیکرٹری صاحب خلافت کمیٹی کا ندھلہ کے نام)

محترم المقام سلام مسنون، سیرت کمیٹی کا انشاء اور اختراع قادیانیوں کی طرف سے تو نہیں ہوا۔ مگر بعض اوقات اس سے قادیانیوں نے ضرور فائدہ اٹھایا۔ اس کا بیڑا

اٹھانے والے شیخ عبدالمجید صاحب قریشی ساکن پٹی لاہور ہیں۔ قریشی صاحب نے ابتداء میں اس کے متعلق مختلف مقامات سے رائے لی چنانچہ میرے پاس اور مولانا کفایت اللہ صاحب کے پاس بھی خطوط آئے۔ ہم دونوں کے جوابات تقریباً ایک ہی تھے۔

خلاصہ یہ کہ یہ امر نہایت مستحسن ہے۔ بشرطیکہ اس کیلئے کوئی تاریخ اور مہینہ متعین نہ ہو، کبھی صفر میں ہو تو کبھی جمادی الاول میں، کبھی ربیع الاول میں، ہو تو کبھی رجب میں، غرضیکہ بارہ یا پندرہ ربیع الاول کی ہمیشہ تعیین نہ ہو، نیز سال میں صرف ایک مرتبہ نہ ہو بلکہ دوسرے تیسرے مہینہ جب موقع ہو کر لیا کریں، اسی طریقے سے سیرت پر بیان کرنے والا کوئی معتبر شخص ہو، جو کہ صحیح اور قوی روایتیں بیان کرے۔ اور عوام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل زندگی سے آگاہ کرے۔ جب تک اس قسم کے بیانات عوام کے سامنے کثرت سے نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک مناسب فائدہ نہیں ہوگا۔ اسلام پر اعتراض کر نیوالے زہر آلود پروپیگنڈوں سے عوام کو اسی طرح محفوظ رکھا جاسکتا ہے مگر افسوس ہے کہ قریشی صاحب نے ہماری عبارتوں میں کاٹ چھانٹ کی اور اپنے مدعا کی موافق جملوں کو لے کر شائع کیا اور باقی کو حذف کر دیا۔ ہم نے اسکے بعد اسی زمانہ میں اخباروں میں اپنی تراشیدہ عبارت کو پھر چھپوایا مگر وہ اپنے پروپیگنڈے سے باز نہ آئے اور اب انہوں نے ربیع الاول میں سالانہ اسکی تحریک شروع کر دی اور اس کے استحسان میں ہمارے نام شائع کر رہے ہیں۔ ہم ہرگز تعیین تاریخ و ماہ کے ساتھ سالانہ ایک جلسہ کو شرعی اور ملکی نقطہ نظر سے نہ مفید سمجھتے ہیں اور نہ ضروری، بلکہ یہ مثل عمل نصاریٰ (برتھ ڈے) یوم پیدائش اور اس کی رسوم کے ایک رسم ہو رہی ہے، کیونکہ عیسائی یوم ولادت عیسیٰ علیہ السلام مناتے ہیں۔ اس کو دیکھ کر مصر وغیرہ کے لوگ بھی اسی قسم کا عمل کرنے کیلئے آمادہ ہو رہے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال، اخلاق اور سیر

لوگوں کے کانوں تک پہنچانے نہ صرف مفید بلکہ ضروری ہیں۔ اگر مذکورہ بالا طریق پر ہو۔ ورنہ اجتناب چاہئے، افسوس! کہ سیرت کمیٹی اور اس کے علمبرداروں نے تمام امور مشروطہ کو ترک کر دیا۔ والسلام۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۱۸۲)

۳۵۲۔ تین سوال

سوال نمبر ۱:- ٹیکہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:- ٹیکہ اور انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ بدن میں اس چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے جو کہ مدخل عادیہ سے (یعنی ان راستوں سے عادی طور پر بدن میں چیز داخل ہوتی ہو) داخل ہو، انجکشن اور ٹیکہ میں غیر عادی مدخل سے دوا داخل کی جاتی ہے جیسے غسل کرنے سے یا سر پر تیل لگانے سے پانی اور تیل مسامات جسم میں داخل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

ہاں اگر کوئی ایسا انجکشن عمل میں لایا جائے جس سے دوا براہ راست معدہ میں پہنچتی ہو تو یقیناً روزہ ٹوٹ جائیگا۔ لیکن ابھی تک ایسا ٹیکہ یا انجکشن ایجاد نہیں ہوا ہے۔

سوال نمبر ۲:- ہمارے یہاں پاکستان میں جماعت اسلامی کے رسالوں اور اخبارات میں ایک خط آپکی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ آپ نے ذیل میں مندرجہ فقرے مودودی کے متعلق استعمال کئے ہیں ”ایسے ٹٹ پونجئے اپنی بدبختی کے سوا کر ہی کیا سکتے ہیں۔ ایسے کم بخت ایسے بدنصیب بد بخت اور ایسے خبیثوں سے منہ لگانا... الخ کیا واقعی یہ عبارت آپ کی ہے۔ شائع کردہ خط چونکہ ایسا تھا اس لئے اقتباسات لکھے گئے ہیں۔ ہم یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ یہ بھی ان کے ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے جو کسی کی عبارت کو کسی کے سر منڈھ دیتے ہیں۔ پھر علماء کو بدنام کرنے کا راستہ نکال لیتے ہیں، جیسا کہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ کس چالاکی سے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی عبارت کو توڑ مروڑ کر مفتی مہدی حسن صاحب دیوبند سے فتویٰ حاصل کیا اور پھر حاشیہ آرائی کی،

جو اخبارات میں تفصیل سے آچکا ہے۔ یہ اسی میں سے ایک ہے۔ جواب سے آگاہ فرما کر تسلی فرمائیں تاکہ ہم انہیں جواب دے سکیں۔؟

جواب:- محترم: آپ نے اس جواب کو دیکھا اور اس کے طویل ہونیکی وجہ سے اس کے اقتباسات نقل کر دیئے۔ مگر یہ نہیں دیکھا کہ وہ میرا جواب کس کو لکھا گیا تھا اور کہاں لکھا گیا تھا اور کن باتوں کا جواب تھا۔ اگر آپ اس کی تحقیق فرما لیتے۔ تو آپ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی اور نہ مودودیوں کے ہتھکنڈے آپ پر مخفی رہتے۔

واقعہ یہ ہے کہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں کچھ مودودی لوگ جمع ہو گئے تھے اور اپنے عقائد اور طریقہ کا اعلان اور تبلیغ و دعوت جاری کی تھی۔ ان کے ہدایات کے متعلق ایک سوال آیا تھا جس میں منجملہ اور ہدایات کے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کی توہین اور بے ادبی ذکر کی گئی تھی، ایک یہ بھی ہدیان لکھا کہ یہ لوگ حضرت ابوسعید صاحب سے متعلق نہایت دلخراش الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سلسلہ مشائخ چشتیہ صابر یہ میں نہایت معزز اور محترم بزرگ ہیں جو تقریباً ۱۱۴۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔ حضرت شاہ نظام الدین بلخیؒ کے خلیفہ ہیں اور حضرت شاہ محبت اللہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔ ان کا مزار حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے قریب ایک قبہ میں ہے۔

یہ جوابی خط میں نے اسی شخص کو گنگوہ میں بھیجا تھا جس نے یہ سوال بھیجا تھا۔ وہ مدرسہ اشرفیہ کے مدرس مولوی عبدالحمید صاحب حسن پوری تھے۔ انہوں نے اس خط کو شائع کر دیا۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ اس خط میں جو الفاظ ٹٹ پونجئے، کم بخت بدنصیب وغیرہ کے لکھے گئے ہیں انہی لوگوں کے لئے ہیں جن کا تذکرہ سائل نے اپنے خط میں

کیا ہے اور وہی لوگ ہیں جو کہ گنگوہ میں مودودی مسلک پھیلا رہے تھے۔ اور بزرگان دین کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے اول فول بک رہے تھے۔ مودودی صاحب کا اپنے اوپر ان الفاظ کا اوڑھنا یا مودودیوں کا اپنے آپ کا اس کا مصداق بنانا یہ ان کا پروپیگنڈا اور ہتھکنڈا ہے اصل خط میں مودودی کا نہ کوئی تذکرہ تھا اور نہ جواب میں کوئی تذکرہ ہے۔ بہر حال ان الفاظ کے مصداق وہ اشخاص ہیں جنہوں نے گنگوہ میں بدزبانیاں اور گستاخیاں کی تھیں۔ اسی وجہ سے جمع کے الفاظ لائے گئے ہیں اگر مودودی صاحب کی طرف روئے سخن ہوتا تو مفرد لایا جاتا۔ گنگوہ میں نہ مودودی صاحب موجود تھے، نہ ان کو وہاں آنے کا موقع ہی ملا۔

اور بالفرض اگر اس کا مصداق مودودی صاحب ہی کو قرار دیا جائے تو انہوں نے اسلاف کرام کی شانہائے کریمہ میں کیا کیا ہرزہ سرائی نہیں کی ہے یہ الفاظ نہایت ہلکے پھلکے ہیں۔ مودودیوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے۔ یہاں تو جزاء سیئۃ سیئۃ مٹلھا بھی نہیں ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ ”مسلوخ انداز را پاداش سنگ است“ کا معاملہ کیا جائے۔ جب کسی کے باپ کو گالی دو گے تو کب تمہارا باپ گالی سے بچ سکتا ہے۔ اگر کسی کو اپنے بات کی عزت مطلوب ہے تو اس کو ضروری ہے کہ دوسروں کے آباء و اجداد کی عزت و تکریم میں کوتاہی نہ کرے۔

اورٹ پونجیا تو ایسا کوئی شنیع اور سب و شتم کا لفظ نہیں ہے۔ اس کے معنی کم مایہ کے ہیں، جس کی تمام پونجی ٹاٹ ہو۔ کم مایہ ہونے کا خود مودودی صاحب کو اقرار ہے۔ بہر حال یہ الفاظ ان کیلئے نہیں لکھے گئے تھے اور نہ لکھنے کے وقت ان کا خیال تھا۔ یہ الفاظ صرف ان مودودیوں کیلئے تھے جنہوں نے گنگوہ میں اودھم مچا رکھی تھی۔

سوال نمبر ۳:- کیا واقعی آپ اس میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے جس پر لٹھے کا کفن ہو؟

جواب:- بالکل صحیح ہے۔ میرا یہ عمل اس وقت سے ہے جب کہ ترک موالات کی

وجہ سے ولایتی کپڑوں کا بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ اس وقت سے میں نے دیسی ہی کپڑے پہنے اور صرف کھدر کا استعمال کیا۔ جنازہ کی نماز جب کہ اس کا کفن غیر کھدر ہوتا، پڑھانا چھوڑ دیا تھا تا کہ لوگوں میں اس سے نفرت اور دیسی مصنوعات سے الفت اور انس پیدا ہو۔ لیکن اگر کفن غیر کھدر کا ہوتا ہے تو نماز پڑھاتا نہیں ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ نماز چھوڑتا نہیں۔ اسکے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ملوں کے کپڑوں میں خواہ یورپ کے ہوں یا ہندوستان کے، چربی ضرور استعمال کی جاتی ہے۔ کورے کپڑے میں اس کا اثر ہوتا ہے۔ البتہ دھلنے کے بعد زائل ہو جاتا ہے۔ یہ چربی یورپ یا ہندوستان کہیں بھی پاک نہیں رہتی۔ خنزیر، مردہ اور غیر مذہب جانوروں کی چربی ہوتی ہے۔ یورپ میں جانوروں کو مشین سے ذبح کیا جاتا ہے ہندوستان کی ملوں میں بھی کوئی احتیاط نہیں ہوتی۔ اس لئے ملوں کے کورے کپڑے یقیناً مشتبہ ہیں۔ البتہ دیسی کپڑوں میں چربی کا استعمال نہیں ہوتا۔ اس میں ماڑی استعمال کی جاتی ہے۔

اب آپ ہی فرمائیے کہ ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اگرچہ تبدیل صورت میں خاصیت کی وجہ سے فتویٰ پاک ہونے کا دیا جاتا ہے۔ نیز عموم بلوئی بھی ہے مگر کیا اس میں احتیاط مناسب نہیں ہے۔ خصوصاً جب کہ اپنے دیس کے غریب مزدوروں اور کپڑا بننے والوں کی امداد و اعانت بھی ہو۔

غور فرمائیے! ان یورپین اور ہندوستانی ملوں والے سرمایہ داروں نے غریب دستکاروں کو انتہائی درجہ میں مفلوک اور محتاج بنا دیا ہے۔ ایسی حالت میں غیرت مند ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کو کیا کرنا چاہئے۔ والسلام

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۱۹۴)

۳۵۳۔ مرحومہ کا صدمہ مفارقت بوجہ ذیل بیجا ہے

آپ کا دالانامہ پہونچا۔ دل ریش (یعنی مجروح و زخمی) احوال معلوم ہوئے

اگرچہ آپ اور آپ کے والدین ماجدین خود اچھی طرح واقف اور ذی علم ہیں۔ مگر بحکم
وَذِكْرُ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُتَنَفَّعُ الْمُؤْمِنِينَ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں موحومہ کا صدمہ
مفارقت آپ حضرات کیلئے واقع میں کوئی معمولی صدمہ نہیں ہے۔ مگر ہم کو وجوہ ذیل
سے صدمہ ہونا بے جا ہے۔

(۱) ہم بارگاہ خداوندی سے اس عالم میں تنہا آئے ہیں۔ جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے وہ
سب خدا کی ملک ہے۔ ہماری حفاظت میں چند دنوں کے لئے اشیاء امانت رکھ دی گئی
ہیں۔ اور ہم کو انتفاع کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ نہ ہمارے اعضاء ہمارے ہیں اور نہ
خارجی نعمتیں ہماری ہیں۔ اس لئے امانت رکھنے والا جب اپنی چیز خود ہم سے واپس
لیتا ہے تو ہم کو اپنی سبکدوشی پر ممنوع احسان ہونا چاہئے یا رنجیدہ ہونا چاہئے۔ ہم دینا
میں دیکھتے ہیں کہ جو شخص امانت کو واپس کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہے۔ سب لوگ اس
پر تھو تھو کرتے ہیں، خائن اور بے ایمان کہتے ہیں۔ کیا دنیاوی امانتوں کا یہ حال
ہو اور خدا کی امانت میں وہ حال۔ ذرا غور فرمائیے۔ لِلّٰہِ مَا آخَذَ وَلَهُ مَا عَطٰی۔

(۲) محبوب اور معشوق اگر کوئی چیز لیتا ہے یا طلب کرتا ہے تو خوش قسمتی سمجھی جاتی
ہے کہ خاص لطف و کرم کیا کہ ہماری چیز قبول کر لی۔ بادشاہان دنیا اور امراء عالم فانی
بڑے سے بڑے مال کو اختیار کر لینا ہر طرح باعث عظمت شمار ہوا کرتا ہے۔ خداوند
کریم ہمارا محبوب حقیقی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ اس نے اگر ہماری کوئی
چیز لے لی، تو جائے شکر و سرور ہے یا جائے حزن و الم۔

(۳) رنج و الم کرنے سے وہ جدا ہونے والا محبوب ہم تک واپس نہیں آ سکتا۔ بلکہ
ہمارا دل و دماغ بیکار ہوتا ہے اور ہمارے بہت سے اعمال مثل گریہ باواز وغیرہ اس کی
تکلیف کا سبب بن جاتے ہیں اس لئے عاقلانہ کاروائی اختیار کرتے ہوئے ایسی
صورتیں عمل میں لانی چاہئیں جن سے بجائے صدمہ راحت اور بجائے حزن، سرور
حاصل ہو۔

خیالات کو مستحکم کرتے ہوئے ان کیلئے دعاء مغفرت کریں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مردوں کو زندوں کی دعاء واستغفار کا اس سے بھی زیادہ انتظار ہوتا ہے جتنا کہ ڈوبنے والے کو رسی اور دوسری بچانے والی چیزوں کا۔

(۴) خداوند کریم کی مرضی پر بندوں کو راضی ہونا نہایت ضروری ہے ”مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ“، غم و حزن کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم اسکی مرضی پر خوش نہیں ہیں۔ بلکہ ہم کو اس کے افعال اور تقدیر پر اعتراض ہے ہم کو دنیاوی حکام کی رضا جوئی کا تو خیال رہتا ہے، ان کی خوشنودی کو سب پر مقدم رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی مرغوبات کو بھی ان کی وجہ سے بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ مگر خداوند کریم کی مرضی اس کی تقدیر اور اس کے ارادہ پر صراحت یا کنایہ اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ معاذ اللہ

(۵) صبر کا ثواب اور اس کا کمال صدمہ کے اوائل میں ہے زمانہ دراز گزرنے کے بعد تو طبعی طور پر صبر آ ہی جاتا ہے۔ لہذا وہ عظیم الشان خلق صبر، جس کی تاکید اور تعریف میں قرآن میں تیس سے زیادہ آیتیں موجود ہیں۔ اس کے ثواب کو تو ہرگز ضائع نہ ہونے دینا چاہئے۔ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى۔

الغرض آپ حضرات مرحومہ کیلئے باقاعدہ ایصال ثواب کی صورتیں کریں، دعاء استغفار، تلاوت، مال وغیرہ سے ان کی مدد فرمائیں۔ یہ اصلی اور سچی محبت ہے۔ اسی میں سب کا نفع ہے، میں دعا کرتا ہوں۔ خداوند کریم مرحومہ کے لئے ہر قسم کا سامان رحمت و مغفرت مہیا فرماتے ہوئے پس ماندوں کو نہ صرف صبر جمیل بلکہ جلد سے جلد نعم البدل بھی عطا فرمائے۔ آمین (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۱۹۸)

۳۵۴۔ ۳۶۰ھ میں ایک سوال

سوال: اسکولوں میں گاندھی جی کی تصویریں آویزاں کی جائیں یا مسٹر جناح

کی۔؟

جواب :- محترمی :- اگر تصویر کا مسئلہ پیش ہو تو صاف کہہ دینا چاہئے کہ مذہب اسلام کسی جاندار کی تصویر کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ہم اسکے خلاف ہیں۔ نہ گاندھی کی تصویر ہو اور نہ جناح کی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۰۲)

۳۵۵۔ رنج و غم کے دفعیہ کیلئے ایک عمل

محترم: اول و آخر سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر ہر نماز کے بعد سات مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں اور سوتے وقت یہی عمل ستر مرتبہ کریں۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ۲۰۲)

۳۵۶۔ تنگدستی اور قرض سے سبکدوشی کیلئے عمل

(۱) بعد نماز عشاء تنہائی میں بیٹھ کر اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر یا وہاب چودہ سو مرتبہ پڑھ کر ایک مرتبہ یہ دعاء پڑھیں۔ يَا وَهَّابُ هَبْ لِي مِنْ نِعْمَةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّكَ الْوَهَّابُ

(۲) بعد نماز فجر سورہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ اِکْسِ مرتبہ، بعد نماز ظہر یا کس مرتبہ، بعد نماز عصر تیس مرتبہ، بعد نماز مغرب چوبیس مرتبہ، بعد نماز عشاء پچیس مرتبہ، اول و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس پر مداومت کریں۔ انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۰۲)

۳۵۷۔ عورتوں کی تعلیم سلوک میں فرق رکھنا ضروری ہے

عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اس لئے ان کی تعلیم سلوک ہلکی اور خفیف ہونی چاہئے۔ ان کے ذمہ تربیت اولاد اور خدمت زوج بھی ہے۔ اس لئے کوئی کوتاہی نہ ہونی چاہئے۔ وہ احوال قویہ کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے صرف ذکر لسانی پر اکتفاء ہونی چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۰۲)

۳۵۸۔ سالک کو ترقی کب دی جائے

سالک میں جب بارہ تسبیح یعنی ذکر جہری کے آثار پیدا ہو جائیں۔ گریہ کا غلبہ ہونے لگے۔ دنیا سے بے رغبتی اور خدا کی طرف توجہ پیدا ہو جائے اور پاس انفاس جاری ہو جائے تو ذکر قلبی کی تعلیم فرمائیے۔ جب ذکر قلبی جاری ہو جائے تب مراقبہ کی تعلیم کیجئے۔ ضیاء القلوب، امداد السلوک اور صراط مستقیم مطالعہ میں رکھئے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۰۴)

۳۵۹۔ سینہ کے درد کیلئے عمل

بوقت تکلیف سورہ فاتحہ معہ بسم اللہ سات مرتبہ پانی پر پڑھ کر پینا اور پلانا بہت مفید ہے۔ انشاء اللہ سینے کا درد جاتا رہے گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۰۴)

۳۶۰۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب سہلٹ بنگلہ دیش کا خط

گزارش یہ ہے کہ فقیر، طریقہ قادریہ عالیہ کے مشائخ سے فیضیاب ہوتا ہوا فیوضات خلافت و قربت ذاتی و صل ذات باری تعالیٰ سے سرفراز ہو کر گذشتہ ماہ شوال کو بواسطہ حضرت مولانا شاہ عبدالمعتمد الانصاری کے فیوض محبوبیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا بعدہ تیرہویں محرم الحرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے ساتھ رابطہ لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فیوضات حقیقت محمدی و حقیقت اللہ جل مجدہ سے سرفراز فرمایا اور مجھے اپنی امت کو آپ ہی کے قلب مبارک سے رابطہ لگاتے ہوئے توجہ دینے کیلئے ارشاد فرمایا۔ الغرض اسی دن سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے شیخ و مرشد اعلیٰ بن گئے۔ اسکے بعد جو بھی اس فقیر کے پاس استفاد کے لئے آیا۔ آپ ہی کے قلب مبارک سے مستفیض ہوتا رہا۔ مجھے ایک مصدق کی حیثیت سے ان کا واسطہ بنایا۔ اب اس اطراف کے بعض علماء، مشائخ

کا واسطہ چھوڑنے کی وجہ سے میرے ان فیوضات کو اغوائے شیطانی سے تعبیر کر رہے ہیں اور میرے پاس آنے والے غریبوں کو ہر طرح کی ایذا پہونچا رہے ہیں۔ حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں اس ارشاد خیر البریہ کی تعمیل کے بموجب مشائخ کے واسطے کے واسطہ چھوڑنے میں خاطمی ہوں یا مصیب۔ والسلام

حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب

محترم! میں ایک معمولی درجہ کا گنہگار مسلمان ہوں۔ اس قسم کے معارف عظیمہ اور حقائق عالیہ سے مجھے کیا واقفیت ہو سکتی ہے۔

مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مرزا مظہر جان جاناں قدس اللہ اسرارہم وغیرہ اکابر کے احوال میں بیشمار ایسے وقائع درج ہیں جن میں ان اکابر کو بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی نوبت آئی ہے۔ مگر کسی نے اپنے مشائخ اور مسترشدین سے رابطہ منقطع نہیں فرمایا بلکہ اپنے متوسلین کو اپنے مشائخ سے ہی مربوط کرتے رہے۔ اور یہ سمجھتے رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچنا اور فیوض حاصل کرنا یہ سب ان مشائخ کرام ہی کے طفیل میں ہے۔ اس لئے ان سے روگردانی انتہائی ناشکری ہے۔ اگر والدین نے کسی بچے کو پال کر اس لائق کر دیا کہ وہ بادشاہ کے دربار سے بلا واسطہ مستفید ہونے لگے تو اسکو والدین سے تعلق توڑنے کی اجازت دی جائیگی۔ یا اور زیادہ والدین کا شکر گزار بننا پڑیگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۳)

۳۶۱۔ حضرت مدنیؒ کا اپنی بڑی صاحبزادی ریحانہ کے

نام سسرال پہونچنے پر پہلا خط

میری پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ تم کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ آمین

تم سلامت رہو ہزار برس: ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار السلام علیکم۔
تمہارے بخیر و عافیت وہاں بہت سے تار اور خطوط آئے جس سے بہت اطمینان
ہوا۔ الحمد للہ

تمہارا بات بات پر رونا نہایت غلط ہے۔ لڑکیوں کیلئے سسرال جانا زندگی کا دور
ہوتا ہے۔ سمجھدار لڑکیوں کے لئے نہایت سمجھ اور صبر و سکون کو عمل میں لانا اور قدم قدم پر
غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ وہاں زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔ اس کا بڑا سبب
نئے نئے لوگوں سے سابقہ پڑنا ہے۔ نہ وہاں ناز بردار ماں ہوتی ہے نہ ہمیشہ کا جاں
نثار باپ، نہ رشتہ دار، نہ بھائی بہن عزیز واقارب ہوتے ہیں۔ جن لوگوں میں زندگی
گزارنی پڑتی ہے، وہ ہر قدم پر تنقیدی نظر رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ذرا سی غلطیوں پر
نظر کر کے عیب ڈھونڈھنے والے اور عیب اچھالنے والے ہوتے ہیں۔ محبت
اور ہمدردی کا جذبہ ان میں نہیں ہوتا۔ اس لئے پھونک پھونک کر قدم رکھنا ضروری
ہوتا ہے۔ سمجھدار اور سلیقہ مند لڑکی سالہا سال کی جدوجہد کے بعد چین کی زندگی حاصل
کرتی ہے۔

تمہارے لئے تو اللہ کا فضل و کرم ابتداء ہی سے شامل حال رہا ہے تمہارے لئے
اللہ تعالیٰ نے وہ خسر عطا فرمایا ہے کہ جو تمہارے باپ سے زیادہ شفقت رکھنے والا سمجھ
دار اور مہربان ہے۔ ساس وہ عطا فرمائی ہے جو کہ خاندان میں تمام عورتوں کی ماں
کا درجہ رکھتی ہیں تمہاری ماں کو بھی گود میں پالنے والی اور ہمدرد ہے۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے
وہ نند عطا فرمائی ہے جو تمہاری بچپن کی سہیلی اور ہمدرد و ہمزاد ہے۔ بہر حال تمہاری
سسرال سسرال نہیں ہے بلکہ میکہ سے بھی بہتر ہے۔ تم غیروں میں نہیں گئی ہو، بلکہ
اپنوں سے بہتر اور پیاروں میں گئی ہو۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کی دل
سے قدر کرتی رہو اور جس قدر ممکن ہو ساس و سسر کی خدمت دن رات کر کے ان کو
یقین دلاؤ کہ تم ان کی ہی واقعی اولاد ہو۔ ان کی خدمت میں ذرا بھی کاہلی مت کرو۔ تم

کو کسی کی جدائی کا خیال بھی نہیں آنا چاہئے۔ دل فقط اللہ سے لگانا چاہئے۔ وہی ہمیشہ کام آنے والا ہے۔ دنیا والے سب جدا ہو جانے والے ہیں۔ نہ باپ، نہ ماں، نہ بھائی، نہ بہن، کوئی بھی قبر میں ساتھ نہ جائیگا اور نہ کام آئیگا۔

خداوند کریم سے لو لگاؤ اس کا ذکر کرتی رہو، اس کی رضا اور خوشنودی کی طالب رہو اس کے حکم پر دن رات چلو، پاس انفاس کا ذکر جو تم کو بتایا گیا ہے اس کی قدر کرو کہ بلا ارادہ ہونے لگے۔

گھر میں ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آیا کرو۔ بادشاہ (احمد) کو اگر وہ ضد کرے تو مارا مت کرو، بددعا مت دو، یہاں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۵)

۳۶۲۔ ماہ مبارک میں بانسکنڈی آسام میں قیام

اور وہاں کے احوال

آج رمضان المبارک کی گیارہ تاریخ ہو گئی ہے۔ یعنی تم سے جدا ہوئے پندرہ یوم ہو گئے۔ مگر تم نے آج تک اپنے ہاتھ سے لکھ کر کوئی خط نہیں بھیجا۔ اس کا جواب تو یہ تھا کہ میں بھی کوئی خط نہ لکھتا۔ مگر تمہاری آپا کی خفگی سے پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں۔ اور آج بھی لکھ رہا ہوں۔

یہاں آنے کے بعد سے اب تک سخت آندھی کے ساتھ تین مرتبہ بارش ہو چکی ہے۔ گرمی اور لو کا نام تک نہیں ہے۔ رات کو اچھی خاصی ٹھنڈ ہو جاتی ہے۔ کھانے نہایت عمدہ ملتے ہیں۔ تمہاری آپا تو ایسے کھانے کہاں کھلاتی ہیں۔ یہاں روزانہ کئی سو مہمانوں کا کھانا پکتا ہے۔ ہم ۹ بجے تراویح میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ساڑھے گیارہ بجے کے بعد فارغ ہو جاتے ہیں۔ آدھ گھنٹہ کے بعد بارہ بجے سو جاتے ہیں۔ ۱ بجے پھر نفلوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پونے تین بجے فارغ ہو کر سحری میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۶)

۳۶۳۔ کوئل کی خواب میں شکایت

ہم سے کوئل نے خواب میں شکایت کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خبر گیری نہیں کرتی ہو۔ اس کا پنجرہ بدل دو۔ سب سے سلام و دعا کہدو۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۶)

۳۶۴۔ بچہ کو دودھ پلانیوالی عورت کو افطار کی اجازت ہے

۲۱ رمضان کا لکھا ہوا خط ملا۔ احوال معلوم ہوئے۔ تم روزے کی سختی کی شکایت کرتی ہو۔ یہ تمہاری سخت غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رحم کیا ہے۔ دودھ پلانے والی عورت کو بچہ کی وجہ سے افطار کی اجازت دیدی ہے تو تمہارا روزہ رکھنا سخت حماقت ہے۔ ایسا ہرگز کرنا نہیں چاہئے دسمبر یا جنوری میں قضاء کر لینا بہت آسان ہوگا۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۶)

۳۶۵۔ کوئل کی چغل خوری

کوئل کی پنجرہ بدلنے اور تمہاری توجہ کی خبر سے خوشی ہوئی۔ تم کہتی ہو کہ کوئل چغل خور ہے وہ بیچاری بے زبان کیا کرے۔ تم سب تو اس کھانے پینے کا خیال نہ کرو اور وہ ہم سے خواب میں بھی شکایت نہ کرے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۶)

۳۶۶۔ تم سلامت رہو ہزار برس

تم کہتی ہو کہ اس شعر کی دعا آپ کیلئے زیادہ موزوں ہے۔ مگر یہ کسی طرح صحیح نہیں۔ ہماری ضعیف العمری، کمزوری، اعضاء کا جواب دینا، دانتوں کا یکے بعد دیگرے ٹوٹنا، باقی ماندہ کاہلنا، گھٹنوں اور پیروں میں کمزوری کا روز بروز بڑھنا وغیرہ، اس قسم کی زندگی تو وبال جان ہے۔ نہ کھانے میں مزہ ہے، نہ اٹھنے بیٹھنے

میں۔ نہ عبادت ہو سکتی ہے نہ دنیاوی مشاغل انجام پا سکتے ہیں۔ ایسی زندگی تو گھر والوں پر بھی بوجھ ہی بوجھ ہے۔ ہاں تم جوانوں کی زندگی البتہ مستحق دعا اور زیادتی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۶)

۳۶۷۔ بانسکنڈی آسام کے رمضان کی بہار

آج ۲۰ رمضان ہو گئے۔ کئی روز سے جھڑی لگی ہوئی ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر میں پانی برس رہا ہے۔ سورج عید کا چاند بنا ہوا ہے۔ مینڈکوں کے گانے سے فضا گونج رہی ہے۔ خشکی اور پیاس کا نام بھی نہیں۔ روزے نہایت آرام سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو کامیابی ہے۔ یہاں روزانہ تراویح میں تقریباً آٹھ سو آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۷)

۳۶۸۔ ارشد کی شکایت

ارشد (یعنی مولانا ارشد مدنی) شکایت کرتا ہے کہ خطوں میں اس کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا تو اس نے بھی ہمیں کچھ لکھا؟ اس کے روزے رکھنے اور قرآن سنانے سے خوشی ہوئی۔ ہم نے اس کی عیدی کے لئے اور بچوں سے زیادہ پانچ روپے بھیجے ہیں۔ اوروں کو دو ہی دو روپے دیئے ہیں۔ اسعد (یعنی حضرت مولانا اسعد مدنی) میاں رشید (یعنی مولانا رشید الدین حمیدی) اور دوسرے رفقاء سب کو سلام کہتے ہیں۔ والسلام ۲۰ رمضان ۱۳۷۵ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۱۷)

۳۶۹۔ مراد آباد جیل سے اسد اللہ خاں بگراسی کے نام مکتوب

آپ نے جن عنایات اور ہمدردی کا مظاہرہ فرمایا ہے میں اس کے شکریہ سے قاصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں فائز المرام فرمائے اور اپنی خوشنودی سے

نوازے۔ میں بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہوں۔ اور بہت زیادہ مطمئن الخاطر ہوں۔ اور افضال خداوندی سے امیدوار ہوں کہ نتائج بہتر پیدا ہوں۔ جب سے نئے لوگ گرفتار ہو رہے ہیں، ملاقات اخبار اور ڈاک سب بند ہے۔ تنہائی جس قدر بھی مل جائے، مطمئن اور خوش و خرم رہتا ہوں۔ اجتماع میں وہ بات کہاں

دل ڈھونڈتا ہے پھر فرصت کے رات دن

بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

جو فراغت یہاں ہے، باہر کب نصیب ہوتی، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور راضی رہتا ہوا جس حال میں رکھے اس پر شاکر رہنا فریضہ عبودیت ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

آپ حضرات سے مستدعی ہوں کہ استقامت اور اسلاف کرام کے قدم بقدم چلنے کی دعا فرماتے رہیں گے۔

آپ میری طرف سے کسی قسم کی فکر نہ کریں۔ آپ کا بار بار تکلیف کر کے آنا اور اپنے کاروبار میں حرج ڈالنا میری طبیعت پر بہت زیادہ بار ہوتا ہے۔ میں ایک معمولی اور گنہ گار بندہ ہوں۔ جو اسلاف کیلئے ننگ و عار ہی رہا۔ اس کے لئے اس قدر تکلیف اٹھانا بہت بیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ والسلام۔

۲۵ شعبان ۱۳۶۱ھ مراد آباد جیل۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۱۹)

۳۷۰۔ شادی میں اسراف کا برادری کے لوگوں پر برا اثر

شادی میں آپ کا دہلی، مراد آباد، روڑکی اور دیوبند سے لوگوں کو بلانا، کیا یہ اسراف نہیں ہے، ان لوگوں کے آنے کا خرچہ، متعدد مصروفیتیں، کیا یہ چیزیں وقت طلب نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض ایسی ہی تقریبات میں مجھ کو حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ بہادر گڑھ حاضری کی نوبت آئی تھی۔ مگر میرے محترم! یہ تزک و احتشام اس ملک میں

مسلمانوں کی موجود حیثیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل ناجائز بن گئے ہیں۔ یہ وجہ نہیں کہ امور غیر شرعیہ کا ارتکاب ہوتا ہے محتاج حضرات ایسے امور سے بچتے تو ہیں ہی۔ ایک خاص وجہ یہ ہے، کہ برادری کے لوگوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ وہ اپنی تقریبات میں قرض اور سودی قرض لینے اور بے اوقات زمین کے فروخت کرنے یا رہن رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی جائیدادیں عموماً اس تقریبات اور مقدمہ بازیوں کی وجہ سے مہاجنوں کے قبضہ میں گئی ہیں۔ کاش اہل استطاعت سادگی اختیار کرتے تو برادری کے غریب لوگ، ان مصیبتوں میں گرفتار نہ ہوتے۔ والسلام۔ (۲۳، ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ مراد آباد جیل)

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۲۰)

۳۷۱۔ اہلیہ کے ساتھ حسن معاشرت

مولوی صاحب کا مستقل ملازم ہو جانا، اہلیہ کے ساتھ صلح کر لینا، خسر صاحب کا راضی ہو جانا اور پھر اہلیہ کا ان کے ساتھ روانہ ہونا، یہ امور بہت زیادہ طمانینت اور خوشی کا باعث ہوئے۔ آپ ان کو مبارکباد لکھ کر میری طرف سے پرزور تاکید لکھ دیجئے کہ اہلیہ محترمہ کی دلداری اور حسن معاشرت میں کوتاہی روا نہ رکھیں۔ سخت کلامی اور سخت گیری سے بچیں۔ نماز، ہجگانہ جماعت کے ساتھ ادا کریں اور ذکر ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۲۰)

۳۷۲۔ چار ہزار نفوس پر مشتمل آبادی میں جمعہ جائز ہے

جب گھٹا سن کی آبادی چار ہزار یا اس کے قریب نفوس پر مشتمل ہے تو جمعہ پڑھنے کیلئے پالن پور کیوں جاتے ہیں، وہیں کیوں نہیں پڑھتے۔ چار ہزار یا اس کے قریب کی آبادی یقیناً شہر کے حکم میں ہے۔ خصوصاً جب کہ مکانات کی پختگی اور اہل حرفہ کی

موجودگی کی وجہ سے اس نے شہر کی صورت بھی اختیار کر لی ہے۔ اپنے افسران کو راضی رکھیں۔ عام لوگوں سے خوش اخلاقی اور ہمدردانہ طریقے سے ملیں۔ مسائل مختلف فیہا کی وجہ سے لڑائی جھگڑانہ پیدا ہونے دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۲۰)

۳۷۳۔ ہندوستان میں جمعیتہ علماء ہند کی ضرورت

اگست ۱۹۵۷ء میں غلام محمد مصطفیٰ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیتہ علماء گریڈ یہہ ہزاری باغ نے حضرت مدنی قدس سرہ کو ایک خط لکھ کر اس وقت حالات کے پیش نظر جمعیتہ علماء ہند کی ضرورت اور علماء کرام کے طرز عمل پر وضاحت چاہی تھی موصوف کا خط درج ذیل ہے۔

سیدی: جمعیتہ علماء ہند کے اغراض و مقاصد پر پورا یقین رکھتے ہوئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت والا کی رہنمائی میں مسلمان باعزت زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں۔ اس لئے ہماری پختہ رائے ہے کہ جمعیتہ علماء ہند کے نظام کی بقا اور اس کے پروگرام پر عملی جدوجہد سب دین کا کام ہے اور خدا کے یہاں اجر و ثواب کا باعث۔ انشاء اللہ۔

میں بد قسمتی سے عالم نہیں ہوں لیکن علماء کی کفش برداری کا فخر حاصل ہے۔ مگر مجھ کو یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ بہت سے علماء کرام جمعیتہ علماء کے کام میں کوئی اشتراک عمل نہیں کرتے۔ میں نے جب بھی ان کی خدمت میں جمعیتہ کا کوئی کر پروگرام پیش کیا اور کچھ دقت مانگا تو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم بھی دین کا کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ چلا رہے ہیں۔ تصوف کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ جس کے لئے شور اور ہنگامہ مضر ہوتا ہے۔ پھر کس طرح سے ہم جماعتی کام کریں۔ حضرت والا کے بہت متوسلین اور خلفاء کے بھی یہی خیالات ہوتے ہیں۔ اور وہ غالباً جمعیتہ علماء کے کام میں وقت لگانا وقت کی بربادی سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت ہے کہ حضرت اپنے ایک

واضح بیان کے ذریعہ جمعیت علماء کے ساتھ وابستگی کی شرعی حیثیت ظاہر فرمادیں۔
 اگر واقعی جمعیت علماء کی خدمت کرنا دین کا کام نہیں اور جمعیت کی خدمت تضييع
 اوقات ہے تو پھر ہم لوگوں کی بھی رہنمائی فرمائی جائے کہ اتنی دوسری کی ضرورت نہیں۔
 مگر میں تو اب تک بلکہ اور زیادہ ضرورت محسوس کرتا ہوں کہ وقت کی پکار ہے کہ جمعیت
 علماء کی ترقی ہم ہندی مسلمانوں کا نصب العین ہونا چاہئے۔ والسلام مع الاحترام

جواب گرامی از حضرت مدنی قدس سرہ

محترمی! مسلمانوں کے بہت سی مشکلات کا حل، نیز خود اسلام کی ترقی اور اس کے
 بہت سے فرائض اور واجبات کی ادائیگی، اجتماعی قوت اور صحت نظام پر موقوف ہے
 اور اس زمانہ انحطاط میں بالخصوص ان ملکوں میں جہاں اسلامی حکومت نہیں
 ہے۔ اور مسلمان وہاں اپنی اقلیت کی وجہ سے نہایت کمزور اور ان کی آواز نہایت گری
 ہوئی ہے، اشد ضرورت ہے کہ ان میں اجتماعی قوت اور مکمل نظام ہو، بالخصوص انڈین
 یونین میں تقسیم ہند کے بعد یہ ضرورت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس لئے تمام
 مسلمانوں کا عموماً اور علماء کا خصوصاً اہم فریضہ ہے کہ وہ جاگیں اور تحفظ اور بقا کی
 صورتیں عمل میں لائیں۔ اختلافات کو مٹائیں اور اجتماعی قوت کو بڑھا کر صحیح نظام پر
 گامزن رہیں ورنہ عند اللہ وعند الناس سخت مواخذ اور گرفت کے مستحق ہوں گے۔ خود کو
 بھی برباد کریں گے اور قوم و ملت نیز دین اور مذہب کی بربادی کا وبال بھی اپنے اوپر
 لیں گے۔ ان ہی امور کو دیکھتے ہوئے باعزت سمجھ دار بزرگوں نے جمعیت علماء ہند کی
 بنیاد رکھی تھی جو کہ اپنی ابتداء اور سالہا سال سے آج تک میدان عمل میں اپنی طاقت
 کے مطابق مخلصانہ سربکف چلی آرہی ہے۔ مگر آج بہت سے نا عاقبت اندیش مسلمان
 اور علماء کرام اس میں جدوجہد کرنے اور جمعیت کے نظام کو بڑھا کر مسلمانوں کی اجتماعی
 قوت کو بالا کرنے سے جان چراتے نظر آتے ہیں یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ میں ان کو

متنبہ کرتا ہوا زوردار لہجہ میں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی انفرادی اصلاحی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اجتماعی قوت کو زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں۔ ہرگز ہرگز اس میں غفلت اور سہل انگاری کو روانہ رکھیں ورنہ سخت خطرات سے دوچار ہوں گے۔ اور اس کی صرف ایک صورت ہے کہ ہندوستان میں جمعیتہ علماء ہند کے نظام کو زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط بنائیں واللہ المستعان۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۲۶)

۳۷۴۔ حضرت بابا فرید گنج شکر اور

حضرت محبوب الہی کی مجلس میں رسم سجدہ

مستر خلیق احمد نظامی استاذ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کو ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے:

”حضرت مخدوم و محترم سلام ممنون: حج بیت اللہ سے واپسی پر مبارکباد قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ عرصہ تک آپ کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے کہ ان کی علمی اور دینی زندگی کو ذات عالی سے بڑی تقویت ہے۔ غالباً تاریخ مشائخ چشت اور حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی نظر سے گزری ہوں گی۔ میں کچھ عرصہ سے مشائخ چشت کے حالات کی ترتیب میں مصروف ہوں۔ اور پانچ جلدوں میں اس کو مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت زحمت دینے کا مقصد ایک مشکل کا حل تلاش کرنا ہے۔ اس وقت مشائخ چشت کی روایات کی حامل صرف آپ کی ذات گرامی ہے۔ اس لئے یہ جانتے ہوئے کہ وقت آپ کیلئے عنقاء کی حیثیت رکھتا ہے زحمت دینے کی جرأت کرتا ہوں۔

فوائد الفوائد ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء مرتبہ میر حسن سنجرى میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فرید اور حضرت محبوب الہی کی... مجلس میں سجدہ کی رسم جاری تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اعتراض کیا اور جھگڑنے پر آمادہ ہوا تو حضرت محبوب الہی نے

فرمایا۔

”بشنو غلبہ مکن کہ ہر امرے کہ فرض بودہ باشد، فرضیت بر خیزد، استحباب باقی ماند“ چنانچہ ایام بیض، ایام عاشورا ابراہم ماضیہ فرض بود در عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم چون روزہ ماہ رمضان فرض شدہ آن فرضیت ایام بیض و ایام عاشورا برخواست استحباب باقی ماند، آمدید در سجدہ، سجدہ میان امم ماضیہ مستحب بود، چنانچہ بر بادشاہ و شاگرد بر استاد، و امت بر پیغمبر را سجدہ می کردند، چون در عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آں سجدہ برخواست، اکنون اباحت ماند، اگر مستحب نباشد مباح باشد، بر مباح نفی و منع کجا آمدہ است“ (فوائد الفوائد لکھنؤ ص ۱۵۹)

اس مسئلہ پر جناب کی کیا رائے ہے۔ میرا مقصد کسی مناظرانہ بحث کو شروع کرنا نہیں ہے، صرف علمی حیثیت سمجھنا چاہتا ہوں، مشائخ چشت شریعت سنت کے سختی سے پابند تھے۔ انہوں نے اس رسم کو کس طرح جائز رکھا، ممنون ہوں گا۔ اگر آپ اپنی پہلی فرصت میں اس طرف توجہ فرمائیں۔ عرصہ سے تمنا ہے کہ ایک دو دن کے لئے دیوبند حاضر ہوں اور سعادت قد مبوی حاصل کروں۔ کیا اکتوبر کے آخری ہفتہ میں آپ کا قیام دیوبند میں رہیگا امید ہے کہ مزاج گرمی بخیر ہوں گے۔ خاکسار خلیق احمد نظامی

حضرت مدنی قدس سرہ کا جواب

حضرت محبوب الہی کی طرف جو عبارت منسوب ہے۔ نظر سے گذری جس میں ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ سجدہ جاتا رہا تو اب اس کی اباحت باقی رہ گئی۔ اگر مستحب نہ ہوگا تو مباح تو ہوگا ہی، لہذا مباح چیز پر ممانعت کے کیا معنی؟

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اباحت کی نفی اور ممانعت ثابت ہو جائے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ اس لئے عرض یہ ہے کہ سجدہ دو قسم کا ہے۔ ایک سجدہ عبادت اور دوسرا

سجدہ تہیہ۔ سجدہ عبادت بالاتفاق تمام امتوں میں غیر اللہ کیلئے حرام اور ممنوع تھا اور ہے۔ سجدہ تہیہ امم سابقہ میں مباح اور جائز تھا۔ امت محمدیہ میں اس کو بھی منع کر دیا گیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی پارہ الم ص ۷۷۱ میں فرماتے ہیں، سجدے کی حقیقت پیشانی کا زمین پر رکھ دینا ہے۔ یہ شریعت میں خدا کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں کو پھر فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا حکم کیوں فرمایا گیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ پیشانی کو زمین پر رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حق معبودیت سمجھ کر زمین پر رکھنا تو یہ تمام مذاہب اور ادیان میں سوائے خدا کے کسی کے لئے جائز نہیں۔ اور نہ کبھی جائز ہوگا۔ کیونکہ یہ طریقہ محرمات عقلیہ میں سے ہے اور جن چیزوں کی حرمت عقلاً ثابت ہے وہ ادیان و مذاہب کے رد و بدل سے کبھی بدل نہیں سکتی۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ تعظیم کی یہ نوع غیر معمولی تذلل یعنی فروتنی اور عاجزی کرنا ہے۔ غیر معمولی عاجزی ایسی ہی ذات کے سامنے لائق ہے کہ عظمت اور کبریائی ذاتی طور پر رکھتی ہو، عظمت ذاتی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مخلوق میں موجود نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تکریم و تہیہ کے طور پر سجدہ کیا جائے جس کا ذکر ہو چکا۔ فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اسی دوسری قسم میں سے تھا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو اسماء وغیرہ کی تعلیم کی وجہ سے فرشتوں پر ایک طرح برتری حاصل ہو گئی تھی۔ اور فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ان کے متعلق کچھ بے ادبی ظاہر ہو چکی تھی۔ اس کے تدارک کے طور پر فرشتوں کو ان کی تعظیم کا حکم دیا گیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ سجدہ تہیہ کی ممانعت ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ جو کہ کتب احادیث میں

اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ جو درجہ تواتر کر پہونچی ہوئی ہیں۔ قرآن میں اس کا وقوع انبیائے سابقین کے زمانے میں مذکور ہے۔ اس امت کیلئے اس کی ممانعت کی صراحت موجود نہیں ہے۔ اگرچہ التزاماً موجود ہے۔ چونکہ حضرات مشائخ چشت بابا فرید اور حضرت محبوب سبحانی کے زمانہ میں کتب حدیث بہت کمیاب تھیں۔ علم حدیث بھی رائج نہ تھا۔ اس لئے ان حضرات کو ان احادیث صحیحہ متواترہ کا علم نہیں ہوا۔ اس لئے باوجود شدت اتباع شریعت و سنت، ان حضرات سے ایسے امور پائے گئے ہوں تو کچھ تعجب نہیں۔

حضرت مرزا جان جاناں دربارہ رفع سبابہ در نماز جس کو مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں منع فرماتے ہیں۔ اور مرزا صاحب مرحوم بوجہ احادیث کثیرہ صحیحہ اسکے استحباب و سنت کے قائل ہیں۔ اپنے مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ حضرت مجدد الف ثانی کو باوجود غیر معمولی وسعت علم تشہد میں التّحیات کے اندر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کی حدیث نہیں پہونچی تو مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ان کتابوں اور رسالوں کی ہندوستان میں عام طور پر شہرت نہ تھی، اس لئے آپ کی نظر مبارک سے نہیں گذری، ورنہ آپ کبھی ترک رفع سبابہ نہ فرماتے۔ آپ تو سنت نبوی کے قبیحین میں اونچا درجہ رکھتے تھے اور سنت کے غیر معمولی حریص تھے۔

مرزا مظہر جان جاناں کا یہ ارشاد حضرت مجدد کے متعلق ہے جو کہ حضرت بابا فرید صاحب اور حضرت محبوب سبحانی سے بہت متاثر ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں علم حدیث کا چرچہ بہ نسبت سابق ہو چکا تھا۔ حضرت شیخ عبدالحق بخاری دہلوی حرمین شریفین سے علم حدیث لے کر آچکے تھے۔ اور لمعات اور اشعة اللمعات وغیرہ کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی تھیں۔ تاہم احادیث کی کتابیں کمیاب اور غیر مشہور ہی تھیں۔ اس لئے حضرت بابا فرید صاحب اور حضرت محبوب سبحانی کا ان احادیث سے ناواقف ہونا کسی طرح بعید نہیں ہے۔ یقیناً اگر یہ حضرات ان احادیث صحیحہ متواترہ کو پاتے تو ضرور

بالضرور سجدہ تعظیسی کر ترک کراتے اور سخت مخالفت فرماتے۔

ہندوستان میں علم حدیث اور کتب حدیث کی شہرت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے ہوئی ہے۔

نیز عرض ہے کہ یہ اکابر علم طریقت اور تصوف کے ائمہ عظام ہیں، علم حدیث اور علم شریعت کے امام نہیں ہیں۔ اس کے امام، امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام ابو یوسف اور دیگر فقہائے کرام ہیں۔ اس بارے میں ان کا قول و فعل حجت ہوگا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت جنید بغدادی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی، خواجہ معین الدین سنجری کے اقوال اور فتاویٰ اور اعمال حجت نہ ہوں گے۔ اگرچہ یہ حضرات علم طریقت کے سب سے اونچے پہاڑ ہیں۔ لِكُلِّ فَنٍّ رِّجَالٌ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۳۲۵)

۳۷۵۔ مزار پر حاضری کے وقت حضرت مدنیؒ کا معمول

محترمی! میں مزار پر حاضری کے وقت مندرجہ ذیل عمل کرتا ہوں۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا ذَا رَقُومٍ مُّؤْمِنِينَ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثِرِ وَإِنَّا أَنْشَاءُ
اللَّهُ بِكُمْ لَأَحِقُّونَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَجْمَعِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
فَبِعَمِّ عُقْبَى الدَّارِ۔ پھر درود شریف ۳ بار، سورہ فاتحہ ۳ بار، سورہ اخلاص ۱۲ بار، درود
شریف ۳ بار پڑھ کر صاحب مزار کو بخش کر اس کے اور تمام گرو و پیش کے مدفونین کے
لئے دعاء مغفرت کرتا ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۵۶)

۳۷۶۔ عصمت انبیاء کے بارے میں تفہیمات جلد دوم کی عبارت

گنگوہ شریف ۶/۵ نومبر ۱۹۵۵ء ہوا تھا۔ وہاں مودودیوں نے شور
مچا رکھا تھا۔ مولانا ابوالوفاء صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب شاہجہانپوری مفتی محمود

صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ اشرفیہ کانپور، مولوی عزیز احمد صاحب مینجر نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے۔ بحمد اللہ عمدہ کامیابی ہوئی۔ تفہیمات جلد دوم ص ۴۳ کی عبارت دربارہ عصمت انبیاء علیہم السلام نہایت تعجب خیز ہے، اللہ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۵۷)

۳۷۷۔ علامہ ابن تیمیہ کے تفردات

کتاب البر والوافر پہونچی۔ اس سے پہلے اس کتاب کے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ علامہ ابن تیمیہ کی کچھ تصنیفات مدینہ منورہ میں دیکھی تھیں۔ ان کے تفردات سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ نیز ان کی زبان امام اشعری، شیخ اکبر اور دیگر اسلاف کے متعلق بہت تیز ہے۔ جن کی مدح و ثنا ہم اپنے اسلاف کرام سے ہمیشہ سنتے آئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۳ ص ۲۵۸)

۳۷۸۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی حدیث دانی پر اعتماد

آپ نے دلائل السنن والآثار کو مطالعہ کیلئے ماہ رجب میں ارسال فرمایا تھا مگر میری ناکارگی سے آپ ناواقف ہیں۔ وہ زمانہ اخیر سال اور انتہائی مصروفیت کا تھا۔ جس میں قطعی طور پر عدیم الفرستی ہوتی ہے۔ چنانچہ میں بالکل امتثال امر نہ کر سکا۔

مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہانپور علم حدیث سے بہت زیادہ واقف اور اس کے ماہرین اعلیٰ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ ان کی اجل تصنیفات اس فن میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ”کئی جلدوں میں

چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ شرح شمائل ترمذی الکوکب الدری وغیرہ اور اس سے پہلے بذل المجہود شرح سنن ابوداؤد میں پوری امداد تحریری و تحریری حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ”کو دے کر کتاب مذکور کی تکمیل کر چکے ہیں۔ اس لئے جس قدر اس فن سے ان کو واقفیت اور مہارت ہے۔ میں تو اس کا عشر عشر بھی نہیں رکھتا۔ اسی بنا پر میں نے ان کی خدمت میں بھیجنا ضروری اور نفع سمجھا۔ چنانچہ موصوف نے اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھا۔ اور جگہ جگہ اس میں یادداشتیں لکھ دیں اور ماہ شوال کے اخیر میں میرے پاس مع منسلک نوٹ اور مقدمہ اور جز بھیج دیا ہے۔ میں اس وقت سے اس فکر میں تھا کہ اس کا مطالعہ کروں، مگر اسفار کی طوالی ہجوم اشیاف اور مشاغل تدریسیہ نے نقل و حرکت اور آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا اور مکمل راحت کی تاکید کر دی تو موقع مل گیا کہ کتاب مذکور کو بالاستیعاب دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے امثال حکم کیا اور حسب الحکم اپنی ناقص رائے بھی لکھ دی جو کہ منسلک ہے۔ البتہ میرے خیال میں چند امور قابل غور ہیں۔

الف: آپ مخالفوں پر رد کرنے میں نہایت نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ نہ ہونا چاہئے۔ سب دشتم سے بچنا تو ضروری ہے لیکن رد کرنے میں الفاظ سخت اور زوردار ہونے چاہئیں

ب: آپ بسا اوقات مسئلہ میں متعدد اقوال مثل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے ہیں جس سے مخالف کوشہ ملتی ہے میرے خیال میں فقط قول راجح کو ذکر کرنا چاہئے جو آپ کا مختار ہو، باقی کو یا تو ذکر ہی نہ کیا جائے یا اگر ذکر کیا جائے تو نہایت تصنیف کے ساتھ۔

امیدوار ہوں کہ تاخیر امثال کو بنظر غفود یکھ کر اس ناکارہ سے درگزر فرمائیں گے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۳ ص ۲۷۰)

۳۷۹۔ حضرت مدنیؒ کا آخری والا نامہ

مولانا نجم الدینؒ اصلاحی کے نام

آپ کا کوئی خط یہاں سفر کے باعث سرفراز نہیں ہوا۔ خیریت معلوم نہ ہونے سے فکر ہے۔ غالباً جناب کو کتاب کا رجسٹرڈ پارسل مل گیا ہوگا۔ اس پر جو کچھ میرا شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا مرحوم) کا جگہ جگہ پر نوٹ ہے۔ اسکے متعلق کیا رائے ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ تدریجاً صحت حاصل کر رہا ہوں۔ دو ہفتہ سے یونانی علاج ہو رہا ہے۔ جس سے فائدہ ظاہر ہو رہا ہے۔ تکالیف میں بڑے درجے تک کمی واقع ہو گئی ہے۔ کل ۲۰ ربیع الاول سے میں نے باہر بھی آمد و رفت شروع کر دی ہے، علاج اور پرہیز برابر جاری ہے۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جلد میں اس قابل ہو سکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کر دوں۔ واقفین اور پرسان حال حضرات سے سلام عرض کر دیں والسلام

جواب از مولانا نجم الدینؒ اصلاحی

ستمبر ۱۹۵۷ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کو سن کر ۲۲ ستمبر ۱۹۵۷ء کو بغرض عیادت دیوبند پہونچا اور ۳۰ ستمبر کو واپس ہوا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ علالت ہمیشہ کیلئے جدائی کا پیغام ہے۔ اس کا ذرا سا وہم و گمان نہ تھا۔ تاہم ناچیز دیوبند میں یہ انتظام کر کے آیا تھا کہ ہفتہ میں دوبار خبر ملتی رہے۔ البتہ حضرت کے نام کوئی عریضہ اس لئے نہیں لکھا تھا کہ پڑھنے اور جواب دینے میں زحمت نہ ہو، مکمل آرام ملے۔ مگر اس نظر کرم کو دیکھئے کہ خود خط تحریر فرما کر میری خیریت نہ ملنے پر فکر ظاہر فرما رہے تھے۔ بھلا اس ذرہ نوازی کی بھی کوئی حد ہے۔ میں حضرت کے اس تحریر فرمانے سے کہ ”جلد اس قابل ہو سکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کر سکوں“۔ باغ باغ ہو کر کلی مطمئن ہو گیا۔ کیا پتہ

تھا کہ ستمبر کی زیارت ہی آخری زیارت ہے۔ اور یہ ذات گرامی ہم سبھی سے پردہ کرنے والی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيَّبَتِيْ وَالْحَقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری کتاب دلائل السنن والآثار پر جو تقریظ ثبت فرمائی ہے۔ وہ ناظرین کے استفادہ کیلئے درج ہے۔ یہ صرف میری اور کتاب کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت نے اپنے آخری لمحات زندگی میں حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر ایسی تحریری سند عطا فرمائی کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

۳۸۰۔ دلائل السنن والآثار پر تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
اما بعد: میں نے مولانا نجم الدین اصلاحی زید مجدہم کی مبارک تصنیف... دلائل السنن والآثار حصہ اول کو ابتداء سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا مجھ سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے بھی بالاستیعات اس کتاب کو دیکھا تھا اور کہیں کہیں اصلاح و ترمیم بھی فرمائی تھی۔ ماشاء اللہ کتاب مذکور اپنے مقصد میں نہایت کامل اور مفید ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہے، اردو زبان میں اس مقصد کیلئے کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ عربی اور فارسی میں بھی کوئی ایسا مجموعہ جس میں اہل زلیغ و عناد اور ملاحدہ کے شبہات و اعتراضات متعلقہ علم حدیث و سنن کو اس طرح واضح طور پر دفع کیا گیا ہو اور سب ایسی اسباحث کو ایک جگہ جمع کر کے پوری روشنی ڈالی گئی ہو، آج تک تصنیف نہیں کیا گیا۔

مصنف مدظلہ العالی نے حسب ضرورت زمانہ نہایت عرق ریزی اور محنت سے امور متعلقہ ضروریہ کو حسب طریقہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ جمع اور مرتب فرمایا ہے۔ اور اہل زلیغ و عناد کے نزاعات و وساوس کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی پوری کوشش کی ہے۔
جَزَى اللّٰهُ عَنْ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ اَمِيْنٌ ثُمَّ اَمِيْنٌ۔ میں اللہ تعالیٰ

سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کریم کار ساز مصنف کی کوششوں کو اپنی قبولیت کاملہ سے نوازے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے نفع عظیم عطا فرمائے۔ اور یہ کتاب مقبول عام ہو۔ واللہ ولی التوفیق والسداد و بیدہ القبول والمبداء والمعاد،
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۴۷۱)

۳۸۱۔ خودکشی کا اردہ کرنا انتہائی بزدلی اور گناہ ہے

آپ کا والا نامہ پڑھ کر سخت تعجب ہوا، کسی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، خودکشی کرنی اور اس پر عزم وارا وہ کر لینا انتہائی بزدلی، انتہائی ظلم اور انتہائی گناہ ہے۔

اول تو اس لئے کہ قرآن مجید میں صبر کی جس قدر تاکید کی گئی ہے، کسی عمل کی اس قدر تاکید مکرر نہ کر رہیں آئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ تقریباً ایک سو بیس سے کچھ زائد آیتیں صبر کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ اور بڑے سے بڑے ثواب کا ان پر وعدہ کیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور بالخصوص ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر مصیبتیں ڈھائی گئی ہیں، وہ کسی فرد بشر پر نہیں آئیں۔ مگر آپؐ نے بار بار صبر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار اسی کی تاکید آتی رہی اور فرمایا گیا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ، (اس طرح صبر کر جس طرح پیغمبروں میں سے ہمت اور عزم والوں نے صبر کیا۔ اور دشمنوں کے لئے جلدی مت کر)

میرے بھائی بہادری اور شجاعت صبر کا نام ہے۔ نامراد اور بزدل وہ ہے جو صبر نہیں کرتا، اور بھاگ جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ کبار پر جو جو مظالم کئے گئے ان کا سواں بلکہ ہزاروں حصہ بھی آپؐ پر پیش نہیں آیا اور اس طرح بے خود ہو رہے ہیں۔ لا حول پڑھے۔ جوان مرد بنئے۔ دین اور ایمان کی خدمت اور حق کی راہ میں

مردانہ وار تگا پو کیجئے۔ صبر و استقلال، پامردی اور جفاکشی سے مشکلات کو دور کیجئے اور اگر اس میں خدا نخواستہ موت آجائے تو درجہ شہادت حاصل کیجئے۔ ہرگز خودکشی اور حرام موت کا خیال تک بھی نہ آنے دیجئے۔

(۲) کوئی انسان اپنے جسم کا مالک نہیں اور نہ اس کا خالق ہے۔ یہ جسم خدا نے پیدا کیا ہے اور روح کو اس پر چند دن کیلئے اس طرح حاکم بنا دیا ہے جیسے امانت دار کو امانت کا حاکم بنا دیا جاتا ہے۔ کسی روح انسانی کو اپنے جسم میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہو سکتی جو خالق کی اجازت کے خلاف ہے کسی انسان کا اپنے جسم کو برباد کرنے کا عمل یا ارادہ کرنا خداوندی مملوک میں بلا اجازت بلکہ اس کے حکم کے خلاف تصرف کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہوگا۔ قرآن کریم میں پانچویں پارے کے آغاز میں فرمایا گیا، وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجاہد کو جس نے غزوہ خیبر میں انتہائی بہادری دکھائی تھی اہل نار میں سے فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ اس معرکہ میں سخت زخمی ہوا، مگر تکالیف پر صبر نہ کر سکا۔ اور خودکشی کر بیٹھا۔ ہرگز ہرگز ایسا شیطانی عمل خیال میں مت آنے دیجئے۔ دنیا کی تکالیف خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں۔ آخرت کے عذاب کے سامنے خواہ وہ ایک منٹ یا ایک سیکنڈ کے لئے ہو۔ اتنی بھی نسبت نہیں رکھتی جو کہ ذرہ کو پہاڑ کے سامنے ہے۔ پھر ان تکالیف دنیاویہ کی وجہ سے آخرت کا دائمی عذاب خودکشی کے ذریعہ سر لینا کس قدر جہالت اور حماقت ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ توبہ کیجئے۔ اور ایسے شیطانی وسوسہ کو دل اور دماغ کے پاس بھی نہ آنے دیجئے۔

(۳) قرآن میں فرمایا گیا: ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی نفس کو قصاص اور فساد کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام عالم انسانی کو قتل کیا

(سورہ مائدہ ابتداء نصف ثانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا ہلاک اور فنا

ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے گھٹا ہوا اور اہون ہے۔“

خبردار کبھی ایسا ارادہ نہ کیجئے۔ صبر کیجئے، تحمل کیجئے، یہ دینا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو شخص زیادہ مقرب الہی ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا شکار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَاَلَا مَثَلٌ۔ (ترجمہ) سب سے زیادہ سخت بلائیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں۔ پھر درجہ بدرجہ ان کے مماثلین اور مشابہین پر آتی ہیں۔ اس لئے اس امتحان گاہ میں پاس ہونے کی فکر کیجئے۔ حق پرستی اور صبر تحمل کا وہ نمونہ پیش کیجئے کہ میدان حشر میں اعلیٰ نمبر کا انعام ملے۔ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا سارٹیفکیٹ حاصل ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے۔ دنیا نے تہمت، ظلم، حسد اور افتراء وغیرہ سے کسی کو معاف رکھا ہے؟ جب انبیاء علیہم السلام اس سے نہیں بچ سکے تو ہم اور آپ کیا ہیں۔ الحذر الحذر۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۴ ص ۵)

۳۸۲۔ والدین اور اعزہ کی دلخراش باتوں پر صبر کیجئے

والدین، اعزہ و اقرباء کی دلخراش باتوں کی وجہ سے نفس اگر کسی ایسی خواہش کا متقاضی ہو جو اسکے رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ تو نفس کی گوشمالی اور مخالفت کرنی چاہئے نہ کہ اللہ اور اسکے رسول کی۔ ایمان اور اسلام کا یہی تقاضا ہے۔ یہ دنیا دار کد، دار امتحان اور دار ابتلاء ہے۔ طرح طرح سے یہاں امتحانات ہوتے ہیں۔ اس امتحان گاہ میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے کوشش کیجئے۔

میرے محترم: والدین اگر ایسی ناواقفیت یا جہالت کی بنا پر خلاف طبع دلخراش اور تکلیف دہ کلمات کہیں تو ان پر صبر کیجئے۔ کسی بات کا الٹ کر جواب نہ دیجئے اور ان کا مقابلہ نہ کیجئے۔ نہ ان کو برا بھلا کہئے۔ ان مشقتوں اور مہربانیوں کو یاد کیجئے جو آپ کے بچپن میں کی تھیں۔

میرے محترم: ماں اور باپ آپ کے لئے جنت ہیں، بجز خالق کی نافرمانی کے سب باتوں میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری آپ پر ضروری ہے۔ انکی اطاعت کرتے ہوئے جس قدر ممکن ہو علم دین اور بصیرت فی الشرع پیدا کیجئے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۷)

۳۸۳۔ حل مشکلات کا عمل خواہ روزی سے متعلق ہو یا اقرباء کے ستانے سے

میں آپ کو مندرجہ ذیل عمل بتاتا ہوں۔ آپ اس پر مداومت کریں۔ انشاء اللہ ہر قسم کی مشکلات خواہ روزی اور رزق کی ہوں یا اعزہ و اقرباء کے ستانے کی ہوں یا اور کسی قسم کی ہوں، حل ہوتی رہیں گی۔ مگر اس پر مداومت شرط ہے، ناغہ نہ ہو، اگر ممکن ہو تو اخیر رات میں ورنہ مغرب بعد یا عشاء بعد چار رکعت نفل یہ نیت دفع مصائب و قضائے حاجات پڑھیں

اول رکعت میں بعد سورہ فاتحہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجِّنَا هُم مِّنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ایک سو بار۔

دوسری رکعت میں بعد فاتحہ رَبِّ إِنِّي مَسْنِيَ الضُّرَّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ سو بار۔

تیسری رکعت میں بعد فاتحہ أَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ سو بار۔

چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سو بار پڑھیں۔

سلام پھیرنے کے بعد سومرتبہ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ، پڑھ کر دفع مشکلات کیلئے بحضور قلب دعا مانگیں، انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں عمدہ نتائج ظاہر ہونگے۔ سو کا عدد گننے کیلئے ہاتھ میں تسبیح لے سکتے ہیں، ہاتھ باندھے ہوئے نماز میں شمار کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۸)

۳۸۴۔ نکاح میں سادگی کیلئے نوجوانوں کو خطاب

نکاح نہایت سادگی سے معمولی مہر کے اوپر تمام مسلم برادریوں میں جاری ہونا از بس ضروری ہے اگر نکاح کے مصارف رسمیہ، جوڑے، زیور، بارات اور کنبہ کا کھانا وغیرہ نکاح کیلئے مانع ہوں اور تنگدستی خارج ہو تو آپکو خود معلوم ہے کہ یہ چیزیں غلط طریقے پر ہم مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں۔

اس زمانہ کا افلاس اور گرانی ہر گز ہرگز ان امور کی اجازت نہیں دیتیں۔ ان سب امور کو برادری سے اٹھانا از حد ضروری ہے۔ بوڑھے اور عورتیں یقیناً خارج ہوں گی۔ مگر برادری کے جوانوں کو اس غلط کاری کے خلاف مورچہ قائم کر کے برادریوں کی ان تمام ناقابل عمل رسموں کو اٹھا دینا اور ان کے خلاف جہاد کرنا نہایت ضروری ہے اگر ماں باپ اس میں خارج ہوں تو ان کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔ ہاں ان سے بے ادبی اور گستاخی نہیں ہونی چاہئے۔ ان غلط رسوم کی وجہ سے حرام کاری، اغلام، زنا، جلق وغیرہ اخلاق اور صحت کو برباد کرنے والی جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو طرح طرح کی مصیبتوں اور معصیتوں میں مبتلا کر دینے والی صورتیں پیش آرہی ہیں جس سے دین اور دنیا کی عزت و ناموس سب برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو غیرت میں آنا چاہئے۔ اور مضبوطی سے اس کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۴)

۳۸۵۔ حالت جنابت میں پڑھی ہوئی

نمازیں واجب الاعدہ ہیں

جو نمازیں ناواقفیت کی وجہ سے حالت جنابت (ناپاکی) میں پڑھی گئی ہیں وہ سب واجب الاعدہ ہیں۔ ناواقفیت مسلمان کیلئے اس ملک اور اس زمانہ میں عذر نہیں ہے۔ اسی طریقے سے جو نمازیں ناواقفیت کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں پڑھائی گئی ہیں وہ سب بھی واجب الاعدہ ہیں۔

مقتدیوں کی نماز کا بار بھی امام ہی پر ہے۔ اور اگر وہ معلوم نہیں ہیں تو امام کو اللہ تعالیٰ کے سامنے صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔ ان مقتدیوں کا ذمہ بری ہے۔ امام کو اپنے اور ان سب مقتدیوں کیلئے دعا کرنی چاہئے۔ اور اللہ کے سامنے رونا اور گڑگڑانا چاہئے۔ بجز توبہ و استغفار اور کوئی صورت نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶)

۳۸۶۔ اصحاب حقوق سے چھٹکارہ کی صورت

اصحاب حقوق کی مالیت کی مقدار میں خیرات کی جائے اور نیت یہ ہو کہ اس کا ثواب صاحب حق کو پہونچے اور ان لوگوں کے لئے دعاء اور استغفار کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے انعامات ان کو دیکر مجھ سے راضی کرادے۔ تاکہ وہ اپنے اپنے حقوق معاف کر دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶)

۳۸۷۔ قبولیت نماز اور صحت نماز میں فرق

قبولیت نماز اور چیز ہے اور صحت نماز اور چیز ہے۔ صحت نماز موقوف ہے نماز کے شرائط، فرائض اور واجبات کے ادا کرنے پر، موانع صحت، مثل نجاست ظاہری حدث وغیرہ کے دور کر دینے پر، اس صورت میں نماز صحیح ہو جائیگی۔ اور شریعت کا ادائے

فریضہ کا مطالبہ ساقط ہو جائیگا۔

قبولیت نماز خداوند کریم کے فضل و کرم پر موقوف ہے، ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل ادا کی جائے، لیکن اس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف حاصل نہ ہو اور ممکن ہے کہ اکرم الاکریم کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھا دے۔ مگر حسب حکمت و رحمت عادت خداوندی یہی ہے کہ اگر بندہ نے اپنی سکت بھر تمام شروط و ارکان وغیرہ کی رعایت کی ہو اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو تو اس کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

صحت نماز کیلئے حضور قلب کا ادنیٰ درجہ شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم رکن میں خیال ہو کہ نماز ادا کر رہا ہوں اور اپنے آقا و مالک کی اطاعت بجالا رہا ہوں۔ اس سے زیادہ حضور قلب کمال نماز اور اس کو اچھا کرنے کیلئے شرط ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۷)

۳۸۸۔ نماز میں وساوس کا آنا مفسد صلوٰۃ نہیں

نماز میں خطرات و وساوس اور احادیث نفس کا آنا مفسد نہیں۔ البتہ اگر وساوس اختیار اور ارادے سے ہوں تو نقصان پیدا کرتے ہیں۔ بہر حال ایسی نمازیں جو کہ شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہوئیں ان کا اعادہ واجب نہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ خیالات نہ آئیں اور جب آئیں تو اس کو دفع کر دیں اور تصور کریں کہ میں ایک شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوں، جو کہ دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ میرے قلب کی باتوں پر مطلع ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۷)

۳۸۹۔ وساوس اور خطرات کو دور کرنے کیلئے عمل

سورہ ناس شام یا صبح کو روزانہ ایک تسبیح معنی کے خیال کے ساتھ پڑھ لیا کریں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۷)

۳۹۰۔ ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا سخت جرم ہے

ناپاکی کی حالت میں آپ نے جو نمازیں پڑھائیں اس میں آپ سخت جرم کے مرتکب ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ پر انتہائی جرأت ہے۔ آپ کو ہرگز ہرگز جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے رویئے اور پشیمانی ظاہر کر کے معافی طلب کیجئے۔ اور آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کیجئے۔ چاہے کتنی بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ اثنائے نماز میں ناپاکی کا علم ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نماز توڑ دیجئے اور مقتدیوں سے کہہ دیجئے کہ میری نماز ٹوٹ گئی تم نماز پڑھ لو۔ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے سامنے ہچ ہے۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے مایوس نہ ہوئیے۔ مگر اس قہار و جبار کی پکڑ اور اس کے غیظ و غضب سے بھی کبھی مطمئن نہ ہوئیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۸)

۳۹۱۔ ایام بلوغ کے بعد قضا شدہ نمازوں کی

ادائیگی کا طریقہ

ایام بلوغ کے بعد جو نمازیں قضا ہوئیں ہیں یا جو نمازیں فاسد ہو گئی ہیں۔ ان کا اندازہ کیجئے۔ اور زیادہ سے زیادہ مقدار اعتبار کر کے ان کو پڑھئے۔ مثلاً آپ کا اندازہ ہے کہ ایسی نمازیں کم از کم دو برس کی پنج وقتہ مجموعی طور پر ہو سکتی ہیں، تو زیادہ سے زیادہ تین برس کی نمازیں قضا کیجئے۔ تاکہ بالیقین بغلبہ ظن ذمہ سے فارغ ہو جائے اگر ہر روز پانچ فرائض مع وتر پڑھ لیا کریں تو ایک سال میں ایک سال کی نماز کی قضا ہو جائے گی۔ روزانہ پانچ وقتوں کی قضا کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا بھی پڑھ لی جایا کرے۔ خواہ فرض سے پہلے یا بعد کو یا یہ کہ ایک وقت میں پانچوں نمازیں یا کم و بیش پڑھا کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۱)

۳۹۲۔ قضا نمازوں کی نیت کا طریقہ

نیت کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ قضا واجب ہونے والی ظہروں میں کی آخری ظہر پڑھتا ہوں اسی طرح عصر میں کہا جائے کہ جتنی عصر کی نمازیں مجھ پر قضا واجب ہیں ان کی آخری عصر پڑھتا ہوں۔ اسی طرح مغرب عشاء اور وتر اور فجر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بجائے آخری کے پہلی کہا جائے کہ جتنی ظہر کی نمازیں مجھ پر بطور قضا واجب ہیں، ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں۔ اور اسی طرح ہر نماز میں کہا جائے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس تقصیر کی معافی طلب کرتے رہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۲)

۳۹۳۔ قضا صرف فرض اور وتر کی ہوگی

قضاء نمازوں میں سنتوں اور نوافل کی قضا نہ ہوگی صرف فرض اور وتر کی ہوگی۔ قضاء نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی جماعت کی ایک وقت ایک ہی دن کی سب کی نماز قضا ہو جائے تو وہ باجماعت و اقامت اور اذان پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ افضل و سنت ہے واجب نہیں۔ بآواز بلند صرف جہریہ کی قضا میں پڑھ سکتے ہیں، مگر واجب نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۲)

۳۹۴۔ لڑکے اور لڑکی پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟

لڑکے اور لڑکی پر نماز بلوغ سے واجب ہوتی ہے۔ بلوغ کی پہچان احتلام ہونا ہے یا بیوی کو حاملہ کر دینا۔ اور یہ دونوں چیزیں نہ معلوم ہوں تو پندرہ برس کی عمر کا اعتبار ہوگا۔ عورت میں بلوغ کی علامت حیض کا آنا یا احتلام کا ہونا یا حاملہ ہو جانا ہے اور چیزیں نہ ہوں تو پندرہ برس پورے ہو جانے کافی ہیں۔ اسی وقت سے تمام احکام شرعیہ لڑکے اور لڑکی پر واجب ہو جائیں گے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۲)

۳۹۵۔ بخشش قرآن کا طریقہ

بخشش قرآن میں اختیار ہے جس کو چاہیں بخشیں جس کا نام لے گا اس کو ثواب پہونچے گا۔ اگر چند آدمیوں کا نام لے گا تو تقسیم ہو کر حصہ رسد پہونچے گا۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۲)

۳۹۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بخشنے کا طریقہ

بخشنے والا اگر یہ کہے کہ اس کا ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچے تو ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچے گا۔ اور اگر یہ کہا کہ اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں سب مؤمنین اور مؤمنات کو پہونچے تو قبولیت کی زیادہ امید ہے۔ مگر حضور کو ثواب نہیں پہونچے گا۔ بلکہ پورا ثواب تمام مؤمنین اور مؤمنات میں تقسیم ہو جائے گا۔ بخشنے والے کو قرآن کے ثواب میں اس کا حق نہیں، جب وہ اپنی چیز دے چکا تو ثواب میں اس کا کوئی حق نہیں رہا۔ جن حضرات کو وہ ثواب بخشے گا وہ بارگاہ الہی میں اس کے حق میں دعا اور سفارش کریں گے تو ممکن ہے کہ ان کی دعاؤں کی برکت سے اس قدر فائدہ ہو جائیگا کہ جو بخشنے والے کو اصل ثواب میں حاصل نہ ہوتا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۳)

۳۹۷۔ حفاظت اور مدد کیلئے عمل

روزانہ بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشاء سورہ لایسلف قریش مع بسملہ ایک سو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ فجر کی نماز کے بعد سات مرتبہ روزانہ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، پڑھا کریں۔ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی اور چاروں قل ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر ہتھیلیاں چہرہ سر منہ بدن پر پھیر لیا کیجئے، جہاں تک ہاتھ پہونچتا ہو، یہ عمل اسی طرح

تین مرتبہ کر کے سویا کیجئے۔ نیز صلوٰۃ الحاجت پر مداومت رکھئے۔ وہ بہت ہی کارآمد چیز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۳)

۳۹۸۔ ہر امر خیر میں نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں

نفس اور شیطان انسان کے ساتھ ایسے دشمن ہیں جو کہ ہر امر خیر اور عبادت الہی سے روکتے رہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اعدی عدوک نفسک التی بین جہنیک الحدیث۔ سب سے زیادہ نقصان پہونچانے والا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ ان دونوں دشمنوں کے ہوتے ہوئے یقیناً ہر عبادت اور ہر مفید عمل میں خلل پڑے گا۔ اور ان دونوں کے پسندیدہ کاموں میں مزہ بھی آئے گا اور خوشی بھی ہوگی۔ اس کے برخلاف عقل اور فرشتے انسان کو کار خیر اور مفید امور کی طرف کھینچتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا قرآن میں یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ: (اللہ اتارتا ہے فرشتوں کو روحوں کی معیت میں جس بندہ پر چاہتا ہے کہ اس کو ڈراؤ میرے سوا کوئی مستحق معبودیت نہیں ہے۔ بس مجھ سے ڈرو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۲۳)

۳۹۹۔ جب تک آپ کا نفس آپ پر غالب رہیگا

اس وقت تک شیطان کا تسلط رہیگا

عقل انسان میں مثل نور آفتاب معنوی روشنی پیدا کر نیوالی طاقت ہے جس سے بھلائی اور برائی کی تمیز ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے نفع اور نقصان کو سمجھتا ہے۔ ہر عبادت میں خواہ نماز ہو یا تلاوت قرآن یا اور کوئی عبادت ہو لذت کا نہ ہونا، طبیعت کا گھبراتا وغیرہ لازمی امور ہونگے اسی طرح معاصی کی طرف رغبت ہونی اور اس میں لذت آنی بھی ضروری ہوگی، اس پر قابو پانے کیلئے مختلف قسم کی جدوجہد

کرنے کی ضرورت ہوگی اول کثرت ذکر، خواہ تلاوت قرآن ہو یا زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔

فرمایا گیا۔

وَمَنْ يُعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِصْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ، الْآیہ
جو شخص رحمن کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل ہو، ہم اس پر شیطان مسلط کر دیں
گے، وہ اس کے ساتھ جڑا رہے گا۔

غرضیکہ ذکر کی کثرت سے شیطان کا تسلط کم ہو جاتا ہے۔ جس طرح گھر والوں
کے جاگتے رہنے اور پولیس کی گشت سے چوروں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اگر انسان بار
بار قلب کی طرف توجہ کرتا رہے اور غفلت کر دور کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہے تو
شیطانی تسلط کمزور پڑ جاتا ہے۔

۴۰۰۔ امور عبادت کو خلاف نفس عادت بنالینا

انسان ایسے ڈھنگ پر پیدا کیا گیا ہے کہ جس چیز پر اس کو عادی کیا جاوے آہستہ
آہستہ اسی کا خوگر ہو جاتا ہے خواہ ابتداء میں اس کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑی
ہو، جس طرح تمباکو کو کھانے، حقہ پینے، افیون کھانے، چرس اور شراب وغیرہ پینے
کا انسان عادی ہو جاتا ہے، حالانکہ ایسی اشیاء کے استعمال میں اس کو ابتداء میں سخت
تکلیف ہوتی ہے، مگر رفتہ رفتہ اس کی اس قدر طلب اور خواہش ہو جاتی ہے کہ کھانے
پینے پر انسان اس قدر حریص نہیں ہوتا اور نہ تکلیف محسوس کرتا ہے، جتنی کہ ان اشیاء پر
حریص ہو جاتا ہے یہی حالت امور عبادت تقربات خداوندی اور مرغوبات روحانیہ کی
ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اول قسم کے امور میں شیطان کی اعانت ہوتی ہے۔ مگر قسم ثانی میں
ان کی طرف سے رکاوٹ ہوتی ہے اور فرشتوں کی طرف سے نصرت اور اعانت ہوتی
ہے۔ اسلئے اگر امور عبادت میں تھوڑے دنوں جدوجہد کی جائے اور نفس کے خلاف

سچی پیہم جاری رکھی جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی بھی عادت ہو جائیگی۔ بغیر ان کو انجام دیئے چین نہ ملے گا، مگر ذرا محنت کرنا، دل لگانا اور مداومت شرط ہے۔

۴۰۱۔ عبادات سے مقصود تلذذ نہیں

اگر عبادات سے تلذذ مقصود ہوتا تو تکلیف ہی اٹھ جاتی، کیونکہ تکلیف کے معنی ہیں، ایسی چیز لازم کر دی جائے جس میں انسان کو تکلیف اور مشقت ہو، کھانا، پینا، سونا، بول و براز کرنا، سانس وغیرہ لینا امور طبعیہ تکلیفات میں سے نہیں ہیں، مکلف اور غیر مکلف سب میں پائے جاتے ہیں، نفس کو ان کے ادا کرنے میں تکلیف نہیں ہوتی، بلکہ مزہ آتا ہے۔ اس لئے امور تکلیف میں مزہ ڈھونڈنا غیر طبعی امور کا تلاش کرنا ہے۔ اصلی غرض رضائے خداوندی ہے۔ وہ ان امور کے انجام دینے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے روح میں پاکیزگی اور نورانیت پیدا ہوتی ہے اس لئے اس پر مداومت کرنی ضروری ہے، چاہے مزہ آئے یا نہ آئے۔

۴۰۲۔ عبادت میں احکم الحاکمین کا استحضار

عبادت میں ہمیشہ یہ خیال باندھنا چاہئے کہ میں اس احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہوا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں تمام زمین و آسمان اور مخلوقات ہیں وہی ہر نفع و نقصان کا مالک ہے۔ اگرچہ میں اسکو نہیں دیکھ رہا ہوں مگر وہ مجھ کو ہر حال میں دیکھتا ہے۔ یہ خیال باندھنا کسی غیر واقعی چیز کا نہیں بلکہ واقعی چیز کا ہے جو کہ ہماری غفلتوں کی وجہ سے غیر واقعی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے، اس کی مشق بڑھالی جائے۔ انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

۴۰۳۔ قرآنی آیات کے ورد کے منافع مقصود اصلی نہیں

قرآن اور اس کی آیات کو انسانوں کی ہدایت اور ان کی روحانی جسمانی اجتماعی

اور انفرادی اصلاح کیلئے اتارا گیا ہے جو منافع آیات وغیرہ کے پڑھنے اور ورد کرنے میں لوگوں کے تجربہ میں آئے ہیں، وہ مقصود اصلی نہیں ہیں۔ اگر اس میں یقین نہ کیا جاوے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ فوائد لوگوں کو اپنے تجربہ سے معلوم ہوئے ہیں جن کیلئے کچھ شرطیں ہیں مثلاً کسی عاقل کی اجازت اعداد کی پابندی، اوقات کی پابندی، جب ان امور کا لحاظ نہیں کیا جاتا وہ منافع حاصل نہیں ہوتے۔ ان امور میں شک و شبہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۷)

۴۰۴۔ حسینوں کی پیدائش پر غور

کوئی کیسی ہی خوبصورت اور حسین کیوں نہ ہو منی جیسی ناپاک اور بدبودار چیز سے پیدا ہوئی ہے۔ اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ، (کیا ہم نے تم کو ذلیل اور نجس پانی سے نہیں بنایا، حیض کے خون سے اس کا جسم بنایا گیا ہے ہر وقت اس کے پیٹ میں نجاست موجود رہتی ہے۔ پیشاب اور پامخا نہ جیسی نجس اور بدبودار چیز اس سے نکلتی رہتی ہے، اسی طریقہ سے آنکھ سے کچھڑ، کان سے میل ناک سے رینٹ، منہ سے لعاب دن رات نکلتا رہتا ہے اس پر غور کیجئے۔ اور خوبصورت انسان کی حقیقت کو سمجھئے، مرنے کے ساتھ ہی جسم پھولتا ہے، سڑتا ہے، پیپ بنتی ہے، کیڑے پڑتے ہیں، اس حقیقت کے ساتھ خود کو اور دوسرے انسان کو غور کیجئے تو نفس کی یہ شرارتیں محض خواب اور خیال خام معلوم ہوں گی۔

جو چمن میں گزرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۲۹)

۴۰۵۔ دعا کی قبولیت کیلئے چند شرائط

(۱) انسان کا کھانا پینا، پہننا، اوڑھنا سب حلال مال ہو، ورنہ عمدہ سے عمدہ حالت

میں بھی دعاء قبول نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسافر کی دعاء حالت سفر میں بہت زیادہ قبول ہوتی ہے، لیکن اگر اس مسافر کے پاس کھانا پینا حرام کا ہے تو پھر کس طرح اس کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔

(۲) خلوص دل سے دعا کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا يُقْبَلُ الدُّعَاءُ بِقَلْبٍ (اللہ تعالیٰ دعا کو غافل اور کھیلنے والے دل سے قبول نہیں کرتا۔ زبان سے تو دعا کے الفاظ ہوں اور دل دوسری طرف لگا ہوا ہے تو وہ دعا کس طرح قبول ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ دل سے نکلتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنایا تو فرمایا

يَا مَعَاذُ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ حِجَابٌ

اے معاذ! مظلوم کی بددعاء سے بچ، کیونکہ مظلوم کی بددعاء اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

(۳) دعا کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی سے کام لیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَسْتَعْجَلْ

تم میں سے ہر ایک کیلئے قبولیت میں دعا حاصل ہوتی ہے جب تک کہ جلد بازی نہ کرے (اور کہنے لگے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی)

(۴) پختہ یقین اور عزم قوی سے دل سے دعا مانگی جائے جس طرح سے ماں

باپ سے مانگتے ہیں۔ جب اڑ جاتا ہے، کسی طرح نہیں مانتا، تقاضے پر تقاضا کرتا رہتا ہے، کسی اور طرف دیکھتا نہیں ہے تو پھر ماں باپ اس کی مراد پوری کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سے اگر اللہ تعالیٰ سے پورے عزم قوی کے ساتھ مانگا جائے تو وہ اسکی مراد پوری کر دیتے ہیں۔

(۵) آخر شب میں دعا مانگی جائے کہ اوقات قبولیت میں سے ہے۔ اسی طریقہ سے ممکنہ قبولیت مسجد حرام یا دیگر تبرک مقامات میں دعا کی جائے احوال قبولیت یعنی نماز یا ذکر کرو استغفار کے بعد دعا کیجئے۔

(۶) دعاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے اور درود شریف پڑھا جائے۔ اس کے بعد دعا مانگی جائے اور آخر میں پھر درود پڑھا جائے اور بار بار دعا کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کم از کم تین مرتبہ دعا کے الفاظ استعمال فرماتے تھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۲)

۴۰۶۔ قبولیت دعا کی متعدد صورتیں

(۱) میرے محترم! بسا اوقات بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے ماں باپ سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جس میں اس کی ہلاکت ہے۔ وہ جلتے ہوئے چراغ کی طرف لپکتا ہے تاکہ پکڑ لے۔ وہ انگارے کو پکڑنا چاہتا ہے، وہ مریض ہے مٹھائی اس کو نقصان دیتی ہے مگر وہ مٹھائی مانگتا ہے، وہ کھیل کود چاہتا ہے، مکتب میں نہیں جانا چاہتا، ماں باپ سے اصرار کرتا ہے کہ مدرسہ نہ بھیجیں۔ اور بہت سی اسی قسم کی چیزیں ہیں۔ تو کیا ان صورتوں میں سمجھدار اور خیر خواہ ماں باپ اس کی مراد پوری کر دیں گے۔

اسی طرح سے انسان بتلائے نفس و شیطان دنیاوی اور ماوی خواہشات کا متوالا بسا اوقات خدا سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جس میں سراسر آخرت کا نقصان ہے تو کیا ایسی صورت میں اس رؤف و رحیم، شفیق و کریم، حلیم و علیم کا یہ منصب نہ ہوگا کہ وہ ہمیں زہر ہلاہل کا پیالہ ہرگز نہ پلائے اگرچہ ہم اس کو شربت جان افزا سمجھ کر تقاضے پر تقاضا ہی کرتے کیوں نہ چلے جائیں۔

(۲) کبھی ایسا بھی ہوتا کہ دنیا میں نہ دے کر ہماری مانگ اور دعاء پر آخرت میں کوئی نعمت ہمیں عطا کر دی جاتی ہے تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہماری دعا قبول نہیں

ہوئی۔ ضرور ہوئی۔

(۳) اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ کی دعا اس شکل میں قبول ہوتی ہے کہ اس کے اوپر کوئی سخت مصیبت آنے والی دور کر دی جاتی ہے جس سے بندہ کا اس قدر نفع ہوتا ہے کہ وہ اس کی مانگی ہوئی مراد میں عشر عشر بھی نہیں ہوتا۔

(۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو جاتی ہے لیکن اس کے اثر کے ظاہر ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے۔ بندہ اپنی جلد بازی کی وجہ سے گمان کرنے لگتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کیلئے بد دعا کی، وہ قبول ہو گئی، مگر اس کا اثر چالیس برس کے بعد ظاہر ہوا۔ جب فرعون قوم کے ساتھ غرق ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جناب باری عز اسمہ نے جو وعدہ قبولیت کے بارے میں فرمایا وہ سچا ہے۔ اگر دعا اپنی مشروط کے ساتھ پائی جائے تو ضرور قبول ہوگی۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تمام مشروط پائے جانے کے باوجود دعا قبول نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ امت آپس میں نہ لڑے۔ مگر یہ قبول نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مختار ہے، لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ۔

بہر حال حکمت الہیہ اور پرورش ربانیہ متقاضی ہیں کہ انسانوں کی سب دعائیں قبول نہ کی جائیں۔ ورنہ عالم تہہ و بالا ہو جائیگا۔ اور انسانی دنیا کو انتہائی مشکلات پیش آجائیں گی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۶)

۴۰۷۔ سید الاستغفار

استغفار کے بہت سے صیغے قرآن کریم اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین سے منقول ہیں۔ اس صیغہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار فرمایا ہے۔ اس لئے اس کو لکھ رہا ہوں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ

الْقِيَوْمُ وَاتُّوبُ إِلَيْهِ . (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۵۴)

۴۰۸۔ آپ جھوٹی مدح سرائی چھوڑ دیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُخْشَوْ فِي فَمِ اَنْمَادِ حِنَّ التُّرَابِ، بہت تعریف اور مدح سرائی کرنے والوں کے منہ میں خاک جھونک دو۔ ایک شخص نے دوسرے کی تعریف اس کے سامنے کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا كَسَرَتْ ظَهَرَ اَخِيكَ، تو نے اپنے بھائی کی پشت اور کمر توڑ دی۔ آپ ہر تحریر میں ایسی جھوٹی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ اس خط میں لکھتے ہیں: علاج مع الحقائق، امام المتقین، حکیم العارفین، کیا یہ سب جھوٹ نہیں ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ میں کیا ہوں۔ آپ کو میرے عیوب معلوم نہیں۔ صرف حسن ظن ہے۔ تو غایۃ مافی الباب آپ کو ”مولوی“ لکھ دینا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں گرفت ہوگئی تو کیا جواب دیں گے اگر میرا نفس امارہ ان الفاظ کی وجہ سے تکبر اور غرور میں مبتلا ہو گیا تو میری تباہی تو یقینی ہے اور پھر آپ بھی اس گناہ میں شریک ہوں گے۔

میرے محترم! یہ طریقہ غلط ہے۔ ہم لوگ بے سوچے سمجھے اس غلط طریقے پر چلے جاتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم میں غرور اور تکبر کا مہلک مرض اور افزوں ہوتا جاتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۵۶)

۴۰۹۔ تعلیم قرآن و حدیث پر اجرت لینی جائز ہے

محترم! تعلیم قرآن و حدیث و دینیات وغیرہ پر اجرت لینی جائز ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ تو پھر تنخواہ کی کسی مقدار کا شرط کرنا یا اضافہ تنخواہ کے لئے درخواست وغیرہ دینا بھی یقیناً جائز ہوگا۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طریقہ سے امامت، مؤذنی پر بھی اجرت لینی جائز ہے تو اس میں بھی سب امور جائز ہوں گے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی بالکل صحیح اور کامل ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۵۷)

۴۱۰۔ عامل کو علوی پر اجرت لینی جائز ہے

عامل نے علوی کر کے اگر میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرادی تو اجرت تو جائز ہو ہی گئی۔ ممکن ہے ثواب بھی مل جائے۔ اسی طریقہ سے اگر دو شخصوں میں ناجائز تعلقات ہوں، ان میں عمل کر کے تفریق پیدا کرادی تو امید ہے کہ علاوہ جواز اجرت کے ثواب بھی مل جائے، دار و مدار نیت پر ہے۔ بشرطیکہ جو کام کیا جائے وہ اپنے اندر کوئی شرعی ممانعت اور قیاحت نہ رکھتا ہو، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرامؓ کی اجرت میں شرکت فرمائی جنہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر بچھو کے دنگ مارے ہوئے کو اچھا کیا تھا، آسیب کو دور کرنا، جنات کی تکالیف سے نجات دلانا۔ سانپ، بچھو کے زہر کو اتارنا، مختلف امراض کو تعویذوں سے دور کرنا۔ سب پر اجرت جائز ہے۔

علوی عمل سے کسی کو تابع کر کے اس سے جائز کام لینا جب کہ وہ کام کرتا ہو تو ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کسی انسان سے کام لیں اور وہ بخوشی آپ کی تابعداری کرتا ہو، ہاں اگر وہ تابع جن روپیہ وغیرہ چرا کر لاتا ہے اور عامل کو اس کا چرا کر لانا معلوم ہے تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ علوی اعمال کے ذریعہ ستاروں کی ارواح سے استغاثہ کرنا جائز ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ان کو تابع کرنا بھی جائز ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۵۸)

۴۱۱۔ رمل سیکھنا حرام ہے

رمل کا سیکھنا اور سکھانا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ دفع شر کے لئے اگرچہ بعض حضرات نے اجازت دی ہے۔ مگر فتویٰ عدم جواز کا ہے۔ ان سب امور میں سفلی اعمال ناجائز ہیں۔ کیونکہ ان میں الفاظ اور اعمال شرکیہ کئے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اعمال علویہ خالی از کلمات شرکیہ درست ہیں۔ شوق سے عمل سیکھئے

مگر اپنے تحفظ کا پورا خیال رکھیے۔ اور کسی ناجائز فائدہ کو اس سے حاصل نہ کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۵۸)

۴۱۲۔ ہم جیسوں سے بیعت کی درخواست کوئی معنی نہیں رکھتی

محترم! مشاغل کی کثرت، طبیعت کی کسل مندی، احباب کی آمد و رفت کی وجہ سے جلد جواب نہیں دے سکا۔ میں آپ کے جذبات محبت کا شکر گزار ہوں۔ آپ کی قدر افزائی میرے عیوب اور گناہوں سے عدم واقفیت اور حسن ظن کی بنا پر پیدا ہوئی ہے۔ الحمد للہ والمنة کہ اس نے پردہ پوشی کر رکھی ہے۔ وہ ستار العیوب ہے۔ ورنہ ہم جیسوں سے بیعت کی درخواست کرنی کوئی معنی نہیں رکھتی، میں اپنے نام کے ساتھ ننگ اسلاف حقیقی طور پر لکھتا ہوں۔ صرف رسمی بات نہیں ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ دوستوں کے ظنون حسنہ کو واقعیت کا جامہ پہنا دے تو زہے نصیب۔

میں اس سے پہلے والے عریضہ میں لکھ چکا ہوں کہ کسی متدین صاحب طریقت کو تلاش کیجئے۔ الہ آباد اور اس کے قرب و جوار میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اہل اللہ سے خالی نہیں ہو سکتی۔ جب ایسا شخص ملے تو اس سے بیعت ہو جائیے۔ مگر خوب جانچ پڑتال کر کے بیعت کیجئے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نہ باید داد دست

اگر کوئی قابل اور متدین شیخ طریقت نہ ملے تو اس کے ملنے تک انتظار کیجئے۔

احکام شرعیہ پر مضبوطی سے قائم رہئے۔ بیعت ضروری اور فرض نہیں۔ نجات اخروی اس پر موقوف نہیں (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۷۲)

۴۱۳۔ سب پیروں کا پیر قرآن مجید ہے

بے بنے کیونکر کہ ہے ہر بات الٹی

ہم الٹے، یار الٹا، بات الٹی

مخدوم! مریدوں کا زیادہ ہونا اپنے نام لیوا اور تابعدار زیادہ سے زیادہ بنانا مرشدان طرق اور اہل بیعت کا عظیم الشان مقصد ہے۔ اور اس زمانہ میں تو اس مقصد کیلئے باقاعدہ ایجنٹ رکھے جاتے ہیں۔ ان کو بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ مرید بنائے جائیں۔ پھر ان کے نام رجسٹروں میں لکھے جاتے ہیں۔ لہذا میرے لئے یہ بات بڑی خوشی کی ہونی چاہئے کہ آپ سب حضرات اور خاندان کے لوگ میرے مرید ہو جائیں۔ اس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضروری ہوگا کہ ہر طرف آپ لوگ میری تعریفیں کریں گے جس سے میرا نام مشہور اور روشن ہوگا۔ آمدنی ہوگی۔ اچھا اچھا کھانا ملے گا۔ نذر نیاز ملے گی۔ مگر میں پھر بھی انکار کر رہا ہوں اور اپنا نقصان کر رہا ہوں۔ یہ محض آپ کی محبت کی وجہ سے ہے۔

کیونکہ آپ اگر کسی مرشد کامل سے بیعت ہوں گے۔ تو وہ آپ کی سچی اور صحیح رہنمائی کریگا۔ آپ کے لئے دین اور دنیا کی بھلائی ہوگی، وہ فوائد حاصل ہوں گے جو کہ مقصود اعظم ہیں۔ میرے جیسے نالائق نامراد بدنام کنندہ سے اگر آپ بیعت ہو گئے تو اگرچہ میرا فائدہ ہوگا مگر آپ کی راہ ماری جائیگی آپ کیلئے نقصان ہی نقصان ہوگا۔ اس لئے آپ کسی متدین واقف شریعت و طریقت کامل بزرگ کو تلاش کریں۔ اور اس سے بیعت ہوں۔

آپ کہتے ہیں کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا۔ کسی سے میری طبیعت بیعت ہونے کو نہیں چاہتی۔ تو میرے محترم! آپ نے جن کو دیکھا جنگی جانچ پڑتال کی، انہی میں تو خداوند کریم کے مقرب بندے منحصر تو نہیں ہیں۔ آپ تلاش کرتے رہیں۔ ممکن ہے آپ کو کوئی مرد خدا مل جائے اولیائی تحت قبائی لا تعرفہم غیری۔ مشہور مقولہ ہے، ممکن ہے آپ کی پرکھ غلط ہو، پھر یہ عجیب بات آپ نے کہی کہ طبیعت کسی

سے بیعت ہونے کو نہیں چاہتی۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ دار و مدار کہ طبیعت پر ہے جس کو آپ کی طبیعت بزرگ مانے وہ بزرگ ہے اور جس کو نہ مانے وہ بزرگ نہیں ہے۔ ماشاء اللہ یہ تو خوب طریقہ ہے۔ آپ اپنی طبیعت کو برے اور بھلے کے انداز کیلئے ترازو بناتے ہیں۔ حضور! آدمی کی بھلائی برائی صرف سننے دیکھنے خط و کتابت، تقریر و تحریر سے معلوم نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے پاس رہنے، اس کے ساتھ معاملات کرنے، سفر حضر میں مدتوں ساتھ رہنے سے معلوم ہوتی ہے۔

”کہ خبث نفس نہ گرو بسا لہا معلوم“

آپ میری باتوں سے دھوکہ میں پڑ گئے۔ حالانکہ آپ سے مجھ کو مصاحبت اور مجالست کی کبھی نوبت نہیں آئی۔ دور دور سے آپ نے مجھ کو کبھی دیکھا ہے مجھ کو تو آپ کی صورت تک یاد نہیں۔

بہر حال جو کچھ میں نے آپ کو لکھا ہے وہ محض آپ کی خیر خواہی کیلئے لکھا ہے۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ بیعت ہونا اسلام میں فرض نہیں ہے۔ نجات اس پر موقوف نہیں ہے۔ کروڑوں انسان بیعت نہیں ہوتے تو کیا ان کی بارگاہ الہی سے مغفرت نہ ہوگی۔ اس لئے آپ کو جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ شیخ کامل کی تلاش میں رہئے۔ ہاتھ آجائے تو بیعت کر لیجئے۔ ورنہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی میں سب کچھ ہے۔ اسی میں لگے رہئے۔ پیروں کا پیر قرآن مجید آپ کے سینے میں ہے۔ جس قدر ممکن ہو اس کی تلاوت کیجئے۔ آخرت میں اس کی شفاعت اور دنیا میں اس کی بیعت نہایت بلند اور موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکتوں سے آپ کو ہم کو سب کو نوازے۔ آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۸)

۴۱۴۔ شب براءت اور اس کے اعمال

آپ شب براءت کے متعلق مجھ سے سوال فرماتے ہیں افسوس ہے کہ میرے پاس یہاں کتب حدیث موجود نہیں ہیں جن سے میں آپ کو تفصیلی جواب دیتا۔ فقط

محفوظ مضامین پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اس رات میں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو کہ اس عالم کے انتظام پر مقرر ہیں (برائتیں) یعنی حکم نامہ دیتا ہے جن میں انتظامی معاملات، آجال، ارزاق، امراض وغیرہ سال بھر کیلئے ذکر ہوتے ہیں۔ لفظ برائت عربی میں ایسے کاغذ کو کہتے ہیں۔ جس میں حکومت کی طرف سے لوگوں کے لئے احکام ہوں۔ اس نظام کی وجہ سے یہ رات خصوصیت رکھتی ہے۔ جناب باری عزاسمہ کی توجہ اس عالم اور اس کے رہنے والوں کی طرف بہ نسبت اور راتوں کے زیادہ مبذول ہوتی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ بہ نسبت اور راتوں کے انسان بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ حصہ لیں اور اس کی رحمت کو جس قدر بھی ممکن ہوا اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے اس شب کو نوافل، قراءت قرآن، ذکر اور دعا سے معمور کریں۔ چاہے تمام رات ہو یا اکثر حصہ یا کچھ حصہ۔ نہ کوئی خاص عبادت متعین ہے اور نہ کوئی وقت معین ہے اس شب میں اپنے لئے، اپنے بڑوں کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا کرنی چاہئے۔ اگر ممکن ہو تو بغیر تزک و احتشام اور اجتماع کے قبرستان میں جا کر تمام مردوں کیلئے دعائے مغفرت کریئے۔ لوگوں نے جو طریقہ میلہ لگانے کا، قبروں پر چراغاں کرنے کا اور جماعت جماعت جانے کا جاری کر رکھا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ اور جو لوگ آتش بازی کرتے ہیں وہ سخت گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسی طریقہ سے حلوہ وغیرہ پکانا اور اس کو مذہبی رسم شمار کرنا بھی غلط ہے۔ مردوں کو ثواب پہنچانے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبرستان میں جا کر صرف دعا منقول ہے۔ ویسے فقیروں اور حاجتمندوں کو مال دے کر ہر وقت میں ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے۔ مگر فقیر کو وہ چیز دینی چاہئے جو کہ ان کی حاجت روائی کرے۔ حلوے سے نہ پیٹ بھر سکتا ہے اور نہ اس کی بھوک دور ہو سکتی ہے۔ بیوقوف لوگوں نے یہ طریقہ ہندوؤں کے تیوہاروں سے دیکھ کر اختیار کیا ہے۔ اسکی نہ تو کتب دیدیہ میں کوئی سند ہے اور نہ اسلامی ممالک میں کہیں کوئی رواج

ہے۔ البتہ اگر ممکن ہو تو چودہ پندرہ شعبان کو نفلی روزے رکھے جائیں۔ رات اور دن میں اپنے دینی اور دنیاوی مقاصد کیلئے دعاء مانگی جائے۔ عورتوں اور مردوں دونوں کے یہی اعمال ہیں۔ ہاں عورت قبرستان میں نہیں جائیگی۔ بلکہ گھر ہی میں رہ کر اپنے بڑوں کیلئے کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کر دیگی۔

کوئی خاص مقصد دعا کیلئے متعین نہیں ہے۔ بہتر بات یہ ہے کہ اولاد دعا میں خدا کی حمد و ثنا کرے۔ اس کے بعد درود شریف پڑھے پھر یہ دعا مانگے کہ اے اللہ جن جن بھلائیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگا ہے وہ سب مجھ کو بھی عطا فرما۔ اور جن جن برائیوں سے پناہ مانگی ہے ان سب سے مجھے بھی پناہ میں رکھ۔ اس دعا کو بار بار مانگئے۔ پھر درود شریف پڑھ کر ختم کیجئے۔ دعا میں عربی عبارت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۷۸)

۴۱۵۔ کفر میں سب سے بڑا درجہ کفر جو دکا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ متواتر کا انکار کرنا، دل اور زبان سے اس کو نہ ماننا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۷۹)

۴۱۶۔ شرک میں سب سے بڑا درجہ شرک صریح کا ہے

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کی ذات و صفات، افعال و عبادت میں شریک کرنا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۷۹)

۴۱۷۔ شرک و کفر کا سب سے ادنیٰ درجہ

یہ ہوگا کہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا جائے جو کہ موہم شرک و کفر ہو، مگر دل میں یقین کامل اور ایمان صریح موجود ہو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۷۹)

۴۱۸۔ ہزار میں صرف ایک درجہ ایمان کا ہے

تب بھی تکفیر نہیں کی جانی چاہئے

فقہاء کرام بسا اوقات کسی عمل یا قول پر تکفیر کا حکم دیتے ہیں۔ مگر خود ان کی تصریح ہے کہ اگر کسی امر میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض اس کو موجب کفر قرار دیتے ہیں اور بعض نہیں قرار دیتے تو تکفیر کا فتویٰ نہیں دینا چاہئے۔ اہل عقائد اور متکلمین نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے محققین ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے قول یا فعل میں سوا احتمالات ہوں۔ ننانوے کفر کے ہوں اور ایک احتمال ایمان کا ہے تو بھی اس کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ اور بعض محققین نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ننانوے کا لفظ حد بندی کیلئے نہیں ہے۔ اگر کسی کے کلام میں ایک ہزار وجہیں ہوں جن میں نو سو ننانوے معافی اور احتمالات کفر کے ہوں اور صرف ایک درجہ ایمان کا ہو تب بھی اس کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ احتیاط برتنی چاہئے۔

دیکھئے! اسلام لوگوں کو کفر سے نکالنے کیلئے آیا ہے۔ لوگوں کو کافر بنانے کیلئے نہیں آیا ہے۔ اگر کسی سے کوئی ایسی چیز سرزد ہوئی اور اس نے اس سے انکار کیا یا ایسی تاویل کی جو کہ اسلامی عقائد پر دال ہے تو فوراً قبول کرنی چاہئے اس میں رد و قدح نہ کرنی چاہئے۔ اس انکار اور تاویل کو اس کے ارتداد سے توبہ شمار کرنی چاہئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۰)

۴۱۹۔ مجبور ہو کر کلمات کفریہ کہنے کا حکم

کسی فعل یا کلام کا فعل کفر ہونا اور چیز ہے اور کسی شخص کا کافر ہونا اور چیز ہے۔ کبھی انسان سے ناواقفیت یا مجبوری کی وجہ سے کفر کا کلمہ یا کفر کا فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ مگر

اس کے دل میں حقیقت ایمان موجود ہوتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو کافروں نے مجبور کر کے کلمات کفریہ کہلوائے۔ حالانکہ ان کا قلب ایمان سے لبریز تھا۔ اس لئے ان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَا وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْبِرَ عَلَيْهِ (حدیث)

خلاصہ یہ ہے کہ بوجہ کمال اور پختگی ایمان کے نادانستگی یا خطا یا نسیان یا جبر و اکراہ کی بنا پر مسلمان سے کفر کے کلمات اور فعل سرزد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب کہ کفر کی حکومت اور چاروں طرف الحاد و زندقہ کا غلبہ ہے۔ بددینی اور شرکیہ قوتیں لوگوں کو مرتد بنا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس سزا دینے اور سرزنش کرنے کی کوئی قوت موجود نہیں ہے اور نہ ان میں کوئی ڈر اور خوف ہے جو چاہیں بک دیتے ہیں اور جو چاہیں کہہ بیٹھتے ہیں۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کو سنبھالنا از بس ضروری ہے۔ ان پر سختی کرنے میں خوف ہے کہ کہیں ضد نہ پکڑ لیں۔ اور زیادہ نہ بگڑ جائیں۔ پھر خود بھی برباد ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی برباد کریں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ لطائف الحیل اور نرم زبانی سے ان کو متنبہ کیا جائے اور اعمال کفر و شرک سے روکا جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۲)

۴۲۰۔ کفر جو در اور شرک صریح کر نیوالے کے

نکاح اور اولاد کا حکم

اگر کوئی شخص ایسے افعال یا اقوال و عمل میں مبتلا ہے جو کہ کفر جو در اور شرک صریح ہیں، اس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی، تو یہ یقیناً کافر ہوگا۔ اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے اور نکاح کی تجدید ہونی چاہئے۔ اگر وہ توبہ نہ کریں اور اپنے کفر پر قائم رہیں تو میاں بیوی کا تعلق منقطع کر دینا چاہئے۔ اگر عورت علیحدہ نہیں ہوتی مگر

اپنے اسلام پر قائم رہی تو اولاد حلالی نہ ہوگی۔ اور اگر وہ بھی خاوند کی طرح کافر ہوگئی، تو کافروں کی اولاد کی طرح ہوگی۔ اور اگر یہ شرک شرک صریح نہیں ہے اور نہ کفر کفر تجوید ہے، تو ایسا شخص فاسق تو ضرور ہوگا اس کو توبہ کرانی چاہئے اس صورت میں نکاح نہ ٹوٹے گا اور نہ تجدید کی ضرورت ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۲)

۴۲۱۔ ماں باپ ولد الزنا ہوں تو اولاد کا کیا حکم ہوگا؟

اگر میاں بیوی میں عقد نکاح شرعی ہو چکا ہے اور وہ قائم ہے تو اولاد حلالی ہوگی۔ خواہ ماں یا باپ یا دونوں اولاد زنا میں سے ہوں، جو نطفہ ایام حیض یا نفاس میں قرار پایا ہے وہ بھی حلالی ہے۔ البتہ ماں باپ کا یہ فعل ناجائز تھا اور اگر عورت مجبور کی گئی تھی تو وہ گنہگار نہیں ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۳)

۴۲۲۔ نماز جنازہ ہر نیک و بد پر پڑھی جائیگی

ایسا مسلمان جو کفر تجوید و شرک صریح کا مرتکب نہ ہو۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ وہ زنا، شراب، سرقہ، کذب، وغیرہ کا مرتکب ہی نہیں بلکہ اس پر مصر بھی ہے۔ اگر تمام مسلمانوں نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی اور بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کر دیا تو سب گنہگار ہوں گے کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے صَلُّوا عَلٰی كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاسِقٍ، ہاں اگر کوئی شخص مقتدا ہے اور اس کی ترک نماز سے لوگوں کو عبرت ہوتی ہو تو احتراز کرنا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۳)

۴۲۳۔ اگر آمدنی کا غالب حصہ حرام کا ہے تو اس کا

استعمال کسی شکل میں جائز نہیں

جن لوگوں کی آمدنی سب کی سب یا اکثر اور غالب حصہ حرام کا ہے اور یقیناً معلوم

ہے تو ائمہ مؤذنین وغیرہ کو ان کا دیا ہوا چندہ یا ان کی دی ہوئی تنخواہ اور کھانا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر آمدنی کا اکثر حصہ حلال ہے مگر حرام کے ساتھ مخلوط ہو گیا یا علم نہیں ہے تو جائز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۳)

۴۲۴۔ شرعی لباس کی کوئی وضع قطع متعین نہیں ہے

مردوں کیلئے شرعی لباس کی کوئی وضع قطع متعین نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ کشف عورت نہ ہو (یعنی ناف سے لیکر گھٹنے تک کا کھلنا) اگر یہ حصہ کل یا بعض کسی لباس میں کھلتا ہے تو ناجائز ہوگا۔ جیسے دھوتی اور ایسا لباس جو کسی غیر مسلم قوم کا مخصوص ہو اور اس کے پہننے سے اس قوم کا تشبہ ہوتا ہو تو وہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح مردوں کا لباس عورتوں کو پہننا حرام ہے۔ اسی طریقہ سے ایسا پانجامہ یا لنگی پہننی جس سے ٹخنہ ڈھک جائے، وہ حرام ہے۔ اسی طرح سے ایسا لباس جس کو متکبرانہ طریقہ پر استعمال کیا جائے، جس سے غرباء کی توہین و تذلیل اور اپنی بڑائی مقصود ہو، ایسے ہی وہ لباس جس کی طہارت میں شبہ ہو یا عام عدم طہارت کا یقین ہو، کسی متبع شریعت اور نمازی کو جب تک کہ اس کو پاک نہ کر لیا جائے یا اس کی پاکی کا ظن غالب نہ ہو جائے۔ اس کو استعمال نہ کرنا چاہئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۴)

۴۲۵۔ عورتوں کا لباس کیسا ہونا چاہئے

عورتوں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہئے جس میں ان کے جسم کا وہ حصہ ظاہر ہونے لگے جو کہ نہ کھلنا چاہئے۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں باعتبار نماز اور ہے اور باعتبار خارج نماز (اجنبیوں، ذی رحم محرم، دیگر رشتہ داروں سے) اور ہے۔ اسی طرح ایسا لباس نہیں ہونا چاہئے جس میں مردوں کی مشابہت ہوتی ہو اور ایسا لباس بھی نہیں ہونا چاہئے جس میں کفار عورتوں کی مشابہت ہوتی ہو۔ اور اتنا باریک بھی نہ ہونا چاہئے جس سے نیچے کا بدن نظر آتا ہو اور اتنا چست بھی نہ ہو جس میں بدن کی اندرونی

کیفیت نظر آنے لگے۔ اسی طرح سے چوڑی دار پانجامہ اگر ڈھیلا ڈھالا ہو تو جائز ہے۔ قمیص کا بھی حکم یہی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۸۵)

۴۲۶۔ ذی رحم محرم عورتوں کے ساتھ کھانا،

مصافحہ دست بوسی جائز ہے

ہر ذی رحم محرم عورت جس کے ساتھ نکاح حرام ہے اس کے ساتھ کھانا کھا سکتے ہیں اسی طرح غیر مشتبہات لڑکی کے ساتھ بھی کھانا کھا سکتے ہیں، اگرچہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہو، چچا زاد بہن، ماموں زاد بہن، خالہ زاد بہن کیساتھ نکاح جائز ہے اس لئے اُس کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جاسکتا جو ذی رحم محرم کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہی حال مصافحہ اور دست بوسی وغیرہ کا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۸۵)

۴۲۷۔ عورت امام کی اقتدار کر سکتی ہے

نماز میں امام کی اقتداء ہر عورت (خواہ اجنبی ہو یا رشتہ دار، ذی رحم محرم ہو یا جائز النکاح) کر سکتی ہے۔ نماز دونوں کی صحیح ہوگی۔ ہاں تنہا ہونے کی حالت میں عورت کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا ہوگا۔ یعنی اگر تنہا وہی مقتدی ہو تو مردوں کی طرح امام کے داہنے نہیں کھڑی ہو سکتی۔ اگرچہ اپنی ماں ہی کیوں نہ ہو۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۸۵)

۴۲۸۔ نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے

نماز میں عورت کو اپنے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے، بجز چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے اگر نماز میں کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر تک کھلا رہے گا جتنی

دیر میں وہ کوئی فریضہ نماز ادا کرتی تو نماز باطل ہو جائیگی۔ حتیٰ کہ اگر سر کے بالوں کا چوتھائی حصہ یا گردن یا بانہہ کا چوتھائی حصہ کھل جائے گا تو نماز باطل ہو جائیگی۔ خواہ یہ کھلنا گھر میں ہو یا باہر، اندھیرے میں ہو یا روشنی میں، کوئی دیکھے یا نہ دیکھے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۶)

۴۲۹۔ عورت کے تمام اعضاء خاوند کو دیکھنا جائز ہے

عورت کے تمام اعضاء خاوند کیلئے دیکھنا جائز ہے، کسی حصہ جسم کو اس سے چھپانا ضروری نہیں۔ اسی طرح مرد کا تمام جسم بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۶)

۴۳۰۔ عورت کا سر، بال، گردن، بانہہ وغیرہ کا کھولنا کس کے سامنے جائز ہے؟

ایسا رشتہ دار جس سے نکاح جائز نہیں ہے، جیسے باپ، حقیقی بھائی، علاقائی بھائی، اخیانی بھائی، چچا، ماموں، بیٹا، داماد وغیرہ سے پیٹ، پیٹھ، ناف سے گھٹنے تک کا جسم چھپانا فرض ہے۔ البتہ سر، بال، گردن، بانہہ، وغیرہ انکے سامنے کھولے جاسکتے ہیں۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۸۷)

۴۳۱۔ جن لوگوں سے نکاح جائز ہے

ان سے تمام جسم کا چھپانا فرض ہے

جن لوگوں سے نکاح جائز ہے، خواہ رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار، ان سے تمام جسم

کا چھپانا، خواہ چہرہ ہو یا ہاتھ یا سر کے بال وغیرہ بالخصوص جب کہ فتنہ کا خوف ہو، البتہ بوقت ضرورت بمقدار ضرورت اجنبی کے سامنے بدن کھولا جاسکتا ہے۔ جیسے بیمار کو حکیم یا طبیب کو نبض دکھانا، درد اور رخم کی جگہ کا کھولنا، قاضی اور گواہ کے سامنے چہرہ کھولنا، یا خرید و فروخت کی ضرورت کیلئے جب کہ اس کے پاس کوئی کام کرنیوالا نہ ہو تو ہاتھ سے لین دین کرنا وغیرہ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۷)

۴۳۲۔ عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کا حکم

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان سے مصافحہ اور دست بوسی کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۷)

۴۳۳۔ اگر نماز میں سب ذی رحم محرم عورتیں ہیں تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں ہے

اگر نماز میں تمام عورتیں ذی رحم محرم ہوں تو امام کے درمیان پردہ کی ضرورت نہیں لیکن اگر بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جن سے یہ تعلق نہیں ہے تو پھر ان میں اور امام میں پردہ کا ہونا ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۷)

۴۳۴۔ عورت کیلئے افضل یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے

عورت مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھ سکتی ہے۔ سب سے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھے اور جس قدر پردہ داری کے ساتھ پڑھے گی اسی قدر افضل ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۸۷)

۴۳۵۔ بول و براز کے وقت سر کا کھلا رہنا

کھانے پینے کے وقت سر کا کھلا رہنا درست ہے۔ مگر بول و براز کے وقت ننگے سر رہنا مکروہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۷)

۴۳۶۔ قرآن کے محفوظ رکھنے کیلئے

کثرت مزاولت ضروری ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اونٹ اپنی رسیوں سے جس میں وہ پابزنجیر ہے اس قدر چھوٹنے اور بھاگنے کیلئے کوشاں نہیں رہتا جس قدر کہ قرآن لوگوں کے سینوں میں سے چھوٹنے کیلئے کوشاں رہتا ہے اس لئے اس کو کثرت تلاوت اور شدت تحفظ سے روکو۔ (اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس لئے اس کی تلاوت میں جس قدر بھی زیادتی ممکن ہو سکے، عمل میں لاتے رہیں۔ ہر حرف پر ثواب قلب اور روح کی صفائی، جسم اور نفس میں نورانیت، مکان کی خباثت سے حفاظت، آخرت میں قرآن کی شفاعت، اور اللہ کی خوشنودی ہر حال میں جاری رہیگی۔ حفاظ کا قول ہے کہ اگر لگاتار سو سو دفعہ ایک ایک آیت یا سورت متواتر پڑھی جائے تو محفوظ ہو جاتی ہے۔ اسی طریقہ سے رمضان شریف میں دن اور رات میں جس قدر قرآن کے ساتھ مشغول ہو سکے، بہت ہی زیادہ کارآمد ہے۔ اسی طریقہ سے جس قدر ممکن ہے رات کو مشاغل قرآنیہ اور ذکر سے زندہ کیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۸۸)

۴۳۷۔ حصول شفاء کیلئے یا سلام کا ختم

میں سلیمان نانا صاحب کے لئے شفاء کی دعاء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

اور کرم سے شفاء کلی عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کو بعد سلام مسنون لکھ دیجئے کہ یا سلام کا ختم سوا لاکھ مرتبہ کرا دیں۔ امید ہے کہ اس کی برکت سے شفاء حاصل ہو جائیگی۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۹۴)

۴۳۸۔ شجرہ کے پڑھنے میں میرا نام

شجرہ کے پڑھنے میں دعا کرتے وقت اپنے نام کے ساتھ میرا نام لیا کیجئے۔ یعنی اے پروردگار مجھ کو اور فلاں شخص کو اپنی معرفت اور رضوان کامل سے ان بزرگوں کے طفیل مشرف فرما، خلفاء اربعہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسامی کا زیادہ کرنا مناسب اور بہتر ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۹۵)

۴۳۹۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کی جلد شادی کیلئے جیل سے تاکید

میں چاہتا ہوں کہ عزیز انم اسعد اور فرید کی شادیاں جلد ہو جائیں۔ تاریخ قاری اصغر علی صاحب مقرر فرمائیں گے۔ نہایت سادگی سے انجام دی جائیں۔ اگر مجھ کو مجبوریاں پیش نہ آتیں تو اب تک میں کرچکا ہوتا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۹۷)

۴۴۰۔ معاملات میں صفائی

عزیزہ حسانہ سلمہا (صاحبزادی) کے علاج وغیرہ کے سلسلے میں چند امور میں آپ سے بلا تکلف اور بلا پس و پیش کے صفائی کا خواستگار ہوں۔
(۱) جو بھی مصارف ہوں خواہ معالجہ سے متعلق ہوں یا خورد و نوش یا قیام یا نقل و حرکت سے متعلق ہوں اس کی اطلاع دی جائے۔
(۲) مستحکم اور قابل اعتماد معالجہ کی کوشش کی جائے۔ مصارف کا لحاظ نہ کیا جائے۔
(۳) جلد قابل اطمینان معالجہ حاصل کر کے عزیزہ حسانہ کو دیوبند واپس کر دیا جائے اس کی ماں دوری کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتی ہے۔

(۴) انارشیریں اگر بڑے نہ ہوں تو ایک درجن اور اگر بڑے ہوں تو دو درجن اور مسکمی ایک درجن کسی آنے والے کے ذریعہ بہت جلد بھیج دیجئے۔

(۵) مولانا حکیم عبدالجلیل صاحب گگینوی اور ان کے بھائی حکیم محمد اسماعیل کی خدمت میں سلام پہونچا دیجئے۔ قیمت نہ لے کر آئندہ طلب کرنے کی جرأت ان حضرات نے سلب کر لی۔ کیا آپ بھی یہی چاہتے ہیں۔ فروٹ کیلئے مبلغ دس روپے مولانا محمد میاں صاحب کو دیدئے گئے ہیں جو احسانات آپ حضرات نے اب تک کئے ہیں وہی بہت زیادہ ہیں۔ آئندہ بوجھ زیادہ کرنے کا خیال نہ آنا چاہئے۔ اور نہ دوسروں پر بار ڈالنا چاہئے، جن صاحب نے پچاس روپے عنایت فرمائے ہیں، کم از کم ان کا نام کویتا ہی دیجئے۔ تاکہ شکرگزاری سے تو محرومی نہ رہے۔ میری آمدنی تو اتنی زیادہ ہے کہ ہمعصروں میں سے کسی کی بھی نہیں۔ پھر مجھ کو کس طرح درست ہے کہ احباب کے کندھوں پر بوجھ بنوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۰۵)

۴۴۱۔ اگر رضائے شہنشاہی حاصل ہو تو

بعد مسافت کوئی چیز نہیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہونچ سکتا۔ ان کی تعریف میں فرمایا جاتا ہے یَتَغَوَّنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، معیت اور دوام حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں مگر مقصود اصلی رضائے خداوندی ہے۔ اگر شہنشاہ کی دربارداری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضائے شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اور اگر رضائے شاہی حاصل ہو تو دوری مسافت اور غیر حاضری دربار بھی کوئی چیز نہیں۔ بسا اوقات بحرین بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ مگر ان کی یہ حاضری خوش نصیبی نہیں سمجھی جاتی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۱۱)

۴۴۲۔ جیل سے رہائی کیلئے ظاہری کوشش میں حرج نہیں

جیل سے رہائی کیلئے ظاہری کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر توکل اور اعتماد اللہ ہی پر ہونا چاہئے۔ کامیابی ہو تو فہما، ورنہ کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے۔ رضائے دوست جس میں ہو وہی عبد کا مقصد ہے۔ اس میں خوش رہنا چاہئے۔ میں بھی دعا کرتا ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۱۲)

۴۴۳۔ عدل کرے تو لٹیاں فضل کرے تو چھٹیاں

میرے پاس آنا اور رہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ میں اسلاف کرام کا بدنام کرنے والا اور نفس اور خواہشات کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ تو نجات کی امید کر سکتا ہوں۔ عدل کرے تو لٹیاں، فضل کرے تو چھٹیاں۔ بزرگان پنجاب کا صحیح مقولہ ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۱۳)

۴۴۴۔ تبلیغ اور نصائح میں مشغول رہنا بہت بڑی کامیابی ہے

اس راہ میں مشکلات اور تکالیف کا پیش آنا ناگزیر ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ حوادث پیش آتے رہے تو ہم کو اور آپ کو کب اس سے چھٹکارا ہو سکتا ہے۔ صبر جمیل پر سہارا کرنا اور الطاف ربانیہ کا امیدوار رہنا از بس ضروری ہے۔ جب کہ فرعون جیسے مدعی الوہیت کے سامنے قَوْلًا لَّہٗ قَوْلًا لَّیْسَا اور بد بختیان عرب کے مقابل اذْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کا ارشاد ہے تو ہم ناکاروں کو ابنائے زماں کے مقابل بدرجہ اتم اس پر چلنا ضروری ہوگا۔ غمگین اور مایوس نہ ہوئے۔

”سرنشہا گر کند خار مغیلاں غم مخور“

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۱۴)

۴۴۵۔ اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا

اخلاص اور سچی ہمدردی کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ مجادلات اور فضول بکواس اس سے حتی الوسع اجتناب فرمائیے۔ اس زمانہ میں مناظرہ حقیقی نہیں ہوتا۔ نفس پرستی اور خود نمائی مقصود ہوتی ہے۔ کہہ دیجئے کہ ہم نے حق بات ظاہر کر دی، ہمارا فریضہ صرف تبلیغ اور واضح کر دینا ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آجائے تو اولاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے۔ اور اس سے استمداد باطنی کرنے کے بعد میدان مناظرہ میں قدم رکھئے۔ اور اس کے بے نیازی سے مطمئن نہ ہوئیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۱۴)

۴۴۶۔ حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات میرے پاس نہیں ہیں

حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں۔ پہلی جنگ عمومی میں میں مالٹا میں قید ہو گیا۔ ترکی حکومت نے جملہ قلمی کاغذات ضائع کر دیئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۱۵)

۴۴۷۔ میں مولانا عبداللہ در خواستی سے واقف نہیں

مولانا عبداللہ در خواستی سے میں واقف نہیں ہوں اور نہ ان کے اصول سے واقف ہوں، اس لئے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے اصول و اعمال اسلاف اہل السنۃ والجماعت کے مطابق ہوں تو ان کا ساتھ دیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۱۹)

۴۴۸۔ تحریک آزادی کے سلسلہ میں

مولانا خدابخش ملتانی کا ایک سوال

موجودہ تحریک آزادی کے متعلق جمعیتہ العلماء کا کیا فیصلہ ہے۔ قرآن و حدیث

کی روشنی میں جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ، (ترمذی)۔ ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ اور آزادی وطن کی جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آزادی وطن ہی آزادی ملت کا ذریعہ ہے۔ آزادی وطن کے بعد ہی اسلامی احکام نافذ کئے جاسکتے ہیں۔ مغلوب مقہور رہ کر غلامانہ زندگی پر قناعت کرنا اسلامی نقطہ نظر سے حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يَحْدِثْ بِهٖ نَفْسِهٖ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ، (مسلم)۔ جس شخص نے زندگی بھر جہاد نہیں کیا۔ اور نہ جہاد کا جذبہ اس کے دل میں پیدا ہوا اور اسی حالت میں وہ مر گیا تو وہ ایک قسم کے نفاق کی حالت میں مرا۔ اور اسلام اس لئے ہے کہ بلند و بالا ہو کر رہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اِلَّا سَلَامٌ يُعْلَوُ وَلَا يُعْلَىٰ عَلَيْهِ۔ مذہب اسلام بلند رہتا ہے۔ پست نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَخَافُوْا اَلْاَعْزٰنُوْا اَنْتُمْ اَلْاَعْلٰوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ خوف مت کرو اور غمگین مت ہو، تم ہی سب سے بلند ہو، اگر تم مؤمن ہو۔ ارشاد ربانی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، تم سب سے اچھی جماعت ہو، تم انسانوں کے نفع کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِتَاءِ الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ، اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کی امداد کا حکم دیتا ہے۔ اور بری باتوں سے منع کرتا ہے۔

چونکہ برطانوی شہنشاہیت غاصبانہ اور ظالمانہ طور پر عرصہ سے ہندوستان پر اپنا

فولادی پنچہ گاڑے ہوئے ہے۔ بلا تفریق ہندو اور مسلمان تمام ہندوستان کے ذرائع معاش اپنے قبضہ میں کر کے ان کو بھوک اور افلاس کی آخری حد تک پہنچا دیا۔ خدا کی پناہ۔ حد ہو گئی۔ ہندوستان جیسے زرخیز ملک میں غلہ پر بھی لائسنس ہے اور روٹی کا ملنا دشوار ہے۔ ہر ہندوستانی کو ہتھا کر کے بالکل بے بس کر دیا ہے۔ ہندوستانیوں کے علوم و فنون کو ختم کر کے اپنی زبان اور ملحدانہ خیالات کے اسکول رائج کئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو اپنے مذہب سے بیزار کر کے تمام مذاہب کو فنا کے قریب کر دیا ہے۔ پھر بھی تعلیم یافتہ لوگوں کو زندگی گزارنی دشوار ہو گئی ہے۔ بلا تفریق مذہب ہر ہندوستانی کو اس کے مقابلہ میں گوری چمڑی والے بدیشیوں کو بلند و برتر مانا جاتا ہے، ان کی تنخواہیں اور بھتے دو چند اور سہ چند۔ دیگر ذرائع آمدنی وسیع۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہندوستانیوں ہی کے پیسے سے کیا جاتا ہے ان کے پیٹ کو کاٹ کر، اور ان کے بچوں کو مرض اور جہالت میں مبتلا کر کے اپنی ناپاک سے ناپاک خواہشات پوری کی جا رہی ہیں۔ ہندوستانیوں کی نہ عزت محفوظ، نہ آبرو، نہ دولت، نہ ان کی وفاداری کی کوئی قدر ہے، وہ کتوں سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ پھر شہنشاہیت کی اتنی ظالمانہ، اور وحشیانہ اغراض کو محفوظ رکھنے کیلئے برطانیہ تین سال سے دوسری حکومتوں سے برسر پیکار ہے اور ان کو اپنی مرضی کے خلاف طرح طرح سے مجبور کر کے وحشیانہ جنگ میں شرکت کیلئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ہندوستان کا کروڑوں من غلہ جو ہندوستانیوں کو کم از کم دو سال کے لئے افراط کے ساتھ کافی ہو سکتا ہے، غیر معلوم مقدار میں باہر بھیج دیا گیا ہے۔ چند سرمایہ داروں کے سوا ایک ایک ہندوستانی قحط اور فاقہ میں مبتلا ہے اور پیٹ کے دوزخ کو بھرنے کیلئے جنگ کے کاروبار میں شرکت کیلئے مجبور ہے اور اگر ان انسانیت سوز وحشیانہ حرکتوں سے بیقرار ہو کر کوئی ہندوستانی اپنی آواز بلند کرتا ہے تو گولی، پھانسی یا قید و بند کے ذریعہ اس کو دبا دیا جاتا ہے۔ وہ بڑے بڑے پیشوا اور لیڈر جنکی ہندوستانی یہاں تک عزت کرتے ہیں کہ ان کو امیر الہند

شیخ الہند، اور مہاتما جی کہتے ہیں۔ انکو نہایت مغرورانہ اور ظالمانہ طریقہ سے جیل میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ہندوستانی کیپے عزتی اور ذلت پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ ہندوستان کے علاوہ افغانستان، ایران، عراق، مصر، فلسطین، حجاز وغیرہ اسلامی ممالک بھی انہیں مصیبتوں کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ اور ان تمام ممالک کی مصیبت محض ہندوستان کی غلامی کی وجہ سے ہے۔

لہذا ہر مسلمان کا مذہبی اور دینی فرض ہے کہ وہ اس ظالمانہ شہنشاہیت کے بارگراں کو جلد از جلد ہندوستان سے ہٹا کر عدل و انصاف کی حکومت قائم کرے۔ اگر اس جدوجہد میں اس کی جان بھی کام آجائے تو سراسر نص حدیث کے بموجب سعادت سمجھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونِ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونِ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. (او کما قال. ترمذی)

(ترجمہ) جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے خون کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے جو اپنے گھر والوں کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

ہندوستان کی ایسی تباہی اور زبوں حالی اور بربادی اور برطانوی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر ہندوستان کی سب سے بڑی مشترکہ سیاسی جماعت انڈین نیشنل کانگریس نے ہندوستانیوں کے تمام مذاہب اور ہر ایک مذہب کے کلچر، معاشرت، زبان، رسم الخط کی آزادی تسلیم کرتے ہوئے برطانوی حکومت کو ہندوستان سے نکال دینے کی جدوجہد شروع کر دی۔

۶ تا ۸ اگست ۱۹۴۷ء کے بمبئی کے اجلاس کانگریس نے یہ اصول بھی تسلیم کر لیا ہے کہ جملہ صوبہ جات آزاد ہوں گے اور مرکز کو صرف وہی اختیار دیئے جائیں گے جو صوبہ جات طے کر دیں۔ باقی تمام مصرحہ وغیر مصرحہ اختیارات صوبہ جات کو

ہوں گے۔ نیز یہ کہ اگر کسی صوبہ کی اکثریت اپنے مرکز سے علیحدہ ہونا چاہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے اور علیحدہ ہونیوالے صوبہ جات اپنا علیحدہ مرکز بھی بنا سکتے ہیں۔

اس طرح کے بیانونوں سے مسلمانوں کو بزدل بنا کر عرصہ سے جدوجہد آزادی سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر مسلمانوں کو بھی گنجائش نہیں رہی کہ وہ جدوجہد آزادی میں دوسری قوموں کے دوش بدوش رہ کر قربانیاں پیش کرنے میں تامل کرے۔ بلکہ اس کا فرض ہوتا ہے کہ برطانوی حکومت کو بیکار کرنے میں پوری کوشش کرے۔ یعنی عدم تشدد کے اختیار کردہ اصول کی پابندی کرتے ہوئے ایسی رکاوٹیں پیدا کرے کہ موجودہ حکومت کوئی کام نہ کر سکے۔ مثلاً اسکول، کالج، سرکاری دفاتر، کارخانے، فیکٹریاں، کچھریاں بند کر دی جائیں۔ ملازمین ہڑتال کر دیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو پراسن پکننگ کی جائے جو ملازمین آڑے آئیں ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ کارخانے میں کام کرنے والے کام بند کر دیں، کوئی سرکاری آرڈر پورا نہ کیا جائے۔ لگان اور ٹیکسز دینے بند کر دیئے جائیں، حکومت کا کوئی مطالبہ پورا نہ کیا جائے، نوٹ ہرگز نہ لئے جائیں، بینکوں سے روپیہ واپس لیا جائے اپنی مکمل آزادی کا اعلان کرتے ہوئے گاؤں گاؤں، محلہ محلہ پنچائیتیں بنائی جائیں۔ نوجوانوں کی حفاظتی جماعتیں تیار کی جائیں۔ پنچائیتیں تمام جھگڑوں کے فیصلے خود کریں۔ مسلمان اپنے میں سے کسی بہتر شخص کو امیر بنالیں کیونکہ بد امنی کا دور بظاہر طویل عرصہ تک چلے گا۔ لہذا یہ پنچائیتیں نوٹ کے بجائے روپیہ، سونا، چاندی جمع کر لیں۔ اور مسلمانوں کیلئے بالخصوص امارت شرعیہ کا نظام نہایت ضروری ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، (نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور ظلم میں دوسروں کی مدد مت کرو)

مگر ان تمام تحریک میں قرآن پاک کے اصول وَجَادِ لَهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

کی سختی سے پابندی کی جائے اور کُفُوْ اَیْدِیْکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ پر سختی سے عمل کیا جائے۔ یعنی اپنے ہاتھوں کو روکو اور نماز قائم کرو، کسی کا مال نہ چھینو۔ لوٹ مار، ڈاکہ، ظلم و ستم نہ ہو، عصمت درمی ہرگز ہرگز نہ کی جائے اسی جدوجہد کے ساتھ مذہبی عبادات اور احکام کی پوری پابندی کی جائے۔

سنا گیا ہے کہ جن مواضع میں حکومت نے فوج متعین کی ہے، وہاں فوجیوں نے ہماری ماؤں اور بہنوں کے ساتھ انسانیت سوز حرکتیں کیں، ان کو بے آبرو کیا، لوٹا کھسوتا، اگر یہ افواہ غلط ہے تب بھی فوج اور پولیس سے کچھ بعید نہیں۔ جرمنی اور جاپانی بھی وحشت میں کسی سے کم نہیں۔ اس لئے خطرات کے موقع پر ان کو سمجھا دیا جائے کہ سب لوگ ہندو ہوں یا مسلمان، امیر ہوں یا غریب، ایک جگہ ہو جائیں اور کم از کم چاقو، درانتی، گنڈاسہ وغیرہ اپنے پاس رکھیں اور اپنی حفاظت خود کریں۔ جان سے زیادہ عصمت و آبرو کی حفاظت کریں۔ اگر مسلمان عورتوں کی جان بھی جاتی رہے تو یقیناً وہ شہید ہوں گی۔

ضروری نوٹ:- جمعیتہ علماء ہند کا یہ پروگرام خود پڑھئے اور دوسروں کو سنائیے۔ اور اس کی اشاعت میں پوری کوشش فرما کر اپنا فرض ادا کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۴۳)

۴۴۹۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا خانقاہ

امدادیہ تھانہ بھون کے سوالوں کا جواب

سوال نمبر ۱: جمعیتہ علماء کے نزدیک مذہبی حیثیت سے کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کیوں ضروری ہے۔ اور کانگریس سے علیحدگی میں کیا ضرر ہے؟

جواب:- نہ صرف جمعیتہ علماء ہند بلکہ ہندوستان کی معتد بہ جماعتوں کا نصب العین یہ ہے کہ انگریزی حکومت سے ہندوستان کو آزاد اور خود مختار بنایا جائے۔ اس

کیلئے یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی تمام قومیں متحد ہو کر انگریزی حکومت سے آزادی کا مطالبہ نہ کریں گی، بظاہر اسباب، آزادی حاصل نہ ہوگی، اس لئے جمعیتہ علماء آزادی کی خاطر کانگریس کی شرکت کو ضروری سمجھتی ہے۔ اور چونکہ انگریزی حکومت سے مسلمانوں کی مذہبی مرکزیت اور اسلامی قوت کو سخت ضرر پہونچ رہا ہے اور مزید پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ انگریزی اقتدار کو جہاں تک ہو سکے کمزور کرنے کی سعی کریں۔

سوال نمبر ۲:- کانگریس میں مسلمانوں کا داخلہ جس صورت سے انفرادی غیر منظم اور غیر مشروط طریقہ پر اس وقت ہو رہا ہے اور مسلم نشستوں کیلئے کانگریس براہ راست امیدوار کھڑے کرتی ہے، اس سے اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

جواب:- کانگریس ایک مشترکہ جماعت ہے۔ مسلمان اپنے مذہب پر پختہ رہتے ہوئے بھی کانگریس میں شریک ہو سکتے ہیں، اسلام سے بے تعلقی، غیر کانگریسی مسلمانوں میں جو مغربی تعلیم اور یورپین تہذیب کے دلدادہ ہیں بہت زیادہ ہے۔ کانگریسی مسلمان کانگریسی ہونے کی حیثیت سے اس قدر اسلام سے بے تعلق نہیں جس قدر یورپین تہذیب کے دلدادہ غیر کانگریسی مسلمان ہیں۔

سوال نمبر ۳:- مسلم لیگ سے جمعیتہ علماء کو کیوں اختلاف ہے جب کہ وہ مسلمانوں کو منظم کر رہی ہے اور اس کا مقصد بھی آزادی کامل کی تحصیل ہے جیسا کہ اس سال لکھنؤ میں اس کا اعلان کیا ہے؟

جواب:- اس لئے کہ مسلم لیگ کی اکثریت انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت کا سایہ سمجھتی ہے۔ اور مسلمانوں کے دامن میں پناہ لینا چاہتی ہے اور انگریزی شہنشاہیت کی حمایت کرتی ہے اور انگریزی اقتدار کی بنیاد مضبوط کرتی ہے اور سرمایہ داروں کی نہ صرف حامی ہے بلکہ سرمایہ دارانہ نظام کو مستحکم رکھنا چاہتی ہے۔ قوم کیلئے

کوئی ٹھوس کام نہیں کرتی بلکہ مسلم لیگ کی رکنیت اور عہدہ داری کو حصول مناصب جلیلہ کا ذریعہ سمجھتی ہے اور اس راستے سے بڑے بڑے عہدے حاصل کرتی ہے۔ لکھنؤ میں تو آزادی کا اعلان کر دیا اور یہ بھی اقرار ہے تنہا مسلمان آزادی کامل حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود آزادی کامل حاصل کرنے کے طریقہ (ہندو مسلم اتحاد) کو اختیار نہیں کرتی۔ بس ایسی صورت میں ہم آزادی کامل کے محض زبانی اعلان کو ابلہ فریبی نہ کہیں تو کیا کہیں۔

سوال نمبر ۴:- اگر مسلم لیگ میں کچھ مفاسد اور منکرات شرعیہ موجود ہیں تو کیا یہ صورت ممکن نہیں کہ جمعیت علماء مسلم لیگ میں شریک ہو کر اس کو مخلص اور فعال لوگوں سے بھر دے۔ اور مسلمانوں کی تنظیم کو مکمل اور مفاسد و منکرات سے پاک کر دے؟

جواب:- مسلم لیگ میں شریک ہو کر اس کو منکرات سے خالی کر دینا تجربہ سے ناممکن ثابت ہوا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو بقول مسلم لیگ ۹۰ فی صدی مسلمان مسلم لیگ میں شریک ہیں لیکن کیا وہ مسلم لیگ سے کسی ایک منکر کو بھی آج تک ہٹا سکے۔ کہا جاتا ہے کہ علماء بھی ۸۰ فی صدی مسلم لیگ میں شریک ہیں، لیکن کیا اس ۸۰ فی صدی علماء کا مسلم لیگ پر کچھ اثر ہے۔ اگر ہے تو لیگ کے پلیٹ فارم سے علماء کو برباد کرنے اور ان کو خوار کرنے کی پرزور تلقین کیوں ہو رہی ہے اور حاملین افرنجیت کی خاص تقلید اور اتباع و پیروی کر نیکا حکم کیوں دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵:- کیا مسلم لیگ اور علماء کے تصادم سیتھتا و افتراق پیدا نہیں ہوتا اور کیا تشمت مضر نہیں ہے۔ اگر ہے تو جمعیت علماء نے اس ضرر کے انسداد کیلئے کیا صورت اختیار کی ہے؟

جواب:- ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے مگر اس کی ذمہ داری کس پر ہے۔ لیگ پر اور صرف لیگ پر ہے کہ وہ علماء کے خلاف عموماً اور کانگریس کے خلاف عموماً اور کانگریسی مسلمانوں کے خلاف خصوصاً عوام کو بھڑکاتی ہے اور طرح طرح کے

فسادات اٹھاتی ہے اور آپس میں لڑاتی ہے ابھی حال میں جمعیتہ علماء کے جلسہ میں شرکت سے مسلم لیگیوں کو منع کرنے کیلئے مسٹر جناح کا بیان اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس سے آپ لیگ کے قائد اعظم کی ذہنیت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ اتفاق و اتحاد بین المسلمین کی آڑ میں کس قدر تفریق و تشمت پیدا کر رہے ہیں۔

سوال نمبر ۶:- کانگریس کے ساتھ مل کر جو آزادی حاصل ہوگی اسکا انجام حکومت مشترکہ ہوگا جس میں عنصر کفر غالب اور عنصر اسلام مغلوب ہوگا۔ ایسی حکومت یقیناً اسلامی نہ ہوگی تو اسکے لئے جدوجہد کرنا مسلمانوں کے ذمہ کس دلیل سے واجب ہے۔ نیز اس کی ضمانت کیا ہے کہ ہندو انگریزوں کو ہندوستان سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں کانگریس کے اقتدار سے اس وقت ہندوؤں کے حوصلے جس قدر بڑھنے لگتے ہیں اور مسلمانوں پر بازاروں میں، دیہاتوں میں اور سرکاری محکموں میں جو مظالم برپا کرنے لگے ہیں، جمعیتہ علماء نے ان کے انسدادی کی کیا تدبیر سوچی ہے اور اس کیلئے جمعیتہ علماء نے کوئی قدم اٹھایا ہے یا نہیں؟

جواب:- لیکن کیا مسلم لیگ خالص اسلامی حکومت قائم کرنے کی سع کر رہی ہے۔ وہ بھی تو اس مشترکہ حکومت کے اصول کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ گول میز کانفرنس میں تسلیم کر چکی ہے۔ اگر ہندو انگریز کو نکالنا نہیں چاہتے ہیں تو پھر جمعیتہ علماء ان کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کرے گی۔ یہ اشتراک تو صرف انگریزوں کی قوت کمزور کرنے اور ہندوستان کے آزاد کرنے کے مقصد کیلئے ہے۔

سوال نمبر ۷:- کانگریس وزارتوں نے زمینداروں کی آراضی کو کاشتکاروں کی مملوک بنادینے کی تجویز سوچی ہے جو یقیناً ظلم ہے۔ اور جو لوگ کانگریس میں شریک ہیں وہ سب کے سب اس ظلم میں شریک ہیں۔ پھر اس سے بچنے کی کیا جمعیتہ علماء نے کوئی تدبیر کی۔ اور کون سا عملی قدم اٹھایا؟

جواب:- جو قوانین شریعت کے خلاف وضع کئے جاتے ہیں ان کی پوزیشن

موجودہ انگریزی قوانین جیسی ہے حکومت کے موجودہ قوانین میں کس قدر قوانین شریعت کے خلاف ہیں اور آئے دن لیجسلیٹو اسمبلی میں قوانین غیر مشروع مسلم لیگ کی تائید و حمایت سے شائع ہو رہے ہیں۔ ابھی آرمی کا معاملہ سامنے ہے۔ جمعیت علماء تو ہر خلاف شرع قانون کے خلاف انتہائی جدوجہد کرتی رہے گی۔ اور کر چکی ہے۔ اور کر رہی ہے۔ اسکی ابھی حال کے جلسے کی تجاویز پڑھئے اور دیکھئے کہ اس نے کانگریسی حکومت سے کس قدر احتساب کیا اور جمعیت کے محترم ارکان کا مدح صحابہ کے قضیہ میں طرز عمل سامنے رکھئے۔

اور پھر لیگ کے طرز عمل کو سامنے رکھئے تو آپ کو جمعیت علماء کا صحیح نظر صاف معلوم ہو جائے گا۔ اور پھر لیگ کے طرز عمل سے آپ اس کو جانچ سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۸:- کانگریس میں بندے ماترم کا گیت گایا جاتا ہے جو مضامین شریک پر مشتمل ہے اور قوی جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔ کیا ان افعال میں شرکت کرنا گناہ نہیں اگر ہے تو جمعیت علماء نے مسلمانوں کو کیا ہدایت کی اور کیا اس پر اور اس قسم کے دیگر مسئلوں پر صدائے احتجاج بلند کی تھی؟

جواب:- بیشک بندے ماترم کا گیت قابل اعتراض تھا۔ مگر کانگریس نے قابل اعتراض بند اس سے علیحدہ کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ جھنڈے کی سلامی مسلم لیگ بھی کرتی ہے اور اسلامی حکومتوں میں بھی ہوتی ہے۔ وہ ایک فوجی عمل ہے۔ اس میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ مگر مطلقاً اس کو مشرکانہ عمل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

سوال نمبر ۹:- صدر کانگریس اور اس کے ہم خیال اشتراک کے حامی، اور مذہب و خدا کے دشمن ہیں۔ ان کی تقریریں مذہب اور خدا کے خلاف شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جمعیت علماء نے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا یا نہیں۔ اور مسلمانوں کو ایسے کافروں کی تعظیم سے روکا ہے یا نہیں؟

جواب:- صدر کانگریس کی شخصی رائے سے کانگریس کو الزام دینا معقول بات نہیں

ہے۔

سوال نمبر ۱۰:- کانگریس کے ساتھ مل کر جو آزادی حاصل ہوگی اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس میں مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کی حفاظت ہوگی۔ جب کہ کانگریس اور اس کے ذمہ دار ارکان، مذہب کا نام لینا جرم سمجھتے ہیں اور اس کو فرقہ پرستی قرار دیتے ہیں۔ نیز جمعیت علماء نے کانگریس کے ساتھ تعاون کر کے مسلمانوں کے مذہب اور سیاست کے تحفظ میں اس وقت تک کون سا کام کیا ہے؟

جواب:- مسلمان اپنے مذہبی اور سیاسی حقوق کی حفاظت اپنی قوت اور قربانی سے کر سکتے ہیں۔ نہ کہ کانگریس کے وعدوں سے اور نہ انگریز کے وعدوں سے۔

سوال نمبر ۱۱:- جمعیت علماء نے اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کیلئے کوئی عملی قدم اٹھایا ہے یا نہیں، جس کی مذہباً و سیاسیاً سخت ضرورت ہے۔ اور ان کے اسلام میں داخل ہونے کی بھی قوی امید ہے؟

جواب:- یہ سوال مسلمانوں کی اس جماعت سے کرنا چاہئے، جو نوے فیصدی مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اور اسی جماعت کے علماء سے۔ (محمد کفایت اللہ، کان اللہ، دہلی) (مہر دارالافتاء امینیہ دہلی) عصر جدید، مدینہ منورہ، ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء

نوٹ:- اب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا مکتوب گرامی بنام مولانا حکیم امیر علی

صاحب۔

محترم المقام، زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ یادآوری کا شکر گزار ہوں، حوالہ جات مذکورہ کی تلاش میں دیر لگی۔ میرے پاس افادات اشرفیہ نہیں تھی اور نہ ہی اس سے پہلے دیکھا تھا۔

محترم والا جاہ! ان تمام سوالات کے جوابات دیئے جا چکے ہیں اور اخباروں میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ منسلکہ اوراق ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کی تحریر سے سخت تحیر ہوا۔ اگر منسلکہ جوابات کافی ہوں تو فبہا۔ ورنہ بوقت حاضری مزید عرض و معروض کروں

گا۔ مولانا خدابخش صاحب اور دوسرے معزز بزرگوں کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۴۴)

۴۵۰۔ تبلیغی جماعت کی ہمت افزائی کیجئے

حکیم محمد اسحاق کٹھوری کے نام مکتوب

یہ بات معلوم کر کے تعجب ہوا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی جماعتیں شہر میرٹھ اور اس کے گرد و نواح میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے آتی ہیں، مگر آپ حضرات اور آپ کے احباب واعزہ ان کی ہمدردی رہنمائی اور ہمت افزائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے وہ اشخاص جن کو اپنے بزرگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان کو قومی اور وطنی تحریکات سے کوئی دلچسپی ہے۔ وہ ان جماعتوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ اس میں کیا راز ہے۔

میرے محترم بزرگ! یہ جماعت تبلیغیہ نہ صرف ایک ضروری اور اہم فریضہ کی حسب استطاعت انجام دہی کرتی ہیں بلکہ اس کی بھی سخت محتاج ہیں کہ ان کی ہمت افزائی کی جائے۔ تاکہ خود بھی ان کا مسلمانوں سے رابطہ قوی ہو اور آپس میں اتحاد و یگانگت کا جذبہ پیدا ہو۔ ان کو مذہبی احساسات کی سرگرمی کی طرف چلایا جائے، جس سے مستقبل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے نتائج اور ثمرات کی قوی امید ہے۔ بنا بریں میں امیدوار ہوں کہ آئندہ اس میں پوری جدوجہد کو کام میں لایا جائے اور ان کی ہمت افزائی کی صورتیں عمل میں لائی جائیں۔ والسلام۔

نک اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۶ مفر ۱۳۶۱ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۵۰)

۴۵۱۔ خیر الخط ماقری

عربی کا مقولہ ہے، بحمد اللہ آپ کا خط پڑھا جاتا ہے۔ آپ اس کی فکر نہ کریں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۱۶۴)

۴۵۲۔ اکہر الفافہ بھیجنا بے ادبی نہیں

اکہر الفافہ ارسال کرنے میں کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ مجھ کو دارالعلوم سے تقریباً پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ پھر دو آنہ کالفافہ پر خرچ کر دینا کون سی دشوار بات ہے، اس کا کبھی خیال نہ فرمائیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶۲)

۴۵۳۔ غائبانہ بیعت کر نیک حکم بے موقع ہے

ابراہیم کو جب آپ نے داخل سلسلہ کر لیا ہے تو وہ کافی ہے۔ مجھے غائبانہ بیعت کرنے کا حکم بے موقع ہے اس کو محنت کرنے کو کہئے انشاء اللہ نفع ہوگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶۲)

۴۵۴۔ مرید ہونیوالے شخص کا کہنا آپ نے ذکر و اذکار میں اس کی مدد کی، بہترین کامیابی ہے

عبدالکریم صاحب! بیعت ہونے والے شخص کا یہ کہنا کہ آپ نے ذکر و اذکار میں ان کی مدد کی، اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے، آپ کو خبر نہیں ہوئی، اس کے منافی نہیں۔ اللہ اپنے فضل اور کرم سے اپنے مقرب بندوں کو واسطہ بنا کر فیض پہنچاتا ہے۔ اور اس کی صورت روحانی کو ظاہر کرتا ہے۔ اشخاص کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ یہ قدرت کے کارخانے ہیں۔ تعجب کی بات نہیں۔ اس پر شکر کیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶۲)

۴۵۵۔ اس صورت میں بیوی کا شوہر پر نفقہ واجب نہیں

اگر والد صاحب پر حج فرض ہو چکا ہو تو بہتر ہے کہ ان کو فریضہ حج ادا کر دیجئے۔ اور اگر ان پر فرض نہ ہوا ہو (یعنی کوئی زمانہ ایسا نہ آیا ہو کہ وہ ایام حج میں اتنے مال کے مالک ہوئے ہوں جس سے اس وقت حج فرض ادا کر سکیں انہوں نے فریضہ حج ادا کر لیا

ہے) تو آپ خود جائیں۔ اگر بیوی اپنے شوہر کے یہاں باوجود طلب شوہر نہ آئے تو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ آپ اس کے خرچ کا انتظام کئے بغیر جاسکتے ہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۶۲)

۴۵۶۔ اوراد و وظائف کے چھوڑنے کی اجازت نہیں

قرآن مجید بڑی برکت والی کتاب ہے۔ مگر اوراد و وظائف مقدم ہیں ان کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر تلاوت کر لیا کریں۔ پاس انفاس میں اتنی کوشش کریں کہ بے اختیار جاری ہو جائے۔ اور نافع نہ ہوا کرے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ذکر نفسی میں برکت عطا فرمائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۶۳)

۴۵۷۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بایزید و جنید بنادینا مشکل نہیں

الحمد للہ آپ کے احوال بہت اچھے ہیں۔ محنت سے ذکر قلب انجام دیتے رہیں۔ گھبرانے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بایزید و جنید بنادینا مشکل نہیں۔ جو کچھ آپ کو بتایا گیا ہے وہی دستور العمل ہے۔ اسی پر قناعت کیجئے۔ تصور شیخ قبائح سے خالی نہیں۔ اس لئے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم رکھے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۶۵)

۴۵۸۔ دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے

چونکہ دنیا دارالاسباب ہے اس لئے اگر معاش کی تنگی سے فکر معاش ہو تو اس کو دنیا کی محبت نہیں کہیں گے۔ دنیا خدا سے غفلت کا نام ہے۔ اور بحمد اللہ آپ کا دامن اس سے پاک ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات حل فرمائے۔ آمین۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۱۶۵)

۴۵۹۔ مکتوب نمبر ۲۸ کے سوالات مع جوابات

سوال نمبر ۱:- سیدی! حالت یہ ہے کہ تسبیح لے کر وظیفہ پڑھتا ہوں ابھی چند دانے پڑھے تھے کہ دفعۃً مراقبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور پھر بالکل کھو گیا۔ کسی کے آجانے پر چونک پڑا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہی کیفیت۔ غرض تسبیحات اور اسم ذات منہ سے نکلنا نہیں چاہتے۔

جواب:- یہ قبض کی حالت ہے۔ استغفار کی کثرت کرنی چاہئے اور طبیعت پر زور ڈالنے۔ ذکر اور مراقبہ کو جاری کرنا چاہئے۔

سوال نمبر ۲:- ایک جاہل محض، کہ ایک حرف سے بھی آشنا نہیں، مگر باطنی اشغال میں منتہی ہے۔

جواب:- بہت بہتر ہے۔ ذکر اور مراقبہ میں دوام حاصل کرنا کافی ہے۔
سوال نمبر ۳:- ایک اردو خواں، مگر عقائد درست ہیں، باطنی اشغال میں منتہی ہے۔

جواب:- یہ بھی خوش نصیبی ہے۔ دوام حضور میں کوشاں رہئے۔
سوال نمبر ۴:- ایک مجذوب جو محض کچھ اردو فارسی جانتا ہے۔ مگر جذبی کیفیت سے سب بھول گیا۔ اگرچہ باطنی امور میں منتہی ہے۔ مشائخ کرام اور حضور والا کا اس سلسلہ میں کیا معمول ہے، کیا ایسے شخص کو اجازت بیعت و ارشاد دیتے ہیں۔
جواب:- مجذوب سے ارشاد و تسلیک نہیں ہوتی۔ البتہ جب وہ ہوش و حواس میں ہو تو رہنمائی کر سکتا ہے۔

سوال نمبر ۵:- ایک بیمار جو حضور والا سے بیعت ہے۔ اسکو بوقت موت کوئی دوسرا توبہ کرا سکتا ہے؟

جواب:- کرا سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶۶)

۴۶۰۔ اُمّی کس کو کہتے ہیں؟

جن حضرات نے اُمّی کو بیعت و ارشاد کی اجازت سے منع کیا ہے اس سے وہ جاہل مراد ہے جو کہ فرائض نماز، روزہ وغیرہ عبادات کو نہیں جانتا اور قرآن کو مقدار ضرورت نہیں پڑھ سکتا۔ اور اگر کوئی مسائل ضروریہ اور عقائد اہل سنت والجماعت کو اردو، فارسی، یا عربی و ترکی وغیرہ زبانوں میں جانتا ہے اور قرآن شریف بمقدار ضرورت پڑھے ہوئے ہے تو وہ اُمّی نہیں ہے۔ اگرچہ عربی کا فاضل نہ ہو۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۶۹)

۴۶۱۔ تبلیغ فرض کفایہ ہے

تبلیغ اگرچہ ضروری اور مفید ہے مگر فرض کفایہ ہے اور خدمت والدین فرض عین ہے۔ حدیث ہے **فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ**، ان کے حکم ماننے اور ان کی خدمت کیجئے۔ فارغ اوقات میں خدمات تبلیغہ اپنے محل قیام ہی میں انجام دیں۔ بے نمازیوں کو نماز کی ترغیب دیں۔ جماعت کا پابند بنائیں۔ نہ جاننے والوں کو نماز سکھائیں، ذکر میں کوتاہی نہ کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۹۲)

۴۶۲۔ مجھ کو بڑی ضرورت آپ بہنوں کی دعاء کی ہے

محترمہ! زید مجدکم۔ سلام مسنون۔ آپ کا خط مجھ کو مل گیا تھا، روپے بھی مل گئے تھے۔ میں نے آپ کے فرمانے سے رکھ لئے تھے۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ بہت دیتا ہے۔ میری تنخواہ مدرسہ سے پانچ سو روپیہ سے زیادہ ہے۔

آپ کا بال بچوں کا ساتھ ہے۔ آمدنی کم ہے۔ آپ کو اپنے گھر اور بال بچوں پر خرچ کرنا چاہئے۔ اس مرتبہ تو میں نے آپ کے رنج کے ڈر سے رکھ لیا۔ مگر آئندہ

کیلئے کبھی ایسا نہ کریں۔ مجھ کو بڑی ضرورت آپ بہنوں کی دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی اور ہماری اور سب مسلمانوں کے دین کی اور دنیا کی مرادیں پوری کرے اور اپنی رضا اور خوشنودی سے نوازے۔ ہماری خطاؤں اور گناہوں کو معاف کر کے اپنی جنت میں جگہ دے۔ آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۹۴)

۴۶۳۔ سحر کے دفعیہ کیلئے دو عمل

بھائی صاحب کا مستعمل کرتا پہونچا۔ تشخیص اور عمل کے بعد معلوم ہوا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس لئے دو عمل کیجئے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

(۱) کھانے کے نمک کو پیس کر اس پر با وضو مندرجہ ذیل آیات ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر پھونکنے۔ اور کھانے میں صرف یہی نمک ملا کر دیجئے۔ چالیس دن تک متواتر ایسا ہی کھانا کھائیے جس میں یہی نمک ملایا گیا ہو اسکی صورت یہ ہوگی یا تو اس کا کھانا علیحدہ پکایا جائے اور اس میں یہ نمک ڈالا جائے۔ یا گھر میں جو سالن پکتا ہے۔ اس میں ابتداء سے نمک نہ ڈالا جائے۔ جب پک جائے تو مریض کیلئے کھانا علیحدہ نکال کر اس میں پڑھا ہوا نمک ملا دیں۔ اور گھر کے کھانے میں حسب عادت بے پڑھا نمک ڈالیں۔ آیت حسب ذیل ہے۔

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُم آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ.

(۲) جاری پانی دریا کا ہو یا نہر کا، یا برسات کو یا کنویں کا۔ ایک گھرے میں بھر کر اس پر با وضو مندرجہ ذیل آیات گیارہ مرتبہ اور سورہ فلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور مریض کو اس میں سے تین گھونٹ پلا دیں اور باقی ماندہ پانی سے سر پر ڈال کر نہلائیں۔ بلاناغہ چالیس دن تک یہ عمل کیا جائیگا۔ آیات یہ ہیں:

فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السَّحْرَانِ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فُغْلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝ وَأَلْقَى السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدًا سَاحِرًا وَلَا يَفْلَحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۝

یہ عمل اتوار کے دن سے شروع ہوگا۔ سردی میں دو پہر کو نہلایا جائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۱۹۶)

۴۶۴۔ ہم کو دینا میں امتحان کیلئے لایا گیا ہے

مہربان من! موت تو سب کو آتی ہی ہے لیکن اگر موت امید افزا واقع ہو تو خوشی کی بات ہے۔ پریشان ہونا بے موقع ہے۔ ہاں دنیاوی حیثیت سے بیشک باعث صدمہ و ملال ہے کہ چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ خاندان کیلئے ایک شریف النفس سمجھدار انسان کا غائب ہو جانا موجب حزن و ملال ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو وہ امتحان جس کے لئے ہم کو اس وار کڈ والا حزان میں لایا گیا ہے اور پر زور الفاظ میں چیلنج دیا گیا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ اس کے حصول کی اور درجات عالیہ میں پاس ہونے والوں کو وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُونَ ۝ حاصل کرنے کی نوبت کس طرح آسکتی ہے۔ بہر حال دل کو محبوب حقیقی سے لگائیے اور دینا کی ہر نعمت کو عارضی سمجھتے ہوئے اطمینان حاصل کیجئے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بکس :: دل اندر جہاں آفرین بند و بس

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۳ ص ۱۹۷)

۴۶۵۔ حساب کا صاف ہونا از بس ضروری ہے

شہد پہونچا۔ مگر آپ نے اس کی قیمت نہیں لکھی۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ مہربانی فرما کر شہد کی قیمت اور اگر کوئی رقم مجھ پر آتی ہو تو اس سے بھی اطلاع دیں، حساب کا صاف رہنا اور پیسہ پیسہ کا حساب لینا از بس ضروری ہے۔ یہاں محبت اور یگانگت ہے۔ معاملات کو بالکل صاف رکھنا چاہئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۹۶)

۴۶۶۔ وساوس کا علاج

ذکر اور نماز میں اگر وسوسہ آئے تو فوراً اس کو دفع کیجئے۔ آگے بڑھنے نہ دیجئے۔ اس سے شیطان اور خناس کا زور کم ہو جائیگا۔ قرآن میں ہے إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ۔ اس عمل کو برابر کرتے رہیں۔

(۲) روزانہ ایک سو مرتبہ سورہ ناس معنی کے تصور کے ساتھ جی لگا کر کسی وقت پڑھا لیا کریں۔ وسوسہ کے دور کرنے کیلئے بہت مفید ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۱۹۸)

۴۶۷۔ قوت حافظہ کیلئے عمل

قوت حافظہ کیلئے سورہ فاتحہ مع بسم اللہ روزانہ بعد نماز عصر اکتالیس مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۰۱)

۴۶۸۔ اسم ذات دس ہزار مرتبہ

پاس انفاس کے علاوہ اسم ذات ”اللہ“ زبان سے آہستہ آہستہ دن رات میں ۱۰ ہزار مرتبہ کر لیا کیجئے۔ خواہ ایک مجلس میں ہو یا چند مجالس میں اس مقدار میں کمی نہ ہو۔ ذکر اسم ذات کرتے ہوئے یہ خیال اور دھیان رکھئے کہ میرا محبوب صرف اللہ تعالیٰ

ہے۔ اس کی محبت کی وجہ سے زبان اسی کا نام لے رہی ہے۔ اور میں اس کے سامنے ہوں اور وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۰۴)

۴۶۹۔ اوراد و وظائف کیلئے صاحب مجاز سے اجازت

حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

اوراد و وظائف میں برکت صاحب مجاز کی اجازت سے ہوتی ہے اور بعض مؤثر وظائف میں تو تاثیر موقوف ہی ہوتی ہے اجازت پر۔ کیونکہ صاحب مجاز زکوٰۃ وغیرہ ادا کئے ہوئے ہوتا ہے۔ بس جس طرح طب کی کتابیں دیکھ کر مریض اپنا علاج نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ضیاء القلوب وغیرہ کتب سلوک سے تصوف کا سلوک غلط کاری ہے۔ ہاں وظائف عامہ جن سے مقصد صرف ثواب اخروی ہے، تاثیر فی القلوب والروح اور انقلاب احوال و اخلاق نہیں ہے۔ اس میں بلا اجازت عمل درآمد کرنے میں حرج نہیں ہے۔ اعمال سلوک کے لئے مرید ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہر عمل کیلئے شیخ کی خصوصی اجازت ہونا ضروری ہے۔

”کہ سالک بے خبر نہ بنود زراہ و رسم منزلھا“

کیا قریبا دین وغیرہ کتب سے غیر طبیب استفادہ کر کے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۰۶)

۴۷۰۔ دلائل الخیرات اور فجر کی سنت و فرض کے

درمیان سورہ فاتحہ کا عمل

دلائل خیرات اور بین الفرض و سنت الفجر سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کبھی کبھی بعد الفرض پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۰۶)

۴۷۱۔ داخل سلسلہ نہ ہونیوالی خواتین کو تسبیحات ستہ

وہ خواتین جو داخل سلسلہ نہیں ہیں، ان کو تسبیحات ستہ پڑھنے کی اجازت ہے۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۲۰۶)

۴۷۲۔ اذکار میں ناغہ کرنا غلط ہے

درگور برم از سرگیسویں توتارے
تاسایہ کند بر سرمن روز قیامت

آپ کا ذکر میں ناغہ کرنا غلط ہے۔ اذکار کو جاری رکھئے۔ فرصت نہ ہو تو دوسرے وقت میں پورا کر لیا کیجئے۔ کتابوں کو ہمیشہ مطالعہ کر کے پڑھائیے اور طالب علموں کو سمجھانے میں کمی نہ کیجئے۔ خواب بہت عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اس شعر سے جو کہ اوپر درج ہے۔ خواب کی حقیقت معلوم ہوگی۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۲۰۷)

۴۷۳۔ ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہندوستان کے وسط میں ہے

اس سال ماہ مبارک میں بانسکنڈی ضلع کچھار آسام کا جانا ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔ مولانا احمد علی صاحب کا خط آیا تھا۔ اگر کبھی کسی ایک جگہ چلا جاتا ہوں تو لوگ ہمیشہ کیلئے تقاضا کرنے لگتے ہیں۔ ٹانڈہ ہندوستان کے وسط میں ہے۔ سب جگہ کے لوگوں کے لئے آسانی سے آنا اور رہنا ممکن ہوتا ہے۔ بہر حال ابھی تک رمضان میں جانا سمجھ میں نہیں آتا آئندہ کیا رائے ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۲۰۷)

۴۷۴۔ مکتوب نمبر ۷۴ جلد چہارم حضرت مدنیؒ کے

حسن ذوق اور لطائف طبع کا پتہ دیتا ہے

محترم المقام، زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف مہربانی فرما

کر کمپنی باغ یا قربان خان صاحب کی نرسری سے مندرجہ پودے حاصل کر کے جلد ارسال فرمادیں۔ مگر اس شرط پر کہ مصارف لینے ہوں گے۔

خس حنا، لیڈی آف نائٹ، شب و لہسن ۴ عدد، دیسی چمپا دو عدد، چینی چمپا دو عدد، ہنی شکل ایک عدد، چیکو ایک عدد، لیچی قلمی دو عدد، پتہ حسب ذیل ہے۔

(مولانا) حسین احمد ٹانڈہ آؤٹ ایجنسی اسٹیشن اکبر پور ای، آئی، آر

اگر ٹانڈہ کی بلٹی نہ کریں تو اکبر پور ہی کی کرادیں۔ زمین میں دیمک زیادہ ہے۔ اس کے ضرر سے پودوں کے تحفظ کا نسخہ وہاں کے ماہر باغبانوں سے دریافت فرمائیں۔ شیخ الحدیث (مولانا زکریا) صاحب سے سلام مسنون فرمادیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۲۱۱)

۴۷۵۔ ہر قسم کے کمالات انسانیہ میں

پانچ مقامات پیش آتے ہیں

آپ نے لکھا ہے کہ ذکر قلبی میں طبیعت گھبراتی ہے اور دنیا بھر کے فاسد خیالات دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔

محترم! یہ جو طبیعت بشری ہے۔ جو کام بھی ابتداء میں کیا جاتا ہے، طبیعت اس سے گھبراتی ہے، خصوصاً جو کام اصلاح کا ہو اور شیطان کی خواہشات کے خلاف ہو، اس سے طبیعت کا گھبرانا اور نفس پر بوجھ کا پڑنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر استقلال اور مداومت سے آہستہ آہستہ اس میں آسانی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے طبیعت پر زور ڈالیں اور دل لگا کر مداومت کیجئے بچہ کو مکتب میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور الف، باء پڑھا جاتا ہے تو اس کی طبیعت اس سے کس قدر الجھتی ہے اور بچہ کس قدر گھبراتا ہے۔ مگر زور ڈالنے سے رفتہ رفتہ خوگر ہو جاتا ہے۔ پہلا مرتبہ وَالنِّزَاعَاتِ غَرْقًا کا، دوسرا مرتبہ وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا کا ہے۔ اسی میں اس کو نشاط

حاصل ہونے لگتا ہے۔ پھر اس کام میں اس کو روانی حاصل ہونے لگتی ہے جس کو تیسرا درجہ وَالسَّابِقَاتِ سَبْعًا سے ذکر کیا گیا۔ پھر وہ تیز رو ہو جاتا ہے۔ اور دوڑ لگاتا ہو اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے جس کو وَالسَّابِقَاتِ سَبْعًا میں ذکر کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس قدر مشاق ہو جاتا ہے کہ دوسروں کی رہنمائی کرنے لگتے ہیں جو کہ پانچواں درجہ ہے جس کو وَالْمُذَبِّبَاتِ اَمْرًا میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے کمالات انسانیہ میں خواہ دینی ہوں یا دنیائی یہ پانچوں مقامات پیش آتے ہیں۔ بشرطیکہ آدمی جہاد ہے۔ گھبرا کر چھوڑ نہ بیٹھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۳)

۴۷۶۔ چراغ صبح پیری میں وہ لیس حسرت کے خمیازے جو کھوئے خواب غفلت میں شب قدر جوانی میں

محترم! یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس کے لمحات ضائع نہ فرمائیے۔ عمر عزیز کا ہر حصہ جو ہر گراں مایہ ہے۔ اس کو غفلت اور کسل مندی میں ضائع کرنا انتہائی خسارہ ہے۔ اس کو ذکر و فکر اور ایسے علوم و فنون اور اعمال میں صرف کیجئے۔ جو کہ بوقت نزاع اور اس کے مابعد کام آئیں۔ آخرت کیلئے تیار رہئے تاکہ کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ یہ جوانی اور قوت کا زمانہ مردانہ وار کوششوں سے مزین کیجئے۔ علم نافع، عمل صالح اور اتباع سنت سے منور فرمائیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۴)

۴۷۷۔ شیخ الاسلام کی تصویر اخبارات میں

والا نامہ مع کٹنگ پہونچا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ میں نے خود اپنے علم و اراد سے کبھی فوٹو نہیں کھینچوایا۔ میری لاعلمی میں ایسا ہو جاتا ہے اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۴)

۴۷۸۔ دو مثل میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں

سوال:- ظہر کی جو نماز صاحبین رحمہما اللہ کے مفتی یہ مذہب کے خلاف دوسری مثل میں پڑھی گئی اس کا اعادہ تو نہیں ہوگا؟

جواب:- احتیاطاً پہلی مثل میں نماز ظہر ادا کرنا چاہئے۔ جو نمازیں دوسری مثل میں ادا ہوئی ہیں ان کی قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۷)

۴۷۹۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال:- کافر مرد و عورت مسلمان ہوئے تو کیا تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی؟

جواب:- اس صورت میں پہلا نکاح کافی ہے۔ تجدید کی ضرورت نہیں ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۱۸)

۴۸۰۔ مولوی محمد امین مرحوم کا عنفوان شباب میں

انتقال اور والدین کا صبر و ضبط

نوٹ:- مولانا احمد حسین لاہر پوری کے صاحبزادے مولوی محمد امین مرحوم کا انتقال بیس سال کی عمر میں اکتوبر ۱۹۳۶ء میں ہوا پورے خاندان میں صرف ایک ہی لڑکا تھا۔ اس کی موت سے گویا پورے خاندان کا چراغ گل ہو گیا۔ حضرت مدنی کا تصرف باطنی تھا کہ محمد امین مرحوم نے تین بار اللہ اللہ کہا اور پھر ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں۔ خاندان میں کہرام مچ گیا۔ مگر والدین ایسے صابر و شاکر رہے کہ گویا کوئی حادثہ ہی نہیں ہوا۔ والدہ امین مرحوم نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ بارالہا! یہ تیری امانت بیس سال سے میرے پاس تھی۔ اگر اس میں میری طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معاف فرما دے۔ اور پھر قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئیں۔ یہ ہے بزرگوں سے تعلق رکھنے کا ثمرہ اور ماضی کی صحیح یادگار اور لائق تقلید کارنامہ حضرت مدنی قدس سرہ

نے محض تعزیتی خط پر ہی اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ بہ نفس نفیس لاہر پور تشریف لے جا کر تقریباً پون گھنٹہ صبر و شکر کے سلسلہ میں تقریر فرمائی۔

(حاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۴۰)

۳۸۱۔ مکتوب نمبر ۸۲ بنام

اہلیہ محترمہ مولانا احمد حسین صاحب لاہر پوری

مخدومہ محترمہ دام مجدہا۔ سلام مسنون۔ والا نامہ پہونچا۔ احوال مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ میں نے آپ کو لاہر پور حاضری کے وقت بہت سمجھایا تھا۔ مگر آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ مرحوم محمد امین کے غم میں ابھی تک آپ کی وہی کیفیت ہے۔ آپ کو چاہئے کہ عمر کا بقیہ حصہ خدا کی یاد میں صرف فرمائیں۔ اس کی یاد اور اس کی محبت دین اور دنیا دونوں جگہ میں سکون قلب کا باعث ہے۔ فانی سے اس قدر دل گیری کہ جس سے باقی سے غفلت ہونے لگے نقصان کا باعث ہے۔ مرضی مولانا از ہمہ اولیٰ کو پیش نظر رکھئے۔ مرحوم کی یاد صرف اتنی رکھئے کہ ان کے واسطے جہاں تک ہو سکے، ایصال ثواب ہوتا رہے۔ ایصال ثواب ایسی چیز ہے کہ اس سے دونوں کو فائدہ پہونچتا ہے اور غم و الم ایسی چیز ہے کہ اس سے دونوں کو کچھ فائدہ نہیں، بلکہ اپنی زندگی اور صحت خراب ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ اس کا خیال رکھیں گی۔ اور اپنا عزیز وقت خدا کی یاد میں صرف کریں گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات پر چلائے۔ اور صبر و برداشت کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۴۰)

۳۸۲۔ حضرت مدنی کو پدم و بھوشن کا خطاب

نوٹ:- حاشیہ مکتوب نمبر ۸۴، جس جنگ آزادی ہند کا آغاز اور باقاعدہ کام ۱۸۰۳ء سے شروع ہوا، اس کا اختتام ۱۹۴۷ء میں ہوا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا

سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ اس کی اہم اور آخری کڑی تھے۔ اس زعیم ملک و ملت اور چشتی درویش نے جس وقت سے جنگ آزادی میں شرکت فرمائی۔ اس وقت سے ۱۹۵۲ء تک ملک و ملت کی خدمت اور تعمیر میں ایک گھنٹہ بھی ضائع نہ ہونے دیا جب آزادی حاصل ہو گئی تو اپنی جدوجہد اور سعی و کوشش اور قربانیوں کی کوئی سیاسی یا سماجی قیمت وصول کرنا جائز نہیں سمجھا۔ بلکہ دیوبند کی مسند درس و تدریس اور مخلوق الہی کی بے لوث خدمت ہی اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔

چنانچہ جب ۱۹۵۲ء میں حضرت مدنیؒ کو صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے پدم و بھوشن کا تمغہ فرمائے جانے کا اعلان اخبارات میں شائع ہوا تو حضرت شیخ الاسلام قدس سرہؒ کا یہ تاریخی والا نامہ اخبارات کی زینت بنا۔ اس والا نامہ کے نقوش تاریخ حریت میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

۳۸۳۔ مکتوب گرامی بنام

ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند

بحضور جناب فیض مآب صدر جمہوریہ ہند۔ دام اقبالکم
بعد از آداب عرض ہے کہ اگرچہ اب تک مجھ کو باقاعدہ کوئی اطلاع نہ دی گئی۔ مگر اخباروں میں شائع شدہ اطلاعات سے معلوم ہوا کہ جناب نے پدم بھوشن نمبر ۲ کے تمغہ سے بنا بر صدارت جمعیت علماء ہند اور خدمات علمیہ دارالعلوم دیوبند اور جدوجہد آزادی وطن میری افزائی فرمائی ہے (اگر واقعہ صحیح ہے تو) میں آپ کی اس قدردانی اور عزت افزائی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوا عرض رساں ہوں کہ چونکہ ایسا تمغہ میرے نزدیک پبلک کی نگاہوں میں بے لوث آزاد خادمان ملک و ملت کی آزادی رائے اور اظہار حق کو مجروح کرتا اور قوی حکومت کی صحیح اور سچی رہنمائی کیلئے ایک قسم کی

رکاوٹ ہے۔ اور چونکہ یہ امر میرے اسلاف کرام مرحومین کے طریقے اور وضع کے خلاف بھی ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بصد شکر یہ اس تمغہ کو واپس کر دوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲۔ ص ۲۳۸، ۲۳۹، ستمبر ۱۹۵۴ء)

۳۸۴۔ یوپی میں زمیندارہ کے خاتمہ کی ابتداء ۱۹۱۲ء سے

عرصہ دراز کے بعد والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ دل شکن مضمون نے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ مگر اس میں آپ بھی بے قصور نہیں ہیں۔ یوپی میں اس کی ابتداء انگریزی زمانہ ۱۹۱۲ء یا اس سے پہلے سے ہوئی ہے، جب سے کہ موروثیت کے قانون کی بنیاد ڈالی گئی۔ پہلے دس برس کاشتکار کو حق موروثیت دیا گیا اور عرصہ تک چلتا رہا۔ دور بین زمیندار اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ زمیندار کی خیر نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ زمینوں کی خود کاشت ہو، مگر غافل خواب خرگوش میں مبتلا رہے۔ غالباً ۱۹۲۶ء میں قانون کو آگے بڑھایا گیا۔ اور ایک برس تک کے کاشتکار کو حق موروثیت دیا گیا۔ اس قانون نے زمینداروں کو مفلوج بنا دیا تھا۔ اس وقت بہت سے زمینداروں کو تنبہ ہوا۔ فارم بنانے، سیر قائم کرنے، پرانے کاشتکاروں کو بے دخل کرنے کا عمل زیادہ تر جاری کیا گیا۔ مگر عام زمیندار اس وقت بھی حسب عادت غافل ہی رہا۔ زمانہ نے آگے قدم بڑھایا اور زمیندارہ کے بالکل مٹانے کی تحریک شروع ہو گئی۔ اس وقت ضروری تھا کہ لوگ چونکیں اور اس مہلت سے نفع اٹھائیں۔ اس وقت تمام زمین کو خود کاشت یا سیر کر لینے کا موقع ملا تھا مگر افسوس آپ نے کچھ نہ کیا اور مخمور غفلت ہی رہے۔ اب جب کہ قانون پاس ہو کر معمول بہ اور نافذ بھی ہو گیا، تب آپ کی آنکھ کھلی۔ ایسے غافل اور مخمور کی حالت پر جس قدر بھی آنسو بہایا جائے کم ہے۔ آسام، بنگال، بہار، مدراس وغیرہ میں انگریز پہلے سے یہی کر چکا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی اور بہت سے انگریزوں کی یہی پالیسی تھی۔ خوش قسمتی سے یوپی اور پنجاب وغیرہ بچ گئے تھے۔ موجودہ حکومت نے اس

کی تکمیل کی۔

بہر حال اگر آپ غفلت نہ کرتے تو یہ دلخراش صورت پیش نہ آتی۔ میں اس معاملہ میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ میرا تعلق ارباب حکومت سے تقریباً بالکل ہی منقطع ہے۔ نہ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ اور نہ وہ مجھ کو پوچھتے ہیں۔

۔ میری ان کی رسم الفت مٹ گئی

مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا

میں آپ کے والا نامہ کو مولانا حفظ الرحمن صاحب کے پاس بھیج رہا ہوں اگر ان سے کچھ ہو سکے گا تو کریں گے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۵۴)

۳۸۵۔ مہمان خانہ میں جماعت سے نماز پڑھنا

مرض میں اگرچہ تخفیف ہے مگر روزانہ تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ تھوڑے سے چلنے اور حرکت کرنے پر سانس اکھڑ جاتا ہے۔ مسجد میں بغیر سہارے کے نہیں جاسکتا۔ حکیم نے مسجد میں جانے سے روک دیا ہے۔ مہمان خانہ ہی میں جماعت سے نماز پڑھتا ہوں۔ تدریس کی اجازت نہیں ہے۔ دعاء کا محتاج ہوں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۵۷)

۳۸۶۔ مولانا محمد میاں صاحب کی مدرسہ شاہی کی تدریس

اور ۱۹۳۶ء کے سیاسی بحران کا دور

حاشیہ مکتوب نمبر ۹۹: یہ گرامی نامہ ۱۹۳۶ء کا ہے جو سیاسی بحران کا دور تھا۔ اردو یہ ناکارہ حضرت مدنی قدس سرہ کا ادنی غلام ہونے کی حیثیت سے حدود مراد آباد میں سیاسی محاذ پر بھی پیش پیش تھا اور مدرسہ شاہی کے ساتھ سیاسی مصروفیت ”دو گونہ رنج عذاب است جان مجنوں را“۔

سیاسی جنون اسباق مدرسہ کے فرائض کی ادائیگی میں بسا اوقات خارج ہو جاتا تھا جو نہایت مخلص کرم فرما حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد کیلئے بجا طور پر وجہ شکایت بنا کرتا تھا۔ یہ والا نامہ اسی اختلافی کیفیت کا آئینہ دار ہے۔

حضرت قدس سرہ خود بھی دارالعلوم دیوبند میں اسی قسم کی کشاکش میں مبتلا رہا کرتے تھے۔ مگر بایں ہمہ حضرات نے اپنے خادم کی حمایت نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا۔ کیونکہ تقاضائے دیانت یہی تھا کہ سیاسی جنون کی وجہ سے مدرسہ کی مفوضہ خدمات میں خلل نہیں آنا چاہئے، اگر مدرسہ کا وقت صرف ہو تو اس کا معاوضہ نہ لیا جائے بلکہ اپنی تنخواہ کٹوا دی جائے۔ احقر نے بظاہر یہ راستہ اختیار کیا۔ تنخواہیں وضع کرائیں۔

مگر مالک یوم الدین علیم بذات الصدور ہی فیصلہ کر سکتا کہ یہ ناکارہ دیانتداری کی اس نمائش میں کہاں تک کامیاب رہا۔ یہاں تقاضائے احسان شناسی یہ بھی ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی کی مخلصانہ ہمدردیوں کا اعتراف کیا جائے۔ موصوف بہ تقاضائے دیانت معاملات مدرسہ میں گرفت فرمایا کرتے تھے۔ مگر ہمدرد بھی اتنے بڑے تھے کہ جب بھی گرفتاری اور قید و بند کی نوبت آئی تو موصوف نے احقر اور جملہ گرفتار ہونے والے مدرسین کے مفوضہ کام باقی مدرسین میں تقسیم کر دیئے۔ کچھ اسباق خود اپنے ذمہ لے لئے اور گرفتار ہونے والے مدرسین کی تنخواہیں پوری پوری انکے اہل و عیال کو عطاء فرماتے رہے۔ (مولانا محمد میاں صاحب (دیوبندی))

مکتوب نمبر ۹۹

والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ مجھ کو آپ سے کوئی رنجش یا غصہ نہیں ہے۔ مگر کوتاہیوں پر چند وجوہ سے اعتراض ضرور ہے۔

(۱) مولانا عبدالحق صاحب مدنی بحیثیت مہتمم مورد الزام طلبہ و اہل شہر ہیں۔ لوگ ان کو بدنام کرتے ہیں۔ نیز عند اللہ وہ ان مراعات کی وجہ سے اپنے آپکو مورد مواخذہ شمار کرتے ہیں۔ اگر اوقات مدرسہ میں کوتاہی ہوتی ہے تو لوگوں کیلئے محل گرفت ہو سکتا ہے۔ خارج میں اسباق اگر نہ ہوں تو اعتراض نہیں ہوگا۔ اس لئے کیوں نہ ابتداء ہی سے ایسا انتظام کیا جائے کہ کسی کو شکوہ کا موقع ہاتھ نہ آئے۔ اگر پہلے گھنٹہ میں آپ نہیں آ سکتے، تو ابتداء ہی سے اس کو فارغ رکھئے۔ یا اوقات درس کو ساڑھے چھ کے بجائے ساڑھے سات سے رکھئے۔

(۲) جو مشاغل رکھے جائیں۔ آپس کے اتفاق سے رکھے جائیں، تاکہ شکایتیں نہ پیدا ہوں۔ اس کے بغیر کام نہ چلا ہے، نہ چل سکتا ہے۔

(۳) مولانا عبدالحق صاحب کو اگر شکایت اور رنجش آئے تو اس کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔ آپ سب حضرات نے اتفاق سے بضرورت مدرسہ جب ان کو مہتمم بنایا ہے۔ اور ان کے اہتمام سے مدرسہ میں ترقیات کی صورتیں پیدا ہوئی ہیں تو کیوں نہ ان کی ناز برداری کی جائے اگر وہ ناحق بات کہتے ہوں تو کیوں نہ اس کو قبول کیجئے۔ مزید تفصیل میں حاضر ہو کر عرض کرونگا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۷۴ تا ۲۷۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

۳۸۷۔ قاری عبد اللہ صاحب مدرس تجوید

مدرسہ شاہی کی تعزیت

حاشیہ مکتوب نمبر ۱۰۱:- حضرت مولانا قاری عبد اللہ صاحب مدرس تجوید جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت قاری عبدالرحمن صاحب مکی کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ فن قراءت کے بہترین ماہر استاذ مرحوم آپ کو فخر القراء کہا کرتے تھے۔ درس و تدریس کے ساتھ سیاسی دلچسپی بھی بہت رکھتے تھے۔ بہت بڑے مدبر، صاحب

علم و بصیرت تھے۔ تحریک آزادی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اگست ۱۹۴۲ء میں مراد آباد جیل میں تقریباً ۸ مہینہ رہے، رہا ہو کر پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں مراد آباد میں کالرا کی وبا پھیلی۔ قاری صاحب مرحوم کے اکلوتے جوان فرزند قاری محمد طیب صاحب، دو لڑکیاں اور خود قاری صاحب مرحوم اس میں مبتلا ہو کر دو دن میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ملاحظہ فرمائیں مکتوب نمبر ۱۰۱

قاری عبداللہ صاحب مرحوم اور ان کے صاحبزادیوں کی وفات کے سانحہ عظیمہ سے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں خصوصی مقام عطا فرمائے اور پسماندوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے تقادیر الہیہ میں کیا چارہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کی صاحبزادیوں کو صبر جمیل تاکید کر دیجئے۔ اور سلام کہہ دیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۷۶)

۳۸۸۔ والدین کا سایہ ظلِ رحمانی ہوتا ہے

والدہ محترمہ کی وفات کی خبر سے صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اگرچہ مرحومہ نہایت ضعیف العمر اور ناتواں ہو گئی تھیں اور عمر طبعی سے تجاوز کر گئی تھیں، مگر والدین کا سایہ ظلِ رحمانی ہوتا ہے ان کے وجود سے اولاد کو نہایت اطمینان اور سکون رہتا ہے۔ خصوصاً سعید اور سمجھدار اولاد کے لئے تو ان کا وجود نعمِ عظمیٰ میں سے ہوتا ہے۔ مگر ہم کو صبر جمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں، اسی کا کے لئے تو ان کا وجود نعمِ عظمیٰ میں سے ہوتا ہے۔ مگر ہم کو صبر جمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں، اس کا ہم کو حکم ہے اور اسی پر رضوانِ خداوندی کا وعدہ ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۷۷)

۳۸۹۔ مسلمانان ہند کیلئے ۳۸ نکاتی پروگرام

حاشیہ مکتوب نمبر ۱۰۵: حضرت شیخ الاسلام کا یہ والا نامہ مسلمانان ہند کیلئے ۳۸ نکاتی پروگرام آج سے تقریباً ۶۶، ۶۷ سال قبل تحریک خلافت کے زمانہ میں قلمبند ہوئے ہیں۔ یہ اپنے اندر جو معنویت رکھتے ہیں، وہ محتاج تشریح نہیں ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس کے اوپر عمل کیا ہوتا تو آج نہ بے راہ روی ہوتی۔ اور نہ انار کی ہوتی۔ مسلمانوں کی طاقت منظم ہوتی ان کا مذہب محفوظ ہوتا۔ ان کی تہذیب کی ناروا قطع و برید نہ ہوتی۔ ان کی مساجد محفوظ رہتیں۔ وہ ایک بھاری بھر کم اقلیت میں رہتے ہوئے اپنا خصوصی مقام رکھتے۔ صرف اسی ایک والا نامہ سے حضرت قدس سرہ کے تاثرات مذہبی اور غیرت دینی کا اچھی طرح سراغ مل رہا ہے۔ اس والا نامہ کو بار بار پڑھئے اور انصاف سے کام لیجئے۔ آج بھی اس دستور کے اندر وہ سب کچھ موجود ہے جو لٹی ہوئی قوم اور منتشر و پراگندہ جماعت کو طاقت بخشے والا اور تریاق سے بڑھ کر کارآمد نسخہ موجود ہے۔ آج بھی حضرت قدس سرہ کی روح بے چین ہو کر قوم کو یہ پیغام دے رہی ہے۔

بارہا نالید و گفت اے قوم ما بیدار شو
حصہ خود از حریفان گیر و گرم کار شو

مکتوب نمبر ۱۰۵

بنام مولانا خلیل احمد صاحب استاذ مدرسہ شاہی۔ محترم المقام زید مجدکم۔ السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والا نامہ مورخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۹۳۴ء محرم میں باعث سرفرازی ہوا تھا۔ مگر بوجہ کثرت مشاغل غلبہ نکاسل ارسال عرائض سے معذور رہا۔ امیدوار معافی ہوں۔

قواعد و مقاصد تنظیم مسلم

الف :- مسلمانوں کی ہر قسم کی کمزوریاں اور انتشار ان کی ترقی سے مانع ہی نہیں

ہے بلکہ ان کو ایک ایسے میدان کی طرف دھکیل رہی ہے جس میں سوائے ہلاکت کے اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے۔ دوسری قومیں نہایت تیزی سے ترقی کے ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کیلئے ہر قسم کی خلاف کوشش کرتی ہوئی سدراہ ہیں۔ ان کی ترقی تو درکنار ان کی ہستی بھی ناگوار ہے۔ آزادی ہند جو مذہبی فریضہ بھی ہے، بغیر ان انتشاروں اور کمزوریوں کے دور ہونے کے ممکن الحصول نہیں۔ اور اگر ممکن بھی ہو اور حصول کی نوبت بھی آجائے، تو مفید نہیں۔ اس لئے حسب ذیل دفعات کے ساتھ تنظیم کی بہت زیادہ اور فوری ضرورت ہے۔

(۱) محلہ واریا قوم واریا نماز کی تنظیم کی جائے۔

الف:- ہر محلہ یا ہر قوم میں حسب ضرورت تین تین یا چار چار افراد کو نمازی بنانے کے ذمہ دار ہوں۔ بے نمازیوں کو سمجھا بجھا کر نمازی بنائیں۔ اور جو لوگ نماز نہیں جانتے ان کو نماز سکھلائیں۔

ب:- خوب کوشش کی جائے کہ قوم یا محلہ کا کوئی بالغ آدمی خواہ مرد ہو یا عورت بے نمازی نہ رہے۔

ج:- اس معاملہ میں تمام قوم یا تمام اہل محلہ اتفاق رائے سے کام کریں۔

(۲) شریعت کی ہدایت کے مطابق مردوں کو جماعت کا پابند بنایا جائے۔

(۳) مساجد کی تعمیر اور اصلاح و مرمت کی جائے۔ نیز ان کو پوری طرح آباد

کیا جائے۔

(۴) ہر محلہ یا قوم میں ایک نقشہ ترتیب دیا جائے جس میں مسلمان گھروں، افراد،

نمازی، بے نمازی، خواندہ، ناخواندہ، بے کار اور کام کرنے والے لوگوں کا اندراج

ہو۔

(ب) انجمن شعبہ والنظیر ان

مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے ہر قوم اور ہر محلہ میں

ایسے نوجوان کی باقاعدہ منظم جماعت ہونی چاہئے جو کہ ہر طرح اور دیگر قومی خدمات کو باقاعدہ انجام دے سکے۔ چونکہ ہمسایہ قومیں بہت زیادہ جتھا بندی کر رہی ہیں۔ اور مسلمانوں پر چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی حملہ آور ہو رہی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی یہ تنظیم اور زیادہ ضروری ہے۔ امن قائم رکھنا، جان و مال کا محفوظ رکھنا اور دیگر قومی ضرورتوں کو خوش اسلوبی سے انجام دینا ان کا فرض منصبی ہوگا۔ اس لئے حسب دفعات ذیل پر عمل درآمد کی فوری ضرورت ہے:-

۱:- فنون سپہ گری سے واقف اور قوت والے لوگ اس جماعت میں کثرت سے داخل ہوں جن کا اصل مقصد اسلام کی حفاظت ہو۔

۲:- یہ سب لوگ عہد کریں کہ ہم اسلام کے دل سے حامی اور مددگار رہیں گے۔ اور حسب طاقت مسلمانوں کی خدمت اخلاص کے ساتھ کریں گے۔

۳:- ان کی جماعتیں محلہ واریا قوم واریا ترتیب دی جائیں۔

۴:- ہر محلہ یا قوم کی جماعت کا ایک شخص سردار منتخب کیا جائے۔ جس کو جمعدار کا لقب دیا جائے۔

۵:- واللہ عہد کرے کہ میں اپنے سردار کا فرماں بردار اور مطیع رہوں گا۔ جب تک وہ کسی گناہ کے کام یا قومی مفاد کے خلاف کام کا حکم نہ دے۔

۶:- ہر محلہ اور ہر قوم کے جمعدار کی اطاعت کرتے ہوئے شہر میں اگر کسی دوسری جگہ ضرورت پڑ جائے تو وہاں بھی ہر قسم کی مدد کر لے۔

۷:- قومی جلسوں اور جلوسوں میں بھی حسب ضرورت حصہ لیں۔

۸:- اگر کسی طرف کوئی جھگڑا ہو جائے تو حتی الوسع کوشش کریں کہ دفع ہو جائے۔ اور صلح و آشتی قائم ہو جائے۔

۹:- اگر جھگڑا دفع کرنے کی کوشش نفع نہ دے اور دوسری ہمسایہ قوم حملہ کر دے تو پوری طاقت کے ساتھ مدافعت کریں۔ اور کسی طرح کی کوتاہی روا نہ رکھیں۔

- ۱۰:- مسلمانوں کو بے جا اشتعال اور ناجائز جوش سے باز رکھیں۔
- ۱۱:- خود بھی اور دیگر مسلمانوں کو بھی ہجوم اور جھگڑے کی ابتداء سے حتی الوسع روکیں۔
- ۱۲:- تمام شہروں کے جمعداروں کا ایک سردار بنایا جائے جس کا لقب کپتان رکھا جائے۔ تمام والنظیر اس کی اطاعت کریں۔
- ۱۳:- یہ کپتان حسب ہدایت ناظم خلافت کمیٹی جملہ کاروائی کرے۔
- ۱۴:- جملہ والنظیر ان کا باقاعدہ علیحدہ دفتر ہو جس کے مصارف کیلئے چندہ رکنیت سے کاروائی کی جائے۔

قواعد و قوانین دربارہ شعبہ اصلاح مصارف

چونکہ ہندوستان میں عام طور سے مسلمان شادی اور غمی وغیرہ کی طاقت سے زائد مراسم کی بنا پر روز افزوں افلاس میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے اور اسی وجہ سے ان کی جائیدادیں نکلتی جا رہی ہیں اور قرض کا بار گراں برابر اس پر بڑھتا جا رہا ہے۔ پنجاب کے مسلمان وہاں کے ہندوؤں کے بہتر ۷۲ کروڑ روپے کے مقروض ہیں۔ مسلمانوں میں بہت زیادہ مرد اور عورتیں اسی کثرت مصارف کی وجہ سے کنوارے پڑے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے قومی نسل کی ترقی مناسب طور پر نہیں ہو رہی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بیماریوں اور بد اخلاقیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۱۹۱۲ء کی رپورٹ میں مسلمان مردوں میں ۵۳ فیصدی کنوارے دکھلائے گئے ہیں۔ جبکہ ہندو مرد ۴۷ فیصدی کنوارے ہیں۔ اور مسلمان عورتیں ۳۸ فیصدی کنواری دکھلائی گئی ہیں۔ جبکہ ہندو عورتیں ۳۱ فیصدی کنواری ہیں۔ بیوہ عورتوں کی تعداد بھی مسلمانوں میں خاصی ہے۔ یعنی ۱۵ فیصدی عورتیں بیوہ ہیں۔ ہندوؤں میں پندرہ میں ۱۹ فیصدی عورتیں بیوہ ہیں مسلمان مرد متاہل ہندوؤں سے کم ہیں۔ ہندو ۴۷ فیصد متاہل ہیں۔ اور ہندو عورتیں ۸۰ فیصدی متاہل ہیں۔

شادی اور غمی کے بے جا مصارف نے مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصانات

پہونچائے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر مسلمانوں کو اپنی باقی ماندہ جائیداد کے تحفظ کیلئے اور اپنی نسل کو بڑھانے کیلئے اپنی شادی اور غمی کے مصارف کی طرف پوری قوت کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ لہذا حسب ذیل دفعات فوری اصلاح کیلئے تجویز کی جاتی ہیں جس کی بنیاد یہ ہے کہ ہر خاندان میں شادی اور غمی کے مصارف ایسے ہونے چاہئیں کہ جس کو خاندان کا ہر غریب آدمی بلا قرض پورا کر سکے۔

- (۱) لڑکے اور لڑکیوں کا بالغ ہونے کے بعد جلد سے جلد نکاح کر دیا جائے
- (۲) شادی اگر شہر میں ہو تو بارات کو کھانا نہ کھلایا جائے
- (۳) شہر کی بارات میں نکاح کے بعد صرف چھوہارے تقسیم کئے جائیں
- (۴) اگر بارات شہر کے باہر سے آئے تو اس میں پندرہ آدمی سے زائد نہ ہوں
- (۵) بارات میں ہاتھی نہ لایا جائے
- (۶) بارات میں پاکی نہ لائی جائے اور اگر ضروری ہو تو صرف نوشہ کیلئے ہو
- (۷) گھوڑے بھی نہ لائے جائیں۔ اگر ضرورت ہو تو صرف نوشہ کیلئے
- (۸) یکہ، گاڑیاں، موٹر وغیرہ ضرورت سے زائد ہرگز نہ ہوں
- (۹) بارات میں ڈھول تاشہ وغیرہ باجے ایک قلم بند کر دیئے جائیں
- (۱۰) خدام شاگرد پیشہ سات عدد سے زائد نہ ہوں
- (۱۱) آتش بازی ناچ وغیرہ ناجائز امور سے کلی پرہیز کیا جائے
- (۱۲) بارات کو کھانا نہایت سادہ اور کم خرچ کھلایا جائے۔ صرف گوشت روٹی یا صرف پلاؤ پر اکتفاء کیا جائے۔

- (۱۳) ۲۴ گھنٹہ سے زیادہ بارات کو نہ ٹھہرایا جائے
- (۱۴) برادری کو کھانا دینا اور تمام محلہ اور شہر میں تقسیم کرنا بند کر دیا جائے
- (۱۵) خاص اعزہ و احباب جو شادی میں اعانت کر رہے ہیں ان کو گھر پر کھانا کھلا دیا جائے۔

(۱۶) عورتوں کا زیادہ مجمع نہ کیا جائے۔ صرف خاص خاص اور زیادہ ترقی پزیر عورتیں ہی بلائی جائیں۔

(۱۷) عورتوں کیلئے بھی نہایت سادہ کھانا تیار کیا جائے

(۱۸) رت جگا، بھتوانی، گلگلوں، بروں وغیرہ کی رسوم بالکل بند کر دی جائیں۔

(۱۹) ڈومینوں کا گانا، عورتوں کو جمع کرنا وغیرہ بالکل روک دیا جائے

(۲۰) جوڑے صرف دولہن کے واسطے تیار کئے جائیں۔ دولہن کے دوسرے رشتہ داروں کے جوڑے بالکل بند کر دیئے جائیں۔

(۲۱) دولہن کے جوڑے خواہ کتنے ہی ہوں، پچاس روپے سے زائد کے ہرگز نہ

ہوں

(۲۲) دولہے کا جوڑا دس روپے سے زائد کا نہ ہو، دولہا دوسرے رشتہ دار کیلئے جوڑے بالکل نہ ہوں۔

(۲۳) میوہ، بری شکر وغیرہ بالکل ترک کر دی جائیں

(۲۴) لڑکے والا زیوراتیں روپے سے زائد کا نہ ہو

(۲۵) لڑکی والا بھی تیس روپے سے زائد کا زیور نہ دے

(۲۶) زیور، جوڑے اور جہیز وغیرہ کا عورتوں اور مردوں کو دکھلانا بالکل بند کر دیا

جائے

(۲۷) جہیز میں صرف ضروری چیزیں دی جائیں۔ جن کی قیمت تیس روپیہ سے

زیادہ نہ ہو۔

(۲۹) نیوتہ کی رسم بند کی دی جائے

(۳۰) حتی الوسع مہر کو فاطمی رکھا جائے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو جہاں تک ممکن ہو کم

کیا جائے۔

(۳۱) پر جوں مثلاً دھوبی، بڑھی وغیرہ کے حقوق حسب عادت شرع کے موافق

دیئے جائیں۔

- (۳۲) دیہاتیوں کے حقوق موقوف کر دیئے جائیں
- (۳۳) عیدی، شہزادی، ساونی، جڑاول وغیرہ موقوف کر دیئے جائیں
- (۳۴) گونہ کی رسم کو بند کر دیا جائے
- (۳۵) چوتھی کھیلنا اور اس کی دیگر خرافات کو موقوف کر دیا جائے
- (۳۶) سنگنا نہایت سادگی سے کیا جائے۔ اس کیلئے کسی قسم کے خاص مصارف نہ کئے جائیں
- (۳۷) غیر رسمی طور پر ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو چاہے اور جس قدر چاہے اپنی اولاد اور داماد کو دے۔

(۳۸) مناسب ہوگا کہ اصحاب استطاعت اپنی اولاد اور داماد کیلئے کوئی جائداد خریدیں یا کوئی تجارت کرا دیں۔

ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کی رسمیں

(۱) عقیقہ ساتویں دن سنت کے مطابق کر دیا جائے۔ بچے کے بال منڈائے جائیں۔ بالوں کی مقدار میں چاندی تول کر خیرات کر دی جائے عمدہ اسلامی نام تجوید کیا جائے۔ لڑکی کیلئے ایک بکرا اور لڑکے کیلئے دو بکرے ذبح کئے جائیں، بشرطیکہ استطاعت ہو۔ یا تو گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ اگر دعوت کریں تو خاص خاص اعزہ اور احباب کی جن کی تعداد پندرہ سے زائد نہ ہو۔

(۲) کرتہ، ٹوپی بند کر دی جائے۔

(۳) نانہال وغیرہ سے جوڑے وغیرہ کی رسم بند کر دی جائے۔

(۴) ختنہ شریعت کے مطابق نہایت سادہ طریقہ سے کیا جائے۔

(۵) اگر ممکن ہو تو ختنہ بھی عقیقہ کے ساتھ ہی ساتویں دن کر دیا جائے۔ اگر ایسا

نہ ہو سکے تو جلد سے جلد چھوٹی ہی عمر میں کرایا جائے۔

- (۶) ختنہ کے وقت میں بہتر ہے کہ کوئی رسم اور اجتماع نہ کیا جائے اور اگر ایسا کیا جائے۔ تو پندرہ افراد سے زیادہ نہ ہوں۔
- (۷) موت میں تجہیز و تکفین کے تمام مصارف شریعت کے موافق مختصر ہوں۔
- (۸) اگر ایصال ثواب کیلئے وصیت ہو تو شریعت کے موافق تہائی مال میں سے مصارف عمل میں لائے جائیں۔
- (۹) اگر ایصال ثواب کی وصیت تہائی مال سے نہ پوری ہوتی ہو اور ورثاء سب کے سب بالغ ہوں تو ان کی اجازت سے پوری کی جاسکتی ہے۔
- (۱۰) اگر ورثاء تہائی مال سے زائد خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں یا ان میں کوئی وارث نابالغ ہو تو تہائی سے زائد ہرگز نہ خرچ کیا جائے،
- (۱۱) ایصال ثواب میں محتاج اور مستحق خیرات افراد ہی بلائے جائیں۔ صاحب ثروت احباب و اقارب کیلئے یہ کھانا جائز نہیں۔
- (۱۲) ایصال ثواب کے مصارف کو جہاں تک ممکن ہو خفیہ طریقہ سے عمل میں لایا جائے۔

قواعد انجمن

- (۱) اس انجمن کی انتظامیہ کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ مذکورہ نمبروں میں اتفاق رائے سے مقامی احوال کے مطابق تغیر و تبدل کر سکتے ہیں۔
- (۲) اس انجمن کے بھی صدر، سکریٹری وغیرہ عہدیدار منتخب کئے جائیں گے۔
- (۳) ہر ممبر کو دفتر کی ضروریات اور دیکھ بھال کیلئے چار سال دینا ہوگا۔
- جناب عالی! اس وقت بہت زیادہ بیداری کی ضرورت ہے۔ دوسری قومیں اپنی کثرت، اپنے مال، اپنے علم، اپنی زمینداری، اپنی تجارت اور اپنے عہدوں کے گھمنڈ پر تلی ہوئی ہیں کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کی ہستی کو پامال کر ڈالو۔ ان کو کوئی تفوق دینا تو درکنار ان کی آواز بھی اس ملک میں باقی نہ رہ جائے۔ ادھر مسلمان اپنی نا اتفاقی،

افلاس، بیکاری، جہالت، بے شعوری، کم شماری وغیرہ کی وجہ سے دبتے جا رہے ہیں۔ کچھ لوگوں کو سمجھا کر اس لئے کھڑا کیا گیا ہے تاکہ ہندو مسلم اتفاق کا جنازہ نکل جائے۔ اب وہ مخالف کے پلیٹ فارم پر آ گئے ہیں۔ اور جہالت و بزدلی کی وجہ سے ہندوستان کے اصلی دشمن کو بھول گئے۔ اور مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ وہ پروپیگنڈے موجود ہیں کہ جن سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنی تنظیم نہ کر لی اور بہت بیداری کا ثبوت نہ دیا تو مستقبل نہایت تاریک ہوگا۔ اسلئے بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے اوقات میں سے روزانہ کچھ حصہ اس میں پوری تندی کے ساتھ صرف کر دیں۔ ورنہ جو صورت حال ہے اس میں مسلمان خود قوموں سے بھی زیادہ گر جائیں گے اور ان پر ایسے وحشیانہ مظالم ہوں گے جن کی نظیر دنیا میں نہ ملے گی۔ شخصی عزت اور مال داری اس وقت کام نہ آئے گی۔ قوم کا گر جانا شخصی عزت کو نہیں سنبھال سکتا۔ ہمارے معزز اور سربراہان و حضرات تو احساس سے عاری ہیں۔ نفسی نفسی میں مبتلا ہیں، ان کو چھوڑ کر قوم اور خاندان کے ہر فرد کو جگانا چاہئے۔ ان میں باقاعدہ کمیٹیاں قائم کرنی چاہئے۔ تجارت تعلیم، سپہ گری، وغیرہ قائم کرتے ہوئے جہالت، نا اتفاقی، فضول خرچی اور مقدمہ بازی سے ان کو بچانا چاہئے۔ پوری کوشش کر کے دینی جذبات اور اعمال کو کمال تک پہنچانا چاہئے۔ یہ عوام اسلام کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ بیدار اور منظم ہو گئے تو پھر کوئی ہمیں آنکھیں اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ ان کے غیر منظم ہونے کی وجہ سے دشمن نفع اٹھاتا ہے۔ ان میں بھیس بدل کر آتا ہے۔ شورش اور اشتعال پیدا کرتا ہے۔ خود غیر قوموں پر حملہ کرتا ہے اور جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے تو چپکے سے نو دو گیارہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت زیادہ بیداری اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر میں ملازمت کی وجہ سے مجبور نہ ہوتا تو پورے صوبہ میں تنظیمی اسکیم جاری کراتا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۹۳ تا ۱ اگست ۱۹۲۶ء)

خلافت آفس سلہٹ

۴۹۰۔ چچا زاد بڑے بھائی کی وفات پر اظہار تعزیت

مکتوبات نمبر ۱۰۶: جناب سید محمد بشیر الدین صاحب الہداد پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد کے نام
مخدومی و مکرمی! جناب بھائی صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔

آپ کا والا نامہ ملا۔ جس میں بھائی محمد ظہیر صاحب مرحوم کی وفات کی خبر وحشت
اثر درج تھی۔ اس کو معلوم کر کے بہت صدمہ ہوا۔ اگرچہ مرحوم نے بفضلہ تعالیٰ بڑی عمر
پائی تھی اور عمر طبعی سے تجاوز کر گئے تھے مگر خاندان میں سب سے بڑے وہی تھے۔ ہم
سمجھوں پر ان کا سایہ عظیم الشان نعمت تھا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی
رحمتوں سے اور مغفرتوں سے نواز دے۔ آمین۔ میں انشاء اللہ ۱۲ فروری کو یہاں سے
روانہ ہو کر ۱۳ فروری کی شام یعنی رات کے ساڑھے بارہ (12½) پنجاب اکسپریس
میں اکبر پور پہونچوں گا۔ بھاؤ ج صاحبہ (یعنی خوشدامن صاحبہ) ساتھ ہوں گی۔ اس
لئے آپ اسٹیشن پر ایک موٹر کار کا انتظام رکھیں۔ دعوت صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۲۹۵)

۴۹۱۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کا ذوق باغبانی

نوٹ:- حضرت قدس سرہ کی گل بوٹوں سے دلچسپی کا صحیح اندازہ کرنا ہو تو آج بھی
دیوبند اور ٹانڈہ کی خانقاہ کو دیکھا جاسکتا ہے کہ کتنے درخت اور کس کس جگہ سے آئے
ہوئے ہیں اور کیسے کیسے دلفریب اور روح پرور پھول ہیں کہ سارا محلہ معطر اور پوری
سرزمین خانقاہ مدنی چمنستان بنی ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے خود دیکھا ہے کہ حضرت
ان پھولوں کے درختوں کو خود اپنے ہاتھوں سے نصب فرماتے اور گوڑتے تھے اور جب
کوئی جاتا اور درختوں میں کوئی دلچسپی لیتا، تو حضرت قدس سرہ اس کو مختلف قسم کے

پھول لا کر دیتے اور فرماتے کہ بتاؤ یہ پھول کس کے ہیں؟۔ ایک مرتبہ ناچیز (یعنی مرتب مکتوبات) کو اندر سے کئی پھول لا کر عنایت فرمائے۔ جو حسین بھی تھے اور خوشبودار بھی اور فرمایا کہ بتاؤ یہ پھول کس کے ہیں؟ ناچیز حد درجہ گستاخ (مگر باادب) تھا۔ بول دینے کا عادی تھا۔ عرض کیا کہ درخت کے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا نام کیا ہیں؟ عرض کیا کہ ہم بھڑ بھڑ وا وغیرہ سے زیادہ کا علم نہیں رکھتے۔ بتائیں تو کیا بتائیں..... خود ہی فرمایا کہ یہ جمبا ہے۔ یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے، اور پھر درختوں اور پھولوں کے بارے میں اتنی معلومات کا اظہار فرمایا کہ جس کو سن کر حیرت ہو گئی۔ آپ خود ان خطوط کی روشنی میں اس کا فیصلہ فرمائیں۔

مکتوب نمبر ۱۰

میں نے پودوں کا ایک پارسل روانہ کیا آپ اس کو ایجنسی کے آفس سے منگوائیں۔ اب کی مرتبہ تمام درخت مٹی کے گملوں میں ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ محفوظ طریقہ سے پہونچیں گے۔ ان میں مندرجہ ذیل درخت ہیں۔ ان کو حسب ذیل جگہوں پر لگوا دینا۔

(۱) سرو کا درخت ہے اس کو روش کے دھن جانب اتنی دوری پر نصب کریں، جتنی دوری پر اتر جانب کا سرو کا درخت ہے۔

(۲) انار کا درخت ہے۔ یہ انار بڑے پھول والا ہے اس میں پھل نہیں لگتا۔ پھول بہت خوبصورت ہوتا ہے اس کو مردانہ مکان کے چبوترہ کے پچھلی کنارہ پر لگا دیجئے۔ اس کیاری میں موہی پھولوں کی بیل لگائی گئی ہے۔

(۳، ۴) چینی چمپا کے دو درخت دو گملوں میں ہیں ان میں سے ایک درخت اسی مردانہ مکان کے چبوترہ دھن جانب والی کیاری کے پوربی کنارے کے قریب نصب کر دیجئے۔ اور دوسرا درخت زنانہ، مکان کے اتری کنارے پر چچیں اور کامنی کے بیچ میں نصب کر دیجئے۔ جو کہ بیلے کے درختوں کے درمیان میں خالی جگہ پر واقع ہے۔

(۶،۵) یہ دو درخت دو گملوں میں چکمن چمپا کے ہیں ان میں سے ایک درخت زنانہ مکان کے اتری کنارے پر کامنی اور دروازہ کے درمیان پچھمی طرف نصب کر دیتے۔ اور ایک درخت پوربی کنارہ گندہ راج جس کو اردو میں لونگ مشک اور انگریزی میں گادینیا کہتے ہیں۔ کے پورب طرف خالی جگہ میں جہاں کلچین کی خشک شاخ تھی، نصب کر دیتے۔ اور اس خشک شاخ کو اکھاڑ دیتے۔ اور اگر وہ زندہ ہوگئی تو اس کو زنانہ بیت الخلاء کے پچھمی جانب زنانہ دروازہ کی روش کے قریب نصب کر دیتے۔ اور اگر ہڈی کی کھاد کا بورا جو کہ سورت سے بھیجا گیا ہے وہ پہونچ گیا ہے تو وہ بھی دیسی کھاد کے ساتھ ملا کر دیدیتے۔

دوسرے مکتوب گرامی میں ارشاد فرماتے ہیں:

بابو الہام اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بعض مشغولیتوں کی وجہ سے الہ آباد نہیں جاسکے۔ اسی سفر میں ٹانڈہ جانے والے تھے۔ میں نے ان کو پانچ پودوں کیلئے کہہ دیا ہے۔ اس کا پارسل تمہارے نام پہونچے گا۔ اس میں ایک درخت گلاب خاص (آم) کا ہوگا۔ اس کو اس جگہ نصب کر دو جہاں پہلے آم کا درخت خشک ہو گیا تھا۔ مگر یہ کام پہلے سے کر رکھو۔ اس کا گڑھاتین فٹ گہرا اور بارہ گرہ چوڑا کھودو۔ اس میں اگر اینٹ یا روڑا ہو تو اسے نکال دو۔ اس کی مٹی میں ریت اور دیسی کھاد پرانی اور تھوڑی سی نیم کی کھاد ملا دو۔ پھر درخت کو وہاں اس طرح نصب کرو کہ اس درخت کی جڑوں کا مٹی کا گولا بالکل ٹوٹنے نہ پائے۔ اور یہ مٹی اس میں ڈال دو۔ جب سردی تیز ہونے لگے تو آم کے تمام درختوں کو پھوس سے محفوظ کر دو۔

چار درخت شربتی آڑو کے ہوں گے۔ ان کو جنوبی دیوار کے قریب قریب کاغذی لیموؤں کی قطار میں اس دور پر جس پر لیمو نصب ہیں، لگا دو۔ ایک زنانہ بیت الخلاء سے پچھم کے قطعہ اور تین درخت پوربی حصہ میں۔ آڑو کے درختوں کیلئے بھی گڑھا کھودنے کی مقدار اور مٹی میں وہی طریقہ کرو جو میں نے آم کیلئے لکھا ہے۔

تم نے گل مہندی کے درختوں کو اکھاڑنے کیلئے لکھا ہے، تو جو درخت سوکھنے والے ہوں یا ان کا پھول ختم ہو گیا ہو، ان کو اکھاڑ دو اور جو درخت عمدہ پھول والے ہیں ان کا بیج لے لو۔ گیندے کی قسم کے جو پھول کے درخت ہیں۔ ان میں بھی جو مناسب سمجھو کرو۔ عنقریب سردی کے پھولوں کے بیج بھیجوں گا۔

دیمک کے دفعیہ کیلئے ایک تولہ فنانل ایک گھڑا پانی میں ملا کر درخت کے تھالوں میں دینا بہت مفید ہے۔ جہاں تک دیمک ہو اور کوئی درخت نہ ہو۔ وہاں کھود کر بڑا کیڑا جو دیمک کا بادشاہ ہوتا ہے اس کو نکال کر مار دو تو دیمک وہاں سے خود بخود چلی جائے گی۔ اس وقت سرمائی پھولوں کے بیج بھیج رہا ہوں۔ یہ مختلف قسم کے سرمائی پھولوں کے بیج ہیں۔ مختلف مقامات پر ایک گز لمبے اور نصف گز چوڑے تختے بناؤ۔ یہ تختے ان جگہوں پر بناؤ جہاں پر ایسے پھول کے درخت نہ ہوں جن کے پھول باقی ہوں۔ یعنی گل مہندی وغیرہ یا ہمیشہ رہنے والے چھوٹے درخت ہوں۔ ان کے گرد ایسے پھولوں کے بیج بودو۔

مکتوب نمبر ۱۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے ایک اور پارسل جس میں چند قسم کے گلاب ہیں پہنچا ہوگا۔ اس میں جو پودے گملوں میں ہوں وہ گملوں ہی میں رہنے دیں۔ اور جو گملوں سے باہر ہوں ان کو کسی مناسب جگہ پر لگا دیں۔

مکتوبات نمبر ۱۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں:

سہارنپور سے دو ٹوکڑے پودوں کے روانہ کئے گئے ہیں۔ ان میں نو گملے ہیں، پانچ بڑے اور چار چھوٹے، دو بڑے پتوں والی چمپا کی پودیں ہیں۔ ایک زنانہ چبوترے کے شمالی جانب جہاں چمپا کا درخت تھا۔ لگے گا۔ اس جگہ گڑھا گہرا کھود دیئے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس میں کوئی اینٹ یا ٹھیکرا تو نہیں ہے۔ اگر مٹی میں ریت اور تھوڑی سی نیم کی کھلی ملا کر اس درخت کو نصب کر دیجئے۔ اور ایک درخت

جدید چبوترہ شرقیہ کے جنوب میں نصب کر دیجئے۔ اور دو بڑوں میں چینی چمپا کے دو پودے ہیں۔ ان میں سے ایک جدید چبوترہ کے شمالی کونہ پر نصب کر دیجئے۔ اور دوسرے کو مکان کے کسی مناسب مقام پر، بہتر ہوگا کہ مردانہ بیت الخلاء کے کونے پر۔

ایک بڑا گملہ وہ ہے کہ جس میں سپورا کے چند چھوٹے چھوٹے درخت ہیں۔ ان کو آپ اپنی رائے سے کسی جگہ اندر اور باہر نصب کر دیں اور چھوٹے گملوں میں وہ چمپا ہے جس کو بویر یا کہتے ہیں۔ اس کے پھول سے کیلے کی خوشبو آتی ہے۔ اس کا ایک درخت قدیم چبوترہ کے شمالی جانب لگے گا۔ جہاں پہلے سے اس کا درخت تھا اور دو چھوٹے گملوں میں چند درخت چھوٹے چھوٹے ہیں جو کہ بول کے پتے والے ہیں۔ اسکو سیان کہتے ہیں۔ ان کو بھی کنارے کنارے جہاں مناسب سمجھئے نصب کر دیجئے۔

مکتوب نمبر ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

میں نے آج دو پارسل درختوں کے بھیجے ہیں ان میں ایک میں تین یا چار درخت لوکاٹ کے ہیں۔ اور دوسرے میں چار درخت پھولوں کے ہیں۔ اور دو درخت ہملٹو نیا کے ہیں۔

یہ وہی درخت ہے جو گزشتہ سال بھی بھیجا گیا تھا۔ اور تم نے باہر چبوترے کے پاس لگا دیا تھا۔ اب کی مرتبہ بہت حفاظت سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کی جڑیں محفوظ ہیں۔ اتک پودا اندر اور ایک باہر لگا دو اور دو درخت بہت چھوٹے ہیں ان کو میموسلن ایڈول کہتے ہیں۔ انکی حفاظت بہت زیادہ ضروری ہے۔ اور دو درخت اکزور کے ہیں۔ تاڑ کا درخت کاٹ دیجئے۔ اور اس میں رات کی رانی کی قلمیں اور کامنی کے پودے اور بیلے کی جڑیں لگا دیجئے۔ شریفہ کے پودے غالباً سب صحیح ہوں گے نہ معلوم وہ چمپا کے درخت جو سال گذشتہ آئے تھے سرسبز ہو گئے یا نہیں اب جو درخت کلکتے

سے آئے ہیں۔ وہ سرسبز ہیں یا نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۴۰۸)

۴۹۲۔ مولانا محمد یوسف بنوری سے خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے

مکتوب گرامی مولانا عبدالحق نافع پشاور کے نام

خَيْالِكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي قَلْبِي
وَحُبُّكَ فِي قَلْبِي فَأَيُّنَ تَغِيبُ
محترم المقام، زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدت مدیدہ کے بعد آپ کا والا نامہ محررہ ۱۲ ربیع الاول ۱۹۶۹ء باعث سرفرازی ہوا۔ آپ کی خیریت مختلف وسائط بالخصوص مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے معلوم ہوا ہو کر باعث اطمینان ہوتی رہی۔ نیز مولانا عزیز گل صاحب کی خیر و عافیت بھی ان ہی سے قریبی زمانہ میں جب کہ میں ڈابھیل ماہ صفر میں گیا تھا، معلوم ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ صاحبان کو اپنے حفظ و امان میں بخیر و عافیت رکھا ہے۔ البتہ ہر دو افراد کے بارے میں اس کا افسوس ہے کہ مشاغل علمیہ میں بہت کمی ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۱۴)

۴۹۳۔ مولانا عبدالحق نافع کا سند طلب کرنا

میرے محترم! آپ کا مجھ سے سند اور اجازت طلب کرنا قلب موضوع کے مرادف ہے۔ میری استعداد اور قابلیت ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتی۔ میں تو حقیقی معنوں میں:

”بدنام کنندہ ٹکونا مے چند“

ہوں، مگر کُبْرَی مَوْتُ الْكِبْرَاءِ نے اس موقع پر پہونچا دیا جہاں آپ سمجھ رہے ہیں۔ بہر حال امثال اللامریہ چند کلمات پیش کر رہا ہوں۔ کیا تعجب ہے کہ کسی

قریبی زمانہ میں شرف لقاء اور تمثیل بین یدی الاحباب والا کا بر سے فوز حاصل ہو جائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى كفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔

اما بعد : فان الاخ البار حضرة العلامة الخیر مولانا عبدالحق المعروف بمولانا نافع گل دام فضله وعلاوه امين۔ استجازنى والفنون العربية سيما ما الاحاديث النبوية (على صاحبها الف الف صلوة وتحية) وحيث لم اكن اهلا لذلك المقام فقد استسمن ذاو رم نفخ غير ضرم، اعتذرت اليه واستعفرت فلم يعفنى ولم اصر على ذلك ولما اجد بد امن امثال امره، استخرت الله واجزته لجميع ما رويه من كتب الحديث والتفسير والفقه و اصولها وغير ذلك من العلوم العربية والفنون الالية كما اجازنى بها واس المحققين ورئيس المحدثين امام المتأخرين الثقة الحجة مولانا بوميمون محمود الحسن العثمانى الحنفى النقشبندى القادرى السهرورى صدر المدرسين بدار العلوم الديوبندية (قدس الله سره العزيز) عن شمس الاسلام والسلمين العارف بالله الثقة البثت الحجة مولانا ابو احمد محمد قاسم الصديقى النانوتوى وعن شمس العلماء وقطب الاولياء الامام الحجة مولانا ابو مسعود رشيد احمد الايوبى الكنگوهى (قدس الله ارارهما) عن الامام الحجة مولانا شاه عبد الغنى المجددى الدهلوى ثم المدنى (قدس سره العزيز) وثبة المعروف باليانع الجنى معروف ح

واجازنى بها كلها مولانا الشيخ العارف بالله خليل احمد الانصارى صدر المدرسين بمظاہر علوم سہارنخوڑ، قدس سره العزيز وحضرة الافندى عبد الجليل براده المدنى، وحضرة السيد احمد البرزنجى مفتى

الشافعية بالمدينة المنورة وحضره الشيخ حسب الله المكي الشافعي وحضره الشيخ عبدالسلام مفتي الاحناف بالمدينة المنورة (قدس الله اسرارهم) واوصيه بتقوى الله تعالى سرا وعلانية وان يتبع السلف الصالحين من اهل السنة والجماعة وان لا ينساني ومشائخي الكرام عن دعواته الصالحة محمد ابنشر العلوم الدينية وادعو الله تعالى ان يوفقني واياه لما يحبه ويرضاه امين۔ تحریر افی العاشر من الربیع الثانی وانا الفقیر الی عفر الرؤف والا حد عبده المدعو تحسین احمد غفرلہ ولولدیہ ومشائخہ العفو الصمد،

۴۹۴۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور از ہر پاکستان ہے

مکتوب نمبر ۱۳۲ پر مرتب مکتوب شیخ الاسلام مولانا نجم الدین اصلاحی کا حاشیہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور، پاکستان کا جامعہ از ہر ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب اس کے مہتمم تھے جو تقسیم ہند تک متواتر سات سال دارالعلوم دیوبند میں اور نچی کتابوں کے استاذ رہ چکے ہیں۔ حضرت مدنی "قدس سرہ سے خصوصی نسبت کے علاوہ تلمذ اور ارادت کا رشتہ بھی تھا اسی وجہ سے حضرت کا تعلق دارالعلوم حقانیہ سے بڑھتا رہا اور دعائیں شامل رہیں۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت ہی تھوڑی مدت میں تقریباً ۴۰۰ طلباء فیضیاب ہو کر اپنے علمی فرائض میں مصروف ہیں اور تقریباً ۸۰۰ طلباء ہر سال دارالعلوم حقانیہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ ہر وہ شخص یاد رس گاہ جس کا کچھ بھی تعلق ہمارے حضرت مدنی "قدس سرہ سے تھا یا ہے، یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ انشاء اللہ اس کبریت احمر بزرگ کی نسبت اور دعائیں اس کے لئے مثر برکات ہوتی رہیں گی۔ دارالعلوم اکوڑہ کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انشاء اللہ حضرت کی دعائیں رنگ لائیں گی۔ دارالعلوم ترقی کرے گا۔ مولانا عبدالحق صاحب مہتمم کی خدمات دارالعلوم

کیلئے عملی دنیا میں بڑا وزن رکھتی ہیں۔ ہم مکتوبات شیخ الاسلام میں اس والا نامہ کو شامل کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ اور دارالعلوم کی ترقیات کیلئے دست بدعاء ہیں۔ (از نجم الدین اصلاحی مرتب)

مرتب معارف و حقائق احقر رشید الدین حمیدی کو الحمد للہ کئی مرتبہ دارالعلوم حقانیہ میں حاضری کی سعادت ملی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان کے جملہ اداروں میں جتنی جلدی دارالعلوم حقانیہ نے ہمہ جہتی ترقی کی وہ کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتی۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہ کی دعائے نیم شبی اور مولانا عبدالحق مرحوم کا اخلاص رنگ لایا۔ اللہم زد فرد۔ میں دارالعلوم حقانیہ کے موجودہ مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں

اب قارئین حضرات شیخ الاسلام قدس سرہ کا مکتوب نمبر ۱۲۲ ملاحظہ فرمائیں
محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۵، ۱۴ شعبان ۱۳۷۶ھ کے جلسہ دستار بندی اور دارالعلوم حقانیہ کی عمارت جدید کے افتتاح کے موقعہ پر بوجہ عدیم الفرستی اور ضعف پیرانہ سالی حاضری سے قاصر ہوں۔ اس قدر قلیل مدت میں آپ کے دارالعلوم حقانیہ کی موجودہ ترقی اس کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو دن و رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور اس کے علمی و عملی فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔ اس کے بانیین و معاونین اور مدرسین کی خدمات کو قبول فرما کر ان کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔ اور اس کے کارکنوں کو دولت اخلاص اور خوش عملی عطا فرمائے۔ آمین۔

نگہ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۸، رجب ۱۳۷۶ھ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۱۶)

۴۹۵۔ مولانا ارشد مدنی کے ختم قرآن کی خوشی میں دعوت

محترما! ہم اور آپ سب حضرات خواجہ تاش ہیں۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں عمر کی

بڑائی اور چھوٹائی کوئی موثر چیز نہیں۔ دعوات صالحہ کا میں بہت محتاج ہوں۔ مولانا عزیز گل صاحب اور آپ کی گڑ کی تجارت میں خسارہ کی خبر تعجب خیز بھی ہے اور انتہائی افسوس ناک بھی۔ اللہ تعالیٰ جبر مکافات فرمائے۔ آمین۔ ہم عاجزوں سے بجز خدمات دعا گوئی اور کیا ہو سکتا ہے۔ بحمد اللہ دارالعلوم میں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔ بالفعل طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۳ سو ہے دورہ میں اس وقت ڈیڑھ سو طالب علم ہیں، کوشش ہے کہ علاقہ پاکستان غربی کے طلباء کو بھی تا ایام اختتام درس یہاں آنے کی اجازت ہو جایا کرے امید ہے کہ اس میں کامیابی ہو جائے۔

ارشاد سلمہ نے تین چار دن ہوئے ہیں (یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ کو قرآن کا حفظ ختم کر لیا ہے۔ تقریب شکریہ میں آپ حضرات کا نہ ہونا موجب تأسف ہے۔ والسلام۔ نگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۹۳)

۴۹۶۔ عقد ثانی پر شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل
می گوئمت دعا و ثنا سے فرستمت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ جناب کا والا نامہ باعث سرفرازی ہوا تھا، جس میں صاحبزادہ کا عقد نکاح مولانا عزیز گل صاحب کی صاحبزادی سے ذکر فرمایا گیا۔ اس میں بہت خوشی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ آمین۔ جواب میں تاخیر کی وجہ میں سے دونوں حضرات سے شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء بھی تھی۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کس طرح سے وصول کیا جائے اسی طرح جناب کا عہدہ شیخ الحدیث پر فائز ہونا اور صحاح ستہ کی تعلیم دینا اور پھر ماشاء اللہ گرانقدر تنخواہ وصول کرنا، یہ امور بھی موجب مطالبہ دعوت ہائے لذیذہ ہیں۔ مگر کوئی طریقہ وصول یابی کا سمجھ میں نہیں آتا

اب دوسرا والا نامہ آیا۔ تاریخ لکھنے کی آپ کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے مضمون

کا حوالہ دینا پڑتا ہے۔ حضرت مہتمم صاحب اور ان کے بھائی دونوں بفضلہ تعالیٰ بخیریت پہنچ گئے۔ اور بخیریت ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۲ ص ۳۱۸)

۴۹۷۔ مولانا عبدالحق صاحب

نافع گل کو وفات سے ۲۴ دن پہلے لکھا ہوا خط

میں ماہ محرم الحرام سے وجع الفواد میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تقریباً نصف محرم سے آج تک کوئی سبق نہیں پڑھا سکا۔ معالجین کی طرف سے نقل و حرکت حتیٰ کی جمعہ و جماعت کی بھی ممانعت تھی۔ مگر اب مردانہ مکان میں جماعت خمسہ میں حاضری اور بعد عصر احباب سے ملاقات کی اجازت تقریباً دس پندرہ دن سے ہو گئی ہے۔ اس سے زیادہ چلنے کی اجازت نہیں ہے۔ سانس اکھڑ جاتا ہے۔ قلب اور سینہ پر نہایت ناگوار اثر پڑتا ہے۔ علاج اور پرہیز جاری ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ ڈاکٹری علاج جاری رہا۔ مایوس ہو کر یونانی علاج جاری کیا گیا۔ اس سے نفع ضرور ہے مگر نہایت تدریج سے، بہر حال آپ بزرگوں کی دعاؤں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۲ ص ۳۲۲)

۴۹۸۔ ۱۳۷۷ھ میں دارالعلوم دیوبند کا بجٹ اور تعداد طلبہ

بحمد اللہ دارالعلوم میں بخیر و عافیت ہے۔ اسی سال طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۴ سو ہیں۔ دورہ میں ۱۸۴ ہیں۔ سالانہ بجٹ سات لاکھ تک پہنچ گیا ہے۔ جلسہ دستار بندی کے لئے تحریکات جاری ہو رہی ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۲ ص ۳۲۲)

۴۹۹۔ زمانہ علالت کا لکھا ہوا مکتوب گرامی

یہ مکتوب گرامی جناب الحاج محمود عبد اللہ خان صاحب سیڈارانٹال ساؤتھ افریقہ کے نام ہے

محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔
والانانہ مورخہ ۹، اکتوبر ۱۹۵۷ء باعث سرفرازی ہوا۔ یاد فرمائی کا شکر گزار ہوں۔
رقم مرسلہ کا مزید شکریہ ادا کرتا ہوں، جزاکم اللہ خیر الجزاء،
محترماً! میری علالت غیر معمولی نہیں ہے۔ خصوصاً میرے جیسے شخص کیلئے جس نے
عمر کا بہت بڑا حصہ گزار لیا ہے۔ میں اس وقت عمر کا اکیاسیواں سال گزار رہا ہوں۔
اگرچہ ایام محض لہو و لعب غفلتوں اور معاصی وغیرہ میں گزر رہے ہیں۔

سودہ گشت از سجدہ راہ بتاں پیشا نیم
چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

تاہم اس عمر میں عموماً اعضاء میں کمزوری ہونی لازمی ہوتی ہے جس کی بنا پر
بیماریوں کا ظاہر ہونا طبعی بات ہے۔ مشہور مقولہ ہے ”پیری صد عیب چنیں گفتہ اند“ اس
لئے احباب اور عنایت فرماؤں کو ایسی خبروں پر کبھی فکر مند نہ ہونا چاہئے آپ
اور دوسرے احباب کی ہی دعاؤں کی ضرورت ہے جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے ہر قسم کی بھلائی کی امید ہے۔ یہاں آنے کا ہرگز خیال تک نہ فرمائیے۔ غائبانہ
دعا نہایت مؤثر ہوتی ہے۔ آپ نے جو تحفہ ارسال فرمایا ہے نہایت عظیم الشان احسان
ہے۔ مگر میرے محترم آپ کو معلوم ہے کہ دارالعلوم سے مجھ کو پانچ سو روپے سے زیادہ
تنخواہ ملتی ہے۔ اس لئے تمام ضروریات کا پورا ہو جانا۔ اور کسی قسم کی تنگ دستی پیش نہ آنا
ضروری ہے۔ اتنی بڑی تنخواہ ہمارے بزرگوں اور اساتذہ کو کبھی نہیں ملی تھی۔ مگر میں
ایسا سگ دنیا ہوں کہ جس کیلئے اس مقدار کو بھی آپ احباب کافی نہیں سمجھتے۔ بہر حال
انتہائی شکر گزاری کے ساتھ آپ کا یہ معزز تحفہ قبول کرتا ہوں دست بدعاء ہوں کہ اللہ
اسکے بدلے میں آپ کا دینی اور دنیاوی ہر قسم کا مقصد پورا فرمائے اور تعالیٰ اپنی رضا
اور خوشنودی سے نوازے۔ آمین۔ بحمد اللہ بیماری میں تدریجاً افاقہ ہو رہا ہے۔ اب

دو ماہ کے بعد ۲۰ ربیع الاول سے میں نے باہر نکلنا شروع کر دیا ہے۔ اگرچہ صرف عصر کے بعد سے مغرب کی نماز تک کے لیا بھی نکلتا ہوتا مگر انشاء اللہ عنقریب اس سے زیادہ تعداد لئے بھی ہوگا۔ چونکہ ابھی روزانہ قدرے اثر مرض کا ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسلئے احتیاط ضروری ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۳۰)

۵۰۰۔ عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت شمار کیجئے

آپ کو ذکر بارہ تسبیح کس نے بتایا ہے۔ کیا تفصیل ہے۔ کب سے کر رہے ہیں۔ اور اسکے آثار کیا ہیں۔ بواپسی ڈاک تحریر فرمائیے۔ تاکہ آئندہ کے لئے ذکر تجویز کرنے میں آسانی ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ ذکر میں کثرت اور دوام فرمائیے۔ ناغہ نہ ہونے دیجئے۔ دل لگا کر کیجئے۔ عمر عزیز کے لمحات کو ضائع ہونے سے بچائیے۔ اتباع سنت اور شریعت کا ہر قول و فعل میں خیال رکھئے۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۳۰)

۵۰۱۔ غائبانہ بیعت

میں نے سب حضرات کو بیعت کر لیا۔ اتباع شریعت کی تاکید کر دیں۔ آپ حج کر لیجئے۔ میرا خیال چھوڑ دیجئے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۳۰)

۵۰۲۔ مکتوبات کے مطالعہ کی اجازت

حضرت والا کے مکتوبات ۱۳۷۷ھ مرتب کردہ مولانا نجم الدین اصلاحی کی باقاعدہ اجازت چاہتا ہوں۔ تاکہ حق تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مکتوب گرامی نمبر ۱۲۹

اصلاحی صاحب کے مکاتیب مطالعہ کی اجازت ہے۔ مولوی صبغتہ اللہ صاحب

بختیاری سے، میں ان کے مودودی ہونے کی وجہ سے تعلق منقطع کر چکا۔ ان کے دام مودودیت میں نہ آئیں۔

نوٹ:- مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم میں مولانا صبغتہ اللہ صاحب کا توبہ نامہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مولانا موصوف کو جماعت اسلامی مودودی سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ غالباً حضرت قدس سرہ کے اسی والا نامہ کے بعد مولانا موصوف علیحدہ ہوئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۳۱)

۵۰۳۔ تبلیغی جماعت کی امداد کیلئے علماء کابل کے نام خط

بخدمت عالی جناب ذوالجہ والا کرام۔ مولانا فضل ربی و حضرات علماء کابل
لا زالت شمس فیوضکم و بد ورمعالیکم لامعة۔ امین
بعد ادائے مراسم اسلامیہ و سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ عرض آنکہ حاملین عریضہ ہمارے چند احباب خدمات عالیہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ انکا مقصد سیاسی اور ملکی نہیں ہے۔ بلکہ فقط خدمات دینیہ اور فرائض تبلیغیہ ادا کرنا اور مسلمانان افغانستان کو یاد دلانا ہے جن کو عام مسلمانوں نے بھلا دیا ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات ان کی امداد اور اعانت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی روانہ رکھیں گے۔ والسلام
نوٹ:- یہ اور اس طرح کے دوسرے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ تبلیغی جماعت کی سرپرستی کس درجہ میں فرماتے رہتے تھے۔ ۱۳۷۵ھ
(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۳۲)

۵۰۴۔ اصلی دینی خدمت کیا ہے؟

یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ مدرسہ سٹھلہ میں نہایت تندہی اور جانفشانی سے تعلیمی مشاغل انجام دیتے ہیں۔ میرے محترم اصلی دینی خدمت یہی ہے کہ

مسلمانوں کو دینی تعلیم دی جائے اور ان کو صحیح العقیدہ اور صحیح العمل بنایا جائے۔ یہ کام بچوں کے سدھارنے سے جس قدر مفید اور دیر پا ہوتا ہے وہ دوسرے طریقوں سے نہیں ہو سکتا۔ تنخواہ وغیرہ تو غیر ذرائع غیر مقصود ہیں۔ مقصد اصلی یہی ہے جو آپ انجام دے رہے ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ کی جفا کشیوں اور جدوجہد میں مزید ترقی ہوگی، کسی کی کسمندی اور کوتاہی کو پاس نہ پھٹکنے دیں گے۔ جملہ کارکنان حضرات اتفاق اور محبت سے رہیں گے۔ مقامی لوگوں سے کسی قسم کی لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آنے دیں گے۔ والسلام (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۳۵)

۵۰۵۔ دین کا پھیلانا اور لوگوں کی اصلاح کرنا

فرض کفایہ ہے

میرے محترم! بیوی اور بچوں کے حقوق آپ پر واجب ہیں۔ اسی طرح والدین ماجدین کے حقوق اور ان کی خدمت گزاری آپ پر فرض ہے ادھر دین کا پھیلانا اور لوگوں کی اصلاح کرنا بھی فرض ہے۔ مگر فرض کفایہ ہے۔ اس لئے جب آپ کو والدین ماجدین اور بیوی بچوں کی ضروریات سے فراغت ہو تو تبلیغی کاموں میں لگئے۔ اسی بنا پر تبلیغ کی اسکیم میں سال بھر کے تمام ایام لوگوں سے نہیں لئے جاتے بلکہ خالی اوقات یعنی سال میں ایک مہینہ یا پندرہ دن لیا جاتا ہے۔ والدین ماجدین کی خدمت گزاری میں ہرگز کوتاہی نہ کیجئے۔ ان کی دعائیں حاصل کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۳۶)

۵۰۶۔ کانگریس خالص ہندوؤں کی جماعت نہیں ہے

(۱) بیشک میں کانگریس کا حامی ہوں۔ کانگریس ملک کی مشترکہ جماعت ہے۔

اس لئے اس میں ملک کا ہر باشندہ ممبر ہے اور ہو سکتا ہے۔ ۱۸۸۵ء سے قائم ہے۔ ۸ یا ۹ صدر اس کے مسلمان ہو چکے ہیں۔ مسلم لیگ، خلاف کمیٹی، جمعیتہ علماء ۱۹۲۰ء سے برابر اس میں شریک ہو کر کام کرنے کی ہدایت کرتی رہی۔ یہ خالص ہندوؤں کی جماعت ہے ہندوؤں کی خالص جماعت مہاسبھا ہے۔ وہ صرف ہندوؤں کے حقوق کی ذمہ دار ہے۔ جس طرح میونسپلیٹی، ڈسٹرکٹ بورڈ، اسمبلی وغیرہ میں مسلمان ملکی حقوق کی حفاظت کیلئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کانگریس میں جانا اور تمام ملک کو انگریزوں سے آزاد کرانا اور اس کے لئے بقدر طاقت جنگ کرنا ضروری ہے۔ میں اس وقت اس کو افضل الجہاد سمجھتا ہوں۔

(۲) میں حضرت شیخ الہند کا ادنیٰ خادم اور ان کی رائے کا متبع ہوں۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے خیالات سے ان امور میں صرف میں ہی مخالف نہیں ہوں بلکہ حضرت شیخ الہندؒ بھی خلاف تھے خلافت کی تمام تحریک میں شیخ الہندؒ... شریک ہونا، جدوجہد کرنا ضروری اور واجب سمجھتے تھے۔ مولانا تھانوی اس کو فتنہ و فساد اور حرام سمجھتے رہے ہیں۔ میں حضرت شیخ الہندؒ کا ادنیٰ خادم اور ان کی رائے کا متبع ہوں۔ باوجود اس اختلاف کے میں مولانا تھانویؒ کا دشمن نہیں۔ ان کی بے ادبی نہیں کرتا۔ ان کو بڑا اور بزرگ جانتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ مولانا اس امر میں غلطی پر ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۳۷)

۵۰۷۔ روئے زمین پر اسلام کا سب سے بڑا
دشمن انگریز ہے

انگریز نے جس قدر اسلام کو برباد کیا ہے اور کر رہا ہے اور کرنے کی قوت رکھتا

ہے۔ دنیا بھر میں کسی قوم اور کسی ملک نے نہیں کیا، ہندو کی حیثیت اس کے مقابلے میں پہاڑ اور ذرہ جیسی ہے۔ اس لئے انگریز کی مدد اور اسکی حمایت کرنا کسی حال میں درست اور جائز نہیں۔ سخت حرام ہے۔ کانگریس میں شرکت کرنا ہندو کی حمایت نہیں بلکہ ایک مشترکہ مقصد میں ساتھ ہے۔ جس طرح ریل گاڑی کے ایک ڈبے میں بیٹھ کر ایک ہندو اور ایک مسلمان سفر کرتے ہیں۔ اسی طرح انگریزوں کی قوت کو ضعیف کرنا، ملک سے ان کا اقتدار گھٹانا اور نکالنا، اپنی قوم اور ملک کو آزاد کرنا جو ہندو قوم کا مقصد ہے، وہی مسلمان کا بھی ہے، وہی سکھ کا اور وہی پارسی کا بھی ہے۔ لہذا محاذ جنگ اور میدان عمل مشترک ہوگا۔ اس میں ایک کا دوسرے کی مدد کرنا نہیں بلکہ ہر ایک کا مشترک میدان میں اتر کر اپنے اپنے مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا فرض اولین ہے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرائیں۔

(۱) یہ دارالاسلام تھا، انگریزوں نے حملہ کر کے دارالحرب بنایا۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ ان کو نکالیں۔

(۲) مسلمانوں کو غیر مسلموں کی رعایا بن کر نہ رہنا چاہئے۔ لَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا. (القران)

(۳) مسلمان بادشاہوں کو قتل کر کے انہوں نے اس ملک پر غاصبانہ قبضہ کیا۔

(۴) ہندوستان کی فوجوں، خزانوں اور ہتھیاروں سے تمام ممالک اسلامیہ کو برباد کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو ہر جگہ قتل کیا گیا۔

(۵) ہندوستان میں مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو اور دین کو برباد کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارے غیر مسلم پڑوسیوں کو مسلمانوں پر جس طرح اپنی حفاظت فرض ہے۔ اسی طرح پڑوسیوں کی بھی خبر گیری اور ہمدردی ضروری ہے۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۳۹)

۵۰۸۔ ہندوؤں کو انگریز نے ہمارا دشمن بنادیا

ہندو اگر جنگ آزادی لڑ رہا ہے تو محض ملکی ضروریات کی بنا پر، مگر ہمارے لئے تو ملک دین، سیاست، فقر و فاقہ وغیرہ سب اسی کے متقاضی ہیں۔ ہندو اگر ہمارا خون چوسنا چاہتا ہے تو انگریز تقریباً تین سو برس سے ہمارا خون چوس رہا ہے۔ اور ہر طرح سے ہر ملک میں فتنہ کرنے کے باوجود آج بھی اس کو چین نہیں ہے آف بھی وہ ہم کو فلسطین اور سرحد میں قتل و غارت کر رہا ہے۔ ہندوؤں کو بھی اس نے ہمارا دشمن بنایا۔ انگریزوں سے پہلے ہندوستان میں اس قدر مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرت نہ تھی۔ تاریخ اور واقعات اس کے شاہد ہیں..... مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ آج اگر کوئی ان کے سب سے بڑے دشمن کو شکست دیتا ہو تو اس کے ساتھ ہو کر اس دشمن کو اور اسکی قوت کو دنیا سے مٹا دیں آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے سب سے بڑی عبادت الہی یہی ہے کہ سب سے بڑے دشمن اسلام کے مٹانے میں جس قدر بھی ممکن ہو حصہ لیا جائے۔ قرآن میں ہے قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ (الایہ) قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً. (الایہ)

میں پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خبردار انگریزوں کی ادنیٰ درجہ کی بھی حمایت اور خیر خواہی نہ کیجئے۔ یہ دنیا و آخرت کا وبال ہے جس قدر ممکن ہو مسلمانوں میں اتحاد و تنظیم قائم کیجئے۔ اور برطانیہ کی قوت کو برباد کرنے کی تدبیر کیجئے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۲ ص ۳۴۰)

۵۰۹۔ جو مصارف میری طلب پر ہوں ان کا لینا یقیناً ضروری ہے

نوٹ:- یہ مکتوب گرامی جناب مولانا اسد اللہ صاحب بگرامی ضلع بلند شہر کے نام ہے۔ نئی جیل الہ آباد سے لکھا گیا ہے۔

مرسلہ اشیاء حسب تحریر پہونچ گئیں۔ سفٹروں اور انار کے پہونچنے کا مزید شکریہ۔ آپ نے نہ صرف ان میوہ جات پر صرف فرمایا ہے بلکہ آمدورفت بھی زیر بار ہوئے ہیں۔ اس لئے میری استدعا ہے کہ مالی بار آپ نہ اٹھائیں۔ صرف جسمانی تکلیف فرمائی پر اکتفاء کریں۔ جو خرچہ آمدورفت میں ہوا ہے اور مصارف ان میوہ جات پر بڑے ہیں، ان کو بلا کم و کاست قاری اصغر علی صاحب دیوبند کو لکھ کر وصول فرمائیں، ان کے پاس میرا حساب ہے اور روپے موجود ہیں۔ جو چیز اور مصارف میری طلب پر ہوں انکا لینا یقیناً ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے نہایت اخلاص اور ہمدردی سے یہ احسان فرمایا ہے۔ مگر قاعدہ ہے کہ طلب پر جو خرچ ہو اس کو ضرور وصول کیا جائے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۴۶)

۵۱۰۔ جیل میں ملاقات کا قاعدہ

توکل حسین صاحب کی ملاقات اسپیشل تھی، انکو معلوم تھا کہ اب باقاعدہ مہینہ میں ایک ملاقات ہو سکتی ہے لیکن باقاعدہ دریافت نہیں کیا گیا کہ فلاں شخص ملنا چاہتا ہے تو بھی اس کو چاہتا ہے یا نہیں۔ بوقت ملاقات میں نے آفس جیل کا نمبر ا کے جیلر سے احتجاج کیا اور کہا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں نہیں۔ میں اپنے لڑکے اور بھتیجے کو لکھ چکا ہوں وہ آئیں گے، تو خالی جائیں گے اور بہت زیر بار ہوں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ اسپیشل ملاقات ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ان سے بھی ملاقات ہو جائے۔ اسلئے آپ ان کو لکھ دیجئے کہ اگر فرصت ہو تو اسعد (مولانا اسعد مدنی) مولوی فضل الرحمن (برادر نسبتی)، مولوی حمید الدین (بھانجے، سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند) اور اگر ریحانہ (بڑی صاحبزادی مرحومہ) کی صحت اور قوت مساعد ہو تو وہ بھی آجائیں۔ دس بجے صبح سے گیارہ بجے کے اندر اندر جیل کے دروازہ پر پہونچ کر ملاقات کی عرضی دیں۔ اور اس میں یہ ظاہر کریں کہ ہم فلاں شخص کے رشتہ دار ہیں۔

اور ہمارا یہ رشتہ ہے۔ اس لئے حسب قانون ہماری ملاقات ہونی چاہئے۔ مولوی حمید بھانجے ہونے کے علاوہ دوسرے رشتوں کو بھی ذکر کریں۔ اور یہ عرضی اندرون دروازہ پر کانسٹیبل ہو اس کو دیدیں۔ وہ حسب ضابطہ کاروائی کرے گا۔ میں اس سے کہدوں گا۔ اور اگر کوئی افسریہ کہے کہ اس کی ملاقات تو کل حسین سے ہو چکی ہے تو یہ کہدیں کہ وہ تو اسپیشل ملاقات تھی۔ وہ بغیر بلائے قریب سے آئے تھے۔ ہم تو بلائے ہوئے دور دور سے آئے ہیں۔ آپ خود (حسین احمد) سے دریافت کر لیں۔ اور اگر اس پر بھی کوئی چوں و چرا کرے تو کہدیں کہ آپ آفس جیلر سے دریافت کر لیں۔ (میں ان سے تذکرہ کر چکا ہوں) اور اگر اس پر بھی کچھ چوں و چرا ہو تو کہیں کہ اب تو ہم آگئے ہیں۔ اور بہت خرچ کر کے آئے ہیں اب ملاقات اگلے مہینہ کجساب میں کروادیتجئے اس مہینہ میں کوئی ملاقات مت کرائیے گا۔ انشاء اللہ ملاقات ہو جائیگی۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۳۷)

۵۱۱۔ آپ کا رمضان کیلئے مبارکپور میں قیام کا حکم فرمانا

عجائب میں سے ہے

نوٹ:- یہ مکتوب گرامی مولانا عبدالرشید صاحب مجاز حضرت مدنی (مبارک پور بہار) کے نام ہے

آسام سے واپسی پر جو سلسلہ بیماری کا منو سے شروع ہوا تھا وہ اب تک چلا آ رہا ہے۔ اب سفر مدراس میں وجع الفواد کی طرف بدل گیا ہے مدراس سے واپسی کے بعد سے اسی کے ڈاکٹری پھر یونانی علاج میں مبتلا ہوں۔ تعلیم و تدریس، آمد و رفت وغیرہ سب بند ہے۔ تقریباً ڈیڑھ مہینہ ڈاکٹری علاج رہا۔ اس سے نفع نہ ہونے کی بنا پر یونانی علاج شروع کیا گیا۔ اب وہی چل رہا ہے۔ متعدد حاملوں کی تشخیص سے یہ بھی معلوم

ہوا کہ سحر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ازالہ سحر کا عمل بھی جاری ہے۔ بحمد اللہ نفع ظاہر ہو رہا ہے۔ کل ۲۰ ربیع الاول سے باہر بھی آنا شروع کر دیا ہے۔ مگر صرف باہر کے صحن تک جہاں عصر کے بعد بیٹھا کرتا ہوں۔ مسجد نہیں جاسکتا۔ امید قوی ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ہفتہ، عشرہ میں اس کی بھی طاقت اور اجازت ہو جائے گی۔ تقریباً دو ماہ نقل و حرکت بالکل بند رہی۔ معالجین کا سخت تقاضا اور اصرار یہی تھا اور ہے وہ کہتے ہیں کہ اس مرض کا علاج یہی ہے کہ مکمل آرام کیا جائے۔ کسی قسم کی حرکت جسمی بلکہ ذہنی بھی عمل میں نہ لائی جائے۔ اور نہ لوگوں سے زیادہ گفتگو کی جائے۔ دوائیں اور پریہیز جاری ہے۔ تعلیمی حرج کی وجہ سے مولانا فخر الدین صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد) سے عرض کیا گیا۔ موصوف نے زحمت فرمائی۔ اور ایک ماہ کی رخصت لے کر دیوبند تشریف لے آئے۔ اب وہی بخاری شریف دونوں جلد پڑھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید قوی ہے کہ ماہ ربیع الثانی کے اوائل میں اس قابل ہو جاؤں گا کہ دروس متعلقہ کو انجام دے سکوں۔

آپ کا رمضان المبارک کیلئے مبارک پور بہار کا حکم فرمانا عجائب میں سے ہے۔ اب اس مرض کے بعد اولاً کسی دوسری جگہ کا قصد ہی غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی تو اہل گجرات و سورت وغیرہ اور اہل بانسکنڈی آسام سب سے زیادہ مقدم ہیں۔ اور سب سے تقدم تو ٹانڈہ (فیض آباد) کو ہے۔ مکان کی اصلاح اور آبادی وہاں کے رہنے والے پر موقوف ہے۔ وہاں دور کے مہمانوں کیلئے بھی مسافت متوسطہ ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۵۰)

۵۱۲۔ مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغ کے وصال پر تعزیتی خط

نوٹ:- یہ مکتوب گرامی بانی تبلیغ مولانا محمد الیاس صاحب مرحوم کی تعزیت کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بستی حضرت نظام الدین دہلی کے نام ہے۔

وَمَا كَانَ قِيَاسُ هَلَاكِهِ هَلَاكُ وَاحِدٍ
وَلَكِنَّهُ بَنِيَانٌ قَوْمٌ تَهْدِمُهُ
میرے عزیز محترمی، سلمکم اللہ علی اعلیٰ درجات الرضوان والقرب آمین۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب کہ میرا قلب ان آرزوؤں اور امیدوں سے بھرا ہوا تھا، جن کو میں مولانا محمد الیاس صاحب کی ملاقات سے حاصل کرنے کا شرف حاصل کرتا۔ اور احوال حاضرہ ان کی تقریب کی خوشخبری دے رہے تھے۔ ناگاہ اخبار انصاری نے یکا یک مایوسی اور حزن و ملال سے مبدل کر دیا۔ دل پر سخت چوٹ لگی۔ یقیناً مولانا کیلئے تو شادمانی کا سامان ہے۔ الموت جسر یوصل الحبيب الی الحبيب، ان اولیاء اللہ لا یموتون بل من دار الی دار ینقلون۔ آج مرحوم کیلئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا سماں ہے۔ جو کہ فرماتے ہیں۔ غدا نلقى الحجة محمدًا۔ مگر ہم ناکاروں کیلئے ایسے ظلِ رحمانی کا اٹھ جانا سخت سے سخت جانکاہی کا موجب ہے۔ جب کہ ہم اجانب اور دور افتادوں کا یہ حال ہے تو مرحوم کے متوسلین اور خصوصی اعزہ و ابشال کا کیا نہ ہوگا۔ مگر میرے عزیز حضرات: ہم کو ہر قدم پر قرآنی ہدایات اور سنن نبوی اور اسلاف کرام رحمہم اللہ کے طریق کا اتباع کرنا اشد ضروری ہے۔ قدر کی آنکھیں ہم سے اسی کی طلبگار ہیں۔ وَنَبَلُّوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً، وَلَنَبَلُّوْكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ (الایہ)

مجھے قوی امید ہے کہ آپ اور دوسرے اعزہ و احباب اس امتحان میں نہ صرف پاس ہوں گے بلکہ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کریں گے۔ مرحوم ہمارے درمیان میں ودائعِ خداوندیہ میں عزیز ترین ودیعت تھے۔ مالک نے ہم سے واپس لے لیا۔ اس لئے شکر یہ کاموقع ہے نہ کہ حزن و ملال کا۔

وَمَالُ الْمَمَالِ وَالْأَهْلُ وَالْأَوْدِيَّةُ
وَلَا بَدِيٍّ وَمَا أَنْ تَرْدَ الْوَدَائِعُ

میرے عزیزو! اگرچہ ہمارے اسلاف کرام نے منہاج قدیم پہلے سے مشعل کے طور پر مہیا کر دیا تھا۔ مگر مرحوم نے اس کی تجدید اور بہترین تجدید کر دی ہے۔ ہماری جدوجہد اور نصب العین وہی ہونا چاہئے۔ اور آپکو بعزم راسخ تہد الجبال میدان میں ڈٹے رہنا چاہئے۔ اور نعم الخلف کا طرہ امتیاز حاصل رہنا چاہئے۔ فَمَا وَهَنُوا لَمَّا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا سْتَكَانُوا۔ کا مظاہرہ قول و عمل سے ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا کچھ عرض کرنا حکمت بلقمان آموختیں و مشعل بافتاب نمودن کے مرادف ہے۔ اور ممکن ہے کہ خدا بارگاہ کونا گوار خاطر بھی گزرے مگر حسب ارشاد و ذکر فان الذکری تنفع المومنین تذکیر کی جسارت کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب) ادام اللہ ظلہ علینا اور اہلیہ محترمہ اور دیگر اعزہ و احباب کی خدمت عالیہ میں بھی تاکید صبر و شکر مع سلام اور استدعاء دعوات صالحہ پہونچادیں۔ عظم اللہ اجرکم و غفر ذنوبکم و خلف علیکم بنخیر، آمین۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۵۴)

۵۱۳۔ آپکے زیر سایہ سنیوں کو پھولنے پھلنے کا موقع ملے گا

نوٹ:- یہ والا نامہ جناب مسٹر رحمان بخش قادری اسپیشل ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے نام ہے جو مدح صحابہ انجمنیٹیشن کے زمانہ میں تحریر فرمایا گیا تھا۔

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف مجھ کو سخت افسوس ہے کہ لکھنؤ سے روانگی کے وقت حاضری اور اداء واجبات تشکر کا موقع نہ مل سکا۔ آنجناب کی تمام جماعت (لوکل اتھارٹیز) نے جس شرافت

اور انسانیت کا مظاہرہ ایام سول نافرمانی میں کیا ہے اور مدح صحابہ کے سلسلہ میں جس ہمدردی اور اعانت کا ثبوت دیا ہے۔ ہم سب اہل سنت والجماعت تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں اور دست بدعاء ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو فائز المرام فرمائے۔ آمین

آنجناب کے کریمانہ جذبات اور اعلیٰ کریکٹر سے آئندہ بھی قوی امیدیں وابستہ ہیں اور ہم کو نہایت زیادہ امید ہے کہ ان تسلیم شدہ حقوق کی مثال سابق آئندہ کبھی پامالی نہ ہوگی۔ مسلمانوں کو ان کے استعمال کا موقعہ برابر ملتا رہے گا۔ بالخصوص پبلک جلسوں کی آزادی میں کبھی بھی کسی قسم کی رکاوٹ حائل نہ ہوگی۔ اور آپ کے زیر سایہ سنیوں کو پھولنے اور پھلنے کا موقعہ ملتا رہے گا۔ پھر میں مزید ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوا رخصت ہوتا ہوں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۵۵)

۵۱۴۔ جس قدر ممکن ہو

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کا ورد رکھئے

جو حالت ملک میں بے اطمینانی اور اضطراب وغیرہ کی پیش آرہی ہے، سب ہی جگہ درپیش ہے۔ قضاء و قدر کی کارساز یوں میں کیا چارہ ہے۔ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ۔ بجز صبر و استقلال التوجه التضرع الی اللہ چارہ ہی کیا ہے۔ جس قدر ہو حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کا ورد رکھئے۔ اور لوگوں میں ثبات علی الدین اور صبر و استقلال کی تلقین کرتے رہئے۔

اذا اشتد بك البلوى ففكر في الم نشرح

فعسر بين يسرين اذا فكرته فافرح

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۵۶)

۵۱۵۔ نہایت عاجزی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں

نوٹ:- یہ مکتوب حسن میاں فقیہ داؤد بنونی ساؤتھ افریقہ کے نام ہے

محترم المقام، زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

نہایت نرمی اور حکمت عملی سے تبلیغ کریں۔ لوگوں کو راہ راست پر لائیں۔ دین اسی طرح پھیلا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح پر بھی توجہ کرتے رہیں۔ وہاں کے ماحول سے خود متاثر نہ ہوں۔ اپنے ماحول سے دوسروں کو متاثر کریں۔ حیات مستعار کو غنیمت سمجھیں۔ زندگی کا ہر لمحہ خدا کی یاد اور دین کی خدمت میں صرف کریں۔ موت اور مابعد الموت کے احوال پیش نظر رکھیں۔ جس قدر معلومات حاصل ہوں دوسروں کو بتائیں جن کو کلمہ نہ آتا ہو ان کو صحیح طور پر کلمہ اور اس کے معنی بتائیں۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۵۷)

۵۱۶۔ والدین اگر غیر مسلم ہوں تو انکی

خدمت گزاری ضروری ہے

میں اس وقت سفر میں ہوں۔ لاہور اور سہانپور کے درمیان گاڑی چل رہی ہے۔ ایسے ہی اوقات میں فرصت ملتی ہے۔ یکم ربیع الثانی کا والا نامہ سامنے ہے۔ والدین کی اطاعت اس چیز میں واجب ہے جو کہ از قسم معصیت نہ ہو۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، نیز والدین اگر غیر مسلم ہوں تو ان کی خدمت گزاری،، اور حسن معاشرت ضروری ہے۔ وَإِنْ جَاهِدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِبِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا، اگر بیٹے کی طبیعت کے خلاف زوجہ کو طلاق کا حکم کر دیں تو بیٹے کو زوجہ کو طلاق دیدینا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد بن اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتقال امر کا حکم دیا۔ بہر حال مکہ اور منہج میں والدین کو راضی رکھنا اور خدمت کرنا ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۵۸)

۵۱۷۔ پروپیگنڈا۔ مولانا مدنی جمعیت علماء ہند سے بیزار ہیں

برادران اسلام صوبہ گجرات و ضلع سورت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ صوبہ گجرات اور ضلع سورت میں یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ (حسین احمد) جمعیت علماء ہند سے بیزار اور علیحدہ ہو چکا ہے۔ اسلئے میں آپ بھائیوں سے عرض رسا ہوں کہ اس پروپیگنڈے میں ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں ہے۔ میں آج بھی جمعیت علماء ہند کا ممبر ہوں جیسا کہ مالٹا کی واپسی کے بعد تھا۔ اور ویسا ہی جمعیت کا خادم ہوں، جیسا کہ سالہا سال سے چلا آ رہا ہوں۔ میں حسب ضرورت و طاقت جمعیت علماء ہند کی خدمات انجام دے رہا ہوں اور مسلمانان ہند کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ فرد افراد جمعیت علماء ہند کے ممبر بنیں اور اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو تقویت اور بہبودی کا ذریعہ ہوں۔ موجودہ احوال اور دور حاضر میں بجز اس کے مسلمانوں کی مشکلات حل کرنے کا دوسرا راستہ بظاہر احوال نظر نہیں آتا۔ اس لئے سب حضرات کو اس بارے میں زیادہ سے زیادہ شریک ہونا اور تعاون کرنا از بس ضروری ہے۔ یہ عظیم الشان دینی خدمت ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۵۹)

۵۱۸۔ مہمان خانہ میں بنجوقتہ جماعت

اگرچہ میرا مرض بھی زائل نہیں ہوا ہے مگر تخفیف ضرور ہے۔ روزانہ نقل و حرکت پر سانس چڑھ جاتی ہے۔ آپ حضرات کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا سخت

محتاج ہوں۔ مسجد میں نماز باجماعت کیلئے جانا شروع کیا تھا۔ مولچین نے سانس چڑھا دیکھا تو منع کر دیا اور بہ تاکید کہا، کہ مہمانخانہ ہی میں بنجوقتہ جماعت کر لیا کریں۔ چنانچہ اسی پر عمل ہے۔ علاج اور پرہیز جاری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۶۰)

۵۱۹۔ آپ کے مدرسہ کا دستور دیکھا

آپ کے مدرسہ کا تفصیلی خاکہ اور دستور دیکھا۔ بعض چیزوں میں الجھن بھی پیش آئی۔ مگر اتنی دور سے کس طرح گفت و شنید ہو سکتی ہے۔ اگر زندگی رہی اور اجتماع کی نوبت آئی تو دیکھا جائیگا۔ ماشاء اللہ عمدہ طریقہ سے مدرسہ ترقی کر رہا ہے۔ اللہم زد و فزد (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۳۶۰)

۵۲۰۔ ملاقات کا ہرگز قصد نہ کریں

نوٹ یہ مکتوب گرامی مولانا قاضی زاہد الحسنی ٹمس آباد انک پاکستان کو ۲۲ جولائی ۱۹۴۲ء کو مراد آباد جیل سے لکھا گیا

میں بخیر و عافیت اور نہایت خوش و خرم ہوں۔ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں۔ اب ۲۳ جولائی کو بحث اور ۲۵ کو فیصلہ ہوگا۔

میرے محترم! لوازم عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اسکی مرضی کا نہ صرف تابع بلکہ اس پر خوش بھی رہے۔ اور منازل عشق میں تو اس کی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور مقصود بالذات ہونی چاہئے۔ پھر اس قلق اور اضطراب کے کیا معنی؟ عالم اسباب میں فرما دیا گیا۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل ثم الامثل۔ آپ پر لازم ہے کہ اگر مجھ پر کوئی آثار قلق و اضطراب کے ظاہر ہوتے ہیں تو مجھ کو نہ صرف صبر بلکہ شکر کی تلقین کرتے من یرد اللہ بہ خیر ایصیب منه

یاد دلاتے مگر آپ خود اگلے مضطرب نظر آتے ہیں۔ ملاقات کا ہرگز قصد نہ فرمائیں۔ ہفتہ میں ملاقات ہوتی ہے۔ مگر صرف تین آدمیوں سے بیس منٹ کا وقت مقرر ہے۔ اور ہر ملاقات پر بہت سے آدمی آ جاتے ہیں۔ اس لئے بہت سے احباب کو بغیر ملاقات کے واپس ہونا پڑتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۶۱)

۵۲۱۔ شیخ الاسلام کا ایفاء عہد

آپ کے ارشاد کے بموجب انشاء اللہ جب بھی اعظم گڑھ آنا ہوگا۔ آپ کے یہاں بھی حاضری دیا کروں گا۔ چاہے چند منٹ یا چند گھنٹے ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔ میں عدیم القریٰ بہت ہوں۔

نوٹ:- حضرت رحمۃ اللہ علیہ تا وصال وعدہ کا ایفاء فرماتے رہے بعض مرتبہ تو اچانک رات کے چار بجے تشریف لے آئے اور چائے سے فارغ ہو کر واپس ہو گئے۔ جس سے اپنی نادانی پر بڑا افسوس ہوا کہ ناحق اصرار کیا۔ اصلاحی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۷۰)

۵۲۲۔ تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہے

تعجب ہے کہ آپ معاف نہیں فرماتے۔ تدریس اور جلسے دونوں کا جمع کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ مگر چونکہ آپ کا نادر شاہی حکم ہے۔ انشاء اللہ ۹ مارچ کو حاضر ہوں گا۔ غازی پور میں ۶، ۷، ۸ مارچ کو مدرسہ دینیہ کا جلسہ ہے۔ اس میں شرکت کا وعدہ کر چکا ہوں۔ وہاں سے فارغ ہو کر حاضری کا شرف حاصل کروں گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴ ص ۳۷۰)

۵۲۳۔ ”ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر“

اگرچہ دوسری جگہ کے پروگرام میں تغیر کرنا پڑتا ہے۔ مگر انشاء اللہ امتثال حکم کیا جائے گا۔ بہتر ہے آپ دس گیارہ مارچ ہی رکھ لیں۔

مولانا محمد طیب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) بھی اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ ان کا والا نامہ پہونچا ہوگا۔ میرے لئے سفر خرچ مت بھیجئے گا بوقت حاضری حساب کر لیا جائے گا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۳۷۱)

۵۲۴۔ صوبہ کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت

میں دیوبند سے ۳ جولائی کی شام کو بخاری شریف ختم کر دینے کے بعد معہ متعلقین ٹانڈہ کے لئے روانہ ہوا۔ ۴ جولائی کی شام کو صوبہ کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کیلئے لکھنؤ رکنا پڑا۔ ۷ جولائی کو ٹانڈہ پہونچا۔ مولانا مسعود علی صاحب ندوی اور مولانا سید سلیمان ندوی بھی اسی گاڑی میں ہمراہ تھے۔ جو کہ اعظم گڑھ جارہے تھے۔ مجھ کو خیال تھا کہ ان حضرات کے ذریعہ آپ کو میرے ٹانڈہ پہونچنے کا علم ہو گیا ہوگا۔ مگر آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ ابھی تک آپ کو علم نہیں ہوا۔ اس لئے یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ ۵، ۶ شوال تک یہاں مقیم رہوں گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج-۴ ص ۳۷۱)

۵۲۵۔ میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا

نوٹ:- حضرت والا کا ٹانڈہ (ضلع فیض آباد) سے بلانے کا تار پہونچا۔ حاضر ہوا پھر چلا آیا۔ نہ سفر طویل نہ اتنے کیلئے کوئی مجبوری آمد رفت میں بفر اغت پانچ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ مگر اس ناچیز پر غیر معمولی شفقت کا تھوڑا سا اندازہ اس مکتوب گرامی سے ہو جاتا ہے۔ نہ جانے حضرت نے ہم جیسوں کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا۔ جو تھوڑے سے باہر ہے۔ یہ ناچیز تو انہیں کا آزاد کردہ غلام ہے۔ اصلاحی

اب مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

آپ میرے تار پر ٹانڈہ تشریف لائے۔ میں سفر خرچ دینا بھول گیا تھا۔ اس لئے یہ بیس روپے ارسال ہیں۔ قبول فرما کر ممنون فرمائیے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۴ ص ۳۸۴)

۵۲۶۔ حکومت ہند کی طرف سے سو روپے ماہوار کا وظیفہ

نوٹ:- یہ مکتوب مولانا نجم الدین اصلاحی کے نام ہے

۹ محرم مطابق ۶، اگست کا والانا مہ ملا۔ جس سے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ حکومت ہند نے آپ کیلئے مبلغ سو روپے کا وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ مبارک ہو۔ اسعد اور جملہ خدام سلام عرض کرتے ہیں

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ ۴ ص ۳۸۴)

الحمد للہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم کے حقائق و معارف

۱۸۔ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ مطابق ۶، دسمبر ۱۹۹۳ء کو

بعد نماز مغرب تمام ہوئے۔ فالحمد علی ذلک۔

تذکرۃ الحبيب

صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری

نشر الطیب

ذکر النبی الحبيب

لین

حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

کاوش

حضرت مولانا ارشد احمد صاحب فاروقی
استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

زمزم پبلشرز

نزد مقہرین مسجد اردو بازار کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

اعیان الحجاج

تاریخ اسلام کے بلند پایہ
حجاج کے حالات و واقعات

تالیف
مُحَمَّدِ عَمِلِیْلِ حَضْرَتِ مَوْلَانَا حَبِیْبُ الرَّحْمَنِ الْعَظَمِی
نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُ

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی
فون ۷۷۲۵۶۷۳

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن

اغلاط العوام

یعنی
عوام میں مشہور غلط مسائل

خصوصیات

• معتبر علماء کی تحقیقی نظر اور عرق ریزی کا ثمرہ۔ • عقائد و اعمال اور عبادات و معاملات میں افراط و تفریط سے محفوظ صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے بہترین راہنمائی اصولوں پر مشتمل۔

تصنیف لطیف

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحبہا نقوی مدظلہ العالی

جدید اضافہ و نثرانی

مسح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب قتب سہ (خلیفہ حضرت نقوی)

ترتیب جدید و عوامی

مولانا مہربان علی بڑوٹوی

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد۔ اردو بازار۔ کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

اخلاق سلف

اُردو ترجمہ

تنبیہ المعتبرین

للقطب الريانی ابی المواہب الشیخ عبدالوہاب بن أحمد السمرانی رحمہ اللہ

ترجمہ و تاحیص

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتابگرھی رحمہ اللہ

سلف صالحین کے رُوح پرور واقعات کا نادر مجموعہ
نیکی کا راستہ تلاش کرنے والوں کیلئے بہترین زادِ راہ
اللہ تعالیٰ کی محبت حصول کے آسان طریقوں کا انتخاب
نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کی مفید تدابیر
معاملات و معاشرت سے متعلق رہنما اصول
دل کی سختی کو دور کرنے کے لئے مجرب



زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اُردو بازار - کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

اصلاحی مقالات

مولانا محمد عاشق ^{رحمۃ اللہ علیہ} الہامی پبلشرز، مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ

اس مجموعہ میں

مولانا موصوف کے تیس مقالات جمع کئے گئے ہیں جو مختلف ماہناموں میں شائع ہوئے ہیں جن میں مسئلہ کو مخاطب کر کے صلاح و فلاح کی طرف متوجہ کیا ہے اور دعوت دی ہے کہ اسلام کو پوری طرح اپنائیں

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد - اردو بازار - کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳